بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطباتِ عارفی

عارف باللہ

حضرت ڈاکٹر محمد عبدالحی عارفی رحمہ اللہ

کی مجالس و خطبات جس کا ہر جملہ
اصلاح نفس واخلاق کا تریاق ہے

حمد باری تعالیٰ

محو ہوں لطف ناز میں تیرے ۔۔۔ گم ہوں راز و نیاز میں تیرے

کتنا عالم فریب عالم ہے ۔۔۔ حسن عالم طراز میں تیرے

یہ فسون نظر، معاذ اللہ ۔۔۔ جلوہ پردہ ساز میں تیرے

چشم نظارہ محو حیرت ہے ۔۔۔ حسن نیرنگ ساز میں تیرے

شان تسخیر عالم جاں ہے ۔۔۔ التفات مجاز میں تیرے

بے نیازی ہی بے نیازی ہے ۔۔۔ لطف بندہ نواز میں تیرے

اپنی ہستی مٹا چکا ہوں میں ۔۔۔ عش ہستی نواز میں تیرے

عارفی بھی ہے ایک کشتہ ناز ۔۔۔ عرصہ ترکتاز میں تیرے

(عارف باللہ حضرت ڈاکٹر عبدالحئی عارفی رحمہ اللہ)

(جدید اضافہ شدہ ایڈیشن)

مع ملفوظاتِ عارفی

از

عارف باللہ

حضرت ڈاکٹر محمد عبد الحی عارفی رحمہ اللہ

کی مجالس و خطبات جس کا ہر جملہ
اصلاح نفس و اخلاق کا تریاق ہے

مرتب

محمد اسحٰق ملتانی
(مدیر ماہنامہ "محاسن اسلام" ملتان)

ادارۂ تالیفاتِ اشرفیہ
چوک فوارہ ملتان پاکستان
(061-4540513-4519240

خطباتِ عارفی

تاریخ اشاعت..................محرم الحرام ۱۴۳۰ھ
ناشر...........................ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان
طباعت.....................سلامت اقبال پریس ملتان

انتباہ

قارئین سے گذارش

ادارہ کی حتی الامکان کوشش ہوتی ہے کہ پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمدللہ اس کام کیلئے ادارہ میں علماء کی ایک جماعت موجود رہتی ہے۔ پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو برائے مہربانی مطلع فرما کر ممنون فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں درست ہو سکے۔ جزاکم اللہ

ملنے کے پتے

ادارہ تالیفات اشرفیہ.....چوک فوارہ.....ملتان
مکتبہ الفاروق مصریال روڈ چوہڑ پال راولپنڈی
ادارہ اسلامیات.........انارکلی.........لاہور
دارالاشاعت.......اُردو بازار..........کراچی
مکتبہ سید احمد شہید.......اردو بازار.....لاہور
مکتبہ القرآن.......بنوری ٹاؤن...... کراچی
مکتبہ رحمانیہ........اُردو بازار .... لاہور
مکتبہ دارالاخلاص....قصہ خوانی بازار.....پشاور

ISLAMIC EDUCATIONAL TRUST U.K
(ISLAMIC BOOKS CENTERE
119-121 HALLIWELL ROAD
BOLTON BL1 3NE. (U.K.)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرضِ مرتب

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کے ممتاز خلفاء میں سے عارف باللہ حضرت ڈاکٹر عبدالحیٔ عارفی رحمہ اللہ کی بابرکت شخصیت محتاج تعارف نہیں۔ آپ کی مبارک مجالس، مواعظ اور ملفوظات و مقالات سے ہزاروں نفوس نے استفادہ کیا اور آپ کی بابرکت ذات سے عوام و خواص میں سے بیسیوں خوش نصیب حضرات نے ظاہر و باطن کی اصلاح کا فریضہ ادا کیا۔ آپ کی مجالس اور ملفوظات میں جو چیز اہم اور عمومی نظر آتی ہے وہ یہ کہ کوئی شخص کتنا ہی پریشان اور مصائب و معاصی میں جکڑا ہوا ہو۔ آپ کی چند لمحہ کی صحبت سے نئی زندگی اور خوشگوار دینی انقلاب محسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور جمال کو آپ ایسے پراثر پیرائے میں ذکر فرماتے کہ مایوس ترین شخص بھی رحمت خداوندی کی امید کرتے ہوئے اپنی اصلاح کی طرف متوجہ ہو جاتا۔ اس خصوصیت کے پیش نظر آج کی سسکتی انسانیت اسی چیز کی محتاج ہے کہ انہیں مغفرت و رحمت کے تذکرہ سے امید حیات دلائی جائے جو جاں بلب انسانیت کیلئے پیغام حیات بھی ہے اور اصلاح کیلئے نسخہ اکسیر بھی۔

عارف باللہ حضرت عارفی رحمہ اللہ کی دعائیں اور توجہات کی برکات میں سے "ادارہ تالیفات اشرفیہ" بھی ہے جس کی ظاہری و معنوی ترقی میں بڑا حصہ ہے۔ اور احقر کے شیخ ثانی بھی تھے اس لحاظ سے حضرت رحمہ اللہ نہ صرف احقر کے مربی شیخ و محسن تھے بلکہ جملہ اراکین ادارہ انکے زیر احسان ہیں اور یقیناً ادارہ کی جملہ دینی کاوشیں حضرت رحمہ اللہ کیلئے حسنات جاریہ میں سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت عارفی رحمہ اللہ کو کروڑ کروڑ رحمتوں سے نوازیں اور ہم اخلاف کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق سے نوازیں۔

زیر نظر کتاب "خطبات عارفی" حضرت عارفی رحمہ اللہ کے خطبات مجالس ملفوظات و مقالات

پر مشتمل جدید ایڈیشن ہے جس میں آپ کی چند نایاب مجالس بھی دیدی گئی ہیں اور مختلف کتب سے آپ کے ملفوظات بھی شامل کردیئے گئے ہیں۔ آپ کا مولفہ مفید عام رسالہ "معمولات یومیہ" بھی دیا گیا ہے جو اصلاح کے مختصر نصاب پر مشتمل ہے جسے عطر تصوف کہا جاسکتا ہے۔

بندہ کا اصلاحی تعلق اولاً حضرت الحاج محمد شریف صاحب رحمہ اللہ سے رہا ان کی رحلت کے بعد بندہ نے حضرت ڈاکٹر عبدالحیٔ عارفی رحمہ اللہ سے اصلاحی تعلق قائم کرلیا اور ہر ماہ زیارت وملاقات پر اپنی بے پناہ شفقتوں وعنایات سے نوازتے رہے۔ ایک مرتبہ اپنے ہاں قیام کی سعادت سے نوازا۔ حضرت کے خادم تھے جو حضرت کی مجلس کے احاطہ میں دینی کتب تقسیم کیا کرتے تھے۔ انہوں نے ایک دفعہ بندہ سے فرمایا کہ اگر آپ حضرت ڈاکٹر صاحب کی دعائیں لینا چاہتے ہو تو حضرت کی مجالس جو چھوٹے پمفلٹ کی صورت میں صدیقی ٹرسٹ سے چھپ رہے ہیں انہیں یکجا کردیں۔ بس پھر کیا تھا حضرت سے مشورہ کیا تو حضرت نے نہ صرف جازت بلکہ ڈھیروں دعاؤں سے نوازا۔ الحمدللہ پھر اسی وقت "افادات عارفی" کے نام سے ایک مجموعہ مرتب کرنا شروع کردیا۔ اس دوران حضرت سے با قاعدہ رابطہ رہا جب کتاب تیار کرکے بندہ حاضر خدمت ہوا تو حضرت نے عجیب شفقت کا معاملہ فرمایا فرط مسرت سے حضرت پر عجیب کیفیت تھی کتاب کو سر پر رکھا اور بار بار آپ کی زبان سے یہ جملہ ادا ہوا۔ ارے تم نے ہمارے ساتھ بڑی محبت کا معاملہ کیا۔ اکثر مجلس میں حاضری ہوتی تو بڑے بڑے حضرات کے سامنے بھی مسرت کا اظہار کرتے ہوئے بڑی محبت بھرے انداز میں انہیں مخاطب فرماتے اور بندہ کا تعارف کراتے ہوئے یہ فرماتے ارے یہ صاحب ملتان والے بڑا کام کررہے ہیں۔ حتیٰ کہ جب بندہ نے اشرف السوانح کی اشاعت کا ذکر کیا کہ اس کا کام شروع کردیا ہے تو بہت دعائیں دی ایک دفعہ حضرت کی طرف سے ایک منی آرڈر موصول ہوا نیچے تحریر تھا "اشرف السوانح میں یہ رقم شامل کردیں" اور صرف یہی نہیں بلکہ ایک دفعہ مطب میں حاضری ہوئی تو حضرت نے اپنے خاص انداز میں دریافت فرمایا تم یہاں کس لئے آئے ہو؟ یعنی صرف میرے پاس آئے ہو یا کوئی اور بھی کام ہے؟ میں نے عرض کیا صرف آپ کے پاس آیا ہوں۔ بس اس کے بعد مطب کے کمپوڈر نے رقم لاکردی جو رجسٹر میں رکھی ہوئی تھی آپ نے رجسٹر کے اوٹ ہی سے فرمایا کہ یہ ساری رقم تم لے لو۔ میں نے حیرت کا اظہار کیا تو فرمایا بس تم رکھ لو۔ تھوڑی دیر بعد فرمایا

کہ رقم واپس کرو۔ تمہیں بینک سے بڑے نوٹ کروا کر دیتے ہیں کہ تم نے سفر کرنا اس طرح آسانی رہے گی۔ حضرت کی کیا شفقتیں بیان کی جائیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ہمارے لئے ان حضرات کی صرف زیارت ہی بہت بڑی نعمت تھی چہ جائیکہ خصوصی تعلق، دعائیں اور توجہات مل جانا واقعی یہ صرف اللہ تعالیٰ کے خاص انعامات میں سے ہے۔

حضرت کی ایک اور کرامت عرض کردوں ایک دفعہ حضرت کی مجلس میں کسی صاحب نے کلید مثنوی کے بارہ میں عرض کیا کہ اس کے بارہ میں سنتے رہتے ہیں کہ حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے مثنوی شریف کی شرح لکھی ہے کیا آپ کے پاس ہے یا آپ نے دیکھی ہے؟ حضرت نے فرمایا مجھے بھی اس کے دیکھنے کا شوق ہے لیکن کوشش کے باوجود صرف اسکی دو جلدیں اکٹھی کرسکا ہوں۔

بس حضرت سے یہ بات سنی تھی کہ حضرت کی توجہ اور برکت سے دل میں بڑی قوت کیساتھ داعیہ پیدا ہوا کہ کیوں نہ اسے تلاش کیا جائے۔ بس پھر کیا تھا اس کی تلاش شروع کی تو الحمدللہ اس کے مختلف اجزاء ملنے شروع ہوگئے۔ لیکن اصل میں بات یہ ہے کہ مکمل کلید مثنوی چھ دفتروں کے نام سے موسوم ہے۔ تو پانچویں دفتر کے علاوہ باقی سب مل گئے۔ اب اس کی تلاش شروع ہوئی لیکن تلاش بسیار کے باوجود یہ کہیں نہ مل سکا۔ لیکن اس کی تلاش کا شوق بدستور باقی رہا اور طبیعت بے قرار رہی کہ اللہ کرے کہیں سے یہ نایاب دفتر بھی مل جائے۔ تو اللہ کے فضل سے اسی مقصد کیلئے ہندوستان تھانہ بھون کا عزم کیا کہ وہاں تلاش کیا جائے۔ لیکن وہاں سے بھی باقی دفاتر کے مطلوبہ اجزاء تو مل گئے لیکن پانچواں دفتر نہ ملا۔ اس کے بعد "مظاہر العلوم سہارنپور" کی لائبریری اور قدیم رسائل کا ذخیرہ کو دیکھنے کی سعادت ملی لیکن وہاں سے بھی کامیابی نہ ہوئی۔ ہاں حکیم الامت رحمہ اللہ کی نایاب کتب میں سے عوارف المعارف کی شرح معارف العوارف کی بہت سی اقساط مل گئیں۔

اب اس کے بعد "دارالعلوم دیوبند" کی لائبریری کو دیکھنے کا شرف حاصل ہوا۔ وہاں سے بھی اور بہت کچھ مل گیا لیکن مطلوبہ دفتر وہاں بھی ناپید تھا۔

اب بے چینی جوں جوں بڑھتی جارہی تھی۔ دیوبند سے واپسی پر دہلی میں قیام ہوا۔ چونکہ تلاش اور دعائیں جاری تھیں تو اللہ تعالیٰ نے دل میں یہ بات ڈالی کہ دہلی میں ایک قدیم بزرگ قاضی سجاد حسین صاحب رحمہ اللہ اس وقت حیات تھے کیونکہ دفتر پنجم کے بارہ میں ان سے معلومات کی جائیں۔ کہ انہوں نے مثنوی شریف کا ترجمہ کیا ہے۔ بس پھر کیا تھا دہلی کے گلی کوچوں

میں گھومتے اور پوچھتے پوچھتے ان تک رسائی ہوئی۔ایک قدیم چوبارے پر حضرت کا قیام تھا۔

حضرت سے دریافت کیا انہوں نے اپنی کبرسنی اور ضعف کے باوجود نہایت شفقت سے پیش آئے ۔بندہ کا ہندوستان کے سفر میں خاص ذوق تھا کہ پرانے بزرگوں سے ملا جائے خاص طور پر وہ حضرات جنہیں حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی زیارت وملاقات ہوئی ہے ان سے حضرت کی باتیں سنی جائیں۔اس ذوق کے پیش نظر حضرت قاضی صاحب سے بھی یہی سوال کیا کہ آپ کی بھی حکیم الامت رحمہ اللہ سے ملاقات وزیارت ہوئی۔اس پر قاضی صاحب نے بہت پرلطف انداز میں اپنی حاضری کا واقعہ سنایا جس میں یہ بات اچھی طرح یاد ہے کہ فرمایا میں نے حضرت سے حاضری کے بعد خط لکھ کر ایک شربت کی بوتل بھیجنے کی اجازت چاہی تو حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے تحریر فرمایا کہ اس کے اجزاء لکھ دیئے جائیں میں اپنے طبیب سے مشورہ کر کے بتادوں گا۔

بہر حال حضرت سے کلید مثنوی دفتر پنجم کے بارہ میں دریافت کیا کہ آپ کو کوئی علم ہو۔ فرمایا کہ جب میں ترجمہ لکھنے لگا تھا تو میں نے کلید مثنوی تلاش کی اور تلاش بسیار کے بعد صرف دفتر پنجم کے علاوہ باقی دفاتر مل گئے۔بس اب تو بظاہر مایوسی کی کیفیت تھی لیکن اللہ کی قدرت سے یقین بھی تھا کہ اللہ کے فضل سے دفتر پنجم ضرور مل جائے گا۔

واپسی پر پاکستان میں کہیں سے معلوم ہوا کہ حضرت کے قلمی مسودات نایاب مواعظ جو حکیم الامت رحمہ اللہ کے بھتیجے حضرت مولانا شبیر علی صاحب رحمہ اللہ پاکستان لے آتے تھے اور اخیر عمر میں دارالعلوم کراچی والوں کے سپرد کردی تھیں کیوں نہ ان میں تلاش کیا جائے۔اس کے بعد کراچی حاضری پر خصوصی اجازت سے ان مسودات کی زیارت ہوئی یہ دیکھ کر بہت خوشی ہوئی ۔حضرت کا لکھا ہوا مکمل بیان القرآن کا قلمی نسخہ موجود ہے اور اللہ کے فضل سے انہی مسودات ہیں۔پانچواں دفتر بھی مل گیا۔لیکن وہ قلمی مسودہ تھا جس کو ہمارے جیسے آدمی کا پڑھنا ہی دشوار تھا۔ اس کیلئے حضرت مولانا مفتی عبدالقادر صاحب رحمہ اللہ کو درخواست کی۔انہوں نے اسے مکمل صاف کر کے تحریر فرمایا۔اب الحمدللہ تقریباً چھ دفتر مکمل شائع ہو چکے ہیں اور جدید کمپیوٹر ایڈیشن بھی اس وقت منظر عام پر آچکا ہے۔اللہ تعالیٰ شرف قبولیت نصیب فرمائے۔یہ سب میرے شیخ حضرت حاجی محمد شریف صاحب رحمہ اللہ حضرت ڈاکٹر عارفی رحمہ اللہ کی دعاؤں اور توجہات کا ثمر ہے۔

والسلام احقر محمد اسحٰق غفرلہ...محرم الحرام ۱۴۳۰ھ جنوری 2009ء

حضرت عارفی رحمہ اللہ کے دُعائیہ کلمات

اِستحسان

الحمدللہ! احقر کے بعض تقریری مضامین کیسٹ کے ذریعہ سے معرض تحریر میں لائے گئے ہیں۔ عزیزم مولوی اسحاق صاحب سلمہ نے ان کی افادیت کا خیال کرتے ہوئے ارادہ کیا کہ نافعیت عام کیلئے ان مضامین کا مجموعہ کتاب کی صورت میں مرتب کر کے شائع کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ ان کے اس جذبہ تبلیغ دین کا اجر موفور عطا فرمائے۔ پڑھنے والوں کو ایمانی تقاضوں کے مطابق توفیق عمل اور اس عاجز کیلئے ذخیرہ آخرت نصیب فرماوے آمین۔

بحرمت رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم آمین احقر محمد عبدالحیٰ عفی عنہٗ

۱۷ رمضان المبارک

مستفیض و مکرمی - السلام علیکم ورحمۃ اللہ

آپ کی گرانقدر ہدیہ تالیف

برائے مطالعہ شریف موصول ہوا۔ آپ

نے دل سے دعا نکلی کہ اللہ ما شاء اللہ

بڑی نیک توفیق حاصل ہے کہ آپ دین کی

ایسی خدمت کر رہے ہو جسکی دور حاضر

میں سخت ضرورت ہے۔ حضرت شیخ کی تالیفات

کی اشاعت خصوصاً مواعظ و ملفوظات

کی حفاظت بھی اشاعت کی جائے [illegible]

میں دل سے دعا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ [illegible]

بھی مشکور فرماویں اور [illegible] نجات

آخرت بنائیں۔ آمین محمد عبدالحی عفی عنہٗ

عکس تحریر حضرت عارفی رحمہ اللہ

تعارفِ عارفی

مولانا محمد اسحٰق صدیقی (سندیلوی) کے قلم سے

ولادت: ۸ محرم الحرام ۱۳۱۶ھ مطابق جون ۱۸۹۸ء بمقام ریاست کدورہ
وفات: ۱۵ رجب ۱۴۰۶ھ مطابق ۲۷ مارچ ۱۹۸۶ء
تدفین: دارالعلوم کورنگی کے قبرستان میں تدفین عمل میں آئی

حضرت ڈاکٹر شاہ محمد عبدالحیٔ عارفی مدظلہ العالی محتاج تعارف نہیں۔
اللہ تعالیٰ نے انہیں عارف کے ساتھ متعارف بھی بنایا ہے۔ خصوصاً موصوف کی تالیفات "اسوہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" اور "مآثر حکیم الامت" کو جو خواص وعوام میں مقبولیت نصیب ہوئی اس سے انہیں مصنفین کی صف میں ایک ممتاز مقام ملا اور ان کی شہرت کو چار چاند لگ گئے۔ تاہم کسی بزرگ اور عظیم شخصیت کی سیرت وتعلیم پر روشنی ڈالنے والے کے متعلق یہ سوال فطری طور پر پیدا ہوتا ہے کہ اس کا تعلق اس شخصیت عظیمہ سے کس نوعیت کا تھا اور وہ جو کچھ لکھ رہا ہے اس میں اس کے ذاتی مشاہدات اور معلومات وتاثرات کا کتنا حصہ ہے؟ خصوصاً شعبہ تصوف وسلوک کے بارے میں یہ سوال زیادہ اہمیت رکھتا ہے کہ کیونکہ یہ ایک نازک اور اہم طریق ہے اور اس کے متعلق ایک شیخ و مصلح کی خصوصیات اور اس کے اصول تعلیم وتربیت سمجھنے کیلئے تذکرہ نگار کو اس کے ساتھ مناسبت وہم ذوقی ہونا لازم ہے اگرچہ قلت مصاحبت، قلت مناسبت کی دلیل نہیں، مگر طول مصاحبت، قوت مناسبت کی ایک علامت یقیناً ہے، اس لئے کسی شیخ کامل خصوصاً "حکیم الامت حضرت تھانوی قدس اللہ تعالیٰ سرہ کے جیسے مجدد وقت کے اصول تعلیم وتربیت کے متعلق اگر ایسا شخص روشنی ڈالے جو مدت دراز تک اپنے قلب کو اسکے فیضان نور سے منور کرتا رہا ہو تو اس کے بیان کا وزن یقیناً اہل نظر کی نگاہ میں زیادہ ہوگا۔

عرفان کی جو موجیں ذہن ودماغ سے براہ قلب باہر آتی ہیں وہ دوسروں کے قلب وذہن کیلئے انقلاب انگیز ہوتی ہیں۔ صرف دماغی موجیں آب عرفان کے طالبوں کی پیاس نہیں بجھا سکتیں۔ اس لئے اس موقع پر یہ بتانا بلکہ صحیح تر الفاظ میں جتانا مناسب معلوم ہوا کہ حضرت عارفی کا تعلق حضرت حکیم الامت سے کتنا قوی اور مدید رہا ہے اور حضرت مولف کتاب ہذا میں جو کچھ لکھتے ہیں وہ دیدہ ہوتا ہے نہ کہ شنیدہ۔

حضرت عارفی مدظلہ کے آباؤ اجداد کا وطن مالوف ضلع اٹاوہ (یوپی انڈیا) تھا اور ان کا تعلق ایک معزز اور شاہی زمانے کے صاحب منصب خاندان سے ہے۔ حضرت عارفی مدظلہ بمقام کدورہ ریاست باؤنی (ضلع جھانسی یوپی) محرم ۱۳۱۶ھ مطابق جون ۱۸۹۸ء میں پیدا ہوئے۔ ان کے جدا امجد مولوی کاظم حسین صاحب صدیقی اپنے زمانے کے علوم عربی وفارسی کے بڑے مستند عالم تھے اور موصوف کو سلسلہ نقشبندیہ میں حضرت مولانا شاہ ابوالخیر صاحب مجددی دہلوی سے شرف بیعت حاصل تھا اور اپنے پیر ومرشد کے مخصوص وابستگان میں سے تھے۔ حضرت عارفی نے اپنی ابتدائی عربی کی معمولی تعلیم اور ادب فارسی میں سیر حاصل تعلیم اپنے جدامجد سے حاصل کی اور ان کی فیوض باطنی سے بہرہ اندوز ہوئے۔ پھر انگریزی تعلیم کی طرف توجہ ہوئی تو ابتدائی تعلیم کانپور میں پائی۔ پھر علی گڑھ کالج سے بی اے پاس کیا۔ اس کے بعد لکھنؤ یونیورسٹی سے قانون کی سند حاصل کر کے دس سال تک ضلع ہردوئی میں وکالت کرتے رہے۔ یہ پیشہ موصوف کے مزاج فطری سے مناسبت نہ رکھتا تھا۔ اس لئے افتاد طبع کے تقاضے سے وکالت ترک کر دی اور اپنے ذریعہ معاش کیلئے ۱۹۳۶ء سے ہومیو پیتھی طریقہ علاج کو اختیار کیا اور ۱۹۳۶ء تا ۱۹۵۰ء جونپور میں مطب کرتے رہے۔ پاکستان بننے کے بعد ۱۹۵۰ میں کراچی آ کر مطب کرنے لگے اور یہی سلسلہ اب تک جاری ہے۔

۱۹۲۷ء میں حضرت حکیم الامت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے شرف بیعت حاصل ہوا اور ۱۹۳۶ء میں خلعت خلافت سے سرفراز ہوئے۔ حضرت حکیم الامت کی آخر حیات تک تقریباً ۱۷ سال تعلیم وتربیت اور اخذ فیوض کا روحانی سلسلہ جاری رہا۔

اس مدت دراز میں مجموعی طور پر برسوں مکاتبت، مجالست ومصاحبت کی نعمت سے بہرہ اندوز ہوئے۔ اس طویل مصاحبت کا اثر واضح کرنے کیلئے جناب مسعود حسن صاحب مرحوم کا ایک تاثر بطور مثال کتاب ''مآثر حکیم الامت سے نقل کر رہا ہوں مرحوم جنہوں نے مدت دراز تک حضرت عارفی مدظلہ سے استفادہ کیا تھا اپنا مشاہدہ وتجربہ اس طرح تحریر فرماتے ہیں۔

حضرت ڈاکٹر صاحب مدظلہ کو حضرت مجدد وقت حکیم الامت قدس سرہ کے ملفوظات و مواعظ کے ان حصوں کو بھی جو ایک حد تک عالمانہ ہوتے ہیں۔ عام فہم اور سادہ الفاظ میں بیان فرما کر عقدہ کشائی فرمانے میں ید طولیٰ حاصل ہے جو صرف سننے ہی سے اور تجربے ہی سے سمجھ میں آسکتا ہے اس کا الفاظ میں بیان کرنا مشکل ہے۔

بلاشبہ حضرت عارفی مدظلہ صحیح معنی میں اس کے حقدار ہیں کہ میخانہ اشرفی کی بادہ عرفان کی سبیل لگائیں جس کا ماشاء اللہ سلسلہ جاری ہے۔ مناسب ہے کہ اس موقع پر حضرت حکیم الامت قدس سرہ کے ایک ممتاز خلیفہ حضرت علامہ مفتی شفیع عثمانی دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ کی تقریظ نقل کردوں جو موصوف نے حضرت عارفی مدظلہ کی مشہور تصنیف ماثر حکیم الامت پر تحریر فرمائی تھی۔ خانقاہ امدادیہ تھانہ بھون کہئے یا ایک دکان معرفت' اس کے دور اول کا تذکرہ بزرگوں سے سنا۔ البتہ دوسرے دور میں سیدی حضرت حکیم الامت قدس سرہ کی مجلس کو بحمد اللہ آنکھوں سے دیکھنے کا شرف حاصل ہوا۔

نازم بچشم خود کہ جمال تو دیدہ است

اس مجلس کے جرعہ نوش ملک بھر میں لاکھوں کی تعداد میں پھیلے ہوئے تھے اور بحمد اللہ اب تک بھی بہت سے موجود ہیں۔ کراچی میں ہمارے محترم بزرگ حضرت ڈاکٹر عبدالحئی صاحب دامت برکاتہم کو حق تعالیٰ نے حضرت سے بچند وجوہ خصوصی تعلق عطا فرمایا تھا۔ خلیفہ مجاز تو بحمد اللہ اور بھی ہیں مگر شیخ کا رنگ جن میں جھلکتا ہو وہ کم ہی ہوا کرتے ہیں۔ ہمارے محترم خواجہ عزیز الحسن صاحب مجذوب نے فرمایا تھا۔

مجھے دیکھ آئینہ یار ہوں میں   جلا کردہ دست دلدار ہوں میں

اللہ تعالیٰ مبالغہ اور تزکیہ عن غیر حق سے محفوظ رکھیں۔ ڈاکٹر صاحب کو دیکھ کر مجھے مجذوب صاحب کا یہ شعر یاد آیا کرتا ہے اور جب ان کو دیکھتا ہوں تو عموماً اصغر گونڈوی کا مصرع بھی زبان پر آجاتا ہے۔

ابھی کچھ لوگ ہیں ساقی کی محفل دیکھنے والے

اب اس زمانے میں تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرت حکیم الامت قدس سرہ العزیز کے فیوض و برکات کو مسلمانوں میں عام کرنے کیلئے ہمارے محترم ڈاکٹر صاحب کو چن لیا ہے اللہ تعالیٰ ہم کو اور سب مسلمانوں کو آپ کے فیوض و برکات سے نفع عطا فرمائیں۔ فقط۔

راقم یکے از خدام حکیم الامت قدس سرہ العزیز احقر العباد محمد اسحٰق صدیقی (سندیلوی) ثم لکھنوی عفی عنہ سابق شیخ الحدیث دار العلوم ندوہ لکھنؤ حال مشرف شعبہ تخصص فی الدعوۃ والارشاد مدرسہ اسلامیہ۔ بنوری ٹاؤن کراچی نمبر ۵ یکم ذیقعدہ الحرام ۱۳۹۷ھ۔ ۱۵ اکتوبر ۱۹۷۷ء

عارف باللہ حضرت ڈاکٹر محمد عبدالحئی عارفی رحمہ اللہ کے مجازین بیعت ومجازین صحبت کی حتمی اور آخری فہرست

عارف باللہ حضرت ڈاکٹر محمد عبدالحئی عارفی رحمۃ اللہ علیہ کے مجازین بیعت وصحبت کی حتمی اور آخری فہرست ہدیہ قارئین کی جارہی ہے۔

تمہیدی کلمات

بتاریخ ۲۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۹ھ مطابق ۲۰ اپریل ۱۹۷۹ء بروز جمعۃ المبارک بعد نماز اشراق دوران تلاوت قرآن مجید بیساختہ قلب میں تقاضا پیدا ہوا کہ اپنے خاص احباب جو داخل سلسلہ ہیں۔ان میں سے بعض کو اجازت بیعت وتعلیم وتلقین دے کر مجاز بیعت اور بعض کو مجاز صحبت بنا دیا جائے تاکہ اپنے بزرگان سلسلہ کے فیوض وبرکات روحانی آئندہ طالبان حق کو پہنچتے رہیں۔لہٰذا فی الحال ایسے احباب کو توکلاً علی اللہ اجازت بیعت دے رہا ہوں جن میں باطنی صلاحیت واستعداد کی نشو ونما کے آثار نمایاں ہیں اور جو طالبان حق کو صحیح ومعتبر معیار پر تعلیم وتلقین کر سکتے ہیں۔

بعض احباب جو داخل سلسلہ ہیں' ایسے بھی ہیں جن میں ماشاء اللہ طلب صادق ہے اور جو اپنے تزکیہ نفس کا اہتمام وفکر اور اپنے موجودہ مشاغل معاش کے باوجود منکرات شرعیہ سے حتی الامکان احتراز رکھتے ہیں اور ان میں ایسی صلاحیت واستعداد موجود ہے کہ دین کی ضروری باتیں دوسروں کو بھی تعلیم وتلقین کر سکیں اس لئے توکلاً علی اللہ فی الحال ان کو مجاز صحبت بنانا مصلحت سمجھتا ہوں۔یعنی ان کو صرف تعلیم وتلقین کی اجازت ہے بیعت لینے کی فی الحال بعض شرائط مصالح شرعیہ کے اعتبار سے اجازت نہیں ہے۔

علاوہ ازیں بعض مخصوص احباب ایسے بھی ہیں جو حضرت حکیم الامت قدس سرہ العزیز کے جلیل القدر خلفاء کے اجازت یافتہ ہیں مگر انہوں نے محض اپنے ذوق وطلب کے تقاضے پر ایک مدت سے اس ناکارہ کے ساتھ رابطہ محبت قائم رکھا ہے' اس لئے دل چاہتا ہے کہ ان

کی تقویت وطمانیت خاطر کے لئے اپنی طرف سے بھی تجدید اجازت پیش کردوں۔

مجھے اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ میرے یہ احباب اس سلسلہ مقدسہ کے وقار اور منصب کی ذمہ داریوں کے احساس کے ساتھ جذبہ خدمت خلق اللہ کو اپنا شعار زندگی بنائیں گے اور خود اپنے نفس کی نگہداشت سے غافل نہ رہیں گے۔

ان کے پیش نظر خود اپنے لئے اور اپنے منتسبین کیلئے وہی معیاری انداز تعلیم و تلقین رہے گا جو مرشدی و مولائی حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہ العزیز نے اپنے مجددانہ و مصلحانہ ذوق سے قائم فرمایا تھا، جس کی تفصیل "مآثر حکیم الامت" و "بصائر حکیم الامت" میں موجود ہے۔

احقر محمد عبدالحیٰ عفی عنہ

مجازین بیعت

جن احباب کو اجازت بیعت دی گئی ان کے نام اور پتے درج ذیل ہیں:

۱ جناب مولوی نذیر احمد صاحب — مدیر جامعہ اسلامیہ امدادیہ حبیب شہید کالونی فیصل آباد

۲ جناب مولوی عبدالرزاق ہاشمی صاحب — مدرس جامعہ اسلامیہ محمودیہ مانسہرہ ضلع ہزارہ

۳ جناب مولوی سبحان محمود صاحب — استاذ حدیث دارالعلوم کورنگی۔ کراچی

۴ جناب مولوی مشرف علی صاحب — مدیر دارالعلوم اسلامیہ کامران بلاک، لاہور

۵ جناب مولوی رفیع صاحب عثمانی — مہتمم دارالعلوم کورنگی۔ کراچی

۶ جناب مولوی محمد تقی صاحب عثمانی — نائب مہتمم واستاذ حدیث دارالعلوم کورنگی کراچی

۷ جناب حافظ ابرارالحق صاحب — بیت الابرار R-60 سیکٹر کلیانہ ٹاؤن نارتھ کراچی

۸ جناب ڈاکٹر حافظ محمد الیاس صاحب — مینجنگ ڈائریکٹر ہمدرد وقف ۱۲ ڈی ۴ اسٹیڈیم روڈ چاندی چوک، کراچی

۹ جناب حافظ عتیق الرحمن صاحب — ڈائریکٹر فائنانس ہمدرد فائنانس ہمدرد وقف سی۔ ۱۰ بلاک ایچ شمالی ناظم آباد کراچی

۱۰ جناب آدم بھائی پٹیل صاحب — فاطمہ منزل، ۱۲۲ اے ۷ ناظم آباد کراچی

۱۱ جناب محمد کلیم صاحب — دارالعلوم کورنگی کراچی

۱۲ جناب رفعت احمد خان صاحب — ذوالفقار اسٹریٹ نمبر ۱۳، خیابان قاسم فیز نمبر ۸ مکان نمبر ۱/۱ کراچی

۱۳ جناب ڈاکٹر نعیم اللہ صاحب — مکان نمبر ۲۳۹، طارق بلاک نیو گارڈن ٹاؤن لاہور

۱۴ جناب علی حماد رضا صاحب — B-105، این بلاک، شمالی ناظم آباد کراچی

۱۵ جناب مولوی عبدالرزاق صاحب — بالمقابل مسلم کمرشل بینک، کوہاٹ سٹی

۱۶ جناب مولوی عبدالرحمن افغانی صاحب — عرشی مسجد سیٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی

نوٹ۔ نمبر ا سے نمبر ۳ تک اور نمبر ۸ سے نمبر ۱۰ تک کے سب حضرات اللہ کو پیارے ہوگئے ہیں۔
نیز نمبر ۱۴ اور نمبر ۶ والے بھی رخصت ہوگئے ہیں۔ "انا لله و انا اليه راجعون".

مجازین صحبت

جن احباب کو مجاز صحبت بنایا گیا' ان کے نام اور پتے درج ذیل ہیں

۱	جناب مظفر احمد اشرف صاحب	ایکسٹینشن KDA سکیم نمبر ۱ مکان نمبر C-150 کراچی
۲	جناب عابد حسین زبیری صاحب	خیابان بدر مکان نمبر ۱۲۲' فیز نمبر ۵' ڈیفنس کراچی
۳	جناب سید اختر حسن صاحب	۲۲۰ بی' بلاک نمبر ۲' پی ای سی ایچ ایس کراچی ۲۹
۴	جناب رحمت علی صاحب	مرگلہ ٹاؤن مکان نمبر ۶۶۴' اسٹریٹ نمبر ۲۸' اسلام آباد
۵	جناب دبیر علی صاحب	۵۹ زیڈ ۵' بلاک نمبر ۶' پی ای سی ایچ ایس کراچی

تجدید اجازت

بعض خاص احباب ایسے ہیں جو اپنے بزرگان سلسلہ کے مجازین ہیں۔
احقر کے ساتھ ان کو مدت مدید سے ارادت و محبت ہے۔
ان کی تقویت خاطر کیلئے اپنی طرف سے بھی ان کو مجاز بنا رہا ہوں۔ واللہ الموفق۔

۱	جناب حکیم سید محمد ابراہیم صاحب	غریب آباد' سکھر (مجاز حضرت ماسٹر ثامن علی صاحب)
۲	جناب ڈاکٹر حفیظ اللہ صاحب	اناج بازار' سکھر (مجاز حضرت مولانا مفتی حسن صاحب)
۳	جناب مولوی محمد اسحٰق صاحب سندیلوی	۱۸/۷ بلاک نمبر ۲ گلشن اقبال کراچی (مجاز حضرت شاہ وصی اللہ صاحبؒ)
۴	جناب مولوی محمد احمد صاحب	۴۲/۷ اے' بلاک ایچ' شمالی ناظم آباد کراچی (مجاز حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ)
۵	جناب ظفر احمد صاحب تھانوی (مرحوم)	انجینئر بحری' سی ۱۷/۱' بلاک اے' شمالی ناظم آباد کراچی (مجاز حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب)
۶	جناب مولوی ولایت حسین صاحب	بلاک ۲' سب بلاک ای پلاٹ ا' روڈ نمبر ۲ ناظم آباد کراچی (مجاز مولوی حبیب الرحمٰن صاحب)
۷	جناب مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب	مدرسہ اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی (مجاز حضرت شیخ الحدیث صاحب)

نوٹ۔ تجدید اجازت والے تمام حضرات اللہ کو پیارے ہوگئے ہیں۔ انا لله و انا اليه راجعون .

(از البلاغ کراچی نومبر 2008ء)

فہرست عنوانات

رمضان المبارک سے پہلے انوار وانعامات

رمضان المبارک ہدایات وتنبیہات

رمضان المبارک کے بعد انوار وانعامات

اتباع سنت وشریعت

☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ایمانؒ

سب سے بڑی دولت ہے

ایمان
سب سے بڑی دولت ہے

مجلس بروز جمعہ ۱۷ جمادی الثانی ۱۴۰۳ھ بمطابق یکم اپریل ۱۹۸۳ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْم

حاضرین کرام..................................السلام علیکم ورحمۃ اللہ

یہ پہلی کہی ہوئی بات دہرا رہا ہوں کہ جب یہاں آ کر بیٹھا کریں تو اپنے قلب کو پاک صاف کرلیا کریں، چند بار استغفار کرلیا کریں، پھر اس کے بعد درود شریف پڑھ لیا کریں اور دعا کرلیا کریں یا اللہ کہنے والا جو بات کہتا ہے اور سننے والے جو بات سنتے ہیں سب کو ہدایت عطا فرمائیں، یہ آپکے دین کی بات ہے۔ یا اللہ ہم سب محتاج ہیں اور آپ سے ہدایت کے طالب ہیں۔

پچھلی نشست میں میں نے یہ عرض کیا تھا کہ مسلمان کی زبان پر یہ دو جملے بڑے ثقیل ہیں، ایک تو یہ کہ ہم بڑے گنہگار ہیں اور دوسرے یہ کہ ہم دنیا دار ہیں" یہ جملے صاحب ایمان کیلئے بہت ہی نامناسب ہیں، تم صاحب ایمان ہو۔ تمہارا اللہ تبارک وتعالیٰ سے براہ راست تعلق ہے۔ تم وحدہ لاشریک لہ پر ایمان لائے ہو۔ تم اس ذات صمدیت پر ایمان لائے ہو جس نے تمہارے لیے تمام ضابطہ حیات وممات مرتب فرما دیا ہے۔ اپنے فضل وکرم سے ایک ایک بات تمہیں بتادی ہے جو تمہارے دنیا میں بھی کام کی ہے اور آخرت میں بھی تمہارے پاس بہت بڑا سرمایہ ہے۔ عالم امکان میں تم سے بڑا سرمایہ دار کوئی نہیں۔

سرمائے کی اقسام

دیکھئے سرمائے مختلف قسم کے ہیں۔ صاحب منصب ہیں' وزارت ہے' صدارت ہے' یہ سرمایہ ہے مال و دولت روپیہ پیسہ کا' جو صاحب علم ہیں ان کے پاس علم کا سرمایہ ہے' الغرض سرمائے مختلف قسم کے ہیں لیکن سب سے گراں قدر سرمایہ جس سے بڑا سرمایہ عالم امکان میں نہیں' وہ صاحب ایمان کا سرمایہ ہے۔ اس کے آگے سارے سرمائے ہیچ ہیں۔ حقیر اور ناقص ہیں۔ آنکھ بند ہوتے ہی سارے سرمائے یہیں رکھے رہ جاتے ہیں۔ بس یہی ایمان کا سرمایہ ایسا ہے جو دنیا میں بھی کام آتا ہے اور آخرت میں بھی' بھائی قدر کرو اپنے ایمان کی اور حفاظت کرو اس سرمایہ ایمان کی' یہ کہنا کہ ہم بڑے گنہگار ہیں' ہم بڑے دنیا دار ہیں' یہ الفاظ بڑے ہی ناقدری کے ہیں بلکہ گستاخانہ ہیں' ایسا نہ کہو' دیکھو تم صاحب ایمان ہو اور جس پر ایمان لائے ہو اس نے اپنی شان کریمی سے اور شان رحیمی سے اپنے نبی الرحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے ہر مومن کا ہر گناہ معاف فرما دینے کا وعدہ فرمالیا ہے۔ صاحب ایمان کیلئے ہمہ وقت توبہ کا دروازہ کھلا ہے۔ جس غفور الرحیم اور خداوند کریم پر تم ایمان لائے ہو اور جس سے تمہارا براہ راست تعلق ہے ذرا اس کے ارشاد کریمانہ اور رحیمانہ پر غور کرو وہ اپنے بندوں سے کن الفاظ سے خطاب فرماتے ہیں۔

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ.
اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا. اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ

(اے میرے وہ بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتیاں کی ہیں' تم اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید مت ہو' بالیقین اللہ تمام گناہوں کو معاف فرما دے گا' واقعی وہ بڑا بخشنے والا بڑی رحمت کرنے والا ہے۔)

بشری لغزش کا تدارک

تو اس اعلان مغفرت و رحمت کے ہوتے ہوئے تم کیسے ناامید ہو سکتے ہو؟ اب رہا یہ کہ نفسانی اور شیطانی وساوس کا آنا' لغزشیں ہو جانا اور گناہوں کا صدور ہو جانا یہ بھی ہماری

بشریت ہے لیکن صاحب ایمان ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس سے بھی حفاظت کا سامان عطا فرما دیا کہ چاہے تم سے کچھ بھی ہو جائے' لغزش ہو جائے' گناہ ہو جائے' آنکھ بہک جائے' دل بہک جائے' زبان بہک جائے' عمل خراب ہو جائے' تم صاحب ایمان ہو' ایک نہ ایک دن ضرور احساس ہوگا اور پچھتاؤ گے کہ یہ بات ناحق کی' بہت برا کیا یہ گناہ ہو گیا' یہ غلطی ہو گئی' جس دن یہ ندامت قلب میں پیدا ہوئی اور آنکھوں سے ندامت کے چند آنسو ٹپک پڑے تو سمجھ لو کہ وہ غلطی معاف ہو گئی' وہ گناہ مٹ گیا' ندامت کے آنسوؤں نے اعمال نامہ سے بداعمالی کی سیاہی کو دھو دیا' اللہ تعالیٰ کا اہل ایمان پر ایسا احسان عظیم ہے کہ ایمان کی سلامتی کیلئے اور اس کے تحفظ کیلئے استغفار کا تحفہ عطا فرما رکھا ہے' ارے جو کچھ بھی ہو چکا اس پر استغفار کر لو' توبہ کر لو' ہر ایک سے کیوں کہتے پھرتے ہو کہ ہم گنہگار ہیں' جب تدبیر موجود ہے' تدارک موجود ہے تو پھر کیوں اپنی گنہگاری کا اعلان کرتے ہو؟ اس اعلان سے کیا فائدہ' ارے جس کا گناہ کیا ہے اسی سے ندامت اور شرمندگی کے ساتھ کہو کہ یا اللہ ہم سے فلاں گناہ ہو گیا ہے۔ معاف فرما دیجئے۔ معافی ہو جائے گی' دوسروں سے ناپاکی کا اظہار کرنا کوئی اچھی بات ہے؟ یہ بھی کوئی فیشن ہے' یا تواضع ہے کہ ہر ایک سے کہا جائے کہ ہم بڑے گنہگار ہیں' اچھا اگر تم گنہگار ہو تو کس کے ہو؟ گندا آدمی کسی کام کا نہیں ہوتا' اس کی کوئی وقعت اور عزت نہیں' تم نے یہ کیا محاورہ اختیار کر رکھا ہے کہ بڑے گنہگار ہیں' بھائی اگر گنہگار ہو' کیوں توبہ استغفار نہیں کر لیتے؟ کون سی چیز مانع ہے؟

توبہ اور اس کی قوۃ

میں نے تو آسان سی ترکیب بتلا دی ہے کہ رات کو سوتے وقت اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا استحضار کر کے اس پر شکر یہ ادا کر لیا کرو اور اپنی دن بھر کی تقصیرات کا جائزہ لو' جہاں جہاں دل بہکا' زبان بہکی ان پر استغفار کر لو' پاک صاف ہو جاؤ گے' پھر کلمہ شہادت سے ایمان کی تجدید کر لو اور پڑھو "اشهد ان لا اله الاالله و اشهد ان محمد ارسول الله' استغفر اله ربی من کل ذنب و اتوب الیه"

بس پاک ہو گئے' جب اتنا سہل نسخہ پاکی کا موجود ہے تو اپنے اعلان سے کہ ہم گنہگار ہیں کیا

فائدہ؟ یہ بڑی ناشکری کی بات ہے اگر اسی پر پکڑ لیے گئے کہ کہتے پھرتے ہو ہم بڑے گنہگار ہیں اور توبہ استغفار نہیں کرتے تو یقیناً سزا ملے گی۔ سزا سے چھوٹ نہیں سکتے' تو عافیت اسی میں ہے کہ گناہ ہو جائے تو بہ کرو' پھر گناہ ہو جائے تو بہ کرو' پھر گناہ ہو جائے تو پھر توبہ کرو' عمر بھر یہی کرتے رہو۔

ارے توبہ و استغفار میں بڑی قوت ہے' اس کی عادت ڈال کر تو دیکھو' گناہوں سے خود بخود نفرت ہو جائے گی۔

سلامتی ایمان

اگر اپنے ایمان کو سلامت رکھنا چاہتے ہو اور اپنے ایمان کا تحفظ چاہتے ہو تو کثرت سے استغفار کیا کرو اور اپنے ایمان پر شکر ادا کیا کرو کہ یا اللہ آپ نے اپنی کروڑوں مخلوق میں سے ہم کو ممتاز فرمایا کہ نبی الرحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی بنایا' حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام بنا کر ہمیں بڑی پشت پناہی عطا فرمادی ہے' یا اللہ ہم بڑے خوش نصیب ہیں۔

اللھم لک الحمد ولک الشکر

یا اللہ ماحول اور معاشرہ ایسا ہے کہ نفس بہک جاتا ہے' شیطان بہکا دیتا ہے' کیا کریں' اس پر کہو:

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا (البقر:۲۸۶)

اللہ تعالیٰ نے اپنا کلام عطا فرمادیا ہے' اس میں تمہارے لیے پناہ ہے' اس کا ورد کرو' اللہ تبارک وتعالیٰ کا وعدہ ہے' ان شاء اللہ اس کا مورد بھی بنادیں گے' خطا اور نسیان کرو' خطا اور نسیان ہو جائے تو کہو:

رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْلَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ

ایک دفعہ مومن یہ کہہ لے ان شاء اللہ پاک صاف ہو جائے گا۔

بشریت کی خصوصیت

بھائی! ناپاکی تو ہماری فطرت کے اندر ہے' دیکھئے...... ہم جسمانی طور پر پچاس دفعہ ناپاک ہو جاتے ہیں' پھر پاک ہو جاتے ہیں' کپڑے پاک کر لیتے ہیں' غسل کر لیتے ہیں' وضو

کر لیتے ہیں، پاک ہو جاتے ہیں، اسی طرح باطن کی پاکی ہے۔ جب لغزش ہو جائے عمداً یا سہواً تو بارگاہ الٰہی میں گردن جھکا دو، ندامت قلب کے ساتھ استغفر اللہ، استغفر اللہ کہہ لو، پاک ہو گئے کاہے کے لیے کہتے ہو کہ ہم گنہگار ہیں، خبردار یہ کوئی اچھا محاورہ نہیں، اگر خدانخواستہ اسی اقرار پر موت آ گئی تو واقعی تمہیں سزا ملے گی کہ تم گنہگار رہو گئے ہو اور توبہ استغفار بھی نہیں کی۔

اس میں شک نہیں کہ ہم لوگ آج کل ایسے ماحول اور معاشرہ میں ہیں کہ گناہوں کا صدور عام ہو رہا ہے، ہم گناہوں سے مانوس ہوتے جا رہے ہیں، گناہوں سے مانوس ہوتے جانا بھی ایک لعنت ہے، جذبہ ایمانی کو بیدار رکھنے کیلئے اور قوت ایمانیہ کو بیدار رکھنے کیلئے ضرورت اسی بات کی ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا استحضار کر کے کثرت سے شکر ادا کریں اور کثرت سے استغفار کریں اور کثرت سے درود شریف پڑھیں، اس کا ورد بنا لو، رفتہ رفتہ (ان شاء اللہ تعالیٰ) گناہ کے تقاضے ختم ہو جائیں گے۔

کلام پاک میں اللہ تعالیٰ نے سینکڑوں صیغے استغفار کے تعلیم و تلقین فرمائے ہیں کہ تم ناامید مت ہو، تم ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہو، ہمارے بندے ہو، ہم پر ایمان لائے، ایمان والوں کو کتنی محبت اور پیار سے مخاطب فرما کر ارشاد فرماتے ہیں:

يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ.
اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا. اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ

ارے اس کا تو حق ادا کرو جس کی ترکیب میں نے آپ کو بتلا دی، توبہ استغفار کرو پاک صاف ہو جاؤ گے۔

تقویٰ کی اہمیت

مگر افسوس یہ ہے اور یہ ہماری شامت اعمال ہے کہ ہم گناہوں کو دیکھتے بھی ہیں، گناہوں سے مانوس بھی ہوتے جاتے ہیں، گناہ کرتے بھی جاتے ہیں لیکن توبہ و استغفار نہیں کرتے، ندامت نہیں ہوتی، شرمندگی نہیں ہوتی، اوپر سے کہتے ہیں کہ ہم کہاں کے ایسے متقی ہیں، استغفر اللہ، ارے تقویٰ تو جان ہے ایمان کی، جب تم کہتے ہو کہ ہم کہاں کے ایسے متقی ہیں تو معلوم ہوا کہ تم اپنا ایمان خود ضعیف کر رہے ہو، اپنے ایمان کی قوتوں کو خود کمزور بنا

رہے ہو' ایمان کو قوی بنانے کے بجائے اس کو کمزور اور بے جان بناتے جا رہے ہیں' گناہوں سے مانوسی میں بڑھتے جاتے ہیں' کبھی دل میں ملامت پیدا نہیں ہوتی' کبھی اپنی بدحالی کا خیال بھی نہیں آتا اور کہتے ہو ہم کہاں کے ایسے متقی ہیں' یعنی متقی ہونا کوئی اہمیت نہیں رکھتا اور نہ اس کی ضرورت ہے' اچھا متقی نہ سہی تو غیر متقی کا انجام جانتے ہو کیا ہے؟ جہنم ہے۔ دنیا میں بھی آخرت میں بھی' راضی ہو اس میں جانے کیلئے؟ اگر تم متقی بننا نہیں چاہتے اور گناہوں ہی سے مانوس رہنا چاہتے ہو اور یہی کہتے رہے کہ ہمارے بس کی بات نہیں کہ ہم بچ سکیں تو گویا تم اس پر راضی ہو کہ اس کی سزا تم کو دنیا میں بھی دی جائے اور آخرت میں بھی دی جائے' اگر اسی پر راضی ہو گئے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ایمان ہی کا خاتمہ ہو جائے گا اور تمہارے پاس ایمان ہی نہ رہے گا۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ)

مکافاتِ عمل

بھائی سمجھ لو کہ آج کل ایمان کی حفاظت بہت ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ کا قانون ہے عمل اور ردعمل' جیسا کرو گے اس کا ردعمل ویسا ہی ہوگا' یقین جانو یہ اللہ تعالیٰ کا قانون ہے اور یہ کبھی نہیں بدلے گا' مگر اس قانون کے اندر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں وابستہ ہیں' ان لوگوں کے لیے جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور اس کی قہاری و جباری سے ڈر کر اور مواخذہ آخرت سے خوف کے ساتھ اپنی بداعمالیوں سے توبہ واستغفار کر لیا جس پر اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ معاف ہو جائے گا لیکن عمل اور ردعمل کے قانون ہی کا یہ مظاہرہ ہے جو آج کل گھر گھر میں طرح طرح کی پریشانیاں' بیماریاں' دشواریاں' تشویش' مشکلات کا سامنا ہے۔ کون سا گھر ہے جو اس سے خالی ہے' دفاتر میں جا کر دیکھئے' ایک ہنگامہ برپا ہے۔ کوئی محکمہ لے لیجئے' ادارے ہوں' تعلیم گاہیں ہوں' مدارس ہوں' جو کچھ بھی ہوں ہر جگہ لاقانونیت' خدا کے احکام کی خلاف ورزی' تصاویر کی اور گانے بجانے کی کثرت ہوتی چلی جا رہی ہے۔ ریڈیو چل رہا ہے' ٹیلی ویژن چل رہا ہے' ناچ گانے ہو رہے ہیں اور نہ جانے کیا کیا خرافات ہو رہی ہیں۔ اخبارات اس کے شاہد ہیں' کیسے کیسے گناہ رائج الوقت ہوتے جا رہے ہیں پھر تقریبات میں

بھی رسومات ہو رہی ہیں' بدعات ہو رہی ہیں' چاہے خوشی کی تقریبات ہوں یا غمی کی' بدعات اور غیر شرعی رسومات کا دن بدن زور بڑھ رہا ہے' لباس اور پوشاک دیکھیے تو برہنہ' سر عریاں' لباسوں میں بازاروں میں عورتیں نکل رہی ہیں۔

عورت کا برہنہ سر ہونا اور عریانی کے ساتھ بے شرمی اور بے غیرتی سے باہر نکلنا سخت ترین گناہ ہے' اللہ کی لعنت ہے ایسی عورتوں پر اب یہ سب ہو رہا ہے پھر کہتے ہیں کہ گھر گھر پریشانی ہے' بدمزگی ہے' رشتے نہیں آتے' زن و شوہر میں نہیں بنتی' لڑکے نافرمان ہو رہے ہیں' تجارتوں میں گھاٹے ہو رہے ہیں' فلاں نقصان ہو گیا' فلاں جگہ آگ لگ گئی' فلاں جگہ یہ حادثہ یہ سانحہ ہو گیا' یہ سب واقعات ہو رہے ہیں' روز سنتے ہیں' روز دیکھتے ہیں' یہ سب کیا ہو رہا ہے' وہی عمل اور ردعمل کے قانون الٰہی کا مظاہرہ ہے جیسا دیکھے عمل ہو رہا ہے' ویسا ہی اس کا ردعمل ہو رہا ہے۔

مسلم و کافر کا فرق

ہم نے کفار اور مشرکین اور ضالین اور مغضوبین کے اعمال کو اختیار کر لیا ہے اور جس طرح وہ مطمئن ہیں اپنی حالت پر کہ بڑے بڑے خبیث اور ناپاک گناہ کرتے ہیں اور ان گناہوں سے مانوس ہیں اور اپنی زندگی میں خمیازہ پہ خمیازہ بھگت رہے ہیں' ان پر کوئی ندامت نہیں ہوتی' ہماری بدقسمتی اور محرومی کہ ہم بھی اب انہی کی نقل کرنے لگے ہیں' جن کے قلوب جانوروں سے بدتر' گندے اور ناپاک ہیں' ان کی پیروی کر کے ہم مطمئن ہیں کہ مہذب دنیا والوں کی نقل کر رہے ہیں' مہذب دنیا یہی کر رہی ہے' ہم بھی یہی کر رہے ہیں تو بھائی کرو' کفار مشرکین کیلئے تو جہنم مقدر ہو چکی ہے' وہ اپنی زندگی پر مطمئن ہیں مگر ان کیلئے کوئی تدارک نہیں' کوئی ان کیلئے راہ نجات نہیں' اپنی غفلت زدہ زندگی میں مدہوش ہیں لیکن صاحب ایمان کیلئے تو یہ معاملہ نہیں جو صاحب ایمان ہے اس کے دل سے گناہ کے بعد ضرور خلش پیدا ہوتی ہے' اگر اس نے اس خلش سے کام لیا اور ندامت قلب کے ساتھ توبہ و استغفار کیا تو ان شاء اللہ اس کی نجات ہو جائے گی' دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی کفار و مشرکین اس سے محروم کر دیئے گئے ہیں۔ ان کو اپنے احوال پر نہ ندامت ہے نہ شرمندگی' وہ سمجھتے ہیں کہ ہمارا انداز زندگی ہی یہ ہے' ہم کو یہی زندگی بھر کرنا ہے۔ ان کے مذہب میں عمل

اور ردعمل کا کوئی مفہوم ہی نہیں ہے لیکن مسلمان کا تو یہ معاملہ نہیں اگر چہ اس وقت ہماری تو یہ حالت ہے کہ کون سا وہ گناہ ہے جس کو چھوڑ رکھا ہے اور کون سی وہ حرکت ہے جس کی بدولت گذشتہ قومیں عذاب الٰہی میں گرفتار ہوئیں کہ جو ہم نے چھوڑ رکھی ہے' ذرا ہم اپنے اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھیں کہ کس انداز پر ہم اپنی زندگی بسر کر رہے ہیں' کبائر میں مبتلا ہو کر اللہ تعالیٰ کی نافرمانیاں ہو رہی ہیں جو حیا اور غیرت کے خلاف ہیں' اسلامی وقار کے خلاف ہیں' شرافت نفس کے خلاف ہیں...... جس کے نتیجہ میں دنیا ہمارے لیے جہنم بن گئی ہے۔ اس عافیت کا نام نہیں' یہ پریشانیاں.......... یہ بدحواسیاں' یہ بیماریاں' یہ سانحات و حادثات ہیں کہ الامان والحفیظ' مگر مسلمان کیلئے پھر بھی ایک سہارا ہے اور ایک راستہ کھلا ہوا ہے اور وہ ہے رجوع الی اللہ' جس اللہ کو تم نے ناراض کر رکھا ہے اور جس کو ناراض کرنے کی وجہ سے تم نے اپنے اوپر وبال ڈال رکھا ہے اور جب تک اس کو راضی نہ کرو گے اور ان گناہوں کو نہ چھوڑو گے توبہ واستغفار نہ کرو گے یہ وبال تم سے ہرگز نہ ٹلے گا' اللہ کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے اور ان کا غضب ٹھنڈا ہوتا ہے۔ ایسے رجوع کرنے سے ندامت اور توبہ استغفار کرنے سے مسلمانوں کیلئے راستہ کھلا ہوا ہے۔

عافیت نہ حاصل ہونے کی وجہ

مگر یہ انتہائی غفلت ہے کہ گناہوں کو نہیں چھوڑتے ہیں' گانا بجانا' ریڈیو' ٹیلی ویژن' راگ راگنی' تصاویر' بے حجابی' بے غیرتی رائج الوقت ہوگئی ہے۔ ان کا وبال تو ہم پر ضرور ہونا ہے۔ یقیناً ہوگا اور ہمیشہ ہوگا' اللہ کا قانون ہے' اس کو کوئی نہیں بدل سکتا' خوب سمجھ لیجئے جب تک نافرمانی کرتے رہو گے فسق و فجور میں پڑے رہو گے اور توبہ واستغفار نہیں کرو گے اس کا ردعمل ضرور ہوگا جس کو بھگتنا پڑے گا' چاہے جتنے وظیفے پڑھو' چاہے جتنی دعائیں بزرگوں سے کراؤ' چاہے جتنے عملیات کرو' یہ وبال دور نہیں ہوگا۔ جب تک تم ان گناہوں کو ترک نہ کرو گے اور قلب میں ندامت پیدا نہ کرو گے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی تلافی نہیں ہوگی' خیریت اس میں ہے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرو' توبہ کرو' استغفار کرو' گناہوں کو چھوڑ دو' اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے' اللہ میاں نے خود فرمایا ہے کہ ہم سے مدد مانگو گے ہم تمہاری مدد کریں گے' کا ہے کیلئے مشرکانہ حرکتیں

کرتے ہو اور تعویذ، گنڈے، عملیات کے چکر میں پڑتے ہو، خبردار عورتیں ہوں یا مرد، خوب سن لیجئے یہ ایک درجہ میں شرک ہے کہ اللہ کے سوا کسی دوسرے سے رجوع کرنا۔

اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ...... سے بڑا وظیفہ عالم امکان میں اور کوئی نہیں، اگر چاہتے ہو کہ دنیا میں عافیت ملے، چین وسکون نصیب ہو تو ندامت قلب کے ساتھ توبہ کرو، استغفار کرو، سب معاف ہو جائے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

میں تو یہاں تک عرض کرتا ہوں، بہت سے ضعیف العقیدہ لوگ ایسے ہیں کہ ہم میں اور آپ ہی میں ہیں کہ فسق وفجور میں مبتلا ہیں اور اس عادت کو نہیں چھوڑتے، اپنی وضع قطع لباس پوشاک کھانا پینا، رہنا سہنا سب فاسقانہ فاجرانہ ہے اور ساتھ میں نماز بھی پڑھ لیتے ہیں، بزرگوں سے دعائیں بھی لیں گے، وظیفہ بھی پوچھ لیں گے لیکن اپنے فسق وفجور کو نہیں چھوڑیں گے، عمر بھر کرتے رہو، عمر بھر پریشان رہو گے، اللہ کا قانون نہیں بدلے گا، عمل اور ردعمل بھائی اللہ کیلئے خوب اچھی طرح سمجھ لیجیے یہ جتنی پریشانیاں ہیں، بیماریاں ہیں یہ سب دور ہو سکتی ہیں، رجوع الی اللہ سے، اللہ سے رجوع کرو، توبہ کرو، استغفار کرو۔

نسبت نبوی کا سہارا

بیٹھ جاؤ اللہ تعالیٰ کے سامنے تنہائی میں اور کہو "یا اللہ! میں ایسے ماحول میں ہوں کہ چاروں طرف فسق وفجور ہے، نافرمانیاں ہیں، مردوں میں غیرت نہیں، عورتوں میں شرم نہیں، بے حیائی، بے شرمی رائج الوقت ہو رہی ہے، ہر جگہ کفار ومشرکین کے رسم ورواج جاری ہیں، شیاطین اور ابلیس کام کر رہے ہیں، یا اللہ میں اسی ماحول میں ہوں، میری مدد فرمایئے۔

اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ...... یا اللہ مجھے اپنے مواخذہ سے بچا لیجئے، دنیا اور آخرت میں، توبہ کرتا ہوں، اقرار کرتا ہوں، میں مجرم ہوں، فاسق ہوں، فاجر ہوں، لیکن یا اللہ آپ کے محبوب حضور نبی الرحمۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی ہوں، میں یہ نسبت اور سہارا رکھتا ہوں، آپ کی مغفرت کا طالب ہوں، میرے فسق وفجور کو چھڑا دیجئے، میری نادانی ہے، میری کمزوری ہے میں ایمان کا ضعیف ہوں، میں فسق وفجور کا عادی ہو گیا ہوں، مگر آپ قادر مطلق ہیں، میری حالت بدل دیجئے، ایمانی قوتیں بیدار کر دیئے، توبہ استغفار کی توفیق عطا فرما دیجئے اور مجھ سے

جتنے دانستہ ونادانستہ گناہ ہوئے ہیں یا اللہ سب معاف کردیجئے' محض اپنی رحمت سے اِيَّاکَ نَعْبُدُ وَاِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ...... اس عمل کو کر کے دیکھئے ان شاء اللہ تعالیٰ حالت بدلتی جائے گی' ایمان میں قوت پیدا ہوگی' ایک وقت ایسا آئے گا کہ آپ کی یہ سب فسق و فجور کی عادتیں چھوٹ جائیں گی اور آپ کو ایک پُر عافیت زندگی مل جائے گی' پرسکون زندگی مل جائے گی۔

حصول عافیت

اگر اطمینان قلب چاہتے ہو تو اللہ کا ذکر کرو اور سب سے بڑا ذکر استغفار ہے' اقرار کرو توحید کا۔

اشهد ان لااله الاالله واشهد ان محمدا رسول الله استغفر الله ربی من کل ذنب و اتوب اليه

ان شاء اللہ پاک ہو جاؤ گے' عمل کرتے رہو' بگڑی ہوئی عادتیں رفتہ رفتہ درست ہو جائیں گی لیکن ندامت قلب شرط ہے۔ اللہ میاں کے سامنے گردن جھکا کر بیٹھا تو کرو' ذرا اللہ میاں سے پناہ مانگا کرو' دشواریوں کو' مشکلوں کو ماحول کے فسق و فجور کو سامنے لا کر توبہ و استغفار کرو' پناہ مانگو کہ یا اللہ ہم کیسے بچیں اس ماحول سے' چاروں طرف ظلمات ہی ظلمات ہیں' گناہ اعلانیہ ہو رہے ہیں' ہم اکیلے کیا کریں۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَکَ. اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ

گھبرا کر پڑھو' اس کو 175 مرتبہ پڑھنے کی ضرورت نہیں' ایک دفعہ ندامت قلب کے ساتھ رات کو سوتے وقت پڑھ لیا کرو' ان شاء اللہ پریشانیوں سے نجات مل جائے گی' کاہے کیلئے وظیفے ڈھونڈتے پھرتے ہو' کاہے کیلئے عاملوں کے پاس جاتے ہو' کاہے تعویذ اور گنڈے لیتے ہو' اپنا عقیدہ خراب کرتے ہو' عورتیں اس میں بہت زیادہ مبتلا ہیں' کہتی ہیں کہ گھر میں پریشانی ہے' رشتہ نہیں آ رہا' زن و شوہر میں نہیں بن رہی' یہ پریشانی ہے' یہ قرض ہے' ارے یہ تو ضرور ہوگا اور ضرور ہوگا کیونکہ تم نافرمانی کر رہی ہو اور پھر توبہ بھی نہیں کرتیں' توبہ کی بھی توفیق نہیں ہوتی' گناہوں کو ترک کر کے توبہ کر کے دیکھو عافیت ملتی ہے کہ نہیں ملتی' راحت ملتی ہے کہ نہیں ملتی' ضرور ملے گی۔ ان شاء اللہ ضرور ملے گی۔ ایمان کے بعد سب سے بڑی قیمتی چیز جو ہے عافیت ہے' اب عافیت کہاں ہے' قلوب بے چین ہیں' مضطرب ہیں' عورتوں کو بے غیرتی و

بے حیائی کے ساتھ باہر نکال رہے ہیں' شوہر اور والدین بھی اس پر راضی ہیں' قرآن وحدیث میں جن لوگوں کو عذاب آخرت سے ڈرایا گیا ہے کہ جہنم میں ایسی عورتیں ہوں گی اور ایسے مرد ہوں گے' سود لینے والوں کو یہ عذاب ہوگا' چغلی کرنے والوں کو یہ عذاب ہوگا' زنا کرنے والوں کو یہ سزا ملے گی' وہ کہاں ہوگی؟ عذب کا گھر تو جہنم ہی ہے۔ العیاذ باللہ تعالیٰ۔

گناہوں کی صورت مثالی

اور پھر زنا کس چیز کا نام ہے' حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ زنا ایک فعل خاص ہی کا نام نہیں ہے' آنکھ کا بھی زنا ہے' اگر شہوت سے دیکھا جائے' زبان کا بھی زنا ہے' اگر ناجائز شہوانی باتیں کی جائیں' کانوں کا بھی زنا ہے' پیروں کا بھی زنا ہے' جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس تفصیل سے اعلان فرماتے ہیں تو بتاؤ آج کتنے اس سے محفوظ ہیں' جب برہنہ سر' عریاں لباسوں میں عورتیں باہر بازاروں میں نکلیں گی تو کون سا ایسا متقی ہے جو بچ سکے گا' ذرا گردن جھکا کر دیکھو' اس زنا میں کتنے مبتلا ہیں' نتیجہ یہ ہے خمیازہ بھگت رہے ہیں' غیبت کرو گے مردار بھائی کا گوشت کھاؤ گے تو جہنم یہیں پیدا ہو جاتی ہے' مسلمان کی بداعمالی کی سزا یہیں اسی دنیا میں ملنے لگتی ہے' اس زمانے میں جو مختلف قسم کی بیماریاں اور پریشانیاں عام ہو رہی ہیں' یہ سب ہماری شامت اعمال ہے اور ہمارے گناہوں کی صورت مثالی ہیں' بھائی ایک مختصر سی بات کہہ رہا ہوں' اللہ کے لیے رائج الوقت چیزوں سے پرہیز کرو' اپنی آنکھوں کو بچاؤ' اپنی عورتوں کو بچاؤ' اپنی حیا کو قائم کرو ' اپنی شرم وغیرت کو قائم کرو' اپنا خاندانی وقار قائم کرو' بے غیرتی اور عریانی' ابلیسی وشیطانی والی بات کوئی اچھی بات ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس کی آنکھ میں حیا نہیں اس کے پاس ایمان نہیں جس کی آنکھوں میں حیا نہیں وہ جانور ہے' انسان نہیں ہے۔ اس کو شرف انسانیت حاصل نہیں ہے' وہ اشرف المخلوقات میں داخل نہیں۔

نور قرآن کا غلبہ

افسوس کی بات یہ ہے کہ ابتداء میں بچوں اور بچیوں کو دینی تعلیم نہیں دی جاتی۔ یہ بہت بڑا ظلم ہے' میں کہتا ہوں کہ ابتداء میں اپنے لڑکوں اور لڑکیوں کو کلام اللہ تو پڑھوا دو' اللہ کا نور تو ان کے دل میں آجائے گا اور یہ نور ایسا مستحکم ہوتا ہے کہ زائل نہیں ہوتا' آگے چل کر چاہے

وہ فسق و فجور میں مبتلا ہو جائیں، لیکن یہ نور غالب آ کر رہے گا، اپنے بچوں پر رحم کرو اور انہیں ابتداء میں قرآن شریف ضرور پڑھوایا کرو، ارے قرآن مجید کوئی معمولی چیز ہے؟ کلام اللہ تو اللہ کا نور ہے۔ جب لڑکے یا لڑکی نے بچپن میں قرآن مجید پڑھا تو اس کے رگ و پے میں پیوست ہو جاتا ہے۔ پھر یہی چیز، اس کی حیات کی، غیرت کی، آبرو کی حفاظت کرتی ہے۔ بھائی اللہ کیلئے اپنی اولاد پر رحم کرو، ابتداء میں قرآن شریف ضرور پڑھا دو پھر آگے جو چاہے پڑھاؤ۔

بس اب دعا کر لو اللہ تعالیٰ توفیق عمل نصیب فرمائیں۔ یا اللہ اپنی توحید کے نور سے ہمارے دلوں کو منور کر دے، ہمارے ایمانی تقاضوں کو پیدا فرما دے تا کہ ہمیں گناہوں سے نفرت ہو جائے۔ یا اللہ ہمارے ایمان کو قوی فرما دے تا کہ بے غیرتی، بے حیائی کی باتوں سے ہمیں نفرت ہو جائے۔

یا اللہ! ہم گناہوں سے مانوس ہوتے جا رہے ہیں، بس یہی سب سے بڑا وبال ہے، جسے ہم دنیا میں بھگت رہے ہیں اور آخرت میں بھی بھگتنا پڑے گا، یا اللہ! ہمیں اپنی ذات پاک کی طرف رجوع ہونے کی توفیق عطا فرمایئے تا کہ ہم سچی توبہ کر کے آپ کے فرمانبردار بندے بن جائیں۔

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَ لَاتُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْلَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ (سورہ بقرہ آیت:۲۸۶)

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ،

رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ،

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّاط اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمِ وَتُبْ عَلَيْنَاط اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ،

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ سَيِّدِنَا وَنَبِيِّنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ وَبِرَحْمَتِکَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ (آمین)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّکَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ.

اسلام کے تقاضے اور ہماری زندگی

مجلس بروز جمعۃ المبارک ۱۱ ذی قعدہ ۱۴۰۱ھ بمطابق ۱۹۸۱ء

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم. نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

برکات اخلاص

میں اپنی حالت کو دیکھتا ہوں تو بعض وقت طبیعت بہت پست ہو جاتی ہے' ضعف ایسا غالب ہوتا ہے کہ بات کرنے کو طبیعت نہیں چاہتی' پچھلے دنوں میں طبیعت کچھ ناساز بھی رہی ' جس کے باعث ضعف زیادہ محسوس ہو رہا ہے' جی چاہتا تھا کہ عذر پیش کر دوں پھر سوچتا ہوں کہ عذر کر کے کیا کروں گا' میرا ہی نقصان ہے' سننے والوں کا اتنا نقصان نہیں جتنا میرا نقصان ہے کیونکہ یہ لمحات اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ ہیں اور بزرگوں کی نسبت اور تعلق سے محض خیر خواہانہ اخلاص ہی کے ساتھ کچھ کہتا ہوں اور آپ صاحبان بھی اخلاص ہی کے ساتھ آتے ہیں' اسی کی برکات سے ان شاء اللہ نہ آپ محروم رہیں گے اور ہم محروم رہیں گے لیکن شرط یہی ہے جو میں کئی دفعہ کہہ چکا ہوں کہ علم وہی علم ہے جس سے عمل کا تقاضا پیدا ہو' دین کی جو بات بھی ہم اور آپ حاصل کرتے ہیں اس سے عمل کا تقاضا بھی تو پیدا ہونا چاہیے' جب تک عمل نہیں ہوگا تو گویا وہ علم بالکل رائیگاں ہے۔

احسان عظیم اور اس کا تقاضا

حضور اقدس رحمت للعالمین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کس درجہ امت پر شفیق تھے

اور امت کے ساتھ کتنی شفقت اور محبت فرماتے تھے، ارے ہم بڑے ناشکر گزار ہیں، اپنے ایسے محسن آقائے نامدار کا حق بھی ادا نہیں کرتے صرف رسمی طور پر آپ سے تعلق ظاہر کرتے ہیں، میں نے پچھلی دفعہ کہا تھا کہ درود شریف کثرت سے پڑھا کرو، یہ بہت بڑا حق ہے، درود شریف سے پہلے تھوڑی دیر استغفار پڑھ لیا کرو تا کہ طبیعت پر ماحول کے مکدر اثرات زائل ہو جائیں، استغفار صدق دل سے اس نیت سے ہو کہ ہم پاک ہو جائیں، استغفار کے بعد دل سے درود شریف پڑھا کرو اور نیت کرو کہ ہم اس ذات گرامی پر درود شریف پڑھ رہے ہیں، جس نے اللہ میاں سے ہمارے لیے سب کچھ کرالیا اور سب کچھ منظور کرالیا۔

دیکھئے رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ کتنا بڑا احسان ہے اور کتنی بڑی تعلیم ہے، ارشاد فرماتے ہیں کہ تم کہیں جا کر ایک مضمون علم دین کا سیکھ لو یہ تمہارے لیے ایک ہزار رکعت نفل پڑھنے سے بہتر ہے، اب بتائیے کہ امتیوں کے ساتھ یہ کس قدر رحمت کا جوش ہے، تو بھائی دین سے تعلق رکھو، دینداروں سے تعلق رکھو۔

دینی مجالس کی برکات

دینی مجالس میں جانے سے تعلق رکھو............ یہ تعلق بہت بڑا تعلق ہے

حدیث شریف میں ہے کہ جب کسی مجلس میں بندے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے پوچھتے ہیں کہ تم کہاں سے آئے ہو؟ اللہ جل شانہ تو عالم الغیب ہیں، ہر چیز کو جانتے ہیں لیکن ہماری تسکین کیلئے دریافت کرتے ہیں کہ تم کہاں سے آئے ہو، وہ عرض کرتے ہیں کہ تیرے بندوں کی اس جماعت کے پاس سے آئے ہیں جو تیری تسبیح اور تکبیر اور حمد وثناء کرنے میں مشغول تھے، ارشاد ہوتا ہے کہ ان لوگوں نے مجھے دیکھا ہے، فرشتے عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ دیکھا تو نہیں، ارشاد ہوتا ہے کہ اگر وہ مجھے دیکھ لیتے تو کیا حال ہوتا، فرشتے عرض کرتے ہیں کہ اور بھی زیادہ آپ کے ذکر وفکر اور عبادت میں مشغول ہوتے۔ اس پر ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے کہ وہ کیا چاہتے ہیں، فرشتے عرض کرتے ہیں کہ وہ جنت چاہتے ہیں، باری تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ کیا انہوں نے جنت کو دیکھا ہے، فرشتے عرض کرتے ہیں کہ دیکھا تو نہیں،

ارشاد ہوتا ہے کہ دیکھ لیتے تو کیا ہوتا' فرشتے عرض کرتے ہیں اس سے بھی زیادہ شوق اور تمنا اور اس کی طلب میں لگ جاتے' پھر ارشاد ہوتا ہے کہ کس چیز سے پناہ مانگ رہے تھے' فرشتے عرض کرتے ہیں کہ جہنم سے پناہ مانگ رہے تھے' ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے کہ انہوں نے جہنم کو دیکھا ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ دیکھا تو نہیں ہے' ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے اگر دیکھتے تو کیا ہوتا؟ فرشتے عرض کرتے ہیں اگر دیکھتے تو اور بھی زیادہ اس سے بچنے کی کوشش کرتے' ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے کہ اچھا تو تم گواہ رہو کہ میں نے اس مجلس والوں کو سب کو بخش دیا۔ ایک فرشتہ عرض کرتا ہے یا اللہ فلاں شخص اس مجلس میں اتفاقاً اپنی کسی ضرورت سے آیا تھا' وہ اس مجلس میں شریک ہونے نہیں آیا تھا' ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے کہ یہ جماعت ایسی مبارک ہے کہ ان کے پاس بیٹھنے والا بھی محروم نہیں ہوتا (یعنی اس کو بھی بخش دیا)

الحمد للہ یہ مجالس بھی ایسی ہی ہوتی ہیں کہ اس میں ہم سب لوگ ذاکرین ہو جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی معیت حاصل ہو جاتی ہے۔

وقت قبولیت

اور ایک بڑی اور خاص بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بعض اوقات میں بھی برکتیں رکھی ہیں' غروب آفتاب سے پہلے جمعہ کے دن ہم اور آپ سب یہاں بیٹھے ہوئے ہیں' کوئی شخص ایسا نہیں ہے کہ جسے کسی قسم کی فکر نہ ہو' کوئی تردد نہ ہو' کوئی خلش نہ ہو' سب کو ہوتی ہے' تو ایسی حالت میں بجائے کسی عامل کو ڈھونڈنے کے بجائے تعویذ گنڈوں کو حاصل کرنے کے بجائے اس کے کہ عالم اسباب پر نظر کی جائے' استحضار کرلو کہ کس بات کی پریشانی ہے' کس قسم کی بیماری ہے' کیا ترددات اور تفکرات ہیں' اپنے لیے بھی استحضار کرلو اپنے عزیز و اقارب' دوست احباب کے لیے بھی اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہو جاؤ' یہ مجلس ایسی ہے کہ جو بھی تمہاری فکریں ہوں جو بھی تمہاری خلشیں ہوں کہ جو بھی تمہاری پریشانیاں اور دکھ درد ہوں' اللہ کے فضل و کرم سے امید ہے کہ رجوع الی اللہ کے باعث سب رفع ہو جائیں گی' پس اپنے حالات کا استحضار کر لیجئے اور سمجھ لیجئے کہ یہ قبولیت دعا کا وقت ہے' اللہ تعالیٰ سب کے دلوں کا حال جانتے ہیں' جب ہم ان

کی رضا کیلئے بیٹھے ہیں تو وہ ہمیں محروم نہیں فرمائیں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

فضیلت علم

ہاں تو حدیث شریف میں آیا ہے کہ تم کہیں جا کر ایک مضمون علم دین کا سیکھ لو' خواہ اس پر عمل ہو یا نہ ہو یہ تمہارے لیے ہزار رکعت نفل پڑھنے سے بہتر ہے' یعنی دین کی بات کو سنو اور دل سے تسلیم کر لو' یہ ہزار رکعت نفل سے بہتر ہے' اب اگر عمر بھر میں ہزار رکعت نفل پڑھی بھی لیے تو وہ ناقص رہیں گے' خطرات بھی آئیں گے' وساوس بھی آئیں گے لیکن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے اجر تو وہی ہے جس میں کوئی نقص نہ ہو' یعنی اجر تو پورا پورا مقبول نمازوں کا ملے گا اور کس کی طرف سے ملے گا؟ اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے تو تم جو ہزار رکعت پڑھو گے اس کا اجر وثواب تمہارے تصور اور تخیل میں آ سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت کاملہ سے اس سے کہیں زیادہ ملے گا تو جب دین کی بات حاصل کرنے سے یہ اجر وثواب مرتب ہوتا ہے اور اس کی اتنی فضیلت آئی ہے تو اگر اس حاصل کی ہوئی دین کی بات پر عمل کرو گے تو کتنا اجر وثواب ملے گا۔ جب صرف علم کا یہ درجہ رکھا گیا ہے کہ ہزار رکعت سے افضل ہے تو پھر عمل کا کیا درجہ ہوگا اور عمل ہی مقصود ہے تو اس سے بے خبر اور بے نیاز نہ ہو جائیے کہ یہاں آ کر بیٹھ گئے اور دین کی باتیں سن لیں اور ہزار رکعت نفل نماز کا ثواب مل تو گیا لیکن ہماری غیرت کیا کہتی ہے کہ علم کا تقاضا یہ ہے کہ اس پر عمل کرو عمل ہی مطلوب ہے۔ اللہ تعالیٰ اس پر جو اجر و ثواب عطا فرمائیں گے وہ ہماری اور آپ کی سمجھ میں نہیں آ سکتا۔

علم دین کی عجیب تاثیر

اس مختصر سی زندگی میں اس افکار اور پریشانی والی زندگی میں اگر یہ لمحات اتنے مل جاتے ہیں تو سمجھ لیجئے کہ یہ یقینی سرمایہ ہے جنت کا۔ حقیقت یہ ہے کہ علم دین میں ایسی تاثیر ہے کہ اس کو حاصل کر لینے سے قلب مومن کی صلاحیتیں درست ہوتی رہتی ہیں اور بے ساختہ عمل کا داعیہ پیدا ہوتا ہے۔ احادیث سے ثابت ہے کہ ایسی مجلس جو اللہ تعالیٰ کے ذکر وفکر کیلئے کی جائے اور لوگ اللہ تعالیٰ کے ذکر کیلئے مجتمع ہوں اور ان کا مقصود صرف اللہ ہی کی رضا ہو تو

آسمان سے ایک فرشتہ ندا کرتا ہے کہ تم لوگ بخش دیئے گئے اور تمہاری برائیاں نیکیوں سے بدل دی گئیں' تو اللہ تعالیٰ کی عطا اور ثواب میں کوئی کمی اور نقص واقع نہیں ہوتا۔

دیکھئے سونے کی کوئی چیز ہے اس میں ہم کیسی ہی آمیزش کردیں لیکن سونے کی قدر و قیمت اپنے مقام پر ہے۔ اس میں نقائص تو شامل ہوجائیں گے ضرور لیکن وہ نقائص بے معنی ہیں' حقیقت میں اصل چیز تو سونے کی ہے' اسی طرح دین کے مطابق جو عمل ہے وہ تو کھرا سونا ہے اور وہی مطلوب ہے تو بھائی علم کے بعد عمل کا بھی ارادہ کرو اور اپنے حالات میں تغیر پیدا کرو۔

تاثیر سنت نبوی

اب علم کے لیے میں نے آپ لوگوں کو کئی مرتبہ بتادیا کہ ہمیں اور آپ سب کو ضرورت ہے علم کے تجدید کی' علم کی تجدید کرتے رہئے' دینی کتابیں پڑھا کیجئے' میں نے کئی کتابوں کے نام آپ کو بتادیئے ہیں' آپ ان کو ضرور اپنے پاس رکھیں اور ضرور ان کو پڑھیں 'حیاۃ المسلمین' تعلیم الدین' جزاء الاعمال' حقوق الاسلام یہ سب کتابیں یہاں مل جاتی ہیں۔ یہ بنیادی دینی تعلیم کی کتابیں ہیں۔ ان کو ضرور پڑھا کیجیے اور ان سب کا عملی پہلو جو ہے وہ ''اسوہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم'' ہے۔ یہ تو ایسی چیز ہے کہ اس کو پڑھنے والے اور اس پر عمل کرنے والے کے قدم سیدھے جنت تک جاتے ہیں کیونکہ یہ قدم جو ہیں وہ رحمت للعالمین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک ہیں اور آپؐ کے قدموں کی جس نے اتباع کی کیا وہ کہیں بھٹک سکتا ہے؟ نہ اس پر نفس کا اثر ہوسکتا ہے' نہ اس پر شیطان کا اثر ہوسکتا ہے' چاہے جتنے نفس اور شیطان کے جھونکے آئیں۔

مثال کے طور پر آپ یہاں سے کیماڑی جارہے ہیں' یہاں سے کیماڑی کے راستہ میں ہزار ٹریفک ہو' ہزار شور وغل ہو' کچھ بھی ہو لیکن آپ کا راستہ سیدھا چلا جارہا ہے' آپ منزل پر پہنچ جائیں گے' اسی طرح نماز ہے اور دوسری عبادت الٰہیہ ہیں' ہزار وساوس آئیں' ہزار خطرات آئیں' ہزار نفس وشیطان بہکایا کریں لیکن ہمارے قدم جو ہیں وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں جنت کی طرف پہنچانے والے ہیں' بھائی قدر کرو اس کی بڑی مستند اور معتبر بات ہے۔

اسلام کی خاصیت

آج کل کی ذہنیت سے خصوصاً انگریزی تعلیم یافتہ مغرب زدہ ذہنیت والے لوگوں کا مزاج بدل گیا ہے اور بگڑ گیا ہے۔ دین کے معاملہ میں ان لوگوں نے عام طور پر اور اللہ محفوظ رکھے ہم سب بھی اس میں مبتلا ہو جاتے ہیں کہ چند عبادات وطاعات کو سمجھ لیا ہے کہ بس یہی دین ہے اور عبادت ہے اور یہ سرمایہ ہے جنت میں لے جانے کا اور اسی پر نجات ہو جائے گی' اس کی اہمیت دے دی گئی اور اس پر اطمینان کر لیا کہ نمازیں پڑھ لیں' روزے رکھ لئے' تہجد پڑھ لی' ذکر کر لیا' تسبیحات پڑھ لیں' حج کر لیا' عمرہ کر لیا اور سمجھ لیا کہ بس یہ سرمایہ ہو گیا آخرت کا' آخرت میں جنت مل جائے گی' بھائی یہ خوش فہمی ہے' میں اکثر کہا کرتا ہوں اور آپ لوگ سب جانتے ہیں کہ جس اللہ نے حکم دیا نماز پڑھنے کا' اسی نے یہ حکم دیا کہ جب نماز پڑھو تو اس کے لیے وضو کرنا لازمی اور ضروری ہے۔ بغیر وضو کے نماز نہیں ہوتی' اب اگر کوئی یہ خیال کرے کہ وضو کرنا فرض ہے اور صرف وضو کر لے اور نماز نہ پڑھے تو یہ بالکل مہمل سی بات ہے' وضو تو نماز کیلئے فرض کیا گیا ہے' اسی طرح ہمارے تمام معاملات زندگی میں اور تعلقات زندگی میں اسی اللہ تعالیٰ نے ہم پر احکام فرض کیے ہیں' جس اللہ نے ہم پر نماز' روزہ' حج' زکوۃ فرض کیے ہیں۔ عام طور پر ذہنیت اس قدر ماؤف ہو گئی ہے کہ دوسرے مذاہب کی تقلید کر کے اس پر مطمئن ہو گئے ہیں کہ جیسے عیسائی یا یہودی جو آٹھویں دن رسماً اپنے عبادت خانہ میں چلے گئے اور وہاں اپنی تقریب عبادت میں شریک ہو گئے اور پھر ہفتہ بھر کیلئے یہ کافی ہے' پھر کچھ بھی کرتے رہیں' ان کے ہاں سب جائز ہے' نہ کوئی روک ٹوک' نہ حلال' حرام' زنا' شراب' جھوٹ' دغا' فریب' غیبت' ایذا رسانی' بداخلاقی جو چاہیں کریں' وہ سب آزاد ہیں کیونکہ ان کے ہاں کوئی ضابطہ حیات نہیں' کوئی ضابطہ زندگی نہیں کہ ایک انسان کو کیسی زندگی بسر کرنی چاہیے' دراصل کسی مذہب میں کوئی ضابطہ زندگی نہیں' بس ایک دین اسلام ہے جو ہمارے شب و روز کے ظاہری و باطنی اعمال' ظاہری و باطنی تعلقات عالم امکان میں جو دنیا والوں سے ممکن ہیں سب کے احکام و قوانین اور ضابطے اللہ تعالیٰ نے بتائے ہیں عبادات بھی دین کا ایک شعبہ ہے۔ نماز' روزہ' حج' زکوۃ یہ فرائض و واجبات میں

سے ہیں، جس اللہ نے ہم پر نماز، روزہ، حج، زکوۃ کو فرض کیا ہے اس اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اپنے قانون میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے سے یہ بتلایا ہے اور فرض و واجب کیا ہے کہ ماں باپ کی فرمانبرداری کرو، ماں باپ کو راضی رکھو، جس کے ماں باپ اس سے راضی ہوں اللہ تعالیٰ بھی اس سے راضی ہے، یہ قانون خداوندی ہے اور ہمارے اوپر ماں باپ کی خدمت اور ان کو راضی رکھنا فرض و واجب ہے، یہ نہیں کہ اپنی مرضی کے مطابق تعلقات رکھیں اور جیسے چاہیں معاملات کریں، اسی طرح زوجین کے حقوق ہیں، شوہر پر بیوی کے اور بیوی پر شوہر کے، یہ فرض و واجب ہیں اور یہ اسی اللہ نے ہم پر فرض و واجب کیے ہیں جس نے ہمارے لیے نماز و روزہ فرض کیے ہیں۔ اسی طرح ہر شعبہ زندگی سے ہمارے لیے منجانب اللہ احکام ہیں، فرض و واجب ہیں اور ان کے خلاف کرنا کبائر میں داخل ہے اور سخت گناہ ہے اور کسی مذہب میں کوئی پابندی نہیں جیسا لباس پہنو، جیسے چاہو کھاؤ پیو، جیسے چاہو رہو سہو، لیکن اسلام اور ایمان کے دعویٰ کیساتھ ہمارے زندگی کے ہر لمحہ کے ساتھ جائز اور ناجائز حلال و حرام کی فہرست موجود ہے اور یہ سب اللہ کا کلام اور اللہ کے رسول کا کلام ہے، اگر ان کی خلاف ورزی کرو تو یاد رکھو کہ تمہاری نجات مشکل ہے۔

معیار ایمان

ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ مومن نہیں ہے وہ مومن نہیں ہے وہ مومن نہیں ہے، تین دفعہ یہی فرمایا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کون مومن نہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ شخص جس کا پڑوسی اس کی ایذاؤں سے بے خوف نہ ہو۔

اب بتائیے کہ پڑوسی کو ایذا دینے والا ایمان سے خارج ہوا جا رہا ہے، آپ نے سمجھا کہ پڑوسی تو ہمارے بڑے بدتمیز ہیں، ایسے ہیں، ویسے ہیں، بدمزاج ہیں، ان کے نفع ونقصان، راحت و تکلیف، ایذا و پریشانی سے ہمیں کیا واسطہ، تو سنئے حدیث میں آیا ہے کہ ایک عورت نہایت پارسا تھی مگر اس کے پڑوسی اس سے نالاں رہتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو جہنمی فرمایا۔

ایمان کا معیار بتایا گیا ہے کہ تمہارا پڑوسی اگر تم سے خوش ہے تو تم صاحب ایمان ہو، ایک جنازہ جا رہا تھا، تو لوگوں نے دیکھ کر کہا یہ بڑا اچھا شخص تھا، دوسرے لوگوں کے ساتھ نیکی

کرتا تھا' آپؐ نے فرمایا "وجبت" واجب ہو گیا۔ دوسرا جنازہ جا رہا تھا۔ لوگ دیکھ کر کہنے لگے کہ یہ بہت برا شخص تھا۔ لوگ اس سے بہت بے زار تھے' یہ لوگوں کو ایذا پہنچایا کرتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "وجبت" (واجب ہو گیا) صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں مرتبہ "وجبت" فرمایا' آپ نے فرمایا جس کو اللہ کی مخلوق نیک سمجھتی ہے اس پر جنت واجب ہے اور جس کو اللہ کی مخلوق برا سمجھتی ہے' ایذا رساں سمجھتی ہے اس پر دوزخ واجب ہے۔

اب ہم نے یہ کیسے سمجھ لیا کہ بس عبادات کر کے ہم نے ایمان کا حق ادا کر دیا' خواہ ہمارا پڑوسی ہم سے ناراض رہے اور اس کی حق تلفی ہوتی رہے آپ کو عالم تعلقات میں حقوق ادا کرنا پڑیں گے' اگر نہیں ادا کریں گے تو کبائر کے مرتکب ہو جائیں گے اور اس سے توبہ کی بھی توفیق نہیں ہوگی' کیونکہ ہم اس کو گناہ ہی نہیں سمجھتے' اس لیے ذرا تعلقات میں احتیاط سے کام لیجئے' ہمیں حکم ہے صلہ رحمی کا حق ادا کرنے کا' اپنے عزیز و اقارب کا حق ادا کیجئے۔ ان کے ساتھ حسن سلوک کیجئے۔ ان کے ساتھ اچھا معاملہ کیجئے۔ ہم ہزار ہا اچھا سلوک کرتے ہیں لیکن واقعات ایسے پیش آتے ہیں کہ وہ اس کے برعکس معاملہ کرتے ہیں۔ جتنی ہم ان کے ساتھ نیکی کرتے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ ہم کمزور پڑ رہے ہیں۔ وہ ہمیشہ ہمارے ساتھ زیادتی کرتے ہیں۔

اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فتویٰ لیجیے کہ آپ کیا فرماتے ہیں' آپ فرماتے ہیں کہ صلہ رحمی تم پر فرض و واجب ہے اگر تم نے اپنے عزیز و اقارب کا حق ادا نہیں کیا تو اللہ کے نزدیک مجرم ہو جاؤ گے' یہاں تک حکم ہے کہ "اگر وہ رشتہ توڑیں تو تم رشتہ جوڑو" اب آپ اور ہم اپنے سینوں پر ہاتھ رکھ کر دیکھیں کہ یہ ایمانی جذبہ ہمارے اندر کس قدر ہے۔ نماز پڑھ لیں' روزے رکھ لئے' زکوٰۃ دے دی' حج کر لیا اور سمجھ لیا کہ ہم نے ایمان کا حق ادا کر دیا' ہماری نجات ہو جائے گی۔

لیکن معاملات میں تعلقات میں اللہ اور اللہ کے رسول کی نافرمانی کر رہے ہیں' غصہ کرنا' انتقام لینا' بدگمانی کرنا' ایذا رسانی کرنا' یہ سب گناہ کبیرہ ہیں تو کیا معمولی بات سمجھ لی ہے' حکم ہے کہ اپنے قریبی رشتہ داروں سے رشتہ صحیح رکھو' وہ رشتہ توڑیں تو تم رشتہ جوڑو۔

اب رشتہ جڑنے کی کیا ترکیب ہے' عالم تعلقات میں تقریبات شادی و غمی بھی ہے اور

دوسری ضروریات زندگی بھی وابستہ ہیں۔ دیکھو تمہارے عزیز و اقارب کو کس چیز کی ضرورت ہے، اگر وہ غریب ہیں اور تم ان کی امداد کر سکتے ہو تو اپنی حیثیت کے مطابق ان کی امداد کرنا تم پر فرض وواجب ہے۔ یہی صلہ رحمی ہے اگر وہ کسی مصیبت میں مبتلا ہیں یا انہیں کسی بھی قسم کی پریشانی ہے تو تمہیں ان کی امداد کرنی چاہیے اور اگر ان کے ہاں کوئی غمی ہوگئی ہے تو آپ کو اس میں شرکت کرنی چاہیے، چاہے جتنے تعلقات خراب ہوں اللہ کو راضی کرنا چاہتے ہو یا اپنے نفس کو راضی کرنا چاہتے ہو، فیصلہ کرلو، کیا تم نے سمجھ لیا ہے کہ یہ تو معمولی بات ہے، روزمرہ زندگی میں ایسا ہوتا ہی رہتا ہے۔

کسی صحابی نے عرض کیا تھا کہ جتنا میں اپنے عزیز و اقارب کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہوں اتنا ہی وہ میرے ساتھ برا سلوک کرتا ہے مگر میں نے تو صبر و تحمل کرلیا ہے کہ جو وہ چاہیں کریں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے بڑا اچھا کیا، اگر تم اس ارادے پر قائم رہے تو تمہارے لیے جنت واجب ہے۔

تعلق کے حقوق

اسی طرح آپس کے تعلقات ہیں، دوسرے لوگوں کے ساتھ وابستہ ہیں، ان میں بھی کبائر کا ارتکاب ہوجاتا ہے۔ جیسے حسد ہے کینہ ہے، غیبت ہے۔ یہ کوئی معمولی بات ہے؟ غیبت کبیرہ گناہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ غیبت کرنے والا ایسا ہے جیسے کہ وہ اپنے (مسلمان) مردار بھائی کا گوشت کھا رہا ہے اور یہ ہماری آپ کی روزمرہ کی غذا ہوگئی ہے، اس کو گناہ ہی نہیں سمجھتے۔ بھائی نماز پڑھ کر تو ایک فرض ادا کرلیا لیکن غیبت کر کے جو گناہ کبیرہ ہوا اس سے توبہ بھی نہیں کرتے کیونکہ یہ روزمرہ کی زندگی میں عادت ثانیہ بن گئی ہے۔ یہ بھی تو اللہ ہی کی نافرمانی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں صاف صاف لفظوں میں فرمایا ہے کہ غیبت کرنا ایسی بری بات ہے کہ جیسے تم اپنے مردار بھائی کا گوشت کھا رہے ہو۔ اللہ تعالیٰ تو یوں فرما رہے ہیں اور آپ بلا تکلف بڑا لذیذ سمجھ کر اپنے مردار بھائی کا گوشت کھا رہے ہیں اور توبہ کی بھی توفیق نہیں ہے۔ بھائی یہ کیسی نماز ہے۔ بڑی خوش فہمی کی بات ہے۔ اللہ میاں صرف نماز پڑھنے کی وجہ سے نجات دے دیں گے، عبادات کرلیں، رکوع کرلیا، سجدے کرلئے، تسبیحات پڑھ لیں

'وظیفے پڑھ لئے' پس سمجھ لیا کہ اللہ راضی ہو گئے اور ہم جنت میں چلے جائیں گے' بھائی یہ جنت جانے کا راستہ نہیں ہے۔ جب تک دین کے پانچوں شعبوں کا حق ادا نہیں کرو گے ہر شعبہ کے اندر جہاں جہاں اللہ کی نافرمانی ہے وہاں ایک تو گناہ کبیرہ ہے یا گناہ صغیرہ ہے اور اگر توبہ بھی نہیں کی تو اس کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا' دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔

تو میں یہ کہہ رہا تھا کہ آپ لوگ صرف اس خوش فہمی میں مبتلا نہ رہیے کہ ہم دیندار ہیں' ہم نماز پڑھ لیتے ہیں' روزے رکھ لیتے ہیں' زکوٰۃ دے دیتے ہیں' حج کر لیتے ہیں' ارے یہ تو دین کا ایک شعبہ ہے یعنی (عبادات) اور یہ شعبہ صرف اللہ میاں سے تعلق رکھتا ہے۔ وہ رحیم و کریم ہیں کہ تمہاری ناقص عبادتوں کو قبول کر لیں' تمہارے ناقص صدقات کو قبول کر لیں' تمہارے ناقص حالات کو قبول کر لیں' یہ تو ان کا براہ راست واسطہ ہے لیکن جہاں اللہ میاں نے اپنے بندوں کا حق ہم پر واجب کیا ہے وہ تو اپنے بندوں کا حق دلوا کر رہیں گے۔ بھائی خدا کیلئے ذرا ہوشیار ہو جاؤ۔ درحقیقت یہی باتیں عام طور پر رائج الوقت ہیں' اسی لیے گھر گھر فساد ہے۔ لڑکے نافرمانی کر رہے ہیں' اپنے والدین کی۔ عورتیں نافرمانی کر رہی ہیں۔ اپنے شوہروں کی' شوہر اپنی بیوی کے ساتھ نااتفاقی کر رہے ہیں اور بہن بھائیوں میں بھی اس قسم کی نااتفاقیاں ہیں کہ جیسا وہ ہمارے ساتھ کریں گے ہم بھی ان کے ساتھ ویسا ہی معاملہ کریں گے' نہ پڑوسی کا حق ادا کرتے ہیں نہ صلہ رحمی کا حق ادا کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہم بالکل حق بجانب ہیں اور ہم جو کچھ کر رہے ہیں' صحیح کر رہے ہیں وہی لوگ برے ہیں لہٰذا جب تم یہ سمجھ لو گے تو تم اللہ تعالیٰ کے مؤاخذے میں آ جاؤ گے' حسد کسی سے کرو گے' کینہ کسی سے کرو گے ان ہی تعلقات والوں سے ان ہی عزیز واقارب سے' ان ہی احباب دوست سے اور کس سے معاملہ کرو گے کینہ اور حسد کس سے ہوتا ہے۔ عام تعلقات ہی میں تو ہوتا ہے۔

حق عظمت باری تعالیٰ

کسی شخص نے ہم کو بڑی اذیتیں دیں۔ ہمیں بڑا پریشان کیا۔ ہمارا اتنا روپیہ کھا گئے اور فلاں بات میں انہوں نے ہمیں دھوکہ دیا' اب آپ کے دل میں انتقام لینے کی قدرت نہیں ہے لیکن دل میں آپ کے کینہ ہے۔ اب کینہ کیا ہوتا ہے؟ کینہ یہ ہوتا ہے کہ فلاں شخص

نے ہم پر بڑا ظلم کیا ہے۔ ہمیں بڑی اذیتیں دی ہیں چنانچہ جب کوئی ایسا موقع آتا ہے کہ وہ ذلیل ہو رہا ہے تو اسے اس حالت میں دیکھ کر خوش ہوتے ہیں، کبھی وہ بیمار ہوا یا پکڑا گیا تو خوش ہوتے ہیں کہ اچھا ہوا جو پکڑا گیا۔ یہ ہے آپ کے دل کا کینہ کہ آپ اسے مصیبت کی حالت میں دیکھ کر خوش ہو رہے ہیں، آپ لوگ سمجھ لیجئے کہ یہ معمولی بات نہیں ہے۔ بڑی نازک بات ہے۔ آپ اس پر خوش ہوتے ہیں کہ اچھا ہوا پکڑا گیا، اچھا ہوا زد میں آ گیا۔ تو یہ آپ کے اندر کینہ کے جذبات ہیں کیونکہ آپ کے دل میں اس کی طرف سے کینہ تھا اس لیے آپ اسے پریشانی اور مصیبت میں دیکھ کر خوش ہو گئے اور یہ گناہ کبیرہ ہے۔ یہاں تک کہ کینہ اور بغض رکھنا اتنا سخت اور بڑا گناہ ہے کہ شب برأت اور شب قدر میں سب کی نمازیں اور دعائیں قبول ہوں گی لیکن ان کی نمازیں اور دعائیں قبول نہیں ہوں گی جن کے دل میں کینہ ہو گا۔ اتنی تو شدت ہے اس گناہ کی ہم نے سمجھ لیا ہے کہ یہ تو فطری بات ہے۔ روزمرہ کے تعلقات میں ایسا تو ہوتا ہی رہتا ہے لیکن یہ دیکھنا پڑے گا کہ اس معاملہ میں شریعت کا کیا حکم ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کینہ رکھنا، بغض رکھنا اور حسد رکھنا اتنا سخت کبیرہ گناہ ہے کہ دعائیں قبول نہیں ہوتیں آپ خود ہی سوچئے کہ دعائیں قبول نہیں ہوں گی تو پھر کیا حشر ہو گا۔ میں عرض کر رہا تھا کہ بھائی دین کی بات حاصل کرتے ہو، دین کو تو سمجھ لو کہ دین کیا چیز ہے؟ خوش فہمی میں نہ رہئے کہ نمازیں پڑھ لیں، روزہ رکھ لئے، اللہ میاں فرماتے ہیں کہ ہماری عظمت کا حق ہمارے احکامات کی تعمیل عالم خلق کے ساتھ معاملہ کرنے میں ہے۔ ایمان کی آزمائش تو اسی میں ہے کہ نفس وشیطان کا سارا اکھاڑا تو یہ عالم تعلقات ہے۔ مثلاً آج کل عام طور پر بلا تکلف غیبت، جھوٹ، فریب اور ایذارسانی، بدگمانی اور وعدہ خلافی کا ارتکاب کیا جاتا ہے اور انہیں گناہ ہی نہیں سمجھا جاتا۔ یہ گناہ کبیرہ ہیں، جب تک انہیں چھوڑو گے نہیں اور توبہ نہیں کرو گے نجات نہیں اور ہمیشہ مبتلائے آزار رہو گے۔

کینہ کا علاج

رمضان شریف میں کچھ ایسا ہی واقعہ پیش آیا، ایک صاحب مجھ سے کہنے لگے کہ ہمارے فلاں فلاں بھائی ہیں۔ انہوں نے ہمیں بہت تکلیفیں دی ہیں، ہمارا بہت مالی نقصان کیا ہے اور ساتھ ہی ہم کو ذلیل بھی کرتے ہیں، ہمارے دل میں ان کی طرف سے بڑا غصہ

ہے۔ ہمارے دل میں ان کی طرف سے بڑا بغض ہے اور ہمیں ان سے بہت ہی شکایتیں ہیں، کیا یہ کینہ ہے؟ ہم نے کہا کہ بالکل کینہ ہے کیونکہ پچاس مرتبہ ان کی برائی کرو گے تو وہ ایسے ہیں ویسے ہیں ان کی غیبت کرو گے اور ساتھ میں خود اس کے منتظر رہو گے کہ کبھی موقع ملے تو ان سے انتقام لے لوں، بس اسی کا نام کینہ ہے۔

رمضان شریف کا مہینہ بھی ہے، اس ماہ مبارک میں اگر کسی سے کینہ ہو تو اس سے معافی مانگ لینا چاہیے، کہنے لگے تو ایسی حالت میں کیا کیا جائے؟

میں نے کہا کہ دیکھو شریعت نے بڑی گنجائش رکھی ہے۔ ذرا ہمت سے کام لو، ان کے پاس چلے جاؤ اور ان سے کہو کہ رمضان شریف کا مہینہ ہے۔ اس میں بڑی عبادتیں قبول ہوتی ہیں، لیکن آپس میں اگر دو مسلمانوں میں یا عزیزوں میں کچھ رنجش ہے، کوئی کاوش ہے تو اسے صاف کر لینا چاہیے۔ میں آپ کے پاس اس لیے آیا ہوں کہ آپ میری طرف سے دل کو صاف کر لیجئے اور میں بھی آپ کی طرف سے دل کو صاف کرتا ہوں۔ ہم ایک دوسرے کو اللہ کی رضا کیلئے معاف کر دیتے ہیں۔ کہنے لگے کہ یہ تو مجھ سے نہیں ہوگا۔ یہ تو میرے بس کی بات نہیں ہے اور میں ان کے سامنے نیچی نظریں نہیں کر سکتا۔ ہم نے کہا یہی تو مجاہدہ ہے، جنت یونہی تھوڑی مل جائے گی، اللہ میاں یونہی تھوڑے راضی ہو جائیں گے، میں نے کہا کچھ تو ایثار کرنا پڑے گا۔ آپ کے صرف اتنا کہنے سے کہ یہ میرے بس کی بات نہیں اللہ میاں راضی نہیں ہوں گے۔ میں نے کہا کہ اس پر جو سزا ملے گی، اسے برداشت کر لو گے؟ اور ذرا دونوں کا مقابلہ کر کے دیکھو کہ کونسی چیز برداشت کے قابل ہے اور کون سی چیز برداشت کے قابل نہیں ہے۔ میں نے کہا کہ یاد رکھو سزا برداشت کے قابل نہیں ہوگی۔

یہاں کی شرمندگی تو برداشت ہو جائے گی لیکن وہاں کی سزا برداشت نہ ہو سکے گی۔ اللہ میاں کا قانون کبھی نہیں بدلا کرتا، حسد اور کینہ رکھنے والوں کیلئے جو اللہ میاں نے سزا رکھی ہے وہ تو مل کر رہے گی، جب تک اس کی تلافی نہیں کرو گے، پھر میں نے انہیں ترکیب بتائی کہ اگر سامنے بات نہیں کر سکتے تو اپنے ان عزیز کو ایک خط لکھو کہ رمضان شریف کا مہینہ ہے اور اس میں حسد رکھنا، کینہ رکھنا اور بغض رکھنا کبیرہ گناہ سمجھا جاتا ہے اور ممکن ہے کہ آپ کے

دل میں ہماری طرف سے کینہ ہو یا ہمارے دل میں آپ کی طرف سے کینہ ہو کیونکہ واقعات ایسے ہو چکے ہیں، تعلقات ایسے خراب ہو چکے ہیں اور ایسی ناگواریاں پیش آ چکی ہیں، بھائی اللہ کے لیے اور اللہ کی رضا کیلئے آپ ہمیں معاف کر دیجئے اور ہم نے بھی آپ کو معاف کیا۔ اب اس میں بہت پہلو نکلتے ہیں۔ آپ نے تحریراً کہہ دیا کہ ہم نے معاف کر دیا، اب وہ معاف کریں یا نہ کریں آپ بری الذمہ ہو گئے۔

فضیلت عفو

لیکن ایک شرط کے ساتھ وہ یہ کہ آپ نے مردانہ وار معاف کیا ہے تو اللہ کی رضا کے لیے معاف کیا ہے۔ اللہ کے لیے رجوع کیا ہے تو آپ کے لیے جائز نہ ہوگا کہ آپ ان کی غیبت کریں۔ ایذا رسانی کریں یا ان کی بدگوئی کریں یا ان سے انتقام لیں یا ان کے لیے بددعا کریں، اب آپ کو کوئی حق حاصل نہیں رہا۔ معاف کیا تو اللہ کو راضی کرنے کیلئے بالکل معاف کر دو، آپ نے جب اللہ کو راضی کرنے کیلئے اپنے مخالف کو معاف کر دیا تو آپ پر فرض و واجب ہو گیا کہ لوگوں کے سامنے اس کی غیبت نہ کریں، بدخواہی نہ کریں اس زمانے میں پڑوسی کا حق ادا کرنا، عزیز و اقارب کا حق ادا کرنا اور مکروہات سے بچنا عزم و ہمت کا کام ہے۔ چاروں طرف ماحول بگڑا ہوا ہے۔ ہر طرف بددینی ہے۔ فواحش ہیں، منکرات ہیں، ان سے مانوس ہوتے جا رہے ہیں، توبہ کا خیال بھی مشکل سے ہوتا ہے۔

لیکن بھائی توبہ کرو مردانہ وار چاہے کچھ بھی ہو، ذرا ہمت کر لو تو کچھ بھی مشکل نہیں۔

آرزوئیں خون ہوں یا حسرتیں پامال ہوں اب تو اس دل کو بنانا ہے تیرے قابل مجھے

ہم نے تو اللہ میاں کو راضی کرنا ہے۔ چاہے کوئی راضی ہو یا نہ ہو اور یہ ہمارے لیے اللہ میاں کا وعدہ ہے کہ اگر تم نے اپنی طرف سے صفائی قلب کر لی اور اللہ نے قبول کر لیا، خواہ تمہیں دوسرا معاف کرے یا نہ کرے کچھ پرواہ نہیں، اب دوسرا رخ یہ ہے کہ اگر آپ سے کوئی معافی مانگتا ہے، عورتیں ہوں یا مرد تو اسے معاف کر دیں۔ اب آپ کیلئے اس کو معاف کرنا فرض و واجب ہو گیا، اگر آپ اللہ کو راضی کرنا چاہتے ہیں تو اس سے کہہ دیجئے کہ بھائی میں نے بھی تم کو اللہ کیلئے معاف کر دیا، اب خبردار آئندہ اس کی کبھی بدگوئی نہ کرنا، غیبت نہ کرنا، اس سے انتقام نہ

لینا' بھول جاؤ اسے' یہ ہے بڑا مشکل کام لیکن ایمان کی آزمائش اسی میں ہے۔

جب ان امور میں اللہ تعالیٰ کے احکامات معلوم ہو گئے تو پھر اپنے ایمان کی سلامتی کیلئے عالم تعلقات میں ایمانی تقاضوں پر عمل کرو اور اللہ تعالیٰ کی نصرت و ہدایت طلب کرتے رہو' بس اسی قدر تم مکلف ہو' ان شاء اللہ تعالیٰ ان باتوں پر عمل کرتے رہنے سے قلب کی بگڑی ہوئی صلاحیتیں درست ہوتی رہیں گی اور جو کام شریعت کے آج مشکل معلوم ہو رہے ہیں ان شاء اللہ تعالیٰ رفتہ رفتہ سب آسان ہو جائیں گے۔

دوسرا اہم مسئلہ معاشرت کا ہے جس میں بھی اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام اور فرائض و واجبات ہیں جن کا ترک گناہ کبیرہ' ان شاء اللہ تعالیٰ اس کے متعلق بھی تفصیلاً عرض کروں گا۔

بس دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ ہمارے حال پر رحم فرماویں اور ہر آزمائش سے محفوظ رکھیں اور جہاں جہاں نفس و شیطان کے مکائد ہیں ان کا احساس عطا فرماویں۔ ہمارے قلب کو ایمان کی قوت عطا فرماویں تا کہ ہم سب کام اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق کر سکیں۔

اَللّٰھُمَّ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ. صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ' اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا' وَلَا تُحَمِّلْنَا مَالَا طَاقَةَ لَنَا بِہٖ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْلَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ

نماز کی حقیقت اور مصائب کا علاج

وعظ بروز جمعۃ المبارک بتاریخ 22 شعبان بعد نماز عصر

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم. نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡم

روز بروز زندگی کے واقعات پیچیدہ سے پیچیدہ تر ہوتے جارہے ہیں' اللہ تعالیٰ کا احسان عظیم ہے کہ ہم لوگ یہاں بیٹھے ہوئے ہیں اور چند لمحات کیلئے ہم کو اللہ تعالیٰ نے بہت سے خلفشاروں سے نجات دیدی ہے۔ اس لیے ہمارا حسن ظن ہے اور اللہ کرے ایسا ہی ہو کہ دین کی بات معلوم ہوجانے کے بعد عمل کی بھی توفیق ہوجائے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کرلیا کرو' عقل کا تقاضا یہی ہے کہ اگر دنیا میں عافیت و عزت کی زندگی بسر کرنا چاہتے ہو تو پھر دین ہی کے اندر سلامتی ہے اور آخرت کی فلاح بھی دین ہی کے اندر ہے۔ حدیث شریف کا مضمون ہے کہ قرب قیامت کی ایک علامت یہ بھی ہوگی کہ عقلیں سلب ہوجائیں گی' اچھی بات بری معلوم ہوگی اور بری بات اچھی معلوم ہوگی' اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس وبال سے محفوظ رکھیں۔ (آمین)

ایمان کے تقاضے اور معاشرے کی خرابیاں

آپ سب مشاہدہ کررہے ہیں کہ آج پاکستان اور ممالک اسلامیہ کے ہر شعبہ زندگی میں گناہ کبیرہ رائج الوقت ہورہے ہیں اور فواحشات و منکرات کو تہذیب حاضرہ کا طرہ امتیاز سمجھا جارہا ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ پاکی صفائی' حیاء شرم' غیرت عصمت' عفت سب ختم ہوتی جارہی ہیں۔ میں نے ایک بار گذشتہ نشست میں عرض کیا تھا کہ سب لوگ کہتے ہیں کہ دعا کرو کہ ایمان پر خاتمہ ہو' مگر ایمان ہے کیا چیز؟ جس پر خاتمہ ہو پہلے اس کا احساس تو کرلیا جائے

اگر ذرا غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ایمان پر خاتمہ کی تمنا یہ محض ہماری خوش فہمی ہے ورنہ حقیقت یہ ہے کہ ہم نے اپنے عقیدوں اور اعمال سے خود ہی ایمان کا خاتمہ کر رکھا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ ایمان اور حیا ایک ہی چیز ہے اگر حیا ختم ہوا ایمان بھی ختم ہوا۔ اب ذرا اپنے ماحول اور معاشر میں بے شرمی اور بے حیائی خواص و عوام سب میں ظاہر ہو رہی ہے۔ غور فرمائیں کہ ہمارے اجزائے ایمان خود ماؤف ہو گئے ہیں تو پھر ایمان پر خاتمہ ہوگا' اس لئے ضرورت ہے کہ پہلے یہ خوب سمجھ لیا جائے کہ ایمان کیا ہے؟ پھر اس کا جائزہ لیا جائے کہ ایمان کے تقاضوں پر ہم کس قدر عمل کر رہے ہیں' جس قدر بھی ایمان کے تقاضوں پر عمل ہو رہا ہے اس پر اللہ کا شکر ادا کیا جائے اور مزید توفیق کیلئے دعا کی جائے۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ جو بندہ ہماری دی ہوئی نعمتوں پر شکر ادا کرتا ہے ہم اس کی نعمتیں اور بڑھا دیتے ہیں اور ان میں برکت عطا فرماتے ہیں۔ ہر روز صبح کو جب اپنے معمولات سے فارغ ہوا کرو تو اس پر شکر ادا کیا کرو۔ الحمدللہ ہم صاحب ایمان ہیں اور دعا کیا کرو کہ یا اللہ ہمارا ایمان ہماری بداعمالی اور ہماری غفلت کی وجہ سے ضعیف ہے۔ یا اللہ ہم کو اعمال صالحہ کی توفیق دیجئے' کوتاہیوں پر استغفار کی توفیق عطا فرمایئے اور ہم کو ہر شعبہ زندگی میں نیک ہدایت عطا فرمایئے اور بے غیرتی اور بے حیائی کے کاموں سے بچایئے تا کہ ہمارا ایمان کمزور نہ ہونے پائے' عافیت بہت بڑی دولت ہے۔ عافیت کی بہت دعا مانگا کرو اور جو عافیت حاصل ہے اس پر شکر ادا کیا کرو کہ یا اللہ آپ نے ہمیں ہر طرح سے عافیت دے رکھی ہے' باوجود اس کے کہ ہمارا ماحول پرآشوب ہے' ہر جگہ حادثات ہیں' سانحات ہیں' پریشانیاں ہیں' بیماریاں ہیں پھر بھی یا اللہ آپ نے ہم کو ہر طرح کا اطمینان عطا فرمایا ہے۔ سکون قلب دیا ہے' فراغت دی ہے۔ **اللھم لک الحمد و لک الشکر۔**

اللہ تعالیٰ کا شکر کرنے سے ان نعمتوں کا بیمہ ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے تو بھائیو اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی ان نعمتوں کا شکر ادا کر لیا کرو۔ ایک ایمان کے حاصل ہونے پر دوسرے عافیت کے حاصل ہونے پر آپ ان کی قدر کریں

حقانیت اسلام

خلاف فطرت اور خلاف عقل سلیمہ یعنی احکامات اور ہدایات الٰہیہ کے خلاف زندگی

بسر کرنے سے آج دنیا بدحواس ہے اور برباد ہو رہی ہے' اپنی لغویتوں سے اور اپنی بیہودگیوں اور ناپاکیوں سے تمام دنیا میں اکثر لوگ اپنے اس گندے ماحول اور معاشرہ سے عاجز آ گئے ہیں' مگر ان کیلئے اس سے نجات کی صورت نہیں' میں اسی لیے ان واقعات سے متاثر ہو کر بار بار دہراتا ہوں کہ اللہ کے لیے اپنے ایمان کی قدر کرو' اپنے اسلام کی قدر کرو اور اس کے ضابطے اور حدود کے اندر رہ کر عافیت حاصل کرو' اسی میں دنیا اور آخرت کی فلاح ہے۔

بڑے افسوس کی بات ہے کہ ہماری مملکت اسلامیہ اور دوسرے ممالک اسلامیہ دشمنوں کی سازشوں کی زد میں ہیں اور اپنی ناعاقبت اندیشی سے مغلوب ہو کر دشمنوں کی رائج کردہ تہذیب و معاشرہ کی دلفریبی سے مغلوب ہو کر...... اور نفسانی و شہوانی تفریحات...... (مشاغل)............ میں مبتلا ہو کر ہر صورت سے برباد ہو رہے ہیں' سیاسی اعتبار سے بھی اور اقتصادی لحاظ سے بھی' اخلاقی شعور و شعائر بھی ختم ہو رہا ہے' ہم بڑی غفلت کے ساتھ اپنا وقار اسلامی ختم کرتے جا رہے ہیں' اللہ تعالیٰ ہم پر رحم فرمائیں اور دین و دنیا کی ہلاکت سے بچالیں' ایمان کی کمزوری سے قوت و ہمت بھی زائل ہو جاتی ہے اور جہاد کا جذبہ سرد پڑ جاتا ہے' نفس و شیطان نے ہم کو ایسا بزدل بنا دیا ہے کہ ہم دشمنوں کا مقابلہ نہ سیاسی اعتبار سے کر سکتے ہیں اور نہ ان کی مہلک سازشوں سے بچ سکتے ہیں اور ہر طرح سے ان کے دست نگر اور ضروریات زندگی میں ان کے محتاج بن گئے ہیں۔

نماز کی پابندی ایمان اور عافیت کی محافظ ہے

بھائی اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگا کرو کہ ایسا وقت ہمارے اور آپ کے سامنے نہ آئے اور ایسی بات نہ ہو کہ ہمارا انجام عبرتناک ہو اور دوسری قومیں ہم پر ہنسیں۔

اب میں آپ کو اس حقیقت کی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ اگر ہم ایمان اور اسلام کو محفوظ رکھنا چاہتے ہیں تو جو طریقہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کاملہ سے ہمارے دین کی حفاظت کیلئے بتلایا ہے اور جو ہمارے لئے قوی اور مستحکم قلعہ ہے اس کو عمل میں لاؤ اور وہ ہے نماز۔

نماز کی محبوبیت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: الصلوۃ عماد الدین (نماز دین کا ستون

ہے) جس نے اسے چھوڑا اس نے اپنا دین ویران کیا' صحابہ کرامؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ تمام کاموں میں کون سا کام افضل ہے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وقت پر نماز ادا کرنا اور آپؐ نے فرمایا جنت کی کنجی نماز ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے توحید کے بعد اپنے بندوں پر سوائے نماز کے اور کوئی محبوب چیز فرض نہیں کی' اگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک نماز سے زیادہ کوئی چیز محبوب ہوتی تو وہ اپنے فرشتوں کو اسی میں مشغول رکھتا اور ہمیشہ نماز میں رہتے ہیں۔ ایک گروہ فرشتوں کا رکوع میں ہے' ایک گروہ سجدہ میں ہے' ایک گروہ قیام میں ہے' ایک گروہ قعود میں ہے۔

نماز کی پابندی ایمان و عافیت کی محافظ ہے

نماز ہی ایسی چیز ہے کہ جس میں اللہ تعالیٰ نے ایسی قوت رکھی ہے کہ جس سے ایمانی تقاضے پیدا ہوتے ہیں اور شرف انسانیت کا شعور پیدا ہوتا ہے' نماز ایسی چیز ہے کہ ہم لوگوں نے اس کو روزمرہ کا ایک معمولی عمل سمجھ لیا ہے اور اس کی کوئی قدر و اہمیت ہماری نظر میں نہیں ہے اور یہ ہماری بڑی محرومی قسمت ہے۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اپنے ساتھ رابطہ قائم کرنے کیلئے اپنے ساتھ تعلق محبت کو بڑھانے کیلئے اور اپنی معرفت و قرب عطا فرمانے کے لیے اور اپنی نصرت و اعانت عطا فرمانے کیلئے خاص طور پر نماز کی طرف متوجہ فرمایا ہے۔ غور کیجئے تو نماز میں یہ سب مقاصد بدرجہ اتم موجود ہیں۔ دیکھئے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ سے شرف حضوری اور اعزاز ہم کلامی حاصل ہوا تو اللہ تعالیٰ کس خصوصیت کے ساتھ ان کو مخاطب فرما کر فرماتے ہیں۔ واقم الصلوۃ لذکری ...... یعنی مجھے یاد رکھنے کیلئے نماز پڑھا کرو' پھر ہمارے آقائے نامدار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج میں وہ درجہ قرب الٰہی عطا ہوا جس کا اندازہ کون کرسکتا ہے' عالم کائنات کے تمام تخیلات و تصورات میں اس کے ادراک سے قاصر ہے۔

اللہ اللہ قرب معراج رسولؐ دو کماں سے فرق ادنے رہ گیا
اٹھ گئے مابین سے سارے حجاب اک فقط آنکھوں کا پردہ رہ گیا

اس قرب خصوصی پر فائز فرمانے کے بعد اللہ جل شانہ نے اپنی حضوری میں اپنے

محبوب کو جو خلعت شاہانہ کا تحفہ عطا فرمایا وہ پانچ وقت کی نمازیں ہیں۔

نماز کی قدر و منزلت

اللہ اکبر اس کی قدر و منزلت کا کیا ٹھکانہ ہے' اس کا انتہائی شرف یہ ہے کہ نماز معراج المومنین ہے' کلام اللہ میں جس کثرت سے نماز کا ذکر اور اس کی اہمیت اور تاکید اور اس کے برکات و ثمرات مذکور ہیں وہ کسی دوسرے فرض و واجب کے اس قدر نہیں ہیں' بار بار اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اس طرف متوجہ فرمایا ہے اور بڑی تاکید کے ساتھ اس کو وقت مقررہ پر ادا کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔ نماز کو جب تک ہوش و حواس قائم رہیں کسی حالت میں بھی ترک نہیں کیا جا سکتا۔ خواہ کوئی بھی حالت ہو' ہر حال میں نماز کا ادا کرنا فرض ہے اگر جہاد ہو رہا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وقت پر ایک خاص طریقہ سے نماز ادا کرلو اور اس طرح اگر سفر میں ہو تب بھی نماز پڑھو اور نماز میں قصر کرلیا کرو مگر ترک نہ کرو اگر وضو نہیں کر سکتے تو تیمم کرلیا کرو۔ اگر کھڑے ہو کر نہیں پڑھ سکتے تو بیٹھ کر پڑھ لیا کرو' اگر اس طرح بھی تکلیف ہو تو لیٹ کر پڑھو اور اگر ضعف کا غلبہ ہو تو اشارہ سے نماز پڑھو' اسی طرح جو بھی نماز ہوگی وہ کامل نماز ہوگی' کیونکہ یہ رخصت عملی اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے اور بندہ جس حالت مجبوری میں ہے وہ ان کے علم میں ہے' اس کو ایسے وقت میں نماز کا مکلف فرمایا ہے اور اس حالت کے مطابق نماز ادا کرنے کی آسان صورت بھی تعلیم فرمادی ہے تو ان کے حکم کی بجا آوری میں جو نماز ہوگی وہ ضرور کامل ہوگی' حکم بھی ہے کہ جب تک نزع میں ہوش ہے نماز ضرور پڑھی جائے۔

اللہ اکبر کچھ انتہا ہے اللہ تعالیٰ کے رحم و کرم کی ہر حال میں بندہ کو اپنی حضوری میں رکھنا چاہتے ہیں' ایمان پر خاتمہ کیا ہے یہی ہے کہ اگر نزع میں بھی نماز کا وقت آ گیا ہے تو اشارہ ہی سہی نماز کی طرف متوجہ ہو جاؤ۔ یہی ایمان پر خاتمہ ہے۔

سجدہ خصوصی مقام قرب ہے

یہاں سے یہ حقیقت بھی واضح ہوتی ہے جو تمام حقائق و معارف کی روح رواں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر جس قدر بھی فرائض و واجبات عائد فرمائے ہیں ان کی ادائیگی میں بے حد و حساب اجر و ثواب کا وعدہ ہے اور اپنی رضائے کاملہ حاصل کرنے کیلئے ان کو قوی اور غیر متزلزل

ذریعہ بنایا ہے مگر اپنا خصوصی مقام قرب حاصل کرنے کیلئے اپنے ایک عاجز بندہ مومن کو صرف نماز ہی کے اندر یہ راز مخفی فرمایا ہے کہ جب حالت نماز میں خواہ وہ نماز اشارہ ہی سے کیوں نہ ہو بندہ حالت سجدہ میں ہوتا ہے تو یہ سجدہ ہی وہ مقام قرب ہے جس کی علویت وعظمت کی کوئی انتہاء نہیں تو گویا موت کے وقت حالت نماز میں بندہ مقام قرب ہی میں واصل الی اللہ ہوتا ہے۔

اعمال صالحہ روح کی غذائیں

اس مضمون کے ساتھ ایک اور حقیقت پر نظر جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایمان عطا فرمانے کے بعد اعمال صالحہ کی ترغیب وتاکید فرمائی ہے کیونکہ اعمال صالحہ ہی یعنی عبادات وطاعات' اذکار تسبیحات ہی روح کی خاص غذائیں ہیں اور تمام فرائض وواجبات میں نماز کی روح کیلئے خاص الخاص غذا ہے چنانچہ روح کو اپنی قوت بڑھانے اور اس کو روبکار لانے کیلئے دن رات میں کم از کم پانچ وقت شدید ضرورت ہے اس لیے ظاہر ہے کہ مومن کے آخری لحات زندگی میں ایمان کے مستحضر رہنے کیلئے اور جب تک جسم میں روح باقی ہے روح کو اپنی خاص غذا حاصل کرنے کیلئے نماز کی ضرورت ہے۔ خواہ وہ نماز اشارہ ہی سے کیوں نہ پڑھی جائے۔ مریض کے جانکنی کے وقت سورۃ یٰس پڑھنی اور کلمہ طیبہ کی تلقین سے بھی یہی بات مترشح ہوتی ہے کہ جب تک جسم میں روح باقی ہے روح کو کلام الٰہی سے غذا ملتی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

حدیث شریف میں ہے کہ وصال کے وقت آخری وصیت جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کیلئے فرمائی تھی وہ یہ تھی (الصلوۃ الصلوۃ وما ملکت ایمانکم الصلوۃ الصلوۃ وما ملکت ایمانکم) یعنی نماز کی پابندی کرو اور اپنے ماتحتوں کا خیال رکھو یہ دو مرتبہ ارشاد فرمایا' اس حدیث شریف سے نماز کی اہمیت کا اندازہ لگایئے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم آخری وقت میں بھی نماز کی تاکید فرما رہے ہیں' معلوم ہوا کہ ہمارا ایمان صلوۃ ہی کی پابندی سے محفوظ ہے اس کی بڑی قدر کرو۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو یقین اور ایمان کامل کے ساتھ اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ (آمین)

اگر صحت وتندرستی میں نماز کی عادت قوی ہو جاتی ہے تو آخر وقت میں بھی عادت عود کر

آتی ہے اور نماز کسی نہ کسی طرح ادا کرنے کا تقاضا ہوتا ہے اور نماز میں اللہ تعالیٰ کی طرف حضوری ہو جاتی ہے اور یہی ایمان کی دلیل ہے۔ تو اللہ کیلئے نماز کی بڑی قدر کرو اور اس کی برکات سے فائدہ حاصل کرو خواہ اس وقت ابتداء میں نماز کی حقیقت اور اس کے برکات وثمرات ہم کو محسوس نہ ہوں، مگر جن لوگوں نے نماز پابندی کے ساتھ اور اس کے تمام لوازمات ظاہری و باطنی کے ساتھ پڑھنے کی عادت ڈالی ہے اور ان سے پوچھو کہ نماز کیا چیز ہے۔ جب ان کو نماز میں خشوع وخضوع اور حضور قلب کی کیفیت طاری ہوتی ہے تو ان تمام نفسانی لذتیں قابل نفرت معلوم ہوتی ہیں اور دنیا ہیچ معلوم ہوتی ہے۔ یہ بھی سوچنے کی بات ہے کہ نماز کے ذریعہ سے تقرب الٰہی کے حصول یوں بھی سمجھئے کہ جاندار مخلوق کی طرح حق تعالیٰ نے نماز کو بھی ایک صورت اور دوسرے روح عطا فرمائی ہے، چنانچہ نماز کی روح تو نیت وقلب ہے اور قیام وقعود نماز کا بدن ہے اور رکوع و سجود نماز کا سر اور ہاتھ پاؤں ہیں اور جس قدر اذکار وتسبیحات نماز میں ہیں وہ نماز کے آنکھ کان وغیرہ ہیں اور اذکار وتسبیحات کے معنی کو سمجھنا گویا آنکھ کی بینائی اور کانوں کی قوت سماعت وغیرہ ہے اور نماز کے تمام ارکان کو اطمینان اور خشوع وخضوع کے ساتھ ادا کرنا نماز کا حسن یعنی بدن کا سڈول اور رنگ وروغن کا درست ہونا ہے۔ الغرض اس طرح پر نماز کے اجزاء اور ارکان کو بحضور قلب ادا کرنے سے نماز کی ایک حسین وجمیل اور پیاری صورت پیدا ہو جاتی ہے اور نماز میں نمازی کو جو تقرب حق تعالیٰ سے حاصل ہوتا ہے اس کی مثال ایسی سمجھو جیسے کوئی خدمت گار اپنے بادشاہ کی خدمت میں کوئی خوبصورت حسین وجمیل کنیز کا ہدیہ پیش کرے اور اس وقت اس کو بادشاہ جیسا تقرب حاصل ہو، تو گویا نماز شاہی نذرانہ ہے جو نمازی دن رات میں پانچ مرتبہ تقرب سلطانی حاصل کرنے کے لیے پیش کرتا ہے۔

جب اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے ہر روز پنجگانہ نماز فرض کی ہے تو ضرور اس میں ہماری ظاہری وباطنی فلاح اور دنیا وآخرت کی شادمانی اور کامرانی رکھی ہوگی چنانچہ ابتدائے اسلام میں جب مسلمانوں نے اللہ تعالیٰ کی اس عبادت کو اپنا شعار بنالیا تو تمام دنیا ان کی عزت و وقار مغلوب ہوگئی اور تاریخ اس بات کی شاہد ہے۔

خیر میں اس وقت مضمون کی زیادہ وضاحت نہ کر سکوں گا، بہر حال ہم کو اہتمام کے ساتھ نماز کا پابند ہونا چاہیے اور نماز کی پابندی کے یہ معنی ہیں کہ مسجد میں جماعت کے ساتھ

نمازیں ادا کی جائیں، تم جب مسجد میں نماز پڑھو گے تو وقت کی پابندی سے نماز کی عادت بھی راسخ ہو جائے گی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اس سے دین کی حفاظت بھی رہے گی اور دنیوی فلاح بھی نصیب ہوگی، اذان میں اسی کا اعلان ہے کہ نماز کے لئے آؤ اس وقت اگر کہیں فلاح ہے تو صرف نماز میں ہے۔ یہ اعلان بالکل حق ہے جس نے اس اعلان کے بعد کسی دنیاوی مفاد کو ترجیح دی اس کو ہرگز اس میں فلاح نصیب نہیں ہو سکتی اور یہ حقیقت ہے کہ نماز کی حالت میں تمام دنیاوی علائق و مشاغل بھی منقطع ہو جاتے ہیں۔ خواہ اس کے دل و دماغ میں کتنی ہی پراگندگی ہو لیکن اس کا جسمانی وجود بارگاہ الٰہی میں شرف یاب ہوتا ہے اور یہی شرف یابی اس کی دنیا و آخرت کا سرمایہ و فلاح ہے۔ اس کا احساس تو آنکھ بند ہونے پر ہی ہوگا، یہ بھی پنجگانہ نماز کی حقیقت ہے کہ ہمارے رب کریم رحمٰن و رحیم کا ہم پر احسان عظیم ہے کہ ہمارے حالات پر رحم فرما کر ہمارے روزمرہ کے معاملات و حالات کا اندازہ فرما کر ہم کو مدعو فرمایا ہے جب کبھی ہم کو کسی قسم کی مشکلات و تفکرات درپیش ہوں اس کے لیے ان کا دروازہ رحمت کھلا ہوا ہے۔ دن رات کے مختلف اوقات میں ہم ان کی بارگاہ رحمت میں حاضر ہو جائیں، نماز کی حالت میں آ جائیں اور جو کچھ عرض و معروضات کرنا ہوں بے تکلف ان کے سامنے پیش کریں اور خود ہی اپنے الفاظ کریمانہ ہم کو تلقین فرماتے ہیں کہ "یا الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یا مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ. اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ." یعنی ہم عاجز و بے نوا ہیں۔ ہماری اعانت و نصرت فرمائیے جب از راہ محبت و شفقت ہم سے اس طرح مخاطب ہونے کا شرف عطا فرمایا ہے تو پھر ہم کو اپنی پوری ایمانی صلاحیت سے اس کا یقین رکھنا چاہیے کہ ضرور ان کی اعانت ہمارے شامل حال رہے گی۔

یہ بھی سمجھ لیجئے کہ ہماری روزمرہ کی زندگی میں صبح سے شام تک کتنے حالات و معاملات اور تغیرات سے سابقہ رہتا ہے، فطرت ان سب کا اثر ہمارے دل و دماغ پر ہوتا ہے اور اسی حالت میں ہم کو پنجگانہ نماز کا فریضہ بھی ادا کرنا پڑتا ہے۔

اگر طبیعت ناساز ہے تو اسی اثر کے ساتھ نماز کا وقت پر ادا کرنا ہے۔ اگر خوشی یا غم کا ماحول ہے تو اس کا بھی اثر ہے، اگر موسم کے تغیرات اثر انداز ہیں تو بھی وقت پر نماز پڑھنا ہی ہے اگر معاملات میں افکار پریشانی اور ترددات ہیں یا ادائے حقوق کیلئے تدابیر درپیش ہیں یا

اپنی دوسروں کی ضروریات پوری کرنا ہے یا کسی مشاغل وہجوم میں شمولیت ہے اور اس کی طرف توجہ ہے تو یہ سب باتیں نماز کی حالت میں ضرور ہم پر اثر انداز رہتی ہیں مگر بہر حال ہم کو نماز پڑھنا ہے' بس اس کے وقت اور ارکان کی ادائیگی کا اہتمام جس قدر ممکن ہے وہ کرنا ہے خواہ دل ودماغ کی کوئی بھی حالت ہو ان شاء اللہ نماز ادا ہو جائے گی۔

ترک فواحش ومنکرات کے لیے ارادہ وہمت شرط ہے

بعض نادان کہتے ہیں کہ ہم دیکھتے ہیں کہ لوگ نماز بھی پڑھتے ہیں اور دنیا بھر کے خرافات میں بھی مبتلا ہیں' نماز بھی پڑھتے ہیں تفریحاً ٹیلی ویژن بھی دیکھتے ہیں' فضولیات اور لغویات بھی کرتے جاتے ہیں' جھوٹ بھی بولتے ہیں' غیبت بھی کرتے ہیں' وعدہ شکنی بھی کرتے ہیں' اہل تعلقات سے بد معاملگی بھی ہوتی جاتی ہے تو پھر ایسی نماز سے کیا فائدہ' سنئے پہلی بات تو یہ ہے کہ ہم نماز کا حق جیسا چاہیے وہ ادا ہی نہیں کر سکتے' پھر یہ بھی ہے کہ منکرات ولغویات ترک کرنے کا ہم ارادہ نہیں کرتے یا ان منکرات کو ہم گناہ ہی نہیں سمجھتے تو پھر توبہ کی بھی توفیق نہیں ہوتی مگر میں کہتا ہوں اور آپ خود اس کا اندازہ کر کے دیکھیں کہ ایک مسلمان خواہ وہ کیسی ہی نماز پڑھتا ہو بے نمازی سے اس کی دینی حالت پھر بھی بہتر ہوگی۔ پھر اس پر بھی غور کیجیے کہ کتنے گناہ کبیرہ ہیں کہ لوگ اس میں مبتلا ہیں مگر ہم اور آپ ہیں کہ ان سے بالطبع نفرت کرتے ہیں' پھر بہت سے ایسے گناہ ہیں جن میں ہم اور آپ نفس وشیطان سے مغلوب ہو کر مبتلا ہو جاتے ہیں مگر پھر تنبہ ہوتا ہے تو توبہ واستغفار کی توفیق ہو جاتی ہے۔ یہ بھی نماز ہی کی تو برکت ہے اور یہی برکت فلاح دارین کا باعث ہے۔

اکثر لوگ کہتے ہیں کہ اتنے دنوں سے دعائیں مانگ رہے ہیں قبول نہیں ہوتیں' اتنے دنوں سے وظیفے پڑھ رہے ہیں ان کا کوئی اثر نہیں ہوتا' اتنے دنوں سے نماز پڑھ رہے ہیں نماز میں دل نہیں لگتا' جب نفس وشیطان غالب ہو جاتا ہے تو نماز بھی ترک کر دیتے ہیں' اول تو عقیدہ ہی فاسد ہے کہ نماز اور وظائف اس لیے ہیں کہ ان کی برکت سے ہمارے دنیاوی مقاصد پورے ہوتے رہیں نماز تو اللہ تعالیٰ کا حکم ہے تم پر فرض ہے کہ نماز پڑھو تم کو حکم ہے کہ دعا کرو اس لئے ہر حال میں حکم الٰہی کی تعمیل تم کو کرنا پڑے گی خواہ کوئی بھی حالت ہو'

جب تم نے ان کے حکم کی تعمیل کر لی خواہ طوعاً یا کرھاً ہی سہی تو پھر اللہ تعالیٰ کی شان رحمانیت تم کو دنیا کی کسی سعادت سے محروم نہ رکھے گی۔

نماز فجر کا اہتمام

اکثر لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ صبح کی نماز نہیں بن پڑتی' تو بھائی اس میں قصور کس کا ہے' جب تم رات کے بارہ بجے تک اپنی تفریحات ولغویات میں مشغول رہو گے تو پھر صبح کیسے آنکھ کھلے گی' یہ سب نفس کی شرارت ہے کیونکہ تمہارے دل میں نماز کی کوئی اہمیت نہیں ہے اس لیے نفس ترک نماز کے لئے نامعقول عذر اور بہانے کرتا رہتا ہے۔ یاد رکھو نماز کا ترک کرنا کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ یہ اللہ جل شانہ کی حکم عدولی ہے۔ دنیا میں بھی اس کا وبال بھگتنا پڑے گا اور آخرت میں بھی اس کی بڑی سنگین سزا ہے' عبرت کی نظر سے دیکھو آج جو گھر گھر پریشانیاں اور بیماریاں زور پکڑ رہی ہیں وہ یہی شامت اعمال ہے جس سے پناہ مانگنے کی بھی توفیق اس لیے نہیں ہوتی کہ نماز نہیں پڑھی جاتی جس کے وبال سے توبہ کی بھی توفیق نہیں ہوتی اور اپنے شامت اعمال کا احساس ہی نہیں ہوتا کہ یہ سب اللہ تعالیٰ سے رجوع نہ ہونے کا وبال ہے' اللہ تعالیٰ اپنا رحم فرمائیں اور ہدایت فرمائیں اور توفیق دیں کہ ہم ان کی طرف رجوع ہوتے رہیں تاکہ ہر حال میں اس کی رحمت ہمارے شامل حال رہے۔

اپنے وقت کا انضباط کر لو ان شاء اللہ تعالیٰ اس سے بڑی برکت ہوتی ہے اور سب ضروری کام آسانی سے ہو جاتے ہیں اور نمازیں وقت کی پابندی کے ساتھ ادا ہوتی رہتی ہیں اور دل میں سکون رہتا ہے اس کی بڑی قدر کرو ہمارے حضرت والا فرماتے ہیں کہ عشاء کی نماز پڑھ لینے کے بعد اگر میں دیکھتا ہوں کہ کوئی دنیا کی باتیں کر رہا ہے تو جی چاہتا ہے کہ اس کو گولی مار دوں' ایسا ناقدرداں ہے یہ وقت کا کہ عشاء کی نماز کے بعد یہ فضولیات میں مبتلا ہو گیا ہے' ارے عشاء کی نماز تو تم کو سارے دن کی ناپاکی سے اور آلودگی سب سے پاک کر چکی تھی اور پھر تم اس میں مبتلا ہو گئے' عشاء کے بعد پر وہی لغو باتیں شروع کر دیں تو جب خود دیدہ و دانستہ اپنی عافیت برباد کر رہے ہو تو ہم اس کا تدارک کیا بتائیں پھر کہتے ہیں کہ صبح آنکھ نہیں کھلتی' صبح کیسے آنکھ کھلے؟

اسی طرح ہمارے حضرت والا فرماتے ہیں کہ جو لوگ صبح کی نماز کے لیے نہیں اٹھتے ہیں بڑے ناقدر داں ہیں وقت ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کے نزول کا اس وقت اللہ تعالیٰ عالم کائنات میں ایک نئی روح پیدا فرماتے ہیں۔ ایک نئی تازگی آتی ہے۔ زمین میں روئیدگی پیدا ہوتی ہے' پھول کھلتے ہیں' کلیاں کھلتی ہیں' خوشگوار ہوائیں چلتی ہیں جن سے جسم و جان میں تازگی آجاتی ہے اور اس وقت تم پڑے سو رہے ہو عالم امکان میں بیداری کا سماں ہے' نباتات میں جان آ رہی ہے' حیوانات اور پرندوں سب پر سکون و فرحت طاری ہے اور اپنی اپنی زبان میں سب اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول ہیں' اس وقت تم غافل پڑے سو رہے ہو' تمہارے دل و دماغ سب بے حس ہیں' یہ بڑی ناقدری کی بات ہے' پھر کہتے ہیں کہ صحت خراب ہے' وہ بیماری ہے اور یہ پریشانی ہے۔ فلاں کام میں رکاوٹ ہو رہی ہے' آئے دن طرح طرح کی بیماریاں پیدا ہوتی جا رہی ہیں کیونکہ تم فطرت کی خلاف ورزی کر رہے ہو' طبی لحاظ سے بھی دیر میں سونا اور دیر میں جاگنا دونوں مضر ہیں۔ تندرستی خراب ہو جاتی ہے۔ دیدہ و دانستہ ہم لوگ اس میں مبتلا ہیں اور پھر شکایت کرتے رہتے ہیں' خیر یہ تو طویل بات تھی۔

نماز میں ظاہری و باطنی صحت کا راز ہے

میں یہ کہنا چاہتا تھا کہ نماز کی پابندی کرو' نماز بڑی نعمت ہے' نماز ہماری ظاہری اور باطنی صحت کا راز ہے۔ خواہ تمہاری سمجھ میں آئے یا نہ آئے' نماز پڑھنے کی عادت ڈالو' ایک وقت ایسا آئے گا کہ سمجھ لو گے کہ نماز واقعی ہمارے لیے منجانب اللہ بڑی نعمت ہے پھر اس احساس کے بعد اگر نماز چھوڑنا بھی چاہو تو نہ چھوڑ سکو گے جب تک اس کا احساس غالب نہ ہوگا' یہی سمجھو گے کہ یہ صرف اٹھک بیٹھک ہوتی ہے۔ دل کہیں ہے دماغ کہیں ہے۔ رکوع میں ہیں اور فاسد خیال آ رہے ہیں۔ سجدہ میں اللہ میاں کے سامنے سر رکھا ہوا ہے لیکن نفسانی اور شہوانی حالات چکر لگا رہے ہیں۔ یہ کیا نماز پڑھ چکنے کے بعد یہ بھی یاد نہیں کہ کتنی رکعت پڑھیں' تین پڑھیں یا چار پڑھیں یا پانچ پڑھیں' بس حواس باختہ نماز پڑھ لی' دیکھئے پھر میں آپ سے یہی کہتا ہوں کہ اللہ کے لئے نماز کی پابندی کیجئے' چاہے اٹھک بیٹھک کرو' چاہے بے حسی سے پڑھو چاہے غفلت سے پڑھو جس طرح بھی پڑھو لیکن نماز کسی حال میں بھی نہ

چھوڑو، تم اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کر رہے ہو، یہی تمہاری نماز مقبول ہے، یہی نجات دلانے والی چیز ہے، اسی نماز سے حشر میں تمہارے اعمال کا پلہ وزن میں بھاری ہوگا، ان شاء اللہ تعالیٰ یہی نماز تم کو جنت میں لے جائے گی جس کی آج تم ناقدری کر رہے ہو، یہی نماز اور یہی سجدے قیامت کے دن تمہارے پیشانی پر نور بن کر چمکیں گے۔

ان شاء اللہ تعالیٰ خشوع و خضوع نہ سہی، حضور قلب نہ سہی توجہ الی اللہ نہ سہی لیکن یہ تو دیکھو کہ کس کے سامنے ہاتھ باندھے کھڑے ہو، کس کے آگے جھک رہے ہو، تمہارا سر کس کے آستانہ پر ہے، کس احکم الحاکمین کی بارگاہ میں بلاتکلف شرف باریابی حاصل فرماتے ہیں، کس کے قرب کی حضوری نصیب ہوگئی، یہ عبدیت کا بہت بڑا مقام ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ سجدہ کرو اور ہمارے قریب آ جاؤ تو جب اللہ تعالیٰ نے اپنے قریب بلا لیا تو چاہے بدحواس سجدہ ہو یا ہوش و حواس والا سجدہ ہو، بغیر خشوع و خضوع والا سجدہ ہو یا تفکرات و بدحواسی کا سجدہ ہو بہرحال صورت سجدہ تو ہے، اگر یہ تمہاری نماز قبول نہ ہوتی تو پھر دوبارہ نماز کی توفیق بھی نہ ہوتی، اللہ کے لئے اس کی قدر کرو، نماز کی مسقل توفیق خود علامت ہے مقبولیت کی۔

نماز میں یکسوئی کے حصول کا طریقہ

عام طور پر لوگ کہتے ہیں کہ نماز میں یکسوئی نہیں ہوتی، یہ ایک خواہ مخواہ کا خیال ہے۔ نماز میں یکسوئی نہیں ہوتی، دل نہیں لگتا اگر یکسوئی نہیں ہوتی تو پھر کیا ہوتا ہے......؟ ذرا غور تو کرو کہ جب تک نے نماز کیوقت پر نماز کا ارادہ کیا، وضو کیا، مسجد کی طرف روانہ ہوئے یا اپنے مصلے پر گئے تو اسی طرح دل نہیں لگا تو اور کیا ہوا، یہ یکسوئی نہ ہوئی تو کیا ہوئی؟ تمام تعلقات کو چھوڑ دیا، تھوڑی دیر کے لئے عالم تعلقات سے الگ ہو گئے، تھوڑی دیر کے لئے سب سے تعلقات منقطع کر لئے، سب مشاغل چھوڑ دیئے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے، اب دل لگنے نہ لگنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، جس قدر کہ ہم نے وہ کر لیا، اب اگر غیر اختیاری طور پر خیالات آتے ہیں، آئیں مگر ہم کو چاہیے کہ ہم ان کی طرف متوجہ نہ ہوں بلکہ اپنی نماز کے ارکان کی طرف متوجہ رہیں، اسی قدر ہم کو یکسوئی کی ضرورت ہے اور وہ اس طرح حاصل ہے اس کو اس طرح سمجھئے کہ نماز پڑھنے کے لئے جو شرائط ہیں وہ ہم کو پورا کرنا

ہیں، زمین پاک ہونا چاہئے، طہارت کاملہ ہونی چاہئے، باوضو ہونا چاہئے، قبلہ رخ ہونا چاہئے، جب یہ شرطیں موجود ہیں تو اب شریعت آپ کو نماز ادا کرنے کی اجازت دیتی ہے آپ ظاہری آداب کے اسی قدر مکلف ہیں۔

ہمارے حضرت والا کا ارشاد ہے کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے مطابق اپنی نماز کی صورت بنالو کہاں تک ہاتھ اٹھائے جائیں، کہاں تک ہاتھ باندھے جائیں، کس طرح جھکا جائے، کس طرح سجدہ کیا جائے، کس طرح نماز میں تلاوت کی جائے، غرض جو نماز کے آداب ہیں وہ بجالاؤ اور ٹھہر ٹھہر کر اور سنبھال سنبھال کر نماز کے ارکان ادا کرو پھر چاہے دل لگے یا نہ لگے، ان شاء اللہ یہی نماز مقبول ہو جائے گی، جس وقت نیت باندھو یہ سوچ لو کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہو یہ بھی درجہ ہے احسان کا کیونکہ تم تجلی کعبہ کی طرف منہ کر کے ہاتھ باندھے کھڑے ہو وہ بھی تمہاری طرف متوجہ ہے یہ کس کی تجلی ہے، غور کرو اللہ جل شانہ کی تجلی ہی تو ہے۔ ایک درجہ میں یہی احسان ہے، نماز کی حالت میں اعضاء کو غیر ضروری حرکت نہ دو، بس ایک درجہ یہ خضوع کا ہے اور قلب کو غیر ضروری باتوں کی طرف از خود متوجہ نہ کرو، یہی خشوع ہے، رفتہ رفتہ ان شاء اللہ یہی کیفیات حقیقت میں تبدیل ہو جائیں گی، اپنے اختیار میں جو باتیں ہیں ہم ان ہی کے مکلف ہیں، غیر اختیاری باتوں کے ہم مکلف نہیں ہیں، اس طرح ہماری نماز ہماری استعداد کے مطابق کامل نماز ہے، اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو، اس طرح رفتہ رفتہ نماز کا کما حقہ وہ درجہ بھی نصیب ہو جائے گا جو نماز کا خاص مقام ہے۔

وساوس وخطرات کا علاج

ایک بات اور سمجھ لیجئے کہ آپ یہ کہتے ہیں کہ نماز پڑھنے کھڑے ہوں گے تو خطرات اور وساوس اور گندے اور ناپاک تصورات نماز میں آنا شروع ہو جاتے ہیں۔ یہاں ایک بات سمجھنے کی ہے وہ یہ کہ تمہارا وضو اس وقت تک قائم ہے جب تک کوئی ناپاک چیز جسم سے خارج نہ ہو، اس کے خارج ہونے پر وضو ٹوٹ جائے گا مگر وہ خارج ہونے والی ناپاک چیزیں تمہارے جسم کے اندر بھری ہوئی ہیں، خون ناپاک ہے وہ رگ رگ میں دوڑ رہا ہے، پیٹ میں ریاح بھرے ہوئے ہیں، مثانہ میں پیشاب بھرا ہوا ہے، پیٹ میں فضلہ بھرا ہوا ہے مگر شریعت

کا فتویٰ ہے کہ ان تمام گندی چیزوں کے باجود جو جسم کے اندر ہیں تم پاک ہو اور نماز پڑھ سکتے ہو' اگر ان میں سے کوئی چیز ذرا بھی خارج ہوئی تو وضو ٹوٹ جائے گا' تو ناپاک چیز کے جسم سے خارج ہونے پر وضو ٹوٹتا ہے' اسی طرح سمجھ لو کہ فاسد خیالات اور ناپاک تصورات جو دل و دماغ میں غیر اختیاری طور پر بھرے ہوئے ہیں سب پاک ہیں' جس طرح جسم کے اندر جو دوسری گندی چیزیں بھری ہوئی ہیں پاک ہیں......اسی طرح نماز کی حالت میں جو گندے اور ناپاک خیالات دل و دماغ میں بھرے ہوئے ہیں وہ سب پاک ہیں' شریعت کا حکم یہی ہے کہ جب گندے اور ناپاک خیالات کا عمل کی صورت میں اظہار ہوگا تو ناپاک ہو جاؤ گے لیکن جب تک اظہار نہیں ہوگا پاک رہو گے' جس طرح ناپاک چیز خارج ہونے پر وضو ٹوٹ جاتا ہے اور پھر وضو کرنے سے پاک ہو جاتے ہیں اسی طرح تمہارے ناپاک ارادے اور فاسد خیالات جب عملی صورت اختیار کر لیتے ہیں تو تم ناپاک ہو جاتے ہو' اس کی طہارت کا طریقہ یہ ہے کہ گناہ کا عمل ہو جانے پر ندامت قلب کے ساتھ استغفار کر لو' اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتے ہیں اور ہم پاک ہو جاتے ہیں' اتنا کھلا اور آسان راستہ ہے' اس کو آپ لوگوں نے کیوں اتنا پیچیدہ اور مشکل بنا رکھا ہے' آپ یہ کیوں چاہتے ہیں کہ ہم نماز پڑھیں تو ایسی پڑھیں کہ جیسا کھمبا کھڑا ہو' اس میں نہ کوئی احساسات ہوں نہ کوئی جذبات ہوں اور نہ کوئی خیالات' لیکن یہ تو فطرت انسانی کی خصوصیت ہیں کہ دل و دماغ میں ایسے خیالات و تصورات ہر وقت آتے رہتے ہیں۔ ان سے کوئی بشر خالی نہیں' بس ان کے تقاضوں پر ہم عمل نہ کریں تو ہم پارسا ہیں اور اگر عمل کریں تو گنہگار ہیں' پھر اگر توبہ کر لیں تو پھر پارسا ہیں تو ایسے ناپاک خیالات و تصورات کا نماز میں ہونا ہرگز مضر نہیں کیونکہ ان کے تقاضوں پر نماز کی حالت میں عمل ہو ہی نہیں سکتا اور چونکہ وہ غیر اختیاری ہیں اس لئے مخل نماز نہیں تو پھر ان کی طرف توجہ کرنا ہی بیکار ہے اور ان کی وجہ سے نماز کو ناقص سمجھنا بھی بے معنی ہے' ہاں اگر کوئی قصداً ان خیالات کو قائم رکھے تو ضرور نماز میں کراہت ہے' نماز تو ان شاء اللہ شرائط نماز ادا کرنے سے قبول ہو ہی جاتی ہے بعض وقت خیالات کے ہجوم سے دماغ ارکان نماز کی طرف سے غیر حاضر ہو جاتا ہے اور ارکان صحیح طریقہ سے ادا نہیں ہوتے۔ یہ بات البتہ قابل اصلاح ہے' ایسا

نہ ہونا چاہئے' نماز تو اپنی طرف سے پوری توجہ ہی کے ساتھ پڑھنا واجب ہے' لیکن اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے کہ شریعت نے ایسی حالت میں ہمارے لیے رعایت رکھی ہے کہ اگر بے خبری اور بے توجہی سے نماز کے اندر کوئی واجب ترک ہو جائے یا یہ یاد نہ رہے کہ تین رکعت پڑھی ہیں یا چار تو ایسی حالت میں چار رکعت پوری کر لو' نماز کے آخر میں سجدہ سہو کر لو' نماز درست ہو جائے گی' یہ اللہ تعالیٰ کا اپنے بدحواسوں بندوں پر مزید احسان ہے کہ ان کے ناقص عمل کو بھی صحیح کر لینے کی ترکیب بھی بتلا دی اور اس عمل کو قبول کرنے کا وعدہ بھی فرما لیا۔

پھر ایک بات عرض کرتا ہوں جو بڑے اطمینان کی ہے کہ ہم نے خواہ کیسی ہی نماز پڑھی ہو سلام پھیرنے کے بعد تین بار اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ—اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ—اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ کہو یہ مسنون ہے' پھر اللہ تعالیٰ سے عرض کرو کہ میں نے ایسی نماز پڑھی ہے جو آپ کی بارگاہ میں قبول ہونے کے قابل نہیں ہے' آپ علیم وخبیر ہیں' اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ہیں۔ میری یہ ناقص نماز محض اپنے فضل وکرم سے قبول فرما لیجئے اور مجھے مغفرت سے مایوس نہ فرمائیے اور مجھے ہدایت فرمائیے کہ میں نماز صحیح آداب کے ساتھ پڑھا کروں اور آپ کی معبودیت کی عظمت کا حق ادا کروں۔ نماز کے ان نقائص کا اعتراف نماز کی مقبولیت کا سبب ہو جائے گا۔

نماز کی حقیقت

نماز کی حقیقت اس طرح بھی سمجھ لیجئے کہ نماز ایک نور ہے جس وقت اللہ تعالیٰ کے حضور میں دست بستہ کھڑے ہو گئے اور کلام اللہ کی تسبیحات وآیات کی تلاوت کرنے لگے تو آپ اس کے نور سے منور ہو گئے۔ اب آپ کے دل میں جو پوشیدہ رذائل اور جذبات تھے جو زندگی میں غیر محسوس طریقے سے اثر انداز ہوتے رہتے ہیں وہ اس نور میں نظر آنے لگے اور آپ کو مکدر کرنے لگے اور آپ ان کی طرف متوجہ ہو گئے اور ان کی ناپاکیوں سے آپ کا حضورِ قلب ختم ہو گیا' آپ گھبرانے لگے اب اس وقت یہ سمجھنے کی ضرورت ہے کہ ان جذبات وخیالات کا ظہور اختیاری ہے یا غیر اختیاری' یقیناً غیر اختیاری ہے کیونکہ یہ آپ کو پسند نہیں ہیں اور آپ ان کو نماز میں مخل سمجھ رہے ہیں مگر آپ کے اختیاری امور یعنی ارکان نماز کی ادائیگی میں کوئی خلل واقع نہیں ہوتا اور آپ اسی کے مکلّف ہیں' جب آپ نے ارکان نماز

کما حقہ ادا کر لئے تو آپ کی نماز تو ادا ہو گئی اور غیر اختیاری خیالات کا اس پر کوئی اثر نہیں ہوا' اس لئے اطمینان رکھئے کہ فریضہ نماز ادا ہو گیا اب کوئی وہم نہ کیجئے' غیر اختیاری طور پر جو کچھ ہوا اس سے بھی نماز کے اختتام پر توبہ کر لیجئے' بس آپ اسی قدر مکلف ہیں۔

دوسری بات ایک اور سمجھ لیجئے کہ صرف نماز میں وساوس و خطرات کا ہجوم ہوتا ہے' آخر نماز کے علاوہ دوسرے تعلقات و معاملات زندگی میں کیوں نہیں ہوتا' معلوم ہوتا ہے کہ نماز ہی ایک ایسا عمل ہے جو مرکز بن جاتا ہے۔ ان غیر اختیاری خطرات وغیرہ کا تو معلوم ہوا کہ اس میں بھی آپ کے لئے کوئی حکمت ہے ممکن ہے کہ منجملہ اور حکمتوں کے ایک یہ بھی ہو کہ اس میں اپنا عجز اور فطری کمزوریاں مشاہد ہوتی ہیں جن کے استحضار سے ندامت اور رقت قلب پیدا ہوتی ہے اور اس کے تدارک کے لئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مغفرت اور رحمت کی احتیاج محسوس ہوتی ہے اور ہم استغفار میں مشغول ہو جاتے ہیں اور اس طرح رجوع الی اللہ ہونا عبد کے لئے عین مقصود اور مطلوب ہے۔

ایک اور حقیقت پر بھی نظر جاتی ہے کہ یہ خیال کیجئے کہ آپ نے نماز کیوں پڑھی۔ اس لئے کہ اللہ جل شانہ کا حکم ہے' کس صورت سے پڑھی اور کس طرح اس کے ارکان ادا کئے' اسی صورت سے جس طرح نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم نے ادا کئے اور پڑھی کس حالت میں نہایت ہی پراگندہ اور آشفتہ خیالی کے ساتھ' نماز کے ساتھ یہ تین نسبتیں وابستہ ہیں۔......

اب غور کرنے کی بات ہے کہ جس عمل میں امتثال امر الٰہی ہو اور جس عمل کی ادائیگی میں اتباع سنت کی سعادت حاصل ہو' اس عمل کی حقیقت اور اس کی عظمت اور علویت کا کیا درجہ ہے' کیا یہ کوئی معمولی بات ہے' کوئی معمولی توفیق سعادت ہے' ہماری حیات مستعار میں یہ لحات کس قدر مغتنم اور گرامی قدر ہیں اس کا کوئی اندازہ بھی ہو سکتا ہے؟ ان کی حقیقت تو آنکھ بند ہونے پر ہی ان شاء اللہ تعالیٰ روشن ہو گی۔

نماز کی حقیقت اور اہمیت ایک مومن کے لئے اس سے بھی واضح ہوتی ہے کہ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو سب سے اول حکم ہے کہ اس کے کانوں میں اذان اور تکبیر کے الفاظ با آواز ادا کیے جائیں تا کہ اس کی فطرت اصلی اس کو قبول کر لے اور اس کی روح میں یہ الفاظ محلول ہو جائیں

......جو اس کے ایمان کا حاصل ہیں، یعنی ایمان کا القاء الفاظ اذان وتکبیر میں کیا جاتا ہے۔

فریضہ نماز میں دو جلیل القدر نسبتیں اور اس کی برکات

اب دیکھئے فریضہ نماز کی ادائیگی میں دو جلیل القدر نسبتیں شامل ہیں۔ امتثال امر رب اور ہیئت مسنونہ، اب رہے دوران نماز اپنے خیالات فاسدہ، ان کا قطعی تدارک ندامت اور استحضار سے ہو جاتا ہے مگر ہماری حالت یہ ہے کہ ہم اپنے خیالات فاسدہ اور خطرات و وساوس کو بہت زیادہ اہمیت دیتے ہیں اور اس کو نماز کا نقص سمجھتے ہیں مگر اس پر شکر کیوں ادا نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق نماز پڑھ لی اور ہیئت مسنونہ سے پڑھ لی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ ضرور مقبول ہو جائے گی۔ بس اس بات کا اہتمام ضروری ہے کہ ارکان نماز سنت کے مطابق ادا ہوں لہٰذا عمل نماز کی ناقدری یہی ہے کہ اس کے ارکان صحیح ادا نہ کیے جائیں اور اپنے خیالات کی پراگندگی کے خیال سے نماز کی قبولیت سے مایوسی ہو، ہر حال میں نماز کی قبولیت کا یقین واثق ہونا چاہئے، اللہ تعالیٰ ہماری فطرت کے خالق ہیں اور ان کے علم میں ہماری تمام بشری وفطری کمزوریاں ہیں۔ ہمارا ظاہر و باطن سب ان کے سامنے ہے۔ بایں ہمہ وہ سب معاف فرما دیتے ہیں اور ہم کو ادائے نماز کے برابر توفیق بالائے توفیق عطا فرماتے رہتے ہیں اور یہی علامت ہے قبولیت کی۔ اللہ تعالیٰ کا احسان عظیم ہے اور اس پر شکر واجب ہے۔

ترک معاصی کا اہتمام

لیکن یہ بات خوب اچھی طرح سمجھ لی جائے کہ باوجود اس کے کہ ہم نماز پڑھتے ہیں مگر گناہوں سے بچنے کا اہتمام وفکر نہیں کرتے تو گناہوں کے ارتکاب پر سزا ضرور ملے گی، وعدہ خلافی کرو گے، جھوٹ بولو گے اور غیبت کرو گے، بدگمانی کرو گے، ایذا رسانی کرو گے، دھوکہ دو گے، اس کو سزا ضرور ملے گی کیونکہ تم نے اوامر الٰہی کےخلاف کیا ہے۔ ضابطہ فطرت کے خلاف کیا ہے اس کی سزا ضرور ملے گی لیکن ہمارے پاس ایمان ہے اور ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ اپنے گناہوں سے ندامت قلب کے ساتھ توبہ و استغفار کریں۔ اللہ تعالیٰ سب معاف فرما دیں گے اور نماز ہی ایسی چیز ہے جس سے ایمانی تقاضے پورے ہوتے ہیں اور توبہ و استغفار کی توفیق ہوتی ہے اور بہت سے گناہ اور بہت سی لغزشوں کو اللہ تعالیٰ نماز کی بدولت معاف

فرمادیں گے۔ان شاءاللہ یہ ان کا وعدہ ہے' بھائی نماز کی بڑی قدر کرو اور اس کی پابندی کرو۔

نماز باجماعت کی فضیلت

ہماری روزمرہ زندگی میں نظم اوقات بہت اہم چیز ہے' تمام فرائض وواجبات وقت مقررہ پر آسانی سے سرانجام ہوجاتے ہیں اور اگر بچنا چاہیں تو ہم سب لغو اور فضول کاموں سے بچ سکتے ہیں' دن رات میں ہم پر پنجگانہ نماز وقت مقررہ پر فرض کی گئی ہے۔اپنے محلہ کی مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھا کرو' اللہ تعالیٰ اس کے طفیل میں سب کی دعا قبول فرمالیتے ہیں۔

اگر نمازیوں میں سے کسی ایک کو بھی ایک لمحہ کیلئے کسی رکن نماز میں حضوری ہوگئی' ایک پرخلوص سجدہ بھی قبول ہوگیا تو سب مقتدیوں کی طرف سے قبول ہوگیا' جب امام سورۃ فاتحہ پڑھتا ہے تو آخر میں اس کی آمین پر فرشتے بھی آمین کہتے ہیں۔ان کی آمین کے ساتھ ہماری آمین ان شاءاللہ تعالیٰ ضرور قبول ہوگی' جب امام سلام پھیرتا ہے اور السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہتا ہے تو فرشتے بھی کہتے ہیں تو جتنے نمازی داہنی جانب ہوتے ہیں ان سب پر سلام ہوجاتا ہے' اسی طرح پھر بائیں طرف کے سلام سے سب مشرف ہوتے ہیں تو یہ کیسی بڑی سعادت ہے۔یہ جماعت کی کتنی گراں فضیلت ہے اور جماعت کی پابندی وقت مقررہ پر صرف مسجد ہی میں ممکن ہے اس لیے مسجد میں جماعت کی نماز کی بڑی فضیلت ہے اور ستائیس گنا فضیلت ہے البتہ اگر کوئی شرعی عذر ہو تو گھر میں پڑھ سکتے ہیں لیکن بلا عذر جماعت کی نماز ترک مت کرو کیونکہ یہ بڑی محرومی کی بات ہے۔تجربہ یہی ہے کہ جو لوگ مسجد میں جماعت میں شریک نہیں ہوتے ان کی اکثر نمازیں یا تو قضا ہوجاتی ہیں یا بے وقت ادا ہوتی ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ میری امت کی رہبانیت نماز کے انتظار میں مسجدوں میں بیٹھنا ہے۔یہ بھی حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب مسجدوں میں داخل ہوجاؤ تو اعتکاف کی نیت کرلو اس میں بھی بڑا ثواب ہے۔

نماز دافع مصائب و آلام ہے

اب ایک بات رہ گئی ہے جو میں کہنا چاہتا تھا کہ آج کل کوئی دل خالی نہیں ہے اور کوئی

دل ایسا نہیں ہے جس میں کوئی تشویش نہ ہو فکر نہ ہو بیماری نہ ہو سب کچھ ہے چاروں طرف افکار و پریشانیاں ہیں بیماریاں ہیں دشواریاں ہیں ایسے حالات میں ہمارے ایمان اور عقل کا تقاضا یہی ہے کہ ہم اپنے مالک حقیقی اور کارساز حقیقی کی بارگاہ میں رجوع کریں اور پناہ مانگیں اس کی صورت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے ہم کو یہ طریقہ بتلایا ہے کہ جب تم پریشان ہوتو صبر کرو اور نماز پڑھو۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ط اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ

ان آیات میں اللہ تعالیٰ صاف ارشاد فرما رہے ہیں کہ اگر تم مبتلائے غم ہو کسی پریشانی یا بیماری یا نقصانات جانی و مالی کا تم کو صدمہ ہے تو اس کے ازالہ کے لئے تمہارے لئے واحد طریقہ یہ ہے کہ تم اس کو منجانب اللہ یقین کرتے ہوئے صبر سے کام لو اور اطمینانیت قلب حاصل کرنے کیلئے بارگاہ الٰہی میں حاضر ہو جاؤ اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہیں اور جس عاجز بندے کو ایسی بے بسی کی حالت میں اللہ تعالیٰ کی معیت حاصل ہو اس کیلئے اس سے زیادہ قوی اور یقینی سہارا اور کیا ہو سکتا ہے اور اس قوی یقین کا نام ایمان ہے جس کا ظہور نماز میں ہو رہا ہے۔ گویا ایمان کی مثالی صورت نماز ہے چونکہ فطرت انسانی ایسی ہی ہے کہ کوئی شخص آخر وقت تک ایسا نہیں ہے کہ وہ کسی نہ کسی جسمانی یا ذہنی فکر اور غم والم میں مبتلا نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے ہر مومن کے لئے مقام عبدیت پر فائز ہونے اور اپنا مقام قرب و رضا عطا فرمانے کے لئے اس کا مکلف کیا ہے کہ آخر وقت تک جب تک ہوش و حواس صحیح ہیں نماز پڑھنا واجب ہے کیونکہ نماز ہی کی تکمیل پر ایمان منحصر ہے یعنی ایمان پر خاتمہ کے یہ معنی ہیں کہ نماز کی حالت میں موت آئے تو جس مومن نے ہوش و حواس کی حالت میں نماز پڑھ لی تو پھر جس وقت بھی موت اس کو آئے گی وہ نماز ہی کی حالت میں ہوگی ایک وقت کی نماز پڑھنے کے بعد دوسرے وقت کی نماز کے انتظار تک مومن حالت نماز ہی میں رہتا ہے اس لئے اگر غیر وقت نماز میں کسی کی موت واقع ہوگی تو بھی چونکہ وہ انتظار نماز ہی میں تھا اس لئے عین نماز ہی کی حالت میں اس کی موت واقع ہوئی اور ایمان کامل کے ساتھ ہوئی۔

سبحان اللہ و الحمدللہ و لا الہ الا اللہ و اللہ اکبر

مختصر بات یہ ہے کہ اگر ایمان پر خاتمہ چاہتے ہو تو کسی حالت میں بھی نماز ترک نہ کرو کیونکہ نماز ہی ایمان کی محافظ ہے۔ دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ادائیگی نماز میں استقامت نصیب فرماویں اور ہمارے ایمان کی تکمیل فرماویں اور اسی پر ہمارا خاتمہ فرماویں۔ آمین۔

بارگاہ خداوندی میں نماز کے بعد دعا

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نیاز مندانہ اور نہایت شکستگی اور درماندگی کی حالت میں حاضر ہو کر نماز پڑھو اور پھر الحاح وزاری کے ساتھ دعا مانگو یا اللہ میں آپ کا پریشان حال بندہ ہوں، یا اللہ یہ افکار ہیں، یہ پریشانیاں ہیں، یہ بیماریاں ہیں، یہ رکاوٹیں ہیں ان سے کوئی نجات دے سوائے آپ کے "اَنْتَ رَبِّي اَنْتَ حَسْبِي اَنْتَ وَلِيِّ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ" آپ ہی ہمارے کارساز ہیں آپ ہی ہمارے مشکل کشا ہیں، آپ کے سوا کون آسان کر سکتا ہے ان دشواریوں کو، ان بیماریوں کو، یا اللہ آپ ہی دور فرما سکتے ہیں، یا اللہ ہم آپ سے رجوع کرتے ہیں: اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ

آپ ہم کو اپنی رحمتوں اور مغفرتوں سے محروم نہ فرماویں اور طمانیت قلب نصیب فرماویں۔ (آمین)

ہم آپ کے عاجز بندے ہیں، ہم کو اپنی بارگاہ میں حاضری سے کبھی محروم نہ فرمائیں، یا اللہ ہم سب کو نماز کی توفیق عطا فرماتے رہیں اور آخر وقت تک اس پر قائم رکھیں، یا اللہ ہر حال میں ہماری نصرت فرمایئے اور نفس و شیطان کے مقابلے میں ہم کو ہدایت دیجئے اور صراط مستقیم پر استقامت عطا فرمایئے اور ہماری بداعمالیوں کے وبال سے ہم کو بچا دیجئے اور معاف فرما دیجئے۔

رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْلَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ.

یا اللہ! ہم کو اپنے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونے کی توفیق ضرور عطا فرماتے رہیں ہم آپ کی بارگاہ میں سجدے کرتے رہیں اور آپ کے سامنے ہاتھ اٹھا کر التجائیں اور مناجاتیں کرتے رہیں، یا اللہ ہماری نماز ہر حال میں قبول فرما لیجئے، ہم کو ہدایت فرمایئے اور توفیق عطا فرمایئے کہ ہم نماز کا حق واجب ادا کرتے رہیں، یا اللہ جو نماز کی شرط قبولیت ہے کہ

اس میں احسان کا درجہ ہو' خشوع وخضوع اور حضور قلب ہو تو پھر یا اللہ آپ ہمارے ہی خالق ہیں اور ہماری ان قابلیتوں کے بھی خالق ہیں' ہماری برباد شدہ استعداد کو از سر نو درست فرما دیجئے اور اپنی توجہات اور رحم وکرم کا اور نماز کی ان تمام خصوصیات کا مورد بنا دیجئے' یا اللہ یہ آپ کا ارشاد ہے کہ جو بھی نماز پڑھتا ہے' اس کے برکات یہ ہوتے ہیں کہ نماز منکرات و فواحشات سے روکتی ہے' یا اللہ دور حاضر میں ہزاروں تباہ کن فتنے پیدا ہو رہے ہیں۔ آپ کے احکامات کی کھلے بندوں نافرمانی ہو رہی ہے۔ ہر طرف بے حیائی اور بے غیرتی اب عورتوں اور مردوں میں رائج الوقت ہو رہی ہے۔ اب نہ ناموس شریعت کا کسی کو احساس ہے اور نہ شرافت خاندانی کا نتیجہ یہ ہے کہ تمام خاندان کے خاندان برباد ہو رہے ہیں' تجارت گاہیں ہوں یا تعلیم گاہیں اور دفاتر ہوں یا اسمبلیاں ہر جگہ انسانیت سوز فضائیں چھائی ہوئی ہیں۔ جب ہر طرف سے ہم ایسے پر آشوب اور تباہ کن ماحول میں گھرے ہوئے ہیں تو پھر اس سے فرار کی کیا صورت ہے' یہ ہماری شامت اعمال ہم سے کیسے دفع ہو۔ اللہ تعالیٰ خالق خیر بھی ہیں اور خالق شر بھی ہیں۔ ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ حکم فرماتے ہیں کہ شر سے پناہ مانگو اور ہم سے خیر طلب کرو۔ بار بار کلام اللہ میں اس کی تاکید آئی ہے۔

مصائب وآلام سے پناہ ملنے کا واحد طریقہ

اس لئے آشوب روزگار سے پناہ ملنے کا واحد طریقہ یہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی رحمت طلب کریں اور ان کی طرف کمال عجز و بے بسی کے ساتھ رجوع کریں اور کہیں ایاک نعبد و ایاک نستعین جب ہم ان سے رجوع کریں گے تو ان کا وعدہ ہے کہ وہ ہماری اعانت ونصرت فرمائیں گے اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے عاجز بندے کو اپنی حضوری میں طلب رحمت ونصرت کے لئے نماز کی حالت میں یہ کلمات عطا فرمائے ہیں۔ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ تو پھر کون ان کی رحمت سے محروم کر سکتا ہے۔

یا اللہ! ہم پر رحم فرمایئے۔ یا اللہ! آپ نے اپنے محبوب نبی رحمت عالم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے امتیوں کو دنیا اور آخرت کی جہنم سے بچنے کے لئے اپنی عبادات میں نماز ہی کو ایسا وسیلہ بنایا ہے جس کے ذریعہ ہم آپ کی پناہ حاصل کر سکتے ہیں تو یا اللہ ہم سب کو اس پناہ

سے محروم نہ فرمائیے۔ ہم سب کو نماز کی دائمی اور مستقل توفیق عطا فرمائیے۔

ہمارے اہل و عیال اور اعزہ و اقرباء اور احباب و جمیع مسلمین و مسلمات کے لئے نماز کی برکات سے اس جہنم کو گلزار ابراہیم بنا دیجئے، یا اللہ ہم کو نماز کی برکات سے محروم نہ فرمائیے.......... یا اللہ! ہم آپ کے سامنے وسیلہ لاتے ہیں، اس وسیلہ کے صدقہ اور طفیل میں یا اللہ ہماری دعائیں قبول فرمالیجئے اور وہ وسیلہ ہے آپ کے محبوب نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ ہم ان کے امتی ہیں اور ان کے امتی ہونے کی حیثیت سے ہم آپ کی بارگاہ میں دست بدعا ہیں کہ ہماری نمازیں قبول فرمالیجئے اور فواحشات و منکرات سے ہمیں پاک کر دیجئے، ہماری تشویشات، ہماری بیماریاں، ہماری پریشانیاں ہمارے حالات کی خرابیاں سب آپ کے علم میں ہیں۔ آپ ارحم الراحمین ہیں۔ آپ سب کو اپنی رحمت کاملہ سے عافیت سے بدل دیجئے۔

یا اللہ! آپ قادر مطلق ہیں اور ہم آپ کے عاجز بندے ہیں۔ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ، **اللھم اعنا علی ذکرک و شکرک و حسن عبادتک۔**

یا اللہ! ہم اس پر شکر ادا کرتے ہیں کہ ہم نماز تو پڑھ لیتے ہیں اگر یہ توفیق بھی ہم سے سلب کر لی جائے تو ہم آپ کی بدترین خلائق میں سے ہو جائیں۔

یا اللہ! آپ ہم پر رحم فرمائیے اور ہماری نمازیں اور دعائیں سب قبول فرمالیجئے اور اپنی بارگاہ میں حاضری سے محروم نہ فرمائیے۔ یا اللہ! محض اپنے فضل لامتناہی سے ہم امتیان نبی رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو آخر وقت میں اپنی اس رحمت کاملہ اور رحمت خاصہ کا مورد بنائیے۔

یٰۤاَیَّتُهَا النَّفۡسُ الۡمُطۡمَئِنَّةُ. ارۡجِعِیۡۤ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَةً مَّرۡضِیَّةً. فَادۡخُلِیۡ فِیۡ عِبٰدِیۡ. وَادۡخُلِیۡ جَنَّتِیۡ.

اللھم انا نسئلک من خیر ما سالک منه نبیک محمد صلی اللہ علیه وسلم و نعوذ بک من شرما استعاذمنه نبیک محمد صلی اللہ علیه وسلم، رَبَّنَا لَا تُزِغۡ قُلُوۡبَنَا بَعۡدَ اِذۡ هَدَیۡتَنَا وَ هَبۡ لَنَا مِنۡ لَّدُنۡکَ رَحۡمَةً اِنَّکَ اَنۡتَ الۡوَهَّابُ، وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا و مولانا محمد و علی اله وازواجه واصحابه اجمعین، برحمتک یا ارحم الراحمین و الحمدللہ رب العالمین.

نماز کی ہیئت مسنونہ

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز

احادیث میں روایات ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر کہتے اور اس تکبیر تحریمہ کے ساتھ دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھاتے اور اس کے بعد ہاتھ باندھ لیتے اس طرح کہ داہنے ہاتھ کو بائیں ہاتھ کی کلائی پر رکھتے۔

ہاتھ باندھنے کے بعد ثناء پڑھتے۔ سبحانک اللھم .... (الخ) اسکے بعد اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھتے' اسکے بعد بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھتے۔

پھر اس کے بعد سورۃ فاتحہ پڑھتے اور اس کے آخر میں آمین کہتے۔ (امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ کے مذہب میں آمین آہستہ کہنا ہے)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ چار چیزوں میں اخفا کرے یعنی آہستہ سے کہے۔ تعوذ' بسم اللہ' آمین اور سبحانک اللھم ...... (الخ) پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سورہ فاتحہ کے بعد کوئی سورۃ پڑھتے۔

پھر آپ جب اس قرأت سے فارغ ہوتے تو تکبیر کہتے ہوئے رکوع میں جاتے (جھکنے کے ساتھ ہی تکبیر کہتے)

اسی طرح جب رکوع سے سر اٹھاتے سمع اللہ لمن حمدہ فرماتے' رکوع میں دونوں ہتھیلیوں کو گھٹنوں پر خوب جماتے اور انگلیوں کو کھول کر رکھتے۔ علماء فرماتے ہیں کہ نماز میں انگلیوں کی تین حالتیں ہوتی ہیں۔ ایک رکوع کی حالت میں کھول کر رکھنا چاہئے' دوسرے سجدے کی حالت میں انگلیوں کو ملا کر رکھنا چاہئے' تیسرے تمام حالتوں میں انگلیوں کو اپنے حال پر چھوڑنا (خواہ قیام کی حالت میں ہو خواہ تشہد میں ہو)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم رکوع میں بازوؤں کو پہلو سے دور رکھتے اور اپنی پشت کو سیدھا رکھتے اور سر کو اس کے برابر نہ نیچا کرتے اور نہ اٹھاتے اور تین بار سبحان ربی

العظیم کہتے (یہ کم از کم ہے بسا اوقات آپ اس سے بھی زیادہ کہتے تھے اور زیادہ مرتبہ کہنا طاق عدد میں افضل ہے) اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو سجدہ میں اس وقت تک نہ جاتے جب تک کہ سیدھا کھڑے نہ ہو جاتے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سجدے اسی انداز سے کرتے' آپ جب سجدے میں جاتے تو ہاتھوں سے پہلے گھٹنوں کو زمین پر رکھتے' اس کے بعد ہاتھوں کو رکھتے' پھر پہلے ہی بینی (ناک) زمین پر رکھتے پھر پیشانی مبارک رکھتے' سجدے میں بازوؤں اور پیٹ کو رانوں سے دور رکھتے اتنا کہ بکری کا بچہ اس کے درمیان سے گزر سکتا تھا۔

سجدے میں کم از کم تین بار سبحان ربی الاعلی کہتے اور جب سجدہ سے سر اٹھاتے تو جب تک بالکل سیدھے نہ بیٹھ جاتے' دوسرا سجدہ نہ فرماتے۔ جب قیام طویل ہوتا تو رکوع و سجدہ اور جلسہ بھی طویل ہوتا اور جب قیام مختصر ہوتا تو یہ سب مختصر ہوتے۔ (مدارج النبوۃ)

آپ ہر دو رکعت کے بعد التحیات پڑھتے تھے۔ (صحیح مسلم)

حضرت وائل رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ آپ جب سجدہ سے (قیام کے لئے کھڑے) ہوتے تو رانوں اور گھٹنوں پر ٹیک لگا کر کھڑے ہوتے اور سنت یہ ہے کہ دونوں کو گھٹنوں پر رکھے اور اسی سے ٹیک لگاتے ہوئے کھڑا ہو جائے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہوتے وقت زمین پر ہاتھوں سے ٹیک لگا کر کھڑے ہونے کو منع فرمایا ہے۔ (لیکن بحکم ضرورت زیادتی' مشقت' کبر سنی اور کمزوری کے وقت زمین پر ٹیک لگانا جائز ہے) (مدارج النبوۃ)

اور جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشہد میں بیٹھتے تو بایاں پاؤں بچھاتے اس پر بیٹھتے اور داہنا پاؤں کھڑا رکھتے اور جب آخری رکعت کے بعد تشہد کے لئے بیٹھتے تو قعدہ اولیٰ کی طرح بیٹھتے اور جب تشہد پڑھتے تو دونوں ہاتھوں کو دونوں رانوں پر رکھتے اور داہنے ہاتھ کی انگشت شہادت سے اشارہ کرتے۔ (اس کی صورت یہ ہے کہ چھنگلی اور اس کے پاس کی انگلی کو ہتھیلی کے اندر جمع کرے اور بیچ کی انگلی اور انگوٹھے سے حلقہ بنائے اور شہادت کی انگلی سے اشارہ کرے اور جب لا الہ کہے تو انگلی اٹھائے اور الا اللہ کہنے پر نیچے کرے) (مدارج النبوۃ)

حضرت عبداللہ ابن مسعود اور حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے

مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تعلیم فرمائی کہ ہم ان الفاظ میں التحیات پڑھیں۔ "التحیات للہ والصلواۃ والطیبت السلام علیک ایھا النبی و رحمۃ اللہ و برکاتہ السلام علینا و علی عباداللہ الصالحین' اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھدان محمداً عبدہ و رسولہ............

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلی سے مروی ہے کہ مجھے کعب بن عجرہ ملے تو انہوں نے کہا کیا میں تمہیں ایک تحفہ جسے میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا پیش کر دوں' میں نے کہا ہاں ضرور تو انہوں نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے عرض کیا کہ آپ نے ہمیں آپ پر سلام بھیجنے کا طریقہ تو بتا دیا لیکن ہم درود کس طرح بھیجیں تو آپ نے فرمایا ان الفاظ میں "اللھم صل علی محمد و علی ال محمد کما صلیت علی ابراھیم و علی ال ابراھیم انک حمید مجید' اللھم بارک علی محمد وعلی ال محمد کما بارکت علی ابراھیم و علی ال ابراھیم انک حمید مجید" (بخاری و مسلم' معارف الحدیث)۔

ایک دوسرے صحابی حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے بھی قریب قریب اسی مضمون کی ایک حدیث مروی ہے جس میں ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے درود کے متعلق دریافت کیا گیا کہ حضرت جب ہم نماز میں آپ پر درود پڑھیں تو کس طرح پڑھیں تو آپ نے مذکورہ درود شریف کی تلقین فرمائی۔ (مدارج النبوۃ)

طبرانی ابن ماجہ اور دار قطنی حضرت سہیل ابن سعدؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس شخص کی نماز ہی نہیں جو اپنے نبی پر درود نہ بھیجے۔ (مدارج النبوۃ)

درود شریف کے بعد اور سلام سے پہلے دعا

مستدرک حاکم میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ نمازی تشہد کے بعد درود شریف پڑھے اور اس کے بعد دعا کرے۔

صحیح بخاری اور صحیح مسلم وغیرہ کی ایک روایت میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے تشہد کی تلقین والی حدیث کے آخر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بھی مروی ہے یعنی نمازی جب تشہد پڑھ چکے تو جو دعا اسے اچھی معلوم ہو اس کا انتخاب کرے اور اللہ

تعالیٰ سے وہی دعا مانگے۔ (معارف الحدیث)

درود شریف کے بعد نماز میں دعا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلیماً بھی ثابت ہے اور عملاً بھی، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب تم میں سے کوئی آخری تشہد پڑھ کر فارغ ہو جائے تو اسے چاہئے کہ چار چیزوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگے۔ (مسلم)

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم درود شریف کے بعد یہ دعا پڑھتے تھے۔

اللھم انی اعوذبک من عذاب القبر و اعوذبک من فتنۃ المسیح الدجال و اعوذبک من فتنۃ المحیاء و الممات و المغرم.

ترجمہ: اے اللہ! میں آپ سے قبر کے عذاب کی پناہ چاہتا ہوں اور مسیح دجال کے فتنہ سے پناہ چاہتا ہوں اور موت وحیات کے فتنہ سے پناہ چاہتا ہوں اور گناہ سے اور بلاوجہ تاوان بھگتنے سے پناہ چاہتا ہوں۔ (صحیح مسلم۔ مدارج النبوۃ)

(اسوہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حوالہ نمبر ۱۸) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشہد کے بعد (نماز کے آخر میں) دائیں اور بائیں سلام پھیرتے اور اپنی چشم مبارک نماز میں کھلی رکھتے تھے، بند نہ کرتے تھے۔

نماز حاجت

قال اللہ تعالیٰ وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃ .... فرمایا اللہ تعالیٰ سے مدد چاہو یعنی اپنے حوائج میں کما قالہ المفسر ون صبر اور نماز سے، حدیث شریف میں اس استعانت کا ایک خاص طرق وارد ہوا ہے۔ امام ترمذی نے حضرت عبداللہ بن اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص کو کسی قسم کی حاجت ہو اللہ تعالیٰ سے یا آدمی سے اس کو چاہیے کہ اچھی طرح وضو کرے پھر دو رکعت نماز پڑھے پھر اللہ تعالیٰ کی ثناء کہے مثلاً سورۃ فاتحہ پڑھے اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف بھیجے پھر یہ دعا پڑھے۔

لا الہ الا اللہ الحلیم الکریم سبحان اللہ رب العرش العظیم والحمدللہ رب العالمین اسئلک موجبات رحمتک و عزائم مغفرتک والعزیمۃ من کل بر وسلامۃ من کل اثم لاتدع لی ذنباً الاغفرتہ ولا ھما الافرجتہ ولا حاجۃ ھی لک رضی الاقضیتھا یا ارحم الراحمین.

ہماری نماز اور وساوس

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کسی نے کہا' ایک شخص پتہ نہیں دین کی کیسی کیسی باتیں کرتا ہے جو کبھی سنی بھی نہیں' انہوں نے کہا بلا کے لاؤ' کون ہے؟ کیا نام ہے اسکا؟ کہا ابن مسعود۔ انہوں نے کہا ارے ان کو کچھ نہ کہنا۔

یہ تو مرتبے تھے صحابہ کے' صحابہ بھی تو ایک درجے کے نہیں تھے' سب اللہ تعالیٰ کا قانون فطرت جو جس کی فطرت بنادی ہے...... حیثیت بنادی ہے اسی تڑپ سے نماز پڑھے گا' اس کا خشوع وخضوع وہی ہے۔ ایک شخص فارغ ہے۔ عالم ہیں' مصنف ہیں' مؤلف ہیں' صاحب طریقت ہیں' محلے میں رہتے ہیں' مسجد کے قریب' اب ان کے اوپر مسجد کے آداب' محلے کی مسجد کے آداب بہت ہوتے ہیں۔ اذان سننے کے بعد کوئی کام نہیں' مسنون طریقے سے مسجد میں آتے ہیں' صف اول میں بیٹھے ہوئے ہیں' یاد الٰہی میں مشغول ہیں' تکبیر اولیٰ میں بھی شریک ہیں' طہارت کاملہ کے ساتھ جاؤ اور مسجد میں دنیا کی کوئی بات نہ کرو۔ جب تک بیٹھو تسبیحات پڑھو' مکلف ہیں چونکہ یہ شرائط آداب مسجد میں داخل ہیں جو باتیں میں نے عرض کیں۔

ایک شخص ہے ظہر کی نماز ڈیڑھ بجے ہوتی ہے۔ وہ جلدی جلدی گھبرایا ہوا آیا۔ تھیلا اس نے مسجد کے دروازے پر چھوڑا اور دوڑتا ہوا آیا' استنجا کیا' جلدی جلدی وضو کیا اور جب تک نماز کھڑی ہوگئی اور یہ بھی شریک ہوگیا۔

بتاؤ کس شخص کی نماز کامل ہے؟ وہ جو گھبرایا ہوا آیا' دل کہیں اور دماغ کہیں' ہانپ رہا ہے یا وہ صاحب جو بیٹھے ہوئے ہیں۔ صاحب اقتداء دونوں ہیں' کامل نماز تو اس کی' اس کی نماز میں شک ہو سکتا ہے' اس کے حضور قلب میں کوئی شک نہیں کہ اس کی نماز کی عظمت اور مسجد کا احترام کھینچ لایا' اس کو ایمان کا یہ درجہ حاصل ہے۔ خشوع و خضوع بھی حاصل ہے' خشیت الٰہی بھی حاصل ہے اگر یہ چیزیں نہ ہوتیں تو آتا کیوں' کیوں چھوڑ کر آتا اپنا کاروبار اور دروازے پر اپنا سرمایہ چھوڑ آیا۔

تو ہر شخص کی حیثیت کے مطابق قانون فطرت ہے' اس سے استنباط کر لو۔ اس کی نماز کامل ہے نہ اس میں وسوسہ' نہ اس میں خطرہ' تو جیسا کسی کا ظرف ہے ویسا ہی وہ مکلف ہے۔

اگر وزیراعظم سے ذرا سی غلطی ہو گئی' لغزش ہو گئی' پکڑ ہو جائے گی' اکثر دیکھا مساجد میں جاہل لوگ مزدور پیشہ آجاتے ہیں' پوچھو تو خشوع و خضوع کیا چیز ہے؟ ایمان کا درجہ کیا ہے؟

جواب ملے گا آپ ہی کو مبارک ہو ہمیں نہیں معلوم۔ ہم تو اللہ میاں کی حاضری دینے آجاتے ہیں۔

تو یہ کہ ایمان کا درجہ کیا ہے؟ ہر مومن کو حاصل ہے کوئی مومن اس سے خالی نہیں' اور سچ پوچھئے تو یہ جاہل لوگ' جن کو ہم جاہل کہتے ہیں ان کا ایمان بھی ہم سے کہیں زیادہ قوی ہوتا ہے۔

بے چوں چراں...... ابھی کسی مسجد پر حملہ ہو گیا۔ ہم لوگ جلدی سے گھروں میں چھپ جائیں گے' سب سے پہلے وہی لوگ جان دیں گے یعنی وہ اللہ کے گھر کے لئے اپنی جانیں قربان کر دیں گے۔

ہم سوچیں گے' بیوی بچے کہاں جائیں گے؟ کیا ہو گا کیا نہ ہو گا اور ہزاروں واقعات آپ کے سامنے آنے لگتے ہیں۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ...... تو جو جاہل حب شدید کے ساتھ نماز پڑھ رہا ہے۔ یہاں میں نے تشریح نہیں کی کسی کی' کہ صاحب ایمان میں عارفین کو' علماء کو لے لیا ہو۔ کیا رحمت ہے حضرت سے تعلق ہونے کے بعد الحمد للہ...... عجیب عجیب باتیں سمجھ میں آئی ہیں۔

''ایک شخص نے ہم سے کہا کہ نماز پڑھتے ہیں'' اتنے عرصے میں نہ احسان کا معنی سمجھ میں آیا نہ خضوع ہوا' نہ خشوع ہوا' نہ حضور قلب ہوا' نہ رقت آئی۔

ہم نے کہا نماز پڑھنے کے بعد اللہ میاں سے کہا کرو۔ اے اللہ! اگر نماز میں احسان کا درجہ خشوع و خضوع ہے، حضور قلب ہے تو مجھے کچھ حاصل نہیں ہوا اور سنتے ہیں اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ تو کیا میری سب نمازیں رائیگاں گئیں اور اگر وہ ضروری ہیں تو اب تک میں ایسے ہی پڑھتا رہا ہوں۔...... عمر بھر ایسے ہی پڑھوں گا۔ کوئی تغیر بھی کرنے کا ارادہ نہیں ہے اور نہ ہی کوئی تغیر پیدا کرنے کی قابلیت ہے۔ اس کے تو معنی بھی سمجھ میں نہیں آتے۔ تو کیا نماز کی تمام معلومات سے میں محروم ہی رہوں گا۔ اللہ میاں سے کہو۔ میں نے کہا میرے کہنے سے چالیس دن پڑھو۔ وہاں سے جواب ملے گا جو کچھ تیرا دعا مانگنا ہے یہ حضور قلب ہی تو ہے، جو چیز تیرے اختیار میں نہیں وہ تو مجھ سے مانگ رہا ہے۔ میں نے سُن لیا۔ سب حاصل تجھے حاصل ہے اگر حاصل نہ ہو تو میں منگتا ہی نہیں، کیونکہ تجھے ان چیزوں کی قدرت ہے اور ہم سے مانگ رہا ہے۔ یہ ہم جانیں اور ہمارا کام جانے۔ تجھے سب حاصل ہے۔ بھئی بڑی تسکین کی بات ہے اور ہمارے حضرت طبیب ہیں، معالج ہیں اور وہ شفقت فرماتے ہیں، حضرت سے لوگ سوال کرتے ہیں، حضور جواب دیتے ہیں، اس کی تدبیر ہے تاکہ وہ راستے پر لگ جائیں، جب لگ جائیں گے، چھوڑ دیں گے۔ جاؤ اپنے آپ نمٹو، ہم نہیں جانتے، وہ راستے پر لگانا چاہتے ہیں، کیسی اچھی بات سمجھ میں آئی، وسوسے اور خطرات، ان کا بھی علاج ہے۔ طبیعت کو اس طرف لگالو۔ اس طرح یہ کرلو اس طرح وہ کرلو۔ معنی کی طرف نظر کرلو۔ ارکان کی طرف نظر کرلو، بعض وقت جواب خوب خوب بن پڑتا ہے اور طبیعت خود ہی خوش ہو جاتی ہے، مجھے مطب میں کسی نے پوچھا کہ نماز میں بڑی شہوانی اور نفسانی تصورات و خیالات آتے ہیں تو ہم نے کہا کیا نقصان ہے؟ نماز کیا ہوئی۔ تمام گندے خیالات رکوع کر رہے ہیں، سجدے کر رہے ہیں کیا کریں؟ بس تصورات و خیالات ہی گندے ہیں، پیٹ میں فضلہ بھرا ہوا ہے، مثانے میں پیشاب، اس کا کوئی ذکر نہیں۔ پیٹ سے قراقر ہو رہا ہے۔ ارے اس کا بھی تو ذکر کیا کرو، نماز ایسی حالت میں پڑھ رہے ہو۔ ناپاکی کی حالت میں۔ یہ تمام ناپاک چیزیں بھری ہوئی ہیں، مادی طور پر یہ وزنی ہیں اور خیالات...... یہ تو آتے جاتے رہتے ہیں، وہ بھی ہیں، میں نے کہا ان کی شانِ کریمی دیکھو۔

اللہ کی شان رحمت دیکھو' کہتے ہیں یہ سب گندگی جو تمہارے پیٹ میں بھری ہوئی ہے' ہمارے حکم سے پاک ہے۔ نماز پڑھو تو اس ناپاکی کے ساتھ' غلاظت کے ساتھ تمہارے پیٹ میں ہو' آنتوں میں ہو' مثانے میں ہو' ہم نے اپنا قرب عطا کر دیا' سر سجدے میں جا رہا ہے' خیالات گندے ہیں' جب انہوں نے اجازت دیدی ہے تو سب پاک ہیں' ان کے نزدیک پاک ہے۔ اگر ناپاک ہوتے تو قرب کیوں نصیب ہوتا' گویا کبھی نصیب نہ ہو سکتا' ناپاکی میں اللہ تعالیٰ کا قرب نصیب نہ ہوتا' ناپاکی کی حالت میں مسجد میں' اللہ کے گھر میں نہیں جا سکتے' سجدہ کیسے کر سکتے ہو لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کو پاک کر دیا' جتنی غلاظتیں ہمارے اندر مادی ہوں یا جذباتی ہوں سب پاک ہیں' تمہیں اجازت ہے رکوع کرو' سجدہ کرو یا دعا مانگو سب اجازت ہے' تو ان کا کرم ہے شکر ادا کرو کہ اللہ میاں نے اس گندگی کے باوجود جو تمہارے پیٹ میں ہے نماز پڑھنے کی اجازت دے دی ہے' اب سجدے کرو' رکوع کرو' ہاتھ اٹھالو' دعا کر لو' ان کا شکر ادا کرو تم گندگی اور گندے خیالات کو لئے پھرتے ہو' اگر یہ خیالات گندے ہوتے' شہوانی ناپاکی میں نماز ادا نہیں ہوتی' سجدے کی توفیق کبھی نہ ہوتی اور وہ (اللہ تعالیٰ) اپنا قرب کبھی عطا نہ فرماتے۔ ان کا قرب ہی اس کی علامت ہے کہ سب پاک ہے۔

آج ایک شخص کا خط آیا' اس نے لکھا ہے کہ تین تین قسم کی نماز پڑھتا ہوں۔ میں واقف نہیں۔ جاوید اقبال اس کا نام ہے۔ پہلی نوعیت جو نماز کی ہوتی ہے احسان کا درجہ ہے۔ دوسری وہ نماز جس میں قرآن شریف کے معنی پر نظر جاتی ہے۔ تیسری نماز یہ ہوتی ہے جس میں ارکان کی طرف نظر جاتی ہے۔ اس کے علاوہ کوئی اور کیمیائی نسخہ ہو تو بتائیں۔

اگر کوئی اور کیمیا کا نسخہ ہے تو آپ لوگ بتلائیں (حضرت علماء سے مخاطب ہوئے) ان سے کوئی جواب نہیں بن پڑا۔

حضرت فرماتے ہیں' بچپن میں پڑھا تھا۔ پہلے زمانے میں اچھی کتابیں پڑھائی جاتی تھیں' اب تو نہیں' ایک ملمعہ کی ہوئی انگوٹھی تھی۔ ایک سونے کی انگوٹھی تھی۔ دونوں میں مقابلہ ہوا' ملمعہ والی کہتی تھی مجھ میں زیادہ جلا ہے' زیادہ دلکشی ہے اور تم کیا ہو۔ میلی معلوم ہوتی ہو۔ جب تک رگڑو نہیں تمہاری چمک ظاہر نہیں ہوتی' اصلی نے کہا (جب تاؤ دیا جائے گا منہ فق)

بھائی تین طرح کی نماز پڑھنے والے کو جواب دو کوئی اور کیمیا کا نسخہ ہو تو بتلائیں میں نے کہا کیمیا کا نسخہ پوچھتے ہو تو یہ کہ نماز کی پابندی کرو اور ارکان نماز کو مسنونہ بناؤ' خضوع و خشوع کا اہتمام کرو اور جس قدر ہو جائے اس کا شکر ادا کرو۔ یہ تین طرح کی جو نمازیں پڑھتے ہو "جب تاؤ دیا جائے گا منہ ہو جائے گا فق" یہ زیادہ دیرپا نہیں ہے۔ یہ فطرت کے خلاف ہے۔ ابھی کچھ لمحات بے فکری کے حاصل ہوں گے' مشق کر لی ہے' ذرا سی خلش ہو جائے' افکار کی ہو جائے' گھر والوں کی بیماری کی ہو جائے' ساری تینوں نمازیں ہو جائیں گی۔

ایک بہت بڑے عارف ہیں' مفسر ہیں' صاحب طریق ہیں اور نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ نماز پڑھ رہے ہیں' صف اول میں بیٹھے ہیں' تکبیر اولیٰ کا اہتمام ہے اور اور وظائف میں مشغول ہیں' ابھی نماز میں دیر باقی ہے' باقی پہلے بیان ہو چکا ہے' اگر ان بزرگ سے ذرا سی غلطی ہوئی تو پکڑے جائیں گے' اگر انہوں نے کوتاہی کی ہاتھ اٹھانے کی تکبیر اولیٰ میں نہ اٹھائے ہاتھ جہاں تک اٹھانے مسنون ہیں تو پکڑ ہوگی' انہوں نے ایسے مسنون طریقے سے نہ باندھے تو مؤاخذہ ہوگا۔ ان سے تو تھیلہ والے کی نماز کی عظمت ہے' کیونکہ عظمت الٰہی اس پر غالب ہے' اس غلبے کے اندر اس نے نماز پڑھی' اس جاہل آدمی نے جلدی سے نماز کی عظمت کے لئے جلدی کی تاکہ رکعت نہ جاتی رہے چنانچہ اس کی نماز کامل ترین ہے۔ اس کے دل میں عظمت الٰہی ہے' احسان کا درجہ.......... خشوع و خضوع سب اس کو حاصل ہے' اس لیے کہ اس کی نیت بالکل خالص ہے۔ آخر میں کہتا ہے بڑا اللہ کا شکر ہے۔ میں وقت پر پہنچ گیا۔ مجھے نماز مل گئی۔

"لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا" پڑھا تو اس کی مطابقت بھی کیا کرو اور وہ بزرگ جو پہلے سے نماز کے لئے صف اول میں تشریف فرما ہیں ان کو یہ خیال بھی آ سکتا ہے کہ میں بڑا متقی ہوں اور یہ وسوسہ شیطان ہو سکتا ہے۔

آ! سُن ...... کہ بہت ہی زیادہ اہتمام کرتا ہوں میں نماز کا...... عجز و نیاز کی کیفیت نہ ہو نماز میں ناز کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ نیاز کی کیفیت کے بجائے ایسے آدمی کو جو بہت ہی اہتمام کرنے والا ہے' ناز کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے اور یہ فطرت انسانی ہے اس میں کسی کو

اختیار نہیں...... یا تو ناز کی کیفیت پیدا ہو جائے گی یا پھر نیاز کی۔

ارے یہ سب تجربہ کی بناء پر کہہ رہا ہوں۔ میں ایک جگہ گیا' نماز کا وقت تنگ تھا' بڑے میاں کی چوکی بچھی ہوئی تھی' عصر کی نماز پڑھی' سلام پھیرا تو ایک کتاب رکھی ہوئی تھی۔ میں نے دیکھا کہ وہ کیمیا سعادت ہے۔ میں نے کہا ماشاءاللہ آپ کا شغل بہت اچھا ہے۔ اس کتاب نے تو نماز...... میں کیا کمال کر دیا۔

کہنے لگے' انہوں نے دو تشریحات لکھی ہیں' حضور قلب میں' احسان کا درجہ اگر نہ کریں گے تو ایسی نماز منہ پر ماردی جائے گی۔

میں نے کہا نماز بھی پڑھیں اور مار بھی کھائیں تو بھئی میں نے نماز چھوڑ دی' اللہ سے پناہ مانگ کر' ایسی نماز نہیں پڑھتے' میں تو مارے ڈر کے نماز نہیں پڑھتا ہوں' کیسے سمجھائے گا انہیں۔

میں نے کہا' حضرت ادباً کہہ رہا ہوں' آپ نماز پڑھئے' نماز کی مار کھایئے' بجائے اس کے کہ نماز پڑھیں اور جوتوں کی مار کھائیں۔

میں نے کہا نماز پڑھو اور ہر وقت نماز کی مار کھاؤ۔ یہ مار بڑی مبارک ہے ' اگر نہیں پڑھو گے تو جوتے کی مار ہے۔ بڑی ذلت کی مار ہے۔ ناقدری نہ کرو' تو بناتے ہیں مگر نہیں بنتا' احسان کا درجہ حاصل کرنا چاہتے ہیں مگر نہیں ہوتا' خشوع وخضوع نہیں ہوتا۔ معلوم ہوتا ہے ہم اس چیز سے محروم ہیں۔ یہ سعادت ہماری قسمت میں نہیں ہے۔

نماز فرض ہے' کس پر فرض ہے؟ صاحب ایمان پر' حضرت صدیق اکبرؓ پر' ان سے محاسبہ میں کون زیادہ افضل ہے؟ جس قدر وہ مکلف ہیں ہر امتی مکلف ہے' کون امتی مکلف ہے' دور حاضر کا نہیں...... دور اصحاب کا نہیں...... دور قیامت تک جب نماز کا فقدان ہو۔

ایک شخص پابندی سے نماز پڑھتا ہے۔ جاہل مطلق ہے' وہ بھی مکلف ہے نماز پڑھنے کا صدیق اکبرؓ بھی۔

بھئی ان کے مراتب حضوری الگ الگ ہیں۔ وہ اپنی حضوری کا حق ادا کر رہے ہیں۔ انہی فرائض و واجبات کے اندر انہی لوازمات نماز کے اندر...... اور جاہل مطلق بھی ...... لیکن اس کی نماز بھی کامل ہے۔

جب بارگاہ الٰہی میں حاضر ہو گیا۔ معلوم ہوا سعادت کی توفیق دے دی گئی ہے۔

مقبولیت کی توفیق ملی‘ اس لئے حاضر ہوا ورنہ حاضر ہی نہ ہوتا۔ اس کی حضوری مقبولیت کی علامت ہے۔

بھئی آپ نے ہماری لکھی ہوئی‘ حقیقت نماز پڑھی ہے۔ اس میں بڑی اچھی تفصیل آ گئی ہے۔ الحمدللہ ہر شخص کے سمجھ آ گئی ہے۔ بھئی جیسا آدمی ہوتا ہے ویسا سمجھا بھی جاتا ہے۔ عارف اپنے عرفان سے ہم تو اپنے مرتبے سے سمجھاتے ہیں جو کہ ہم سمجھے ہوئے ہیں وہ عوام بھی سمجھ سکیں۔

ایک صاحب کہنے لگے‘ جب نماز کی نیت باندھتے ہیں‘ ہزاروں قسم کے گندے شہوانی اور ناپاک خیالات آتے ہیں۔ رکوع میں سجدے میں کیا نماز ہے؟ ہم نے کہا‘ ایسے نماز نہیں ہوتی‘ چھوڑ دو نماز کو‘ نماز ہی مت پڑھو‘ چھٹی ہو گئی‘ بلاوجہ ایسی نماز پڑھ کر مجرم ہوتے ہو۔

کہنے لگے یہ کیسا ہو سکتا ہے؟

میں نے کہا جب خیالات پاکیزہ ہوں تب پڑھنا۔ جن کے خیالات پاکیزہ ہیں وہ بہت مقدس ہیں‘ بڑے عارف ہیں‘ خیالات تو ان کو بھی آتے ہیں‘ اللہ میاں کہتے ہیں مجھے شرم نہیں آتی۔ ہمارے سامنے تمام گندگی لئے ہوئے‘ تیری آنتوں میں فضلہ بھرا ہوا ہے۔ تیرے مثانہ میں گندگی ہے اور تو ہمارے سامنے آ گیا۔ نماز پڑھنے کے لئے صاف کر کے آتا۔

ہم نے کہا‘ پہلے تمام مادی غلاظتیں تو خارج کرو۔ خیالات کی پاکیزگی کی ترکیب بعد میں بتا دیں گے۔ پہلے یہ گندگی بھرے ہوئے نماز پڑھ رہے ہو۔ یہ نماز کیسے ہو جائے گی۔ بھئی جیسا آدمی ویسی بات کیا کرو۔ قدر کرو اللہ جل شانہ کی جو...... علیم بذات الصدور ہیں جو ہمارے خالق ہیں اور اندر کے وساوس اور خطرات کے خالق ہیں‘ ہمارے تقویٰ‘ ہماری طہارت‘ ہمارے تمام درجات جانتے ہیں‘ احسان کا درجہ‘ خشوع و خضوع‘ سب کے خالق ہیں‘ ان کی سب سے بڑی عطا یہ ہے کہ انسان مکلف ہے۔ نماز کا‘ طہارت کا‘ بس اتنا مکلف کہا ہے۔ حضرت صدیق اکبرؓ اس کے مکلف ہیں اور ایک جاہل...... وہ بھی اس کا مکلف ہے۔ ظاہری پاکی ہو‘ جسمانی طہارت ہو اور باقی نماز اور کسی حالت میں سب پاک ہیں‘ جو غلاظت ہمارے اندر بھری ہوئی ہے اس کو اللہ نے اپنے قرب کا مقام دیا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ نے مادی ناپاکیوں کو حکمی طہارت عطا فرمائی ہے تو اس کا اطلاق گندے خیالات پر بھی ہو گا‘

وہ بھی ہوتے ہیں' ان کے حکم پر غور تو کرو' اللہ تعالیٰ کا قرب ناپاکی میں نہیں ہو سکتا یہ تو پاکی پر منحصر ہے لیکن جب انہوں نے اپنے حکم سے' اپنی رحمت سے اس کا اطلاق کر دیا تو پھر کیا وسوسہ رہ جاتا ہے۔ تمہاری تجویز سے نہیں ہمارے حکم سے ہوگا۔

ہم کہتے ہیں' آ جاؤ نماز پڑھو' ناپاک خیالات فاسدہ کے باوجود اجازت دے دی ہے۔ وضو کے آداب کیسے ہیں۔ کتنی شرطیں ہیں' کوئی حصہ خشک ہو جائے تو وضو فاسد ہو جاتا ہے۔

انہوں نے کہا اگر بیمار ہو' تین دفعہ پاک مٹی پر ہاتھ مارو اور تیمم کر لو۔ نماز پڑھ لو اور پڑھا بھی سکتے ہو۔ یہ کیا معاملہ ہے۔ وہاں تو اتنی شرطیں ہیں پانی پاک ہو۔ ایسا ہو' یہاں تک دھو ڈالو' وہاں تک دھوؤ' یہ شرطیں کہاں چلی گئیں۔

بندہ نواز.........طہارت نام ہے حکم کا.........نجاست نام ہے حکم کا.........جس کو ہم نے پاک کہہ دیا وہ پاک ہے' جس کو ہم نے نجس کہہ دیا وہ نجس ہے' فلسفہ ایک ناپاک چیز کا.........جو جسم کے اندر ہے۔ خون کا قطرہ باہر آ جائے گا تو وضو ٹوٹ جائے گا' ریح خارج ہو جائے گی تو وضو ٹوٹ جائے گا' اسی طرح تمہارے ذہن کے شہوانی خیالات بھرے ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا' نماز میں کسی زخم سے خون بھی بہہ سکتا ہے لیکن خیالات خارج نہیں ہو سکتے۔

نماز سے فارغ ہو کر اگر فاسد خیالات کا ارتکاب کر لو گے تو گنہگار ہو جاؤ گے' توبہ کر لو گئے تو پاک ہو جاؤ گے۔

حضرت فرماتے ہیں کہ جس طرح باوضو رہنا ہمارے اختیار میں ہے اسی طرح متقی رہنا بھی ہمارے اختیار میں ہے۔ آنکھ بہک گئی' زبان بہک گئی تو استغفار پڑھ لو۔

ہائے ہائے کیوں کرتے ہو' شخص شناس نہ ای دلبرا خطا اینجا است۔

اللہ میاں کی ادائیں...... یہ بزرگان دین' یہ صاحب طریق ہمیں اللہ تعالیٰ کا ادا شناس بنا دیتے ہیں۔ ایک شخص نے ہم سے سوال کیا' نہ خضوع ہوتا ہے نہ خشوع؟

ہم نے اسے یہ ترکیب بتائی تھی' آپ کو بھی بتا رہے ہیں' اللہ کی عنایت سب پر ہے' ہمارے مخاطب سب......... ہیں ہم اپنے تجربہ کی بناء پر کہہ رہے ہیں اور فیصدی کا بھی سوال نہیں ہے سب مبرہ ہیں' اب ترکیب بتاؤ۔

ارے ہم کوئی چیز نہیں ہیں' ہماری کوئی حقیقت نہیں ہے' خدانخواستہ...... لافخری ناز نہیں' عجب نہیں' دعویٰ نہیں' الحمدللہ ایک طالب علم' سوکھا ساکھا' ان سب چیزوں کو بھی پڑھا ہی نہیں۔

ایک صاحب نے ان سے کہا جب ایسی نماز نہیں ہوتی کہ حضور قلب نہیں احسان کا درجہ نہیں تو کیا نماز ہوئی' کب تک پڑھیں۔

انہوں نے کہا اب آئندہ سے پڑھو' ابھی تک جو کچھ ہوا وہ ہوا' اب احسان کا درجہ اختیار کرو (کہنے لگے کیسے اختیار کریں) ہم نے کہا اختیار کرو'' کہنے لگے بنائے نہیں بنتا''۔

تو ہم نے کہا۔ خبردار نماز ہے اللہ میاں کی' معاملہ ہے اللہ میاں کا.......... ہم سے مت پوچھو...... اللہ میاں سے ہی پوچھو۔ ہم نے کہا سرکاری و درباری آدمی ہم مشورہ نہیں دیں گے' ہم ایک ترکیب بتاتے ہیں۔

جو نماز پڑھو' سلام پھیرو' کہو...... اے اللہ! احسان کا درجہ' حضور قلب' خضوع و خشوع رقت قلب نیاز مندی یہ نماز کے اجزاء ہیں' مجھے تو حاصل نہیں' کیا میری نماز نہیں؟ اللہ میاں سے کہو' شیخ کیا بتائے گا؟

ہم سے بھی زیادہ کشتہ تیغ ستم نکلے' بڑے بڑے علمائے کرام نے ہتھیار ڈالا ہے۔ اب تمام ٹریننگ حاصل کرنے کی ترکیب بتائیں۔

اے اللہ! نماز کی یہ شرائط ہیں' احسان کا بدلہ احسان' خضوع و خشوع تو مجھے حاصل نہیں' ساری عمر ایسی ہی نماز پڑھی' پچاس برس ہوگئے' ساٹھ برس ہوگئے' باقی ماندہ نمازیں تو ایسی پڑھوا دیں' مجھے کاہے کو محروم فرما رہے ہیں' یہ تو آپ کی عطا ہے۔ مجھے بھی عطا فرما دیں' میں آپ کا بندہ ہوں' آپ کے نبی رحمت کا امتی ہوں' آپ کے آگے رکوع و سجدے کر رہا ہوں' مجھے اس دولت سے کیوں محروم رکھا ہے۔

میں نے کہا' چالیس دن تک میرے کہنے سے یہ کہو۔ اکتالیسویں دن اللہ میاں کا جواب آئے گا' ارے نادان یہی نماز قبول ہے جس چیز کا تو فقدان کہہ رہا ہے۔ میں نے سب عطا کئے ہیں' اگر عطا نہ ہوتا تو یہ حسرت پیدا نہ ہوتی کیونکہ فقدان کا احساس ہی عطا ہے۔

بھئی بہت بڑی بات کہہ گیا ہوں۔ یاد رکھنا' احساس فقدان کا نام ندامت ہے۔ عجز و نیاز کی کیفیت

میرے اختیار سے باہر ہے اور اس میں نماز پڑھ رہا ہوں' ان چیزوں سے بالکل بے بہرہ ہو۔

انہوں نے کہا' ہرگز نہیں تجھے سب کچھ حاصل ہے' جب ایک چیز کی قدر تیرے دل میں ہے اور جو چیز تیرے اختیار سے باہر ہے وہی میری عطا ہے۔ تو میری عطا کے عنوانات...... تک بھی یاد رکھنا' کسی کو میں احساسات کے ساتھ یہ چیزیں عطا فرما دیتا ہوں اور کسی کو بغیر احساس کے۔

کوئی اداشناس نہ ہو جب تو کیا علاج ان کی نوازشوں میں تو کوئی کمی نہیں

ایک فاسق فاجر نماز پڑھنے آیا' نماز میں حاضر ہے اس کا وہی مرتبہ ہے جو بڑے سے بڑے عالم اور عارف کا درجہ ہے۔ نماز کی حالت میں ان کے مراتب الگ الگ ہیں' جس طرح وزیراعظم بادشاہ کا زیادہ مقرب ہے اور ابھی میں نے مثال دی تھی کہ دربار میں وزیراعظم بھی ہے اور دوسرے وزراء بھی ہیں اور بہت سے حکام ہیں' بہت سے منتظمین ہیں' بہت سے درباری ہیں اور ان میں درجہ بدرجہ ہوتے ہوتے چوکیدار بھی ہیں' نگہبان اور جمعدار بھی ہیں لیکن سب پر آداب شاہی لازمی ہیں لیکن جو وزیراعظم ہے اگر اس سے ایک لغزش ہو جائے تو گرفت ہو جائے گی' اگر جمعدار سے ہو جائے تو معاف کر دیا جائے گا۔ بادشاہ کا حکم دربار میں سب پر واجب ہے اور سب دربار میں حاضر ہیں تو صاحبان سب کے درجے الگ الگ ہیں۔ عرفان کے' مراتب صاحب علم کے مراتب ذوق کے۔

لیکن فرائض و واجبات سب پر ایک ہیں' جو جس حیثیت کا ہے وہ اسی فرق سے فرض ادا کر رہا ہے۔ اس کی نماز کامل ہے' کیا اس میں کوئی اشکال ہے؟

مولانا محمد تقی عثمانی

سوال: حضرت اگر کسی مسلمان کو اللہ میاں نے مرتبہ دے دیا ہے تو وہ بہت خطرے میں ہے؟

جواب: جو زیادہ مقرب ہے وہ زیادہ خطرے میں ہے لیکن وزیراعظم کو ایسا ظرف بھی دیا ہے۔ آداب بھی دیئے ہیں' وزیراعظم کوئی معمولی چیز تو نہیں ہے' ایک گڈریا اور لنگڑا ہے بکریاں چرا رہا ہے۔ بادشاہ کا انتقال ہو گیا۔ انہوں نے کہا چلو بشارت ہوئی ہے جو پہلا شخص نظر آئے اسی کو بادشاہ بنایا جائے گا۔ تو پہلی نظر گڈریا پر پڑی۔ اے چلو تمہیں بادشاہ بنائیں۔

یہ صدا آتی ہے ہر دم تربت تیمور سے جو شکستہ پا ہے کرتا ہے جہاں میں سلطنت

تو تیمور صاحب لنگڑے تھے۔ لے جا کر بادشاہ بنا دیئے گئے۔ نہلا دھلا کر' خلعت شاہی پہنا کر' ان کا دستور ہی یہ تھا۔ جب تخت سے اترنے لگے وزیر اعظم کو اشارہ کیا۔ وزیر اعظم نے سہارا دے کر نہایت ادب سے اتارا۔

انہوں نے کہا حضور یہ آداب آپ کو کس نے سکھائے۔ انہوں نے جواب دیا جس نے بادشاہ بنایا جس نے مجھے تخت پہ بٹھایا۔

تو بھئی جس سے اللہ میاں کام لیتے ہیں اسے سکھا بھی دیتے ہیں۔ نماز کس کی پڑھتے ہو؟ ارے اپنی طرف کیوں منسوب کرتے ہو' جس نے توفیق دی وہ پڑھوا بھی رہا ہے۔ وہ سب جانتا ہے۔ وہ سب قبول کرے گا۔ ہماری باتیں سن لو' پھر کوئی ایسا بے باک آدمی نہیں ملے گا۔

اسے اے عارفی سمجھا ہے کوئی اور نہ سمجھے گا میں بے خودی میں کہہ گیا جو راز مے خانہ

اللہ تعالیٰ کا قانون ہے۔ تکلیف بالائے طاقت نہیں ہے۔ وہ اس کا مکلف ہے اور وہ اس کا مکلف جتنا ظرف ہو۔ ہائے ہائے نہ کرو۔

ایک دن میں مسجد میں گیا۔ ماہ رمضان تھا۔ عصر کی نماز ہو چکی تھی۔ دیکھا کہ ایک پٹھان نماز پڑھ رہا ہے۔ بڑی خوش الحانی سے قرآن شریف کی تلاوت کر رہا ہے۔ والہانہ انداز میں نہایت نزاکتیں ہوں گی۔ میں نے تصور میں کہا چل کر اس کو دیکھیں رہتا کہاں ہے۔ معلوم نہیں جھگی میں رہتا ہے۔ میلا سا ایک کمبل ہے۔ میلی سی ایک چادر ہے۔ کچھ موسم کے برتن۔ میلی سی صراحی رکھی ہوئی ہے۔ کھانا نہایت سادہ' جلدی جلدی بڑے بڑے نوالے کھائے اور نماز پڑھ کر سو گیا۔

اب جنت میں کیسے جائے گا۔ ایک مرتبہ ایسا ہوا۔ تفصیل نہیں بتاؤں گا۔ نواب صاحب میں رام پور کے پرائیویٹ محل میں داخل ہوا۔ ایک خزانچی صاحب رام پور میں ہمارے دوست رہتے تھے' اس روز شملہ گئے ہوئے تھے تو انہوں نے ہم کو ان کے کمرے وغیرہ دکھائے۔ ایک کمرہ بلور ہی بلور۔ دوسرے کمرے میں زمرد ہی زمرد۔ تیسرے میں گئے تو جامنی رنگ کے نہایت معلق آئینے' ہم نے سوچا اگر ہم سے یہاں سونے کے لئے کہا جائے۔ ہم نے کہا کہیں گے ہم تو نہیں سو سکتے۔ ہم نے پھر یہ سوچا کہ وہ پٹھان پھر جنت میں کیسے جائے گا۔ جنت میں

اس کی تو روح کانپ جائے گی' جھونپڑی کا رہنے والا' مقام اس کا یہی ہے۔

چونکہ خضوع و خشوع سے نمازیں پڑھ رہا ہے۔ تہجد پڑھ رہا ہے۔ مقام اس کا جنت ہے۔ جائے گا کیسے نہیں۔

الحمدللہ اس وقت ذہن میں آیا کہ عبادات کا روح سے تعلق ہے نہ کہ جسم سے۔ اس کی روح مصفا ہے' مجلا ہے' مقرب اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں باریاب ہے۔ جب اللہ میاں چاہتے ہیں صلاحیتیں بدل دیتے ہیں تو اس کی روح میں جو لطافت' انوار و تجلیات اور ذکر اللہ سے پیدا ہو رہے ہیں' وہ بہت ہی لطیف تجلیات کا جنت کے اندر بھی جلوہ ہے۔؟

قلب مومن اللہ میاں کی جلوہ گاہ ہے۔ تجلیات الٰہی کیا ہوتی ہیں؟ یہ ایمان کے ساتھ بہت زیادہ لطیف ہیں' جنت کے آگے' جنت بھی مخلوق ہے۔ انسان بھی مخلوق ہے۔ جنت مظہر ہے۔ ان کی...... انسان ان کی صفات کا مظہر ہے۔ اس کا مرتبہ زیادہ ہے تو پٹھان جو تھا مظہر تھا اللہ تعالیٰ کی صفات روحانی کے۔ اس کو سب چیزیں حاصل تھیں۔ وہ جنت میں بے تکلف جائے گا۔

بھئی مجھے بڑا اطمینان ہوا۔ مادی طور پر ہم جن مادی صلاحیتوں کا احساس کرتے ہیں' یہ ناممکن ہے۔ روحانی کیفیات اور لطافت کا اندازہ ہم جسمانی صلاحیت سے نہیں لگا سکتے۔ میں نے کتاب میں لکھا ہے کہ یہ ناممکن اور محال ہے۔ روحانی کیفیات کا ادراک جسمانی مادی دل و دماغ ہرگز نہیں کر سکتے۔ ان کے ادراکات مادی ہیں اور روح لطیف ہے۔

اب آگے نازک مسئلہ ہے۔ بزرگان دین کا القبہ غیر شعوری طور پر روحانی کیفیات کا وجدانی طور پر قلب میں ظہور نہیں ہوا اور ان کا ترتب اعمال پر ہوتا ہے۔ اب اس میں کوئی اشکال پیدا نہیں ہوا۔ غیر شعوری طور پر وجدانی کیفیت قلب کے اندر پیدا ہوتی ہے۔ روحانی وہ موجل ہو جاتی ہے۔ اعمال پر مرتب ہو جاتی ہے۔

ہمارے حضرت والا نے بہت اچھا کہا ہے مادی اور نفسانی میں فرق ہے۔ جیسے نفسانی کیفیات ہیں اور وہ ظاہر ہوتی ہیں مادے کی صورت میں۔ ان کے اپنے اظہار کے لئے مادے کی ضرورت ہوتی ہے۔

تصوف ہے' کرامت ہے' کشف ہے' یہ سب مادی سے تعلق رکھتے ہیں لیکن روحانی

سے بے نیاز ہیں' مادے سے مادہ اس کا ادراک نہیں کرسکتا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ نماز کی ٹھنڈک مادی ہے۔ اس کی مثال ہی نہیں مل سکتی۔ تم کو مادے سے کشف ہوگا' مادے میں تصوف ہوگا' کرامت ہوگی' مادے ہیں' وہ جو بھی پاکیزہ نفس ہیں' اعلیٰ مقام ہے نفس کا' تقویٰ کا' لیکن ہے یہ نفسانی روحانی جس کا ادراک مادے کے ساتھ نہ ہو۔

بھئی یاد رکھنا لطیف بات ہے۔ کیا کیا یاد رکھو گے۔ تکرار کرتے رہو۔ خود بخود دروازے کھلیں گے۔ خود بخود ادراک ہوگا۔ احساس ہوگا' روز اول میں کہاں سے آؤ گے۔ ایک چھوٹے سے بچے کو کہو کہ ہم شادی کر رہے ہیں مچل گیا' ایک بچے کے بڑے بھائی کی شادی ہو رہی تھی' وہ پانچ چھ برس کا بچہ کہہ رہا ہے' میرا بھی نکاح پڑھواؤ۔ ضد کر رہا ہے' تو بھئی ہم لوگوں کی ایسی حالت ہے۔ بھئی اللہ تعالیٰ سب کو فہم سلیم عطا فرمائے اور ہمیں اچھے اعمال کی توفیق عطا فرمائے۔

اللھم لک الحمد و لک الشکر۔

نماز میں دل کیوں نہیں لگتا؟

مجلس یوم جمعہ 11 شعبان المعظم 1402ھ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْم

صنم آشنا دل

حضرات السلام علیکم و رحمۃ اللہ .... ایک صاحب میرے پاس آئے اور کہا ''حضرت نماز میں دل نہیں لگتا اور دعائیں قبول نہیں ہوتیں''

یہ بات انہوں نے بڑی حسرت وتاسف کے ساتھ کہی اور یہ کہہ کر وہ خاموش ہوگئے۔ میں نے کہا ''آپ سچ کہتے ہیں' یہ بالکل قدرتی بات ہے' ایسا ہی ہونا چاہیے' اس لئے کہ دل تو کہیں اور لگا ہوا ہے۔ وہاں سے فرصت پائے تو ادھر آئے۔ دل تو خرافات وتفریحات میں لگا ہوا ہے اور کہتے ہو کہ نماز میں دل نہیں لگتا۔ دل بدعات میں' منکرات میں' مکروہات میں اور فواحشات میں لگا ہوا ہے اور کہتے ہو کہ نماز میں دل نہیں لگتا۔ اچھا تم ہی بتاؤ کہ دل آخر کہاں کہاں آجائے تم جدھر چاہو گے ادھر ہی وہ جائے گا...... بھائی سچ پوچھو تو نقشہ ہماری زندگی کا یہ ہو گیا ہے کہ

ترا دل تو ہے صنم آشنا تجھے کیا ملے گا نماز میں

اب دیکھئے نا کہ نماز کی کون پروا کرتا ہے۔ ہر روز پانچ وقت مسجد کے میناروں سے حی علی الصلوۃ کی ندا بلند ہوتی ہے لیکن مسلمانوں کا دل کھیل تماشے میں' سیر وتفریح میں لگا رہتا ہے۔ وہ دنیا کمانے کی فکر میں لگے رہتے ہیں اور یہ نہیں سمجھتے کہ مسلمانوں کی دنیا دراصل دین میں پوشیدہ ہوتی ہے' دنیا کی دلکشی اور رعنائی نے مسلمانوں کو اپنی طرف کھینچ رکھا ہے'

پھر جب دل سارا ان ہی باتوں میں لگا رہتا ہے تو پھر نماز میں کیسے لگے گا؟ یہی وجہ ہے کہ نمازیں پھیکی اور بے مزہ ہوتی ہیں پھر بھی یہ گلہ ہے کہ نماز میں دل نہیں لگتا۔ یہ عجیب بات ہے۔ ہمارے معاشرے کا یہ نقشہ بڑا عجیب اور بڑا بھیانک ہے اور بڑا مایوس کن ہے۔

آپ دیکھئے شادی بیاہ میں روپیہ پیسہ بے دریغ صرف کیا جاتا ہے' خوبصورت شامیانے لگائے جاتے ہیں اور روشنیوں کا ایک سیلاب اُمڈ آتا ہے' جہیز کے سامان کا انبار دکھایا جاتا ہے۔ لذت کام و دہن کے لئے بڑا شاندار اہتمام کیا جاتا ہے۔ لڑکی کے باپ کو کسی اور بات کا ہوش ہی نہیں رہتا۔ وہ اپنے مہمانوں کی پذیرائی اور تواضع میں غرق رہتا ہے' اس میں اس کا دل بہت لگتا ہے۔ میں پوچھتا ہوں کہ یہ دل آخر نماز میں کیوں نہیں لگتا؟

اور سنو! موت' زندگی کا بڑا عبرتناک واقعہ ہے۔ جو انسان ابھی زندہ تھا' چلتا پھرتا تھا وہ اب بے حس و حرکت پڑا ہے۔ روح پرواز کر گئی ہے۔ جسم مٹی کا ڈھیر بن گیا ہے۔ ورثاء اسے قبر میں دفن کرتے ہیں' قبر پر چادر چڑھاتے ہیں' تیجہ اور چالیسواں کرتے ہیں اور بڑے اہتمام سے' زر کثیر خرچ کر کے یہ تقریبات انجام دیتے ہیں اور قبر پر اگربتی جلائی جاتی ہے ان تمام کاموں میں بڑا دل لگتا ہے۔

شکایت بے جا

لیکن ایک نماز ہی بے چاری ایسی ہے کہ جس کے بارے میں لوگوں کو شکایت رہی ہے کہ اس میں دل نہیں لگتا' بھائی دل لگاؤ تو لگے' یہ تو تمہارے اختیار کی بات ہے۔ یہ کیا بات ہے کہ ہر جگہ تو دل خوب لگتا ہے لیکن یہیں نہیں لگتا' بھائی یہ بات بھی عجیب ہے کہ لوگ یہودیوں اور نصرانیوں کی وضع قطع اختیار کرتے ہیں' ان کی تہذیب اور اس پر فخر کرتے ہیں۔ ایک تو یہ عمل قومی خودداری کے خلاف ہے بلکہ یہ بڑی بے غیرتی کی بات ہے کہ اپنی معاشرت اپنی تہذیب چھوڑ کر ان کی تہذیب اور معاشرت اختیار کی جائے' جو اسلام کے دشمن ہیں' مسلمانوں کے خون کے پیاسے ہیں' دوسرے یہ کہ کافر اور مسلم کا کیا جوڑ ہے۔ یہود و نصاریٰ پر تو اللہ نے لعنت بھیجی ہے۔ ایک کو ''مغضوب'' اور دوسرے کو ''ضالین'' قرار دیا ہے۔ پھر یہ عجیب بات ہے کہ اللہ کے دشمنوں سے تعلق پیدا کرنا اور ان کی وضع قطع اختیار کرنا مسلمان

گوارہ کر لیتا ہے بلکہ اسے اپنا شرف سمجھتا ہے۔ سوچو کہ کیا یہ بات اللہ کے غضب کو بھڑ کانے والی نہیں ہے......؟ پھر کیا ایسی باتوں سے دل لگانے والے کا دل نماز میں لگا رہ سکتا ہے۔؟

مکافات عمل

اب مسلمان عورتوں کو دیکھو آج کل فیشن پرستی میں خوب ڈوبی ہوئی رہتی ہیں' جسے دراصل مغرب پرستی کہنا چاہیے۔ وہ مغربی تہذیب کی اتنی دلدادہ ہیں کہ انہیں اسلامی شعائر کی ذرا بھی پرواہ نہیں رہی' سورہ احزاب میں اللہ تعالیٰ کا صاف صاف حکم موجود ہے۔ وقرن فی بیوتکن الخ مسلمان عورتیں اپنے گھروں میں ٹھہری رہیں' زمانہ جاہلیت کی طرح اپنے سنگھار نہ دکھاتی پھریں۔

لیکن بھائیو صورت حال یہ ہے کہ بازاروں اور گزرگاہوں میں اس حالت میں پھرتی رہتی ہیں کہ ان کا سینہ' ان کا سر' ان کی پیٹھ' ان کا پیٹ اور ان کی کہنیاں بالکل ننگی رہتی ہیں' یہ کس بات کی علامت ہے' کیا یہ اللہ سے جنگ نہیں؟...... پھر ہمارے گھروں میں اسلامی زندگی کا کوئی نمونہ موجود ہی نہیں۔ حقوق العباد کی طرف توجہ بالکل ہٹالی گئی ہے۔ ماں باپ کی فرمانبرداری اب بالکل نہیں رہی' صلہ رحمی کا جذبہ بالکل مٹ گیا ہے۔ احکام الٰہی سے یکسر سرتابی ہے۔ اخلاق و عادات بالکل غیر اسلامی ہیں۔ خاندانوں اور عام گھرانوں میں رنجشوں' تلخیوں' عداوتوں اور رقابتوں کا ایک لامتناہی سلسلہ قائم رہتا ہے۔ غیبت سب سے بڑی لعنت ہے مگر یہ عیب ہر گھر میں نظر آتا ہے۔ حسد' کینہ' بغض اور بدگوئی کی اسلام نے بڑی مذمت کی ہے اور ان رذائل اخلاق سے بچنے کا حکم دیا ہے لیکن یہ عادتیں ہماری عادت ثانیہ بن گئی ہیں۔ آج کل خودستائی کے نت نئے طریقے ایجاد ہو گئے ہیں جو سراسر اسلام سے انحراف کی علامت ہیں' ان تمام کاموں میں تو لوگوں کا بڑا دل لگتا ہے۔ جب ان سب سے فرصت ہی نہیں ملتی تو نماز میں کیا دل لگے؟

بھائی ذرا غور کرو کہ یہ پریشانیاں' یہ بلائیں یہ مصیبتیں کیوں آتی ہیں' وہ گھرانے جو کبھی شادی خانے تھے' اب غم کدے کیوں بن گئے' شادی میں جو روپیہ پیسہ خرچ کیا تھا' جو زینت و آرائش کی تھی جو شاندار دعوتیں کی تھیں' اس شادی کا کیا انجام ہوا۔ اکثر گھرانوں میں بڑا حسرت ناک اور المناک نقشہ دکھائی دے گا۔ چار مہینے کے بعد ہی میاں بیوی میں کھٹ پٹ

شروع ہو جاتی ہے۔ تلخیاں بڑھتی ہیں' نفرت پیدا ہوتی ہے اور زندگی عذاب بن جاتی ہے۔ پورا کنبہ پریشان رہتا ہے اور نتیجے میں طلاق ہو جاتی ہے۔ سوچو' ایسا کیوں ہوا؟ اس لئے ہوا کہ یہ کام اللہ کی مرضی کے مطابق نہیں کیا گیا تھا' اس میں نام و نمود تھا' اس میں اپنی کبریائی کا اظہار کیا تھا' اس میں اسراف تھا اور اس میں سراسر اسلام سے انحراف تھا' اللہ کی نافرمانی تھی اور نفس کی خوشنودی' اس لئے انجام بھی ایسا ہونا چاہیے کہ ہر عمل کا ایک ردعمل ہوتا ہے۔

گندم از گندم بروید جوز جو از مکافات عمل غافل مشو

معاشرہ کی بھیانک تصویر

بھائیو آج ہمارے معاشرے کی صورت یہ ہوگئی ہے کہ کوئی گھر ذہنی اذیت اور کلفت اور رنج وغم سے خالی نہیں' ہر جگہ بے اطمینانی ہے' پریشانی ہے اور ہراسانی ہے' ہر گھر میں غم واندوہ کا دھوا اٹھ رہا ہے' ہر دل میں آگ سلگ رہی ہے' باپ بیٹے میں' ماں بیٹی میں' ساس بہو میں' میاں بیوی میں' بھائی بھائی میں جنگ جاری ہے۔ بڑی کربناک صورت ہے۔ بڑی اذیت بخش فضا ہے' اس کا واحد سبب وہ غلط کاری ہے جو ابتداء میں اختیار کی گئی تھی' غلط کام کا غلط انجام ہوتا ہے۔

مرد آخر بیں مبارک بندہ ایست

اب ذرا زندگی کا یہ پہلو بھی دیکھو' ہمارے معاشرے میں سود' رشوت' بددیانتی' حرام کاری بڑے شد و مد سے جاری ہے' لوگ پیسے کے پیچھے دوڑ رہے ہیں' حلال وحرام سے لاپروائی جائز وناجائز سے بے نیازی ان کے نزدیک گویا کوئی آسمانی قانون ہی نہیں ہے۔ انہیں اس کا یقین نہیں کہ اللہ دیکھ رہا ہے اور وہ حاضر وناظر ہے' علیم وخبیر ہے' اب دیکھو کہ ان تمام کاموں میں دل بہت لگتا ہے' لگاؤ لیکن یہ نہ بھولو کہ ہر عمل کا ردعمل ہوتا ہے اور وہ ہو کر رہے گا۔ اسے کوئی روک نہیں سکتا' اس طرح زندگی کے تمام شعبوں کو بھی قیاس کرلو' یہ اشارات بہت واضح ہیں اور یہ ہمارے معاشرے کے عکاس ہیں۔

آستانہ الوہیت کی جبہ سائی

بھائی اب سوال یہ ہے کہ ان برائیوں کا علاج کیا ہے؟ علاج بھی بتائے دیتا ہوں' تم مسلمان ہو' تمہارا خدا ہے تم پر بے حد مہربان ہے تم اس سے مایوس نہ ہو' اس کی رحمت اور

بخشش کا دروازہ ہر وقت کھلا ہوتا ہے۔تم اس کی بارگاہ میں جاؤ' مگر اس طرح تمہارے دل میں خدا کا خوف وخشیت ہو' آنکھوں میں ندامت کے آنسو ہوں اور آستانہ الوہیت میں جبہ سائی کا شوق بھی ہو' تم اپنی پیشانی اس کی چوکھٹ پر رکھ دو اور یہ التجا کرو اور یہ دعا کرو۔

اے اللہ میں گنہگار ہوں اور امیدورحمت کردگار ہوں' خطا کار ہوں لیکن تیری رحمت کا امیدوار ہوں' میں نے ظلم کیا ہے' میں نے تیری نافرمانی کی ہے' میں صراط مستقیم سے بھٹک گیا تھا' اب نادم وشرمسار ہوں اور امیدورحمت کردگار ہوں' اے اللہ تو مجھے معاف کردے' بخش دے اور اپنے کرم کے دامن میں مجھے سمیٹ لے اور مجھے گناہوں سے بچنے کی توفیق دے۔

تم جب اس طرح بارگاہ ایزدی میں التجا کروگے' گڑگڑاؤ گے' آنسو بہاؤ گے تو ان شاء اللہ تمہاری دعا ضرور قبول ہوگی' بامراد ہوگے' اللہ تعالیٰ نے تمہیں یہ دعا بھی سکھائی ہے۔اسے پڑھو:

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَ لَاتُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْلَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ.

ترجمہ:اے ہمارے پروردگار ہماری پکڑ نہ کر' اگر ہم بھول جائیں یا چوک جائیں اور ہم پر بھاری بوجھ نہ رکھ' جیسا کہ تو نے ہم سے پہلے کے لوگوں پر رکھا تھا' اے ہمارے پروردگار ہم سے وہ چیز نہ اٹھوا جسے ہم آسانی سے نہ اٹھا سکتے ہوں اور ہم سے درگزر فرما اور ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم کر' تو ہی ہمارا مالک ہے تو ہم کو کافر لوگوں پر غالب کردے۔

دعا

یا اللہ! ہمارے قلوب میں بیداری پیدا فرمادیجئے' ہماری غفلتوں کو دور فرمادیجئے' یا اللہ ہم پر جو بے حسی طاری ہے اسے دور فرمادیجئے

یا اللہ! تمام عالم امکان میں جہاں جہاں مسلمانوں پر تباہیاں اور بربادیاں آرہی ہیں ان پر رحم فرمائیے۔یہ سب ہمارے شامت اعمال کی صورتیں ہیں۔ان کو اپنی رحمت سے بدل دیجئے۔

یا اللہ دشمنان اسلام کی سازشوں سے اہل اسلام کی حفاظت فرمائیے۔کفار ومشرکین یہود ونصاری جو اہل اسلام کو مٹانے کے درپے ہیں' یا اللہ آپ دشمنان اسلام کو سمجھ لیجئے اور

ان کے تسلط سے اہل اسلام کو بچالیجئے۔

یا اللہ ہماری توبہ اور استغفار کو قبول فرمالیجئے اور اپنے قہر کو ہم سے دور کر دیجئے۔

یا اللہ ہر طرح کے مصائب اور آلام سے' ہر طرح کے حادثات و سانحات سے ہماری' ہمارے اہل و عیال کی' ہمارے دوست احباب کی' ہمارے عزیز و اقارب کی اور تمام مسلمانوں کی حفاظت فرمالیجئے۔

یا اللہ ہمارے وجود کو دنیا و آخرت کے دردناک عذاب سے بچالیجئے۔ دردناک آزمائشوں سے بچالیجئے۔......

یا اللہ ہم ضعیف الایمان ہیں' کسی آزمائش کا سہارا نہیں رکھتے' ہم کو اپنی رحمت میں ڈھانپ لیجئے۔

یا اللہ آپ خالق کائنات ہیں' ہم تمام شرور اور فتن سے آپ کی پناہ چاہتے ہیں اور ہر طرح دین و دنیا کی خیر آپ سے طلب کرتے ہیں۔

یا اللہ ہمارے ایمانی تقاضے بیدار فرمالیجئے' ہمارے ایمان کو قوی فرمادیجئے' ہم کو سچا مومن و مسلمان بنادیجئے۔

یا اللہ ہم کو ہمارے اہل و عیال کو' ہمارے دوست احباب کو' ہمارے عزیز و اقرباء کو سب کو عافیت دارین نصیب فرمایئے۔

یا اللہ جو حاضر ہیں ان کے حق میں بھی اور جو حاضر نہیں ہیں ان کے حق میں بھی ہماری دعائیں قبول فرمایئے۔

یا اللہ لبنان' فلسطین' ہندوستان اور افغانستان مسلمانوں کی امداد و نصرت فرمایئے۔

وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْکَ وَلِيًّا وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْکَ نَصِيْرًا، وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَلِيًا وَّكَفٰى بِاللّٰهِ نَصِيْرًا.

اور جہاں جہاں مغلوب ہیں دشمنان اسلام پر انہیں غلبہ عطا فرمایئے۔

یا اللہ رشد و ہدایت کے دروازے ہمارے لئے کھول دیجئے۔

یا اللہ ہمارے جو صاحب اقتدار ہیں ان کو ہوش عطا فرمادے۔ اسلام اور ایمان کی سچی

محبت سے ان کے دلوں کو بھر دے۔

یا اللہ رشد و ہدایت کا فیصلہ اس قوم اور ملک کے حق میں صادر فرما دے۔

یا اللہ جو آپ کی نافرمانیوں اور گناہوں میں ملوث ہیں، ان کے قلوب کو بدل دیجئے، ان کو ہدایت نصیب فرمایئے، ان کو سچی توبہ کی توفیق عطا فرمایئے، ان کو اپنا فرمانبردار بندہ بنا لیجئے۔

یا اللہ! اس ملک میں دین اور قرآن و سنت کی ہوائیں چلا دے اور فسق و فجور کے طوفان ٹھنڈے فرما دے۔

یا اللہ ہم کو اپنی اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی محبت عطا فرما دے، اسلام اور ایمان کی عظمت ہمارے دلوں میں بٹھا دے۔

یا اللہ! ہم میں جو صاحب اقتدار ہیں اور جو مصلح بہی خواہان قوم و ملت ہیں، جو واعظین اور مبلغین ہیں، ان کے مساعی اور ان کے ذرائع و وسائل ہیں اعانت و نصرت فرما دیجئے۔ آمین رب العالمین، آمین ثم آمین۔

ربنا لا تجعلنا مع القوم الظلمين، ربنا لا تجعلنا مع القوم الكفرين
اللهم اغفر للمؤمنين والمؤمنت والمسلمين والمسلمت الاحياء
منهم والاموات اللهم اغفر لامة محمد صلى الله عليه وسلم
اللّٰهم الرحم امة محمد صلى الله عليه وسلم
اللّٰهم فرج لامة محمد صلى الله عليه وسلم
اللّٰهم انصر امة محمد صلى الله عليه وسلم
اللّٰهم تجاوز عن امة محمد صلى الله عليه وسلم
اللّٰهم افتح لا مة محمد صلى الله عليه وسلم
رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَةً، اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمِ، بسيد المرسلين و رحمة للعالمين صلى الله عليه وسلم. آمين.

عبادت اور استعانت

مجلس جمعۃ المبارک 7 اگست 1970ء بعد نماز عصر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْم

حیوۃ طیبہ

پچھلی دفعہ ہم آپ سے کہہ رہے تھے کہ ایک بات سمجھ لی جائے' عمر بھر کے لئے کرنا کیا ہے' یوں تو ہمارا نفس یہی کہتا ہے کہ ہم کو معلوم ہے لیکن یہ صرف فریب نفس اور شیطان کا دھوکہ ہے' جب سب معلوم ہے...... تو عمل کیوں نہیں کرتے۔

علم کو عمل میں لانے کے لئے کچھ دشواریاں ہیں' کچھ نفس اور شیطان کے کید ہیں' جب تک کسی اللہ والے کا ہاتھ نہ پکڑا جائے یہ مسئلہ حل نہیں ہوتا۔

سب سے پہلے عقائد درست ہوں' سارا عالم کائنات اللہ پاک نے مسخر کر رکھا ہے اور ان کی تسخیر اللہ پاک نے اپنے فرمانبردار بندوں کے لئے اس طرح کی کہ اس کو ان تمام چیزوں سے راحت وچین ملے اور آخرت میں بھی اس کے درجات بڑھیں اور اگر نافرمانی کے راستے سے ان کی تسخیر کا فائدہ اٹھایا تو دنیا میں راحت وچین نہ ملے گا بلکہ آخرت کا دائمی عذاب ہوگا۔

یہ کوئی چھپا ہوا راز نہیں ہے۔ اللہ پاک نے دنیا بھی پیدا کی اور آخرت کو بھی کھول کر بتا دیا کہ دنیا صرف متاع غرور ہے اور اصل گھر تو آخرت کا ہے۔ عجب ہے کہ آخرت جس کی زندگی میں کوئی تغیر نہ ہوگا ایک بار جو حالت مل گئی ہمیشہ کے لئے رہے گی' اس کی طرف ہمارا کوئی دھیان نہیں اور تھوڑی سی زندگی جو لحہ لحہ بدلتی رہتی ہے اور یقیناً فانی ہے اور عارضی

ہے۔ ہر آن متغیر ہے مگر اس کے لئے ہماری کوششیں تمام عمر جاری رہتی ہیں۔

دوسری چیز سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور آج اس سے پچانوے فیصد لوگ ناواقف ہیں۔ اس کے بغیر ہم کو دین کیسے آئے گا' آج کل اردو میں بھی سیرت کی بہت کتابیں ہیں پھر اس کے ساتھ سیرت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پھر تاریخ اسلام اور اس کے بعد حضرت تھانویؒ کی تصانیف مواعظ وملفوظات ہیں ان کو پڑھ کر ایمان میں بھی جلا ہوگی اور عمل کی توفیق ہوگی' لوگوں کو شوق ہوتا ہے دین کا کلام پاک ترجمے اور تفاسیر دیکھنا شروع کر دیتے ہیں' بعض تفاسیر صرف خواص کے لئے ہیں وہ آپ کی سمجھ میں نہ آئیں گی' تلاوت کلام پاک خود ایک بابرکت چیز ہے خواہ سمجھ کر ہو یا بے سمجھ دونوں طرح برکت آتی ہے لیکن تفسیر کسی عالم سے پڑھنا چاہیے۔

ہمارے حضرت نے ایک مرتبہ فرمایا تھا کہ شاید ایک دور ایسا آ جائے کہ تم کو اللہ والوں کی صحبت نہ مل سکے' اس وقت یاد رکھنا میرے مواعظ وملفوظات پڑھنا۔ ان شاء اللہ ان کتابوں سے رہبری ورہنمائی حاصل ہوگی تو پہلے عقائد صحیح کرلو پھر عبادات درست کرو اور پھر اخلاق کی طرف توجہ کرو۔ درستی اخلاق ہی سے حیوۃ طیبہ نصیب ہوتی ہے۔ اسی سے معاملات معاشرت میں مدد ملے گی۔

اللہ پاک نے عبادات ہماری شرافت نفس ہی قائم رکھنے کے لئے مقرر کی ہیں ورنہ ان کو ہماری طاعات کی ضرورت نہ تھی' تمام عبادات روزہ' نماز' حج' زکوٰۃ ہماری زندگی کو کامیاب بنانے کے لئے یہ ہمارے ہی کام ہیں' اس لئے ان کو فرض کیا ہے' اگر کوئی تارک نماز ہے تو حیوۃ طیبہ اس کو حاصل ہو ہی نہیں سکتی' چاہے وہ کتنی ہی ترقی کر جائے' اس کا اسفل السافلین میں شمار ہوگا' اسی طرح روزہ' زکوٰۃ اور حج یہ سب ہمارے وجود کی بقاء کے لئے ضروری ہیں' اسی لئے موت کے وقت تک نماز معاف نہیں ہے اور جتنی قضا ہوگئی ہیں ان کی ادائیگی ضروری ہے۔

احتیاج فضل

نماز میں ایک ایسی دعا ہے "اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ" اس سے ایک پیدا ہونے والا بچہ اور ایک موت کی آغوش میں جانے والا بوڑھا جس کو چند لمحات میسر ہوں کوئی

مبرا نہیں اور ہر وقت کی یہ حاجت ہے۔ اے اللہ میں عاجز ہوں میری مدد فرمائیے۔ یہ احساس انسان کی زندگی سے دور ہو ہی نہیں سکتا۔ ہر معاملے میں ہم عاجز ہیں، روپیہ، پیسہ، عزت، منصب سب کچھ موجود ہے۔ پیٹ میں درد ہو جائے تو وہ عاجز محض ہے اور سوائے اللہ کی عنایت کے کوئی بچا نہیں سکتا۔ ہر شعبہ زندگی میں اپنے کو عاجز سمجھنا اور اللہ پاک سے مدد چاہنا ناگزیر ہے، نفس و شیطان سے بچانا اور اپنے احکامات کی بجا آوری کی توفیق دینا سب انہیں کے فضل پر منحصر ہے۔

اب پھر سمجھ لیجئے پہلے ایمان کی پختگی، پھر عبادات کی درستگی اس کے بعد سب سے پہلے حقوق کی ادائیگی اور اس میں حقوق اللہ کے بعد حقوق العباد ہیں اور حقوق العباد میں سب سے پہلے والدین کے حقوق پھر اہل و عیال پھر صلہ رحمی ان تمام حقوق میں ہم سے کتنی غفلت ہو رہی ہے۔ اس کے بعد معاشرت، ہمارا رہنا سہنا، کھانا پینا کہاں تک دائرہ اسلام میں ہے۔

طلب صادق کی شناخت

سادہ زندگی اختیار کیجئے، خوراک میں، لباس میں، اپنے گھروں سے تصاویر، ٹیلی ویژن، راگنی، نجس اور مکروہ چیزیں نکال دیجئے، مخرب اخلاق کتابیں جن سے بچوں کے اخلاق بگڑ رہے ہیں، پھینک دیجئے۔

محرم نامحرم کا اختلاط بڑا فتنہ ہے، آج کل سکولوں میں مخلوط تعلیم اور یہ فنون لطیفہ کے نام سے بے دینی اور شیطان ابلیس کے طریقے نئی نسلوں کو سکھائے جا رہے ہیں، ان سے اپنی اولاد کو بچایئے، آپ نے کہاں تک یہ حقوق ادا کیے اس کا کبھی مراقبہ کیجئے۔

اور آگے چلئے معاملات، کیا چیز اللہ نے حلال کی ہے اور کیا چیز حرام؟ اس کا امتیاز کرنا پڑے گا، تم کہتے ہو ہم مجبور ہیں، تم نے کیسے سمجھ لیا کہ ہم مجبور ہیں، کبھی کر کے دیکھو، اچھا نہیں بچ سکتے، کسی وقت تنہائی میں بیٹھ کر اللہ سے کہو یا اللہ میں اس سے بچنا چاہتا ہوں مگر یہ معاشرے مجھ کو مجبور کر دیتا ہے۔ یا اللہ آپ میری مدد فرمائیے۔ "اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ" کبھی رو رو کر اللہ کے سامنے اپنی عاجزی ظاہر کرو تو یقیناً راہ ملے گی مگر طلب صادق پیدا کرو اللہ سے کہو یا

اللہ کوئی خالص غذا نہیں ملتی' ماحول اچھا نہیں ملتا' پاکیزگی کا نام ونشان نہیں ملتا۔

غور کرو یہ ساری چیزیں تم سے کیوں سلب کر لی گئیں چونکہ تم راضی ہو گئے۔ مانوس ہو گئے' فسق و فجور کی زندگی سے' اس حالت سے کبھی گھبرا کر تو دیکھو اللہ سے مدد مانگ کر تو دیکھو۔ ان شاء اللہ غیبی امداد ملے گی۔

اظہار عجز

ایک اور کام کی بات ہے کہ اوراد و وظائف جو آپ کرتے ہیں وہ بے وزن ہیں' آپ کا دل صاف نہیں اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت نہیں یہ ضابطہ کے طور پر آپ کر رہے ہیں' یوں اللہ اپنی رحمت سے قبول فرمالے لیکن یہ بے روح ہیں۔ اب اس میں جان کہاں سے آئے۔ یہ بھی اللہ سے کہو یا اللہ ہماری عبادات بے روح ہیں اور ہم اس میں روح بھی پیدا نہیں کر سکتے لیکن آپ ہر چیز پر قادر ہیں' اس میں روح پیدا کر دیجئے۔

اللہ پاک اگر مواخذہ کریں کہ یہ سود اور رشوت کیوں نہیں چھوٹتی اور آپ جواب دیں کہ یا اللہ ہم اکیلے کیا کریں' سارا معاشرہ گندا ہو گیا ہے۔ اس میں سے حلال وطیب چیز مل سکتی ہے۔ اللہ پاک اس پر یہ فرمائیں کہ تم نے یہ بات ہم سے کبھی کہی تھی اور ہم سے مدد مانگی تھی تو کیا جواب دو گے۔

یہ بات جو میں عرض کر رہا ہوں عمل میں لانے کے لئے بڑے کام کی ہے' مجرب ہے اور نہایت سہل بات ہے کوئی دشوار نہیں ہیں' اللہ پاک سے کہو یا اللہ آپ نے ہی فرمایا تھا کہ مصیبت میں ہم سے مدد مانگو' یا اللہ ہم میں ایمان کی قوت نہیں' مدافعت کی قوت نہیں' استقلال اور ہمت نہیں اور ہم مغلوب ہو کر رہ گئے ہیں۔ ہر جگہ مجبور ہیں' فسق و فجور ہم پر عائد کر دیا گیا ہے۔ دفتروں میں رشوت نہ لیں تو ہماری نوکری برقرار نہیں رہتی۔ دفتروں میں رشوت نہ دیں تو ہمارا کام کسی طرح ہوتا ہی نہیں اور یہ سب آپ خود جانتے ہیں اور رہنا بھی ہم کو اسی ماحول میں ہے اور اس کا سوال بھی آپ محشر میں کریں گے اور اس کی سزا بھی ہم کو ملے گی اور وہ سزا ہم برداشت نہیں کر سکتے۔ آخرت کیا ہم کو دنیا میں بھی جو اس کا وبال آئے گا وہ بھی ہم سے برداشت نہ ہو سکے گا اور پھر موت کے وقت کی سختی اور عذاب قبر عذاب

برزخ ہم کبھی اس کے متحمل نہ ہوسکیں گے اور ہم اپنی اس حالت کے بدلنے پر بھی قادر نہیں بلکہ کل پھر اسی حالت میں چلنا پڑے گا۔ یہ ہمارے اختیار سے باہر ہے۔ یا اللہ ہم سے کچھ نہیں بنتا۔ ہم آپ سے فریاد لے کر آئے ہیں' ہماری مدد کیجئے۔

یا اللہ نفس ان تمام لذات کا طالب ہے جو حرام ہیں اور ناجائز ہیں اور شیطان ان کی تدبیریں بتلاتا ہے اور میں ان دونوں کی کشش اور جاذبیت سے مغلوب ہو جاتا ہوں' نفس مجھے لذت کے لئے ابھارتا ہے اور شیطان تدبیریں بتا کر مجھے گمراہ کر دیتا ہے اور اس میں مجھے دنیا و آخرت دونوں کا خسارہ اٹھانا پڑتا ہے اور میں نہ دنیا کی تباہی چاہتا ہوں نہ آخرت کا نقصان اور کوئی ٹھکانہ بھی نہیں سوائے تیرے' اے اللہ میں عاجز ہوں' میں ڈرتا ہوں اپنے کام تیرے سپرد کرتا ہوں اور تجھے کارساز سمجھتا ہوں اور تیری مدد کے بغیر کچھ نہ ہوگا' اس پر میرا یقین بھی ہے اور میں کچھ کر بھی نہیں سکتا اور کسی ایک جگہ نہیں ہر جگہ مجھے یہی مرحلہ درپیش ہے اور یہ کھلی نافرمانیاں ہیں اور میں جہنم میں جانے کے لئے بھی تیار نہیں اس لئے اپنے آپ کو تیرے سپرد کرتا ہوں اور یا اللہ میری مدد فرمایئے "ایاک نعبدو ایاک نستعین" یہ ہے اللہ کے دربار میں اپنی عاجزی اور اللہ سے مدد کی درخواست اور مراقبہ اپنے اعمال کا اور آگے چلئے اس سے بھی زیادہ آسان اور قابل عمل بات ہے کہ چلتے پھرتے خلوت میں جلوت میں رکشہ میں بس میں کسی جگہ کسی فرصت کے وقت اپنا مراقبہ کرتے رہو اور سارے معاملہ خدا کے سپرد کرتے رہو۔

طلب توفیق

مگر ایک بات یاد رکھنا' شیطان کی پیروی بھی کرو اور اللہ کی محبت کا دم بھی بھرتے رہو' یہ دونوں چیزیں ساتھ ساتھ نہیں ہوں گی۔

ہم خدا خواہی و ہم دنیائے دوں ایں خیال است ومحال است جنوں

صرف اللہ کے احکامات کی پیروی اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع بھی ہمارے اختیار میں نہیں اس کی توفیق بھی اللہ پاک ہی دیتے ہیں۔ ہم عبادات بھی محض رسماً ادا کرتے

وعاجزی سے کہو یا اللہ یہ لعنت زدہ معاشرہ جس میں میں اور میرے اہل وعیال اور متعلقین تمام عالم میں جہاں جہاں مسلمان ہیں سب اس میں ملوث ہو گئے ہیں' اس نے مسلمانوں کو دنیا میں ذلیل وخوار کرر کھا ہے۔ یا اللہ! ہم کو اس سے نجات دلوائیے' امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم پر رحم فرمائیے۔ دشمنان دین کو مغلوب کیجیے اور توبہ واستغفار قبول کیجئے۔ یا اللہ یہ غفلت زدہ قوم آپ سے رجوع بھی نہ کر سکے تو چند آپ کے مخلص بندے تمام امت کے لئے دعائیں کرر ہے ہیں' آپ ان کی دعائیں قبول فرمائیے' ہم نادانوں پر رحم فرمائیے۔

ہماری بداعمالیوں پر نہ دنیا میں سزا دیجئے اور نہ آخرت میں.......... ہمارے اخلاق اور معاملات شریعت کے مطابق کر دیجئے' ہم کو فہم دین عطا فرمائیے' دنیا میں حیوٰۃ طیبہ عطا کیجئے' یا اللہ ایمان کامل کے ساتھ ہم سب کی عاقبت بخیر فرمائیے! یا اللہ ہم تمام عذابوں سے پناہ مانگتے ہیں۔ ہمیں دنیا وآخرت کی ہر مصیبت سے' ہول محشر سے بچائیے' ہم کو ہر مواخذہ سے بچائیے' یا اللہ اپنے نیک بندوں کی نسبت سے ان سے آپ نے ہمارا تعلق قائم فرمایا ہے' ہماری دعائیں قبول فرمائیں۔ اپنے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب فرمائیے' یا اللہ! ہم میں جو بیمار ہیں ان کو شفا دیجئے جو پریشان حال ہیں ان کی پریشانیاں دور فرمائیے۔

! بے اولاد کو اولاد عطا کیجئے' قرض داروں کو قرض سے سبکدوش فرمائیے' سب کی جائز حاجات غیب سے پوری کیجئے۔

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْلَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ

اللّٰهم صل علی محمد و علی ال محمد کما صلیت علی ابراهیم و علی ال ابراهیم انک حمید مجید' اللهم بارک علی محمد وعلی ال محمد کما بارکت علی ابراهیم و علی ال ابراهیم انک حمید مجید رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

دعا کی ضرورت اور اہمیت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

پہلے بھی عرض کر چکا ہوں' اب پھر کہتا ہوں کہ جب کسی دینی مجلس میں بیٹھو تو استغفار پڑھ کر بیٹھا کرو تا کہ پاک وصاف ہو جاؤ اور جب کبھی بھی باتیں سنو تو کہیں جا کر انہیں دہرایا کرو' خصوصاً اپنے اہل وعیال کے ساتھ ضرور ایسا کرو اور دعا کرو کہ یا اللہ اس مجلس کی برکات ہم کو عطا فرمایئے اور اعمال صالحہ کی توفیق عطا کیجئے اور جب کبھی اچھی بات سنو تو اللہ تعالیٰ سے مدد بھی مانگا کرو' دعائیں بگڑے ہوئے قلب کی صلاحیت درست کر دیتی ہیں' پہلے اس کو رسماً کر کے ہی دیکھ لو پھر قلب میں حقیقت خود بخود اتر جائے گی۔

معاشرہ کے متعلق اپنی استعداد کے مطابق ہم کافی ذکر کر چکے' ہمارے حضرت مولانا تھانویؒ کی ہر بات قابل قدر ہے۔ حضرت ہر وقت دعا کرتے یا اللہ مجھ کو تو کچھ آتا نہیں' آپ جو کچھ کہلوا دیں گے وہ پہنچا دوں گا۔ مجھے توفیق دیجئے کہ اچھی بات کہوں جو دلوں میں اتر جائے۔

ایک مرتبہ حضرت والا نے فرمایا: صاحبو! میں وعظ ایسے تو کہتا نہیں لیکن جو کوتاہیاں آج کل ہو رہی ہیں ان کو دیکھ کر جی کڑھتا ہے اور حضرت کا وعظ کہنے کے درمیان کبھی لہجہ تیز ہو جاتا۔ فرماتے یقین کیجئے اس لہجہ سے مخاطب آپ نہیں ہیں' جب ایسی بات آتی ہے جو نفس کو گراں گزرے تو پھر اپنے نفس کو تیزی کے ساتھ مخاطب کرتا ہوں...... سبحان اللہ کیا انداز ہے۔

دورِ پُر فتن

بہرحال ہم معاشرہ کی برائیاں بہت کر چکے' اب معاشرہ تو بھیانک بن کر ہمارے سامنے آ گیا ہے۔ لا الہ الا اللہ ہم کیا دیکھ رہے ہیں۔ مسلمان اللہ کا قائل قرآن اور

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قائل اور تمام احوال ہمارے اس کے برخلاف آج کیا کیا فتنے اٹھ رہے ہیں' سب سے پہلے اللہ کا انکار ہو رہا ہے اور یہ نعرے لگائے جا رہے ہیں "ہم کو خدا کا قانون نہیں چاہیے' روٹی' کپڑا چاہیے' ارے توبہ توبہ......تم کو آخرت کا خوف نہیں' بہیمیت دن بدن بڑھتی جا رہی ہے' شرافت انسانی ختم ہو چکی ہے' آج روس اور امریکہ چاند پر تو جا رہے ہیں مگر وہاں کے رہنے والوں کا کس قدر گھناؤنا معاشرہ ہے' ان کا ذکر بھی ناپاک ہے' بھائی ہم تو ایسی ناپاکیوں کا ذکر بھی کرنا پسند نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔

ترغیب مراقبہ

ہمارے حضرت نے فرمایا' جس کے دل میں تقویٰ ہے اس کے اوپر کسی کا تسلط نہیں چلتا' نہ نفس کا' نہ شیطان کا' نہ باغیوں کا' مومن کے قلب کیلئے سپر ہے اور اگر ایسا تقویٰ حاصل نہیں تو عقلاً حاصل کرو' پھر قلب کا تقویٰ بھی حاصل ہو جائے گا۔ اللہ پاک ہم کو تقویٰ عطا فرمائیں۔ آمین۔

آج زندگی کے عنوانات تو ختم ہوتے جا رہے ہیں اور موت کے عنوانات ان گنت پیدا ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ غفلت ان میں سب سے بڑا عنوان ہے' ہم جو کچھ کر رہے ہیں' بے سمجھی سے کر رہے ہیں' رسم کے طور پر کر رہے ہیں' اللہ کے لئے اس کو سمجھ لو' تھوڑا سا خوف پیدا کر لو' اس کی ترکیب یہی ہے کہ تھوڑا سا وقت نکال کر اپنے حالات کا جائزہ لو' میں تو پہلے کہا کرتا تھا کہ اوراد و وظائف کم کر دیجئے۔

درحقیقت ذکر و شغل بے معنی نہیں ایک دفعہ بھی اللہ کا نام لے لے تو اس کی بہت برکات ہیں لیکن کوئی وقت نکال کر اپنی زندگی کا جائزہ بھی لیں' اس سے بہت فائدہ ہوگا۔

کسی خاص وقت میں بیٹھ کر اپنے کو مخاطب کریں اور اللہ سے عجز و نیاز کے ساتھ گفتگو کریں' توبہ کریں اور دعائیں کریں۔ یا اللہ! آج کی بدتہذیب اور بداخلاق معاشرہ کی گندگیوں میں گھر گیا ہوں' میں آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا متمنی ہوں' آپ ان کی اتباع کی توفیق نصیب کیجئے' کچھ دنوں کے لئے اوراد و وظائف کم کر دیجئے اور اس مراقبہ کے لئے وقت نکالئے جس کو بھی جو ملا ہے اسی غور و فکر سے ملا ہے۔

نور ایمان کی برکات

میں سوچتا ہوں کہ یہ بزرگان دین عاقبت سے اتنا کیوں ڈرتے تھے' دراصل ساری زندگی کے افسانے گزر جاتے ہیں' اب آنکھ بند ہوتے ہی ابدلآباد کی زندگی آنے والی ہے' اس سے لرزہ براندام ہوتے ہیں' چونکہ وہاں پھر کوئی عمل تو نہیں ہوسکتا' عمل کے لئے تو یہ عرصہ ہے اور یہ عرصہ زندگی نہایت مختصر اور وہاں کی زندگی بڑی قوی اور ہمیشہ رہنے والی' جو کچھ ہو' عذاب ہو یا عیش' وہ دائمی ہوگا۔

ایک دفعہ ہم قبرستان گئے۔ خیال آیا یہیں کہیں ہماری قبر ہوگی۔ ایک قبر پر کتبہ لگا تھا

......ارے جانے والے آن کر دیکھ میں کس طرح خاک میں پڑا سو رہا ہوں......

معلوم نہیں کیا حال ہوگا۔ ان کو معلوم نہیں کفن بھی باقی ہے یا نہیں' معلوم نہیں بدن بھی باقی ہے یا صرف ہڈیاں پڑی ہیں' سب رگیں جو تنی تھیں پانی ہوکر بہہ گئیں' اب کھوپڑی پڑی ہوئی ہے' کوئی رگ و ریشہ نہیں' دماغ میں جو کچھ بھرا تھا سب کیڑے مکوڑے کھا گئے۔ مجھے ایسی عبرت ہوئی کہ اگر اس خاک کے اندر کسی کو آرام ہے تو صرف ایمان والوں کو' وہ دماغ' وہ غلغلہ سب ختم ہوگیا' عیش کا پروردہ بدن تو خاک میں مل گیا مگر مومن پر اللہ کا کرم بے حساب ہوتا ہے' صاحب ایمان! اگر مرنے سے قبل توبہ کرلے اور کتنا ہی گنہگار ہو اللہ پاک رحم فرما دیتے ہیں' تو پھر قبر بھی آغوش رحمت بن جاتی ہے۔

یہ جو دعا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یا اللہ میرے آگے پیچھے نور دے' میرے اوپر نور دے' میرے دائیں بائیں' اندر باہر نور دے' میرے گوشت' میری ہڈیوں میں نور دے۔ کیا تم جانتے ہو کوئی دعا حضور صلی اللہ علیہ وسلم بغیر اللہ کی رضا کے مانگتے تھے' پھر کیا وہ دعا صرف اپنے لئے تھی' ارے یہ امتی امتی کہنے والے صلی اللہ علیہ وسلم کیا کیا سامان کر گئے ہیں' اپنی غفلت زدہ امت کے لئے گوشت پوست ختم ہو چکا تو ان ہڈیوں میں نور رہے اور جہاں نور ہے وہاں نور کہاں۔ یہ ہمارے ذوق کی بات ہے۔ بڑے بڑے بزرگان دین جو گھبراتے تھے وہ عاقبت سامنے محسوس کرتے تھے' تمام دنیا دھوکہ ہی دھوکہ ہے۔ یہاں کی لذتیں فانی

ہیں' آخرت کا سرمایہ یہی ہے کہ ایمان صحیح ہو اور اعمال ٹھیک ہوں پھر نہ جان کا خوف ہے نہ قبر کا' نہ حشر کا کسی جگہ کھٹکا نہیں ہے' ایمان کو ٹھیک کرلو۔"اشھد ان لاالہ الااللّٰہ و اشھد ان محمدا عبدہ و رسولہ' صلی اللّٰہ علیہ و بارک وسلم.

آداب دعاء

اب اللہ پاک سے ندامت کے ساتھ التجا کرو کہ یا اللہ آپ نے جتنی چیزیں ہمارے لئے حرام کی ہیں وہ سب ہمارے معاشرہ میں داخل ہو چکی ہیں اور ہم ان سے بچ نہیں سکتے' ہم کو ان لعنت زدہ اعمال سے بچا لیجئے' ہم کو ہمارے اہل وعیال و متعلقین سب کو بچا لیجئے...... ہمارے جو احباب و اقارب مر چکے ہیں ان کو بخش دیجئے' یا اللہ بچا لیجئے' اس ظلمت سے ہم اس کا تحمل نہ کرسکیں گے' نہ جانکنی کا نہ قبر کا نہ ہول محشر کا ہم ڈرتے ہیں' بچا لیجئے' ہم کو ہمارے متعلقین' اہل شہر اور ساری دنیا میں جہاں جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہیں' سب کو بچا لیجئے' یا اللہ ہم آپ کی رحمتوں سے محروم ہو گئے ہیں' اپنی شامت اعمال سے یا اللہ اپنی رحمت واسعہ سے ہم پر رحم فرمایئے' ہم کو ایمان کامل عطا کیجئے' اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ میں معاف فرما دیجئے۔

صبر کا صلہ

جب بندہ کہتا ہے

"اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ" (سورۃ بقرہ آیت 156)

تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ہماری رحمتیں اور صلواتیں سب تیرے اوپر نازل ہو رہی ہیں اور تو ہدایت یافتہ لوگوں میں ہے' یہ بات بڑے سمجھنے کی ہے' اللہ پاک نے کلام پاک نازل فرمایا ان کے لئے جو ہدایات چاہتے ہیں اور اللہ پاک ہدایت عطا کرتے ہیں جس کو وہ چاہتے ہیں اور یہاں بندہ دنیا کے مصائب پر صبر کرنے اور ایک فقرہ اِنَّا لِلّٰہِ کہنے سے وہ بندہ خود من جانب اللہ ہدایت یافتہ قرار دیا جاتا ہے۔ یعنی پریشانی اس لئے عطا ہوئی تھی کہ تم کو اس کے اوپر صبر کرنے پر ہدایت عطا فرماویں اور جس کو وہ ہدایت دیں گے' کیا وہ محروم رہ

جائیگا۔ مصائب پر صبر کرنے کا یہ صلہ ملا کہ تم پاک ہو گئے۔ ساری آلائشوں سے' ایسی حالت میں یہ بڑی سند مل جائے کتنی بڑی دولت ہے۔ تو یہ دولت کہاں سے ملی۔ صبر کرنے سے بس بیماریوں' ناگواریوں' مصیبتوں سے ہرگز نہ گھبرانا' بس صبر کرو اور اِنَّا لِلّٰہِ پڑھو اور شکوہ گلا نہ کرو' اس سے ایمان کی تکمیل ہوتی ہے۔

خلعت ندامت

اب تیسری بات' اپنی کوتاہیوں پر توبہ استغفار کرنا' کون بندہ کہتا ہے کہ مجھ سے کوتاہی نہیں ہوئی' گناہ کیا ہے جو اللہ تعالیٰ نے نعمتیں دی ہیں ان کا غلط استعمال ہی گناہ ہے' بتائے ہم کونسی نعمت کا صحیح استعمال کر رہے ہیں' ارے سینکڑوں ہزاروں گناہ تو اللہ پاک یونہی معاف فرما دیتے ہیں تو اس کا احساس تو پیدا کرو۔ یوں کہو کہ اے اللہ واقعی ہم نادم ہیں' واقعی ہم تجھ سے شرمندہ ہیں اور بڑی غفلت میں ہیں' اس لئے کثرت سے توبہ کرو' جتنے بندگی کے مقامات ہیں سب حاصل ہوتے ہیں استغفار سے۔

خلعت ندامت سب سے پہلا انعام ہے جو اللہ پاک نے آدم علیہ السلام کو ان کی پہلی لغزش پر عطا فرمایا ہے۔ کوتاہی پر' لغزش پر' ہر گناہ پر توبہ کرو مگر یوں نہیں کہ زبان سے توبہ توبہ کہہ دیا۔ ہماری زندگی میں ساری گندگیاں جو بھری ہوئی ہیں ان کو سوچو اور ایک ایک لغزش کا نام لے کر سمجھ سوچ کر اللہ پاک سے معافی طلب کرو۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سارے قرآن کی آیتوں میں مجھے یہ آیت زیادہ محبوب ہے۔

قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ.
اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا. اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ(الزمر......53)

تو ہر وقت توبہ و استغفار کرو' اس کی رحمت کے طالب بنو۔

چوتھی بات زمانے کے فتنوں سے پناہ مانگنا ہے۔ آج ہر طرف سے طرح طرح کے فتنے جو نہ کبھی سنے تھے نہ دیکھے تھے' حشرات الارض کی طرح زمین سے پھوٹ رہے ہیں اور ہم کو اس سے بچنا ممکن نہیں' جب تک اللہ توفیق نہ دے تو ہر وقت ان فتنوں سے اپنے آپ کو

بچانے کی کوشش کرو اور اللہ سے اس کی توفیق مانگو۔

حقوق والدین

اس کے بعد دو چیزیں اور ہیں۔ ایک حقوق والدین ہیں' شرک کے بعد سب سے بڑا گناہ ماں باپ کی خلاف ورزی ہے' جن کے ماں باپ زندہ ہیں ان کو ہر صورت میں انہیں راضی رکھنا چاہیے اور جو وفات پا چکے ہیں ان کے لئے صدقہ کریں' تلاوت نوافل پڑھ کر ثواب پہنچائیں اگر ان کی وصیت ہے تو ان کے ذمہ حقوق واجبہ ادا کریں اور ان کی طرف سے دعائیں کریں کہ یا اللہ ان سے اتلاف حقوق کا مواخذہ نہ فرمایئے اور ان سے جو روزے نمازیں قضا ہو گئی ہیں ان کا فدیہ دیں۔

حقوق اولاد

دوسرا حق اولاد کے لئے دعا کرنا اور ان کو نصیحت کرنا ہے۔ یہ نئی نسل تو شریعت کے ضروری مسائل سے بھی واقف نہیں۔ کچھ دین کی کتابیں بہشتی زیور وغیرہ لا کر گھر میں رکھنا کہ ضروری مسائل سب کو معلوم ہوں' سیرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم' سیرت صحابہ بھی پڑھنا ضروری ہے۔

تاثیر دعا

ہمارے ایک دوست ہیں۔ تین سال سے بیمار پڑے ہیں' مجبور و پریشان ہیں۔ دعائیں بھی کرتے ہیں' دوسروں سے بھی دعائیں کراتے ہیں' ہم ان کی عیادت کے لئے گئے' دیکھا تو ان کی حالت ہی بدلی ہوئی تھی' کہنے لگے بس دیکھ لیا کچھ نہیں ہوتا دعاؤں سے' اب نہیں مانگیں گے دعائیں اور نہ نماز وغیرہ میں کچھ رکھا ہے۔ غرض ان کی حالت مایوسانہ تھی' میں دیکھ کر حیران رہ گیا اور یہ نہ سمجھ میں آیا کہ ایسی حالت میں ان کو کیا سمجھاؤں۔ سب بے اثر ہوگا' دفعتہً مجھے خیال آیا اور مجھے خیال کہاں سے آتا یہ میرے حضرت رحمہ اللہ ہی کا فیض تھا' بس میں نے ان کا ہاتھ پکڑا اور کہا بس جو کچھ میں کہوں اس کو دہراتے جاؤ......

اور میں نے لہجہ بدل لیا اور تیزی سے ان سے کہا اور وہ بھی میرے ساتھ دہرانے لگے کہ یا اللہ میں نے ساری عمر تو ایمان کو سینے سے لگائے رکھا اب آخری وقت ہے۔ شیطان

ڈاکہ ڈال رہا ہے' میرے ایمان پر یا اللہ یہ نہ معلوم مجھ سے کیا کیا کہلوا رہا ہے' یا اللہ اگر آخری وقت میں شیطان نے ہم کو بہکا دیا تو یہ خسران عظیم ہوگا۔

یا اللہ اگر ہم بہک بھی جائیں' ہمارے ہوش وحواس ٹھیک نہ ہوں' ہم کچھ بک جائیں تو یا اللہ ہم کو معاف کر دیجئے' ہم کو ہدایت عطا فرمایئے' یا اللہ ہم ضعیف الایمان ہیں' یا اللہ ہم کو اور ہمارے اہل وعیال کو اور پوری امت کو دولت ایمان سے محروم نہ فرمایئے' یا اللہ ہم آپ سے پناہ مانگ رہے ہیں اور یا اللہ آپ کے سوا کہیں پناہ نہیں' اے اللہ ہم کو نفس وشیطان کے غلبے سے بچایئے اور ہمارا خاتمہ ایمان کامل پر ہی فرمایئے اس کے بعد میں نے دیکھا کہ ان کی حالت بدل گئی۔ الحمد للہ

اب دعا فرمایئے کہ اے اللہ ہم کو اس لعنت زدہ معاشرے سے بچا' یا اللہ جہنم کے اعمال نے ہم کو چاروں طرف سے گھیر رکھا ہے۔ ہم کو اس سے نجات دے۔ یا اللہ اپنی عظمت محبت اور اطاعت نصیب فرما۔ یا اللہ اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی توفیق عطا فرما' یا اللہ ہم کو ایمان پر قائم رکھ اور ایمان ہی کے ساتھ ہمارا خاتمہ بالخیر کر۔...... آمین

اللھم اجرنا من خزی الدنیا و عذاب الاخرۃ

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ

برحمتک یا ارحم الراحمین.

رمضان المبارک کے انوار وانعامات

(رمضان المبارک سے قبل)

مجلس بروز جمعہ 22 شعبان المعظم 1393ھ مطابق 1973ء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ. نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡم

حضرات السلام علیکم ورحمۃ اللہ

اہمیت عبادت

اللہ تعالیٰ کا احسان عظیم ہے کہ آج ہم اور آپ پھر کچھ دیر کے لئے اللہ جل شانہ اور ان کے نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کے لئے جمع ہوگئے ہیں' جو ہمارے لئے ان شاء اللہ بڑا سرمایہ سعادت ہے۔

بہت سی باتیں جاننے کے پیچھے نہ پڑیئے' بس جتنی بات معلوم ہے اس پر ہی عمل ہوجائے تو یہ بڑے کام کی بات ہے' ہماری عبادات واطاعات بھی کچھ رسمی صورت کی ہوکر رہ گئی ہیں اور اس بدحواس زندگی میں نفسانی وشہوانی ماحول میں ان کی حقیقت اور اہمیت جیسی ہونی چاہئیے ہمارے دلوں میں نہیں ہے اس لیے پہلے تو اللہ پاک سے دعا کریں کہ یا اللہ جب آپ نے توفیق دی ہے تو آپ ہی ان عبادات کی اہمیت برکات وتجلیات اور ان کے ثمرات' فہم سلیم وتوفیق اعمال صالحہ اور حیات طیبہ عطا فرماویں۔ آمین۔

حصول رضا کا موقع

یہ شعبان کا آخری جمعہ ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ آئندہ ہفتے کے بعد ماہ مبارک رمضان

شریف کا آغاز ہو رہا ہے' کاش ہم کو اپنے ایمان کی عظمت و قدر منزلت ہوتی تو اس ماہ مبارک کی سعادتوں سے بہرہ ور ہونے کی زیادہ سے زیادہ کوشش کرتے' یہ اللہ تعالیٰ کا فضل عظیم ہے کہ ہمارے ضعف ایمان اور نا کارہ اعمال کو از سر نو قوی اور کامل بنانے کے لئے رمضان المبارک کے چند گنتی کے دن عطا فرمائے ہیں' اس لئے ان کو غنیمت سمجھ کر ہمیں بڑے ذوق و شوق کے ساتھ ان ایام معدودہ کی قدر کرنی چاہئے' یوں تو اللہ جل شانہ نے ہماری دنیا و آخرت کے سرمایہ کے لئے ہم کو چند فرائض و حقوق واجبہ کا مکلف بنایا ہے مگر اس ماہ مبارک میں چند نوافل و مستحبات کے اضافہ کے ساتھ ہم کو زیادہ سے زیادہ حلاوت ایمانی اور ایمان کی پاکیزگی اور اپنے حصول رضا کا موقع عطا فرمایا ہے' اس کی قدر کرو اور اس سے بھرپور فائدہ اٹھاؤ اور اس کے شروع ہونے سے پہلے اپنے ظاہری و باطنی اعضاء کو خوب توبہ استغفار سے پاک وصاف کر لو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ جل شانہ نے اپنے محبوب نبی الرحمۃ کی امت پر اس لئے یہ احسان وانعام فرمایا کہ ان کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے فائز المرام ہونے پر خوش ہو جائیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے اس اعلان کا مصداق بنیں۔

وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى

احتیاط واہتمام

اس لئے ہمارے ذمہ بھی شرافت نفس کا تقاضا یہی ہے کہ ہم بھی اللہ تعالیٰ اور اپنے آقائے نامدار نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اپنے حتی الامکان کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھیں' اس لئے ہم اس وقت عہد کریں کہ ان شاء اللہ تعالیٰ ہم اس ماہ مبارک کے تمام لمحات' شب و روز اسی احتیاط اور اہتمام میں گزاریں گے' جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک مقبول اور پسندیدہ ہے' اس کے لئے ابھی چند روز باقی ہیں۔ ہم ابھی سے اس کی تیاری شروع کر دیں' احتیاط اس بات کی ہے کہ تمام ظاہری و باطنی گناہوں سے بچیں گے اور اہتمام اس بات کا کہ زیادہ نیک کام کریں گے اور عبادات و طاعات میں مشغول رہیں گے۔

یوں تو سب دن اللہ تعالیٰ ہی کے ہیں۔ ہر وقت اور ہر آن انہیں کی مشیت کار فرما ہے اور ہماری تمام عبادات و طاعات انہیں کے لئے ہیں اور وہی ہم کو دنیا و آخرت میں اس کا

صلہ مرحمت فرمائیں گے مگر امتیان نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کا لامتناہی احسان خصوصی یہ ہے کہ فرمایا یہ مہینہ میرا ہے اور اس کا صلہ میں خود دوں گا' اس کے ایک معنی یہ ہیں کہ جو صلہ اور اجر اس ماہ کے اعمال کا ہوگا وہ بے حد و بے حساب ہوگا اور یہ بے حد و بے حساب ہونا اللہ تعالیٰ علیم وخبیر کے علم میں ہے۔ اس احسان شناسی کے جذبے کو قوی کرنے کے لئے توکلاً علی اللہ ہم کو بھی عزم بالجزم کر لینا چاہیے کہ ان شاء اللہ ہم جو کچھ بھی کریں گے وہ للہ رب العالمین ہے۔ ان شاء اللہ ہم خود مشاہدہ کریں گے۔

تہیہ کر لیجئے کہ اب ایک پاکیزہ محتاط زندگی گزاریں گے۔ آنکھوں کا غلط انداز نہ ہونے پائے' سماعت میں فضول باتیں نہ آنے پائیں' بے کار باتوں میں مشغول نہ ہوں' اخبار بینی سے زیادہ شغف نہ ہونے پائے' اس کے علاوہ تمام غیر ضروری تعلقات بھی کم کر دیں' ایسی تقریبات میں شریک نہ ہوں جہاں شریعت کے خلاف کام ہوں تو ان شاء اللہ پاک وصاف رہیں گے اور یاد رکھو کہ ناپاکیوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے صحیح تعلق پیدا نہیں ہو سکتا۔

اعلان رحمت

یہ بھی اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم کا کس قدر بڑا احسان ہے کہ اپنے گنہگار غفلت زدہ بندوں کو پہلے ہی سے متنبہ کر دیا کہ جیسے ہی رمضان کا مبارک مہینہ شروع ہو تم اپنے عمر بھر کے تمام چھوٹے بڑے گناہ معاف کرا لو تا کہ تم کو اپنے مربی حقیقی سے صحیح وقوی تعلق پیدا ہو جائے اور اگر تم نے ہماری مغفرت واسعہ ورحمت کاملہ کی قدر نہ کی تو پھر تمہاری تباہی و بربادی میں کوئی کسر باقی نہ رہے گی' اب اس اعلان رحمت پر کون ایسا بدنصیب بندہ ہے جو اس کے بعد محروم رہنا چاہے گا' اس لئے ہم سب لوگ یقیناً بڑے خوش نصیب ہیں کہ رمضان المبارک کا مہینہ اپنی زندگی میں پا رہے ہیں' اب تمام جذبات عبدیت کے ساتھ اور قوی ندامت کے ساتھ بارگاہ الٰہی میں حاضر ہوں اور اس ماہ مبارک کے تمام برکات وانوار وتجلیات الٰہیہ سے مالا مال ہوں' اللہ تعالیٰ اس کی زیادہ سے زیادہ توفیق ہم سب کو عطا فرمائے۔ (آمین)

جی بھر کر دو دن' تین دن' چار پانچ دن اپنے تمام گناہ عمر بھر کے جتنے یاد اور تصور میں آ سکیں اور جہاں جہاں نفس وشیطان سے مغلوب رہے ہیں' چاہے وہ دل کا گناہ ہو' آنکھ زبان

کا یا کان کا سب ندامت قلب کے ساتھ بارگاہ الٰہی میں پیش کر دو اور کہو کہ اب وعدہ کرتے ہیں کہ آئندہ ایسا نہیں کریں گے' یا اللہ ہم کو معاف فرما دیجئے' یا اللہ ہم سے غفلت ونادانی کی وجہ سے نفس وشیطان کی شرارت سے عمداً وسہواً جو بھی گناہ کبیرہ وصغیرہ صادر ہو چکے ہیں جو ہماری دنیا وآخرت کے لئے انتہائی تباہ کن ہیں اور جن کی شامت اعمال کا خمیازہ ہم ہر روز بھگت رہے ہیں' اپنی مغفرت کاملہ اور رحمت واسعہ سے سب معاف فرما دیجئے' ہم انتہائی ندامت قلب کے ساتھ آپ کی بارگاہ میں منت سماجت کے ساتھ دست بدعا اور سر بسجدہ ہیں۔

رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ

ہر وہ بات جو قابل مواخذہ ہو معاف فرما دیجئے' دنیا میں' قبر میں' دوزخ میں' حشر میں پل صراط پر جہاں بھی مواخذہ ہو سکتا ہے سب معاف فرما دیجئے اور یا اللہ آپ جتنی زندگی عطا فرمائیں گے وہ حیات طیبہ ہو' اعمال صالحہ کے ساتھ ہو یا اللہ ہمارے ایمان کو مضبوط اور قوی فرما دیجئے۔

ان شاء اللہ تعالیٰ حسب وعدہ الٰہی ہماری یہ دعا ضرور قبول ہوگی۔

گزشتہ معاصی کے بارے میں تنبیہ

اب خبردار اپنی گذشتہ غفلتوں اور کوتاہیوں کو اہمیت نہ دینا' زیادہ تکرار نہ کرنا' مایوس و ناامید نہ ہونا جب ان کا وعدہ ہے تو سب ان شاء اللہ معاف ہو جائے گا لیکن ہاں چند گناہ ایسے ہیں جن کی معافی مشکل ہے' مسلمان مشرک تو ہوتا نہیں لیکن کبھی کبھی یہ ممکن ہے کہ پریشان ہو کر عالم اسباب کی کسی قوت کو موثر سمجھ لیا ہو۔ دنیاوی وسائل و ذرائع کے سامنے اس طرح جھک گئے ہوں جس طرح ایک مومن کو جھکنا نہ چاہیے۔ یا اللہ آپ یہ سب لغزشیں بھی معاف فرما دیجئے۔ بس اب مغفرت کاملہ ہو گیا' اب ان کی رحمت واسعہ طلب کرو' اسی طرح ایک ناقابل معافی گناہ کبیرہ یہ ہے کہ ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان سے کھوٹ اور کینہ ہو' کینہ رکھنے والے کے متعلق حدیث ہے کہ یہ ایسا شخص ہے جو شب قدر کی تجلیات' مغفرت اور قبولیت دعا سے محروم رہے گا۔ عالم تعلقات میں اپنے اہل وعیال' عزیز واقارب' دوست احباب سب پر ایک نظر ڈالو اور دیکھو کہ ان میں کسی کی طرف سے دل میں کسی قسم کا کھوٹ' کینہ اور غصہ تو نہیں ہے۔ کسی کی حق تلفی تو نہیں ہوتی ہے' کسی کو ہماری ذات سے تکلیف تو نہیں پہنچی

ہے' اللہ پاک اس وقت تک راضی نہیں ہوتے جب تک ان کی مخلوق ہم سے راضی نہیں ہو جاتی ' دیکھو اگر تم اس معاملہ میں حق بجانب اور دوسرا باطل پر ہے تو پھر جب تم اللہ پاک سے مغفرت چاہتے ہو تو اس کو معاف کر دو اور اگر تمہاری زیادتی ہو تو اس سے جا کر معافی مانگ لو' اس میں کوئی شرم کی بات نہیں ہے' اگر بالمشافہ ہمت نہ ہو تو ایک تحریر لکھ کر اس کے پاس بھیج دو کہ یہ رمضان کا مہینہ ہے' اس میں اللہ پاک نے فرمایا ہے کہ دلوں کو صاف رکھنا چاہیے' اس لئے ہم اور آپ بھی آپس میں دل صاف کر لیں اور ایک دوسرے کو معاف کر دیں۔

اس کے بعد ان سے نہ بدخواہی کرو نہ دل میں انتقام لینے کا خیال کرو' اپنی بیوی بچوں پر بھی نظر ڈالو کہ ان میں سے کوئی تم سے ناراض تو نہیں یعنی ان کے ساتھ کوئی بے جا تشدد یا زیادتی تو نہیں کی ہے' اگر ایسا ہے تو ان سے معافی مانگنے کی ضرورت نہیں بلکہ خوش اسلوبی سے ایسا برتاؤ کرو جس سے وہ خوش ہو جائیں' اسی طرح بھائی' بہن' عزیز و اقارب' غرض کسی سے کسی قسم کی بھی رنجش ہے تو تم ان کو معاف کر دو' اس لئے کہ تم بھی آخر اللہ میاں سے معافی چاہتے ہو۔

غیر ضروری مشاغل کا ضرر

لغو اور فضول باتوں سے پرہیز کرو' لغو باتیں کرنے سے عبادت کا نور جاتا رہتا ہے' لغو باتیں کیا ہیں' جیسے فضول قصے' کسی کا بے فائدہ ذکر' سیاسی امور پر بحث یا خاندان کی باتیں اگر شروع ہو جائیں تو اس میں غیبت ہونے کا امکان ضروری ہوتا ہے' پھر اخبار بینی یا کوئی اور بے کار مشغلہ' ان سب سے بچتے رہو' صرف تیس دن گنتی کے ہیں' اگر کچھ کرنا ہی چاہتے ہو تو کلام پاک پڑھو' سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم پڑھو اور دینی کتاب کا مطالعہ کرو۔

عبادات رمضان

رمضان شریف میں دو عبادتیں سب سے بڑی ہیں' ایک تو کثرت سے نمازیں پڑھنا' (اس میں تراویح کی نماز بھی شامل ہے) اس کے علاوہ تہجد کی چند رکعات ہو جاتی ہیں' پھر اشراق' چاشت اور اوابین کا خاص طور پر اہتمام ہونا چاہیے' دوسرے تلاوت کلام پاک کی کثرت جتنی بھی توفیق ہو۔

کلام پاک پڑھنے سے کئی فائدے نصیب ہو جاتے ہیں۔ تین چار عبادتیں اس میں

شریک ہوتی ہیں اور بہت باعث برکت ہیں' یعنی دل میں عقیدت' عظمت ومحبت اور یہ خیال کر کے پڑھنے سے کہ اللہ پاک سے ہم کلامی کی سعادت حاصل ہورہی ہے' یہ دل کی عبادت ہے' زبان بھی تکلم کرتی ہے' یہ زبان کی عبادت ہے' کان سنتے جاتے ہیں اور آنکھیں کلام الٰہی کی عبادت کے نقوش کی زیارت کرتی ہیں اور ان تمام اعضاء کو عبادات میں جداگانہ ثواب ملتا ہے۔ ان اعضاء کا اس سے زیادہ اور کیا صحیح مصرف ہوسکتا ہے اور یہ سعادتیں ہی نہیں بلکہ ان میں تجلیاتِ الٰہی مضمر ہیں' نور حاصل ہوتا ہے اور نور کے معنی روشنی کے نہیں بلکہ طمانیت قلب ہے اور اللہ تعالیٰ کا قرب ورضا ہے۔

جب تلاوت سے تکان ہونے لگے تو بند کردیں اور پھر چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے کلمہ طیبہ کا ورد رکھیں' دس پندرہ بار لا الہ الا اللہ تو ایک بار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے رہیں' ان متبرک ایام میں اگر ذکر اللہ کی عادت ہوگئی تو پھر ان شاء اللہ ہمیشہ اس میں آسانی ہوگی۔

اسی طرح درود شریف کی بھی کثرت رکھئے' ان محسن اعظم صلی اللہ علیہ وسلم پر جن کی بدولت ہمیں یہ سب دین ودنیا کی نعمتیں مل رہی ہیں' استغفار جی بھر کر تو کرچکے پھر بھی جب یاد آجائیں چند بار کرلیا کریں۔ ماضی کے پیچھے زیادہ نہ پڑیئے اور مستقبل کو سوچئے' مستقبل یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طاعات وعبادات میں زیادہ سے زیادہ وقت گزاریئے' اس طرح ایک مومن روزہ دار کی ساری ساعتیں عبادت ہی میں گزرتی ہیں۔ (الحمدللہ علی ذالک)

اگر تم کسی دفتر میں کام کرتے ہو تو تہیہ کرلو تمہارے ہاتھ سے' زبان سے' قلم سے' خدا کی مخلوق کو کوئی پریشانی نہ ہو' کسی کو دھوکہ نہ دو' کسی ناجائز غرض سے کسی کا کام نہ روکو' کوئی بات شریعت کے خلاف نہ ہو' روکے رکھو اپنے آپ کو' اگر تم تاجر ہو تو صداقت وامانت سے کام کرو' کسی قسم کی لالچ یا نفع سے کام نہ کرو جس سے کسی کو کوئی نقصان پہنچے یا تمہارا معاملہ کسی کی ایذا کا سبب بن جائے۔

آنکھیں گناہوں کا سرچشمہ ہیں' ان کو نیچا رکھیں' بدنگاہی صرف کسی پر بری نگاہ ڈالنا ہی نہیں بلکہ کسی کو حقارت کی نظر سے دیکھنا' حسد کی نظر یا برائی کی نظر سے دیکھنا بھی آنکھوں کا گناہ ہے۔

روزہ کی تائید

روزہ داروں کے بارے میں کہتے ہیں کہ بات بات پر غصہ آتا ہے۔ گھر کے اندر یا گھر کے باہر کہیں بھی ہو' یہ بات اچھی نہیں ہے۔ روزہ تو بندگی و شائستگی پیدا کرتا ہے' عجز و نیاز پیدا کرتا ہے پھر یہ روزہ کا بہانہ لے کر بات بات پر غصہ اور لڑنا جھگڑنا کیسا؟ روزہ در ماندگی کی چیز ہے' اس میں تواضع پیدا ہونا چاہئے' کوئی خلاف مرضی بات کرے تو اس سے نرمی سے بات کرو' جھک جانا چاہیے' جھک جانے میں بڑی فضیلت ہے۔ تیس دن تکیہ کر لیجئے' اس میں نفس کا بڑا مجاہدہ ہو جاتا ہے جو تمام عمر کام آتا ہے۔ یہ عادت بڑی نعمت ہے۔ جو ان دنوں میں بڑی آسانی سے ہاتھ آ جاتی ہے۔

رمضان کی راتیں عبادتوں میں گزارنے سے دن میں بھی سچائی اور دیانت سے کام کی عادت ہو جاتی ہے۔ اس کا اہتمام کریں کہ مسجدوں میں با جماعت نمازیں ادا کریں۔

بڑے کام کی بات

اور اگر توفیق و فرصت مل جائے تو بڑے کام کی بات بتا رہا ہوں' تجربہ کی بناء پر کہہ رہا ہوں کہ نماز عصر کے بعد مسجد ہی میں بیٹھے رہیں اور اعتکاف کی نیت کر لیں' قرآن شریف پڑھیں' تسبیحات پڑھیں' غروب آفتاب سے پہلے **سبحان اللّٰہ و بحمدہ سبحان اللہ العظیم** اور کلمہ تمجید **سبحان اللہ والحمدللّٰہ ولا الہ الا اللّٰہ و اللّٰہ اکبر** پڑھتے رہیں اور قریب روزہ کھولنے کے خوب اللہ پاک سے مناجات کریں اور اپنے حالات و معاملات پیش کریں' دنیا کی دعائیں مانگیں' آخرت کی دعائیں مانگیں' فراغت قلب اور عافیت کی دعائیں مانگیں' اکثر دیندار عورتیں اس بات کی شکایت کرتی ہیں کہ ان کو روزہ افطار کرنے سے قبل عصر اور مغرب کے درمیان تسبیحات پڑھنے یا دعائیں کرنے کا موقع نہیں ملتا کیونکہ یہ وقت ان کا باورچی خانے میں صرف ہو جاتا ہے' کھانا تیار کرنے میں مشغول رہتی ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ ان کا یہ وقت بھی عبادت میں گزرتا ہے۔ روزہ رکھتے ہوئے وہ کھانا تیار کرنے کی مشقت گوارہ کرتی ہیں جو اچھا خاصا مجاہدہ ہے' پھر روزہ داروں کے افطار اور کھانے کا انتظام کرتی ہیں جس میں ثواب ہی ثواب ہے اور وہ جن عبادات میں

مشغول ہونے کی تمنا کرتی ہیں یہ ان کی تمنا خود ایک عمل نیک ہے جس پر بھی ان شاء اللہ ثواب ملے گا' پھر یہ ممکن ہے غروب آفتاب سے آدھ گھنٹہ قبل انتظامات سے فارغ ہونے کا اہتمام کرلیں تو پھر ان کو بھی یکسوئی کے ساتھ رجوع الی اللہ ہونے کا موقع مل سکتا ہے اور نہ بھی ملے تو ثواب ان شاء اللہ ضرور مل جائے گا لیکن شرط یہ ہے کہ وہ شریعت وسنت کے مطابق اپنی زندگی بنائیں' صرف نماز روزہ ہی اللہ کے فرائض نہیں ہیں اور بھی فرائض ہیں اور بھی احکامات ہیں۔ ان کا پورا کرنا بھی ضروری ہے مثلاً وضع قطع لباس و پوشاک سب شریعت کے مطابق ہو' پردہ کا خاص اہتمام ہو' بے پردہ باہر نہ نکلیں اور ویسے بھی شریعت نے جن کو نامحرم بتایا ہے ان سے بے تکلف ملنا جلنا بھی گناہ ہے۔ اس میں بڑی احتیاط کی ضرورت ہے۔ آپس میں جب ملیں بات چیت کریں تو فضول تذکرے نہ چھیڑیں' ایسے تذکرے میں عورتیں ضرور غیبت کے سخت گناہ میں مبتلا ہو جاتی ہیں۔ نام ونمود کیلئے کوئی بات نہ کریں۔ یہ بھی گناہ ہے اگر ان باتوں کا اہتمام نہ کیا تو باقی اور عبادات سب بے وزن ہو جاتی ہیں اور اس سے مواخذہ کا قوی اندیشہ ہے۔ خوب سمجھ لو۔

عبادت مالی

اس ماہ مبارک میں ہر عمل نیک کا ستر گنا ثواب ملتا ہے چنانچہ جہاں اور عبادات وغیرہ ہیں وہاں اس ماہ مبارک میں صدقہ وخیرات خوب کرنا چاہیے' اپنی حیثیت کے مطابق جس قدر ممکن ہو یہ سعادت بھی حاصل کرے' یہ بھی خوب سمجھ لیجئے اس ماہ مبارک میں جس طرح نیک اعمال کا بے حد و بے حساب اجر وثواب ہے اسی طرح ہر گناہ کا مواخذہ عذاب بھی شدید ہے۔ (عیاذ باللہ)

اپنے مرحوم اعزاء' آباؤ اجداد اور احباب کے لئے ایصال ثواب کرنا بھی بڑے ثواب کا کام ہے اور بہترین صدقہ ہے' میں اپنے ذوق اور قلبی تقاضہ سے ایک بات کہتا ہوں جس کا جی چاہے عمل کرے یا نہ کرے' ہم پر اللہ تعالیٰ نے اپنے حقوق کے بعد والدین کے حقوق واجب فرمائے ہیں' انہوں نے پالا' پرورش کی' دعائیں کیں' راحت پہنچائی اور جب تک تم بالغ نہیں ہوئے تمہارے کفیل رہے اور جب تم بالغ ہوئے تو تم نے ان کی کیا خدمت کی ہوگی تو دیکھو جتنا سرمایہ ہے اپنے زندگی بھر کے اعمال حسنہ کا اور طاعات نافلہ کا سب نذر کر دو اپنے والدین کو' ان

کا بہت بڑا حق ہے کیونکہ والدین کو اللہ تعالیٰ نے مظہر ربوبیت بنایا ہے۔ اس عمل خیر کا ثواب تمہیں بھی اتنا ملے گا جتنا دے رہے ہو بلکہ اس سے بھی زیادہ کیونکہ یہ تمہارا ایثار ہے اور اس کا بہت بڑا ثواب ہے' میں تو اپنی ساری عمر کی تمام عبادات و طاعات نافلہ اور اعمال خیر اپنے والدین کی روح پر بخش دیتا ہوں اور سمجھتا ہوں کہ اب بھی حق ادا نہیں ہوا۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت واسعہ سے قبول فرمالیں' اپنی عبادات نافلہ کا ثواب احیاء و اموات دونوں کو منتقل کیا جاسکتا ہے۔

عبادات رمضان کا حاصل

اس ماہ مبارک میں لیلۃ القدر ہے' لیلۃ القدر کیا چیز ہے کلام پاک میں ہے کہ تم جانو لیلۃ القدر کیا چیز ہے' ہزار مہینوں سے بہتر رات ہے۔ کہاں پاؤ گے ہزار مہینے جہاں خیر ہو اللہ تعالیٰ کا یہ ہم پر انعام ہے اور انہیں کے خزانہ لامتناہی میں اس خیر کا سرمایہ ہے' رمضان شریف کے مہینہ میں ہر دن تو شب قدر کے انتظار ہی میں ہے۔

ہر شب شب قدر است گر قدر بدانی

اور اس انتظار میں اور اس کے اہتمام میں وہی ثواب ہر روز ملے گا جو شب قدر میں ہے' اگر شب قدر 27 رمضان کو ہے تو روزہ پہلے رکھا وہ شب قدر ہی کی جانب تو ایک قدم ہے اسی طرح دوسرا روزہ رکھا' تیسرا رکھا تو یہ سارے شب قدر سے قریب ہونے کا ذریعہ ہیں یا نہیں جس طرح مسجد میں جانے پر ہر قدم پر ثواب ملتا ہے اس طرح پہلے روزہ سے شب قدر تک ہر لمحہ پر ان شاء اللہ ثواب ملے گا بشرطیکہ ہم اس کے حریص ہوں' اب ہم لوگوں کی ایک ایک رات شب قدر ہے اور اس کی قدر کرنی چاہیے۔

شب قدر کے متعلق یہ بات بھی ہے کہ اس کا وقت غروب آفتاب سے طلوع فجر تک رہتا ہے اس لیے اس کا ضرور اہتمام رکھنا چاہیے۔ جس قدر ممکن ہو نوافل و تسبیحات اور دعاؤں میں کچھ اضافہ ہی کر دینا چاہیے' ساری رات جاگنے کی بھی ضرورت نہیں جس قدر تحمل ہو بہت ہے۔ اللہ پاک نے فرمایا کہ یہ مہینہ میرا ہے۔ یہ تو ایک ذریعہ ہے اپنے بندوں کو اپنا بنانے کا' اب ہم لوگ بھی اس محبت کا حق ادا کریں اور یہ امید رکھیں کہ ان شاء اللہ تعالیٰ ہمارا تعلق اللہ میاں سے قوی ہو جائے گا۔

یہ تو خلاصہ ہے رمضان شریف کے اعمال کا لیکن یہ تو ذاتی طور پر تمہاری عبادات ہوئیں۔

مطالبات ایمانیہ

اب دین کے مطالبات اور بھی ہیں۔ تمام مومنین' مومنات مسلمین و مسلمات کے لئے دعائیں کرو۔

حدیث شریف میں ہے کہ اگر کوئی مسلمان روزانہ ستائیس دفعہ تمام مسلمانوں کے لئے دعائے مغفرت ورحمت کرے تو اس کی ساری دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ ایمان پر خاتمہ ہوتا ہے۔ رزق میں فراغت ہوتی ہے اور نہ جانے کتنی برکتیں حاصل ہوتی ہیں۔

مطالبات ایمانیہ کچھ اور آگے جاتے ہیں وہ یہ کہ جو مسلمان اس زمانہ میں زندقہ والحاد کی طرف جارہے ہیں ان کی ہدایت کیلئے بھی دعائیں مانگیں' اس لئے کہ یہ بھی تو امتیان محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں' اللہ تعالیٰ انکے دلوں میں دین کی عظمت' ہدایت اور دین کا فہم عطا فرمائیں اور صحیح وقوی ایمان اور اسلام عطا فرمائیں' پاکستان اور اہل پاکستان کی سلامتی کیلئے بھی خوب دعائیں مانگیں۔ بطور لطیفہ یہ بات سمجھ میں آئی کہ رمضان المبارک کے تین عشرے اس دعا کے مصداق ہیں۔

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ

پہلا عشرہ رحمت کا.................. رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً

دوسرا عشرہ مغفرت کا.................. وَ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً

تیسرا عشرہ دوزخ سے نجات کا..... وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ (واللہ اعلم بالصواب)

رمضان کے متبرک مہینہ میں یہی دعائیں مانگنی ہیں کہ

یا اللہ! آپ نے اس متبرک مہینہ میں جتنے وعدے فرمائے ہیں اور آپ کے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جتنی بشارتیں دی ہیں' یا اللہ ہم ان سب کے محتاج ہیں۔ آپ ہم کو سب ہی عطا فرما دیجئے۔

یا اللہ! ہم لوگ جو توبہ استغفار کریں وہ سب قبول کر لیجئے' ہمارے متعلقین' دوست احباب کو توفیق دیجئے کہ وہ آپ کی عبادات و طاعات میں مشغول ہوں' ہم میں جو جو خامیاں ہیں سب کو دور کر دیجئے' ہم کو قوی سے قوی ایمان عطا فرمایئے' زیادہ سے زیادہ اعمال صالحہ کی توفیق دیجئے' یا اللہ ہماری آنکھوں' کانوں' زبان اور دل کو لغویات سے پاک

رکھئے' یا اللہ ان میں اپنے ایمان کا نور عطا فرمایئے' یا اللہ سب مسلمین' مسلمات پر رحم فرمایئے' تمام مملکتوں میں جہاں جہاں مسلمان بے راہ روی میں پڑ گئے ہیں ان کے دلوں میں نفاق پیدا ہو گیا ہے اس کو دور فرما دیجئے' ان کو اتباع شریعت اور سنت کی توفیق عطا فرما دیجئے' ان کو اپنا بنا لیجئے' ان کو توبہ استغفار کی توفیق عطا فرما دیجئے۔

یا اللہ! خصوصاً پاکستان میں جو زندقہ اور الحاد کا بڑھتا ہوا سیلاب ہے یا اللہ اس کو دور فرما دیجئے اور اس سیلاب بلا سے ہمیں نجات عطا فرمایئے' آئندہ نسلیں نہ جانے کہاں سے کہاں پہنچ جائیں یا اللہ ان کی حفاظت فرمایئے' ان کے دلوں میں دین کی عظمت اور آخرت کا خوف پیدا کیجئے' یا اللہ ان میں انسانیت اور شرافت کے احساسات وجذبات پیدا فرما دیجئے۔

یا اللہ ہر طرح کی برائیوں سے' تباہ کاریوں سے بچا لیجئے' یا اللہ ہمارے ملک میں جو منکرات وفواحش عام ہو رہے ہیں' آپ کی حرام کی ہوئی چیزیں حلال ہو رہی ہیں ہم مسلمانوں کو اس تباہی وبربادی سے بچا لیجئے' جو لوگ حواس باختہ ہیں ان کی رہنمائی فرمایئے۔

یا اللہ پاکستان کو قمار خانے' شراب خانے' نائٹ کلب' ریڈیو' ٹیلی ویژن کی لغویات سے' سینما گھروں جن سے روز وشب ہماری اخلاقی اور معاشرتی اور اقتصادی زندگی تباہ و برباد ہو رہی ہے ان تمام فواحش سے ہم کو پاک صاف فرما دیجئے اور یا اللہ ارباب حل وعقد کو توفیق دیجئے اور اس کا احساس دیجئے کہ وہ اپنے اختیارات سے ان منکرات کو مٹائیں اور آپ کی رضا جوئی کے لئے دین کی اشاعت کریں۔

یا اللہ! امن وامان کی صورت پیدا کر دیجئے' بیرونی سازشوں' دشمنوں کو نقصان رسانی سے ہماری مملکت اسلامیہ کو بچا لیجئے' ہمارے دین کی حفاظت فرمایئے۔

یا اللہ! ہم یہ دعائیں آپ کی بارگاہ میں پیش کرتے ہیں' اس ماہ مبارک کی برکت سے قبول فرما لیجئے' یا اللہ جو مانگ سکے وہ بھی دیجئے اور نہ مانگ سکے وہ بھی دیجئے' جس میں ہماری بہتری ہو۔ دین ودنیا کی فلاح ہو' یا اللہ وہ سب ہم کو عطا کیجئے' نفس وشیطان سے ہم کو بچایئے' اپنی رضائے کاملہ عطا فرمایئے۔

یا اللہ آپ کا وعدہ ہے کہ یہ مہینہ آپ کا ہے' اس ماہ مبارک میں ہم کو اپنا بنا لیجئے' یا اللہ

آپ مربی ہیں، رحیم ہیں، غفور ہیں، ہماری پرورش کرنے والے ہیں، ہمارے رزاق ہیں، ہمارے کارساز ہیں تو پھر یااللہ ہم سے ہماری ان غفلتوں کو دور کردیجئے، اپنا صحیح تعلق عطا فرمایئے، ہمارے سارے معاملات دین کے ہوں یا دنیا کے یااللہ سب آسان کردیجئے، مرنے کے بعد برزخ کے تمام معاملات آسان کردیجئے، یوم حساب کا معاملہ آسان کردیجئے اور اپنی رضائے کاملہ کے ساتھ جنت میں داخل کردیجئے۔

یااللہ اپنے محبوب شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہونے کی حیثیت سے حشر میں ہم پر اپنی رحمت نازل فرمایئے، ہم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کبریٰ نصیب فرمایئے۔ ہمارے ظاہر کو بھی پاک کردیجئے اور باطن کو بھی پاک کردیجئے۔

یااللہ! ہمیں رمضان المبارک کے ایک ایک لمحے کے انوار وتجلیات چاہے ہم محسوس کریں یا نہ کریں، آپ عطا فرمادیجئے، یااللہ! ہماری عبادات چاہے ناقص ہوں آپ اپنے فضل سے قبول فرمالیجئے اور کامل اجر عطا فرمایئے۔

یااللہ! جو جو دشواریاں، بیماریاں، پریشانیاں جس میں ہم مبتلا ہیں اور آنے والے خدشات آفات ہیں ان سب سے ہم کو محفوظ رکھئے، یااللہ کھانے پینے کی چیزوں میں گرانی روز افزوں ہوتی جارہی ہے، ملاوٹ ہورہی ہے، غذائیں آرہی ہیں، بیماریاں پھیل رہی ہیں، سب سے حفاظت فرمایئے، ہم کو پاکیزہ اور ارزاں غذائیں عطا فرمایئے، یااللہ ایمان والوں کے لئے آج کا معاشرہ (تہذیب وتمدن کی لعنتوں کا ماحول) جہنم کدہ بنا ہوا ہے، اس کو گلزار ابراہیم بنادیجئے، ہماری تمام حاجات پوری فرمایئے، ہم کو اسلام پر قائم رکھئے اور ہمارا خاتمہ ایمان پر فرمایئے، آمین۔ بحق سید المرسلین صلی اللہ علیہ واصحابہ اجمعین۔

اللھم صل علی سیدنا محمد

وعلی ال سیدنا محمد و بارک وسلم

رمضان المبارک ہدایات وتنبیہات

مجلس بروز جمعہ 23 شعبان المعظم 1403ھ بمطابق 18 جون 1982ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْم

حاضرین کرام! السلام علیکم ورحمۃ اللہ

ہمارا یہ اجتماع اللہ تعالیٰ ہی کی عطا کردہ توفیق سے ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے شرف قبولیت عطا فرمائیں، ہم محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے جمع ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ ہدایت، بخششیں اور توفیق عطا فرمائیں کہ ہمارے پاس جو کچھ ایمان ہے اس کے مطابق ہمارا انداز زندگی صحیح ہو جائے، دعا کر لیا کرو وما توفیقی الا باللہ توفیق تو اللہ تعالیٰ ہی عطا فرماتے ہیں جس کو جتنی نصیب ہو جائے۔

آسمان سجدہ کند بہر زمینے کہ براں   یک دو کس یک دو نفس بہر خدا بنشیند

آج شعبان المعظم کا آخری جمعہ ہے۔ اس طرح ان مجالس کا یہ سال ختم ہو گیا بشرط حیات ہم پھر ان شاء اللہ تعالیٰ ماہ شوال میں جمع ہوں گے۔

عزیزو! علم حاصل کرنے کے لئے تو گیارہ مہینے ہیں لیکن ماہ رمضان المبارک محض عمل کے لئے ہے۔ اس ماہ مبارک میں عمل ہی عمل ہے۔ اعمال کی تفصیل، فضائل رمضان اور انوار و انعامات رمضان میں بہت کچھ آ گئی ہے، ان کو پڑھیں، اگر ان کے مطابق آپ کا عمل ہو جائے تو بہت بڑی سعادت ہے، اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں۔ رمضان شریف کے متعلق ہمارے حضرت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے متعدد مواعظ ہیں، اللہ تعالیٰ توفیق دے تو ان کا مطالعہ کیجئے، ان کے علاوہ فضائل رمضان اور بہت سے کتابچے ہیں، میسر آ جائیں تو ضرور پڑھ لینا چاہیے۔

اس سے علم میں اضافہ ہو گا اور معلوم ہو جائے گا کہ اس ماہ مبارک میں ہم کو کیا کرنا

چاہئے اور کیا نہیں کرنا چاہئے' امید ہے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ توفیق عمل بھی ہو جائے گی۔

اس زمانے میں دین کا ضروری علم نہ ہونے کی وجہ سے ہم نے اپنے دین کو ایک رسمی مذہب سمجھ لیا ہے' جیسے دوسرے مذاہب ہیں جن میں عبادت کی چند بے سند رسومات کے ادا کر لینے سے مذہب کا حق ادا ہو جاتا ہے لیکن ہمارا دین اسلام ایسا نہیں ہے' ہمارا دین قرآن وسنت کے تابع ہے' قرآن مجید کو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے قیامت تک کے لئے ضابطہ حیات وممات بنا کر بھیجا ہے اور اعلان فرما دیا ہے کہ یہ ہماری آخری کتاب ہے جو آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کی گئی' ہم لوگ کلام اللہ کی تلاوت کرتے ہیں' اس میں شک نہیں کہ تلاوت کلام اللہ سب سے اہم عبادت ہے اور بڑی نعمت ہے مگر صرف کلام اللہ کی تلاوت کافی نہیں بلکہ اس کلام کے اندر جو ضابطہ حیات اور اوامر ونواہی اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمائے ہیں' ان پر عمل پیرا ہونا ہم پر فرض ہے۔ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا مقرر کردہ ایسا ضابطہ حیات ہے جس کا تعلق دنیا اور آخرت دونوں سے ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر عمل کر کے ہمارے لئے ایک معیار کامل پیش فرما دیا ہے جس کے مطابق عمل کرنے سے دنیا اور آخرت میں حیات طیبہ حاصل ہوتی ہے اس ضابطہ حیات کا نام دین ہے۔

عملی دین

دوسری بات یہ ذہن نشین کر لینے کی ہے کہ اسلام دین عمل ہے' قرآن کریم میں جگہ جگہ اچھے اعمال کرنے کی تاکید ہے' قرآن کریم میں ارشاد ہے۔

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ'

وَبَشِّرِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

اور یہ سمجھ لیجئے کہ اچھے اعمال یا دین صرف عبادات ہی تک محدود نہیں ہیں۔ نماز پڑھ لینے' روزہ رکھ لینے یا زکوٰۃ دے دینے اور حج وعمرہ کر لینے سے دین کا حق پورا ادا نہیں ہوتا' اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ امر ونواہی ان کے علاوہ اور بھی ہیں جن کا تعلق (عقائد وعبادات کے ساتھ) ہمارے معاملات معاشرت اور اخلاقیات سے ہے' اس طرح دین کے پانچ شعبے ہیں' جب تک ان تمام شعبوں میں اللہ جل شانہ کے احکام کے مطابق عمل نہ ہوگا نہ ایمان

کامل ہوسکتا ہے نہ اسلام' انہی احکام الٰہیہ کے تحت ان حقوق کا ادا کرنا بھی شامل ہے جو والدین' زوجین' اولاد' پڑوسی' عزیز واقارب' احباب اہل محلہ' حکومت عام مسلمانوں بلکہ عام انسانوں سے ہے' یاد رکھئے حقوق العباد میں احکامات الٰہیہ کی خلاف ورزی بہت سنگین جرم ہے' عبادات میں کوتاہی ہوجائے تو اللہ پاک اپنی شان کریمی و رحیمی سے معاف فرمادیں گے' لیکن اگر حقوق العباد میں کوتاہی ہوگی تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب تک مخلوق خدا جن کی تم نے حق تلفی کی ان کے حقوق کی تلافی نہ کروگے تو یا ان سے معافی نہ مانگ لوگے ہرگز مؤاخذہ سے نہیں بچ سکتے' یہ بات اہم ہے خوب سمجھ لینا چاہیے۔

اسی طرح احکام الٰہیہ ہمارے معاشرے سے متعلق بھی ہیں کہ یہ بات جائز ہے یا ناجائز ہے۔ یہ حلال ہے یا حرام فی زمانہ ہمارے معاشرے کے اندر کبائر اور سنگین گناہ رائج الوقت ہوگئے ہیں جن کو ہم نے محض تفریح کا مشغلہ سمجھ لیا ہے۔ ایسے کبائر کہ جب تک وہ ترک نہ کیے جائیں' جب تک ان سے توبہ استغفار نہ کی جائے' ہرگز معاف نہیں ہوں گے' گھر گھر ریڈیو' ٹیلیویژن چل رہے ہیں' گانا بجانا' فحش ڈرامے اور فلمی گانے رائج الوقت ہورہے ہیں' سینما نائٹ کلب وغیرہ فواحش ومنکرات کے اڈے بنے ہوئے ہیں' عورتوں کا بے محابا غیر مردوں سے ملنا جلنا تہذیب حاضرہ کا طرہ امتیاز سمجھا جاتا ہے۔ یہ سب قہر الٰہی کو متوجہ کرنے والے گناہ کبیرہ ہیں' روزمرہ کی زندگی میں ہم دیکھتے ہیں کہ لوگ بے باکانہ جھوٹ بولتے ہیں' غیبت کرتے ہیں' لین دین میں فریب' خرید وفروخت میں بدمعاملگی' چور بازاری کرنا عام طور پر رائج ہے اور پھر یہ احساس بھی نہیں کہ یہ گناہ کبیرہ ہیں' ایسے سنگین کبائر کہ جب تک وہ ترک نہ کئے جائیں اور سچی توبہ نہ کی جائے ہرگز لائق معافی نہیں' عام لوگوں نے اپنی زندگی کے معاملات تہذیب حاضر کے سانچے میں اس طرح ڈھال لئے ہیں کہ اسلام سے کوئی مناسبت باقی نہیں رہی لیکن خوب سمجھ لیجئے کہ دین وایمان کی سلامتی اسی میں ہے کہ تم اسلام کا صحیح علم حاصل کرو اور اللہ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے انداز زندگی اختیار کرو اور اگر تم نے ایمانی تقاضوں کو اہمیت نہ دی اور ان رائج الوقت کبائر کی طرف التفات نہ کیا بلکہ سمجھتے رہے کہ ہم مجبور ہیں' دور حاضر کے یہی تقاضے

ہیں، ہم کو ایسا ہی معاشرہ رکھنا چاہئے، سب لوگ ایسا ہی کر رہے ہیں، ہم کہاں کے ایسے متقی ہیں، یہ شدید غلطی ہے اس خوش فہمی سے توبہ کیجئے نہیں تو توبہ کی توفیق نہ ہوگی کیونکہ جس چیز کو تم ناجائز اور گناہ ہی نہیں سمجھتے تو پھر اس سے توبہ کیا کرو گے۔

اہمیت معاشرت

دیکھئے میرا مشورہ یہی ہے اور کئی دفعہ عرض کر چکا ہوں کہ اللہ کے لئے اپنا ایمان واسلام ٹھیک کرلو ذرا یہ بھی سوچ لو کہ تمہارے ایمان کا تم سے کیا مطالبہ ہے؟ تم مسلم ہو تو کس صورت سے مسلم ہو؟ اور مومن ہو تو کیسے مومن ہو؟ اللہ اور اس کے رسول نے کیا بتایا ہے؟ اس کی کیا تشریح کی ہے کہ ایمان والے کون ہوتے ہیں اور مسلم کیسے ہوتے ہیں؟ اللہ کے لئے یہ تو معلوم کرلو ورنہ دنیا اور آخرت کے بڑے خسارے میں پڑنے کا اندیشہ ہے، میں یہ اس لئے کہہ رہا ہوں کہ میری نظر میں یہ بڑی اہم بات ہے۔ میں صاحب اقتدار لوگوں کو دیکھ رہا ہوں، تاجروں، دفاتر والوں اور عوام الناس کو دیکھ رہا ہوں، گھریلو زندگی کے حالات میرے سامنے ہیں، سب کے سب شعور اور شعائر اسلام سے بیگانہ ہوئے جا رہے ہیں۔ فاعتبروا یااولی الابصار اس وقت ہر مسلمان کو اپنے ایمان کی حفاظت کے لئے دین کے بنیادی اصول اور تعلیمات کو حاصل کرنا فرض وواجب ہے۔ حکیم الامت حضرت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک کتاب ہے "تعلیم الدین" یہ مختصر سی کتاب ہے مگر اس میں پورا ایمان اور اسلام کیا ہے؟ ان کے تقاضے کیا ہیں، ہم کو کیا کرنا چاہیے اور کیا نہیں کرنا چاہیے، دوسری کتاب "حیاۃ المسلمین" ہے۔ اس میں بھی بڑی جامعیت ہے۔ اس کے اندر بھی پورا دین آ گیا ہے کہ مسلمان کا معاشرہ ایسا ہونا چاہیے، معاملات ایسے ہونے چاہئیں، اخلاق ایسے ہونے چاہئیں۔ کم از کم یہ دو چھوٹی کتابیں ہیں جو آپ کو یہاں بغیر قیمت کے مل جائیں گی۔ ان کو پڑھ کر اپنے ایمان کا جائزہ لیجئے، جہاں کوتاہیاں ہوں توبہ استغفار کیجئے، جہاں سمجھ میں نہ آئے علماء سے پوچھتے رہیے، بھائی آخرت کا معاملہ بڑا سنگین ہے، جہالت میں پڑ کر مطمئن نہیں رہنا چاہیے۔ ایک ایک بات کا سوال ہوگا۔ تمہارے معاملات کے بارے میں، معاشرے کے معاملہ میں اخلاقیات کے معاملہ میں جب تک دین کے یہ اجزاء صحیح نہیں ہوں گے یاد رکھو تمہاری نماز، روزہ، حج، زکوۃ سب بے روح بلکہ بے معنی ثابت ہوں گے۔

گرانقدر دولت

اب جائزہ لیجئے کہ دین کے ہر شعبے میں ہم کس قدر فرائض وواجبات ادا کر رہے ہیں اور کس قدر گناہوں سے بچ رہے ہیں' دین کے پانچ اجزاء ہیں۔ عقائد عبادات' معاملات' معاشرت' اخلاقیات انہیں پانچ شعبوں سے متعلق احکامات الٰہیہ کا نام دین ہے جس پر ہم کو عمل کرنا ہے' یہ اللہ تعالیٰ کا ہم پر بے انتہا فضل وکرم ہے کہ ہمیں نبی الرحمتہ صلی اللہ علیہ وسلم کے توسل سے وہ دولت گراں قدر حاصل ہے کہ عالم امکاں میں کسی امت کو حاصل نہیں' ابتدائے آفرینش سے بعثت نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم تک اللہ تعالیٰ نے حجت تمام نہیں کی تھی' تدریجاً ایمان کی ترقی کے لئے نبی آتے رہے لیکن جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا تو انسانوں پر اتمام حجت فرمادیا اور اپنے کلام پاک میں اعلان فرمادیا "اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا" (سورۃ مائدہ:۳)

یعنی آج ہم نے تمہارے دین کو کامل واکمل کردیا اور اپنی جتنی نعمتیں بنی نوع انسان کے لئے ضروری تھیں سب دین اسلام کے اندر رکھ دیں تو اسلام ایسی چیز ہے کہ اس کے اندر اللہ تعالیٰ کی تمام نعمتیں دنیا کے لحاظ سے بھی اور آخرت کے لحاظ سے بھی باری تعالیٰ نے جمع فرمادی ہیں۔

رمضان المبارک مغفرت عامہ

آپ نے یہاں ایمان کا مفہوم اچھی طرح سمجھ لیا' اب رمضان شریف کے برکات حاصل کرنے کا طریقہ کار سنئے' میں یہاں فضائل رمضان بیان نہیں کروں گا وہ جیسا کہ میں نے ذکر کیا ہے دوسری کتابوں سے بھی حاصل ہوسکتا ہے۔ میں تو اس بات کی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ صاحب ایمان ہونے کے بعد ہم کو یہ دیکھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے انعامات و احسانات اور رحمتیں کس قدر ہم پر نازل فرمائی ہیں' ایک عظیم احسان اللہ تعالیٰ کا ہم پر قرآن کریم کی صورت میں ہے جو اس ماہ رمضان المبارک میں نازل ہوا ہے' قرآن کریم ایک اعجاز ہے جو ابدی وسرمدی ہے جس کی مثال عالم امکان میں نہ کبھی تھی نہ قیامت تک کبھی ہوگی۔

دوسرا بے مثال انعام رمضان شریف کے مہینہ میں شب قدر ہے۔ احادیث میں ہے

کہ شب قدر میں اللہ تعالیٰ کے ایسے عظیم الشان احسانات کا ظہور ہوتا ہے کہ عالم امکان میں کبھی نہیں ہوا' شب قدر کے متعلق یہ بھی ہے (15 شعبان برأت کے متعلق بھی ہے) کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا اس قدر جوش ہوتا ہے کہ اپنے فرمانبردار بندوں کے تمام گناہ معاف فرما دیتے ہیں لیکن بعض گناہ اس قدر سخت ہیں کہ ان کی نحوست سے ان مبارک راتوں میں بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت خاصہ اور مغفرت عامہ سے محرومی رہتی ہے۔ العیاذ باللہ تعالیٰ

احادیث میں شب قدر کے متعلق جہاں یہ خوشخبری ہے کہ گذشتہ تمام گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں وہاں یہ بھی ہے کہ چار شخصوں کے گناہ معاف نہیں ہوے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کے پوچھنے پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ شخص جو شراب کا عادی ہو' دوسرا وہ شخص جو والدین کی نافرمانی کرنے والا ہو' تیسرا وہ شخص جو قطع رحمی کرنے والا اور رشتہ ناطہ توڑنے والا ہو' چوتھا وہ شخص جو کینہ رکھنے والا ہو اور آپس میں قطع تعلق کرنے والا ہو' یہ محرومی بہت ہی بڑی محرومی ہے جس کا احادیث نبوی میں ذکر ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ رمضان المبارک کا مہینہ آیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے اوپر ایک مہینہ آیا ہے جس میں ایک رات ہے جو ہزار مہینوں سے افضل ہے۔ جو شخص اس رات سے محروم رہ گیا گویا ساری ہی خیر سے محروم رہ گیا اور اس کی بھلائی سے محروم نہیں رہتا مگر وہ شخص جو حقیقتاً محروم ہی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بہت سے روزہ رکھنے والے ایسے ہیں کہ روزہ کے ثمرات بجز بھوکا رہنے کے کچھ حاصل نہیں ہوتا اور بہت سے شب بیدار ایسے ہیں کہ ان کو رات کو جاگنے کی مشقت کے سوا کچھ بھی نہ ملا۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ بدنصیب ہے وہ شخص جو اس مہینہ میں بھی اللہ کی رحمت سے محروم ہو جائے' جو شخص رمضان المبارک میں بھی اپنے گناہوں کو معاف نہ کرائے اس کی محرومی کا اندازہ ذیل کی حدیث سے ہوسکتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر مبارک پر ایک قدم رکھا اور آمین فرمایا' پھر دوسرا قدم رکھا اور آمین فرمایا کہ پھر تیسرا قدم رکھا اور آمین فرمایا' صحابہ کرامؓ کے دریافت کرنے پر

ارشاد فرمایا اس وقت جبرائیلؑ میرے سامنے آئے' جب میں نے پہلے درجے پر قدم رکھا تو انہوں نے کہا کہ ہلاک ہوجائے وہ شخص جس نے رمضان المبارک کا مہینہ پایا پھر بھی اس کی مغفرت نہ ہوئی' میں نے کہا آمین۔ پھر جب میں نے دوسرا قدم دوسرے درجے پر رکھا توانہوں نے کہا ہلاک ہوجائے وہ شخص جس کے سامنے آپ کا ذکر مبارک ہو اور وہ درود نہ بھیجے' میں نے کہا آمین۔ جب میں تیسرے درجہ پر چڑھا تو انہوں نے کہا ہلاک ہوجائے وہ شخص جس کے سامنے اس کے والدین یا ان میں سے کوئی ایک بڑھاپے کو پہنچے اور وہ جنت میں داخل نہ کرائیں' میں نے کہاں آمین۔

حضرت جبرائیلؑ جیسے مقرب فرشتے کی دعا ہی کیا کم تھی پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمین نے جتنی سخت بددعا بنادی اس کا کون اندازہ کرسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو بچائے۔ آمین۔

جبر ومجاہدہ

سب سے پہلی حدیث میں شب قدر کی محرومی باقی تین احادیث میں رمضان کے مہینہ کی محرومیوں کا ذکر تھا۔

اب ذرا غور کیجئے کہ شب قدر جیسی رات جس کے متعلق قرآن پاک میں فرمایا ہے کہ ہزار مہینوں سے افضل ہے۔

خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَھْرٍ اور اس کا کچھ اندازہ نہیں کہ ہزار مہینے سے کتنا افضل ہے۔ یہ شب قدر جو صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو نصیب ہوئی ہے۔ پہلی امتوں میں کسی کو نہیں ملی' اب اس میں بھی کوئی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم رہا تو اس سے بڑھ کر بدنصیب کون ہوگا' اللہ نہ کرے کہ ایسا کوئی مومن ہو کہ جس کے دل میں رمضان المبارک میں شب قدر میں کسی اپنے عزیز واقارب کسی دوست احباب یا کسی مسلمان سے کینہ وبغض ہو' یہ بڑے خوف کی بات ہے آپ کو اپنا جائزہ لینا چاہئے' اگر عزیزوں سے' دوستوں سے کسی سے بھی تعلقات خراب ہوچکے ہوں اور دل میں ان سے ناراضگی کے باعث بغض اور کینہ ہے تو اگر اللہ تعالیٰ سے اپنی نجات چاہتے ہو اور اللہ تعالیٰ کی رحمت ومغفرت چاہتے ہو تو یہ مجاہدہ

کرنا پڑے گا اور یہ جبر کرنا ہوگا کہ جن لوگوں سے تعلقات میں غصہ اور بغض ہے ان سے معافی مانگ لی جائے یا ان کو معاف کر دیا جائے' اس میں کوتاہی نہ ہونی چاہیے' اگر کسی کے والدین زندہ ہیں اور وہ کسی وجہ سے ناراض ہیں تو چاہیے کہ جس طرح ممکن ہو والدین کو راضی اور خوش کرے ورنہ اس کا وبال دنیا اور آخرت میں ضرور ہوگا۔

آپ کے تعلقات کی صفائی کے لئے ایک ترکیب بزرگوں نے بتلائی ہے کہ وہ بھی میں آپ لوگوں کو بتاتا ہوں' سنئے اعلیٰ اور اولیٰ تو یہی ہے کہ بالمشافہ معافی اور تلافی کر لی جائے اور اگر بالمشافہ معافی کی ہمت نہیں پاتے تو دل کو سمجھایئے کہ مجھے بھی اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنا ہے' مجھے بھی اس کی معافی' مغفرت اور رحمت کی ضرورت ہے۔ میں اپنے بھائی کو معاف کر دوں یا اس سے معافی مانگ لوں تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی معاف کر دیں گے' اگر یہ روبرو زبانی نہیں کر سکتے تو تحریراً یوں لکھ دو کہ یہ رمضان شریف کا مہینہ ہے' اللہ تعالیٰ کی بخششیں عام ہیں لیکن چند لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے مغفرت میں قید لگا دی ہے۔

بھائی ہمارے اور تمہارے تعلقات میں جو ناگواریاں ہیں جن کا ہم کو بھی قلق ہے اور تم کو قلق ہوگا' یہ مہینہ ایسا ہے کہ اللہ کیلئے تم ہمیں معاف کر دو' ہم تمہیں معاف کرتے ہیں' مجھ سے جو غلطیاں ہوگئی ہوں اور آپکے دل میں میری طرف سے ناگواری ہو تو للہ مجھے معاف فرما دیجئے۔

بھائی یہ تو کر سکتے ہو' یہ مجاہدہ تو کرنا ہی پڑے گا اور معاملہ صاف کرنا ہوگا ورنہ شب قدر کی شایان شان قدر نہ ہوگی' رمضان المبارک کے فضائل رہ جائیں گے اور تمام برکات سے محرومی ہو جائے گی اس لئے کچھ بھی ہو دل کو صاف اور معاملہ کو حل کرنا ہی پڑے گا' اگر تم نے اپنی طرف سے یہ کام کر لیا اور اس شخص نے معاف نہیں کیا تو ان شاء اللہ تم بری الذمہ ہو جاؤ گے' اللہ تعالیٰ تم سے راضی ہو جائیں گے' اب فریق ثانی کا معاملہ اللہ تعالیٰ سے ہے' اگر اس کو بھی توفیق ہوگئی وہ بھی بری ہو جائے' اس طرح اگر تم سے کوئی معافی مانگتا ہے اور تم معاف نہ کرو تو وہ بری الذمہ ہو گیا اور تم سے مواخذہ ہو گیا کہ تم نے کیوں معاف نہیں کیا' اس اہم معاملہ کو ضرور صاف کرنا چاہیے۔

احترام رمضان

دیکھئے میں شروع میں یہ عرض کر چکا ہوں کہ اس وقت ہمارے عوام کی یہ حالت ہے کہ

دوسرے مذاہب کی طرح ہم نے بھی اپنے اسلام کو ایک رسمی مذہب سمجھ لیا ہے' اسی بناء پر اپنی فہم کے مطابق رمضان المبارک کو بس اتنا سمجھ لیا کہ دن میں روزہ رکھ لیا' رات کو تراویح میں قرآن شریف سن لیا اور صبح صادق سے پہلے سحری کھالی تو بھائی رمضان کا معاملہ یہیں تک نہیں ہے' رمضان شریف کا مرتبہ بہت بلند ہے' زندگی کے ہر شعبے میں اور ہر وقت رمضان کا احترام عملاً ضروری ہے کہ رمضان شریف کے برکات حاصل ہوں مگر ہمارا یہ حال ہے کہ نمازیں بھی پڑھتے ہیں' تلاوت بھی کرتے ہیں' تسبیحات بھی پڑھتے ہیں اور ساتھ ساتھ شرعی احکام کی نافرمانی بھی ہوتی رہتی ہے' گناہ کبیرہ وصغیرہ بھی سرزد ہوتے رہتے ہیں' آنکھ بھی بہکی رہتی ہے' زبان بھی بہکتی ہے اور غیبت بھی ہوتی رہتی ہے' دل بھی بہکتا ہے' ناپاک گندے خیالات بھی جمع ہوتے رہتے ہیں اور فضول ولغو افعال میں بھی وقت صرف ہوتا رہتا ہے' ایسے روزہ کو حدیث شریف میں فاقہ کہا گیا ہے' ایسا روزہ بھی کس کام کا جس میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی بھی ہوتی رہے اور اس کا احساس بھی نہ ہو' ایسی صورت میں توبہ کی بھی توفیق نہیں ہوتی' روزہ تو پاکی کے ساتھ ہوتا ہے' جب تک آنکھیں' زبان' دل اور اعضاء و جوارح سب پاک نہیں ہوں گے' تمہارا روزہ بے جان اور بے روح ہوگا اور روزہ پر اللہ تعالیٰ نے جن انعامات کا وعدہ فرمایا ہے اور روزہ دار کے لئے جو اجر عظیم رکھا ہے اس سے محرومی رہتی ہے' ہم خوش فہمی میں مبتلا ہیں کہ ہم نے روزہ رکھ لیا' کس دل سے توقع کرتے ہو کہ ایسی حالت میں تم پر رمضان شریف کے انوار و برکات اور تجلیات کا ظہور ہوگا' اللہ تعالیٰ کے موعود انعامات واحسانات تم کو کیسے حاصل ہوں گے؟ بلکہ رمضان کی حق تلفی سے اجر وثواب کے بجائے اندیشہ ہے کہ الٹا مواخذہ نہ ہونے لگے کہ اللہ تعالیٰ کی اس نعمت عظمیٰ کی یہ بے قدری کی گئی' اللہ تعالیٰ محفوظ رکھیں' ہمارا ایمان اور اسلام کیا مطالبہ کرتا ہے کہ جب تم اللہ کے محبوب نبی کریمؐ کے امتی ہو تو ان کی محبت وعظمت کا کیا حق ادا کر رہے ہو' حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کا دل میں کتنا ذوق وشوق رکھتے ہو؟ اپنی وضع قطع لباس' پوشاک' رہن سہن میں سنت کا اتباع کرتے ہو؟ اسلامی تہذیب ومعاشرہ اور شعور شعائر اسلام کا کتنا پاس ولحاظ کیا مگر افسوس' ہم نے تو کفار ومشرکین' فساق وفجار' یہود ونصاریٰ' مغضوبین اور ضالین کا معاشرہ اختیار کر رکھا ہے۔ ہمارے دلوں میں نفسانی اور شیطانی گندگی اور ناپاکی گھسی ہوئی ہے لیکن ہم کو نہ ان باتوں کا احساس ہے اور نہ ہم ان کو برا سمجھتے ہیں۔

عفوو عام

دل کی گہرائیوں سے ان حالات پر غور کرنا چاہئے' اگر ہمارے پاس خاطر خواہ جواب نہیں ہیں تو پھر بتاؤ اس ماہ مبارک میں ہمارے ایمان میں کیسے تقویت آئے گی؟ ہمارے دلوں میں کیسے عبادات کا نور آئے گا' ہماری روحانیت کیسے ترقی کرے گی؟ ہمارا تعلق مع اللہ کیسے قائم رہے گا؟ رمضان المبارک کے برکات وثمرات اور انعامات واحسانات' ہمیں کیسے نصیب ہوں گے؟ شب قدر کی تجلیات وانوار کا ہم پر کیسے ظہور ہوگا؟ ان سب باتوں پر اچھی طرح غور کرنا چاہیے اگر سال بھر کے گیارہ مہینے بلکہ ساری عمر بھی اب تک غفلت میں گزری بے حیائی' بے غیرتی' بے شرمی اور حکم عدولی مشاغل میں گزری تو پھر اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے موقع دیا ہے کہ ہم ہوش میں آجائیں اور اپنی زندگی کے جو لمحات بھی حاصل ہیں اور وہ جو فرصت عمر ملی ہوئی ہے توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے' اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی گھڑیاں ابھی نصیب ہیں' مولائے کریم کے رحم وکرم کو طلب کر لینے کا ابھی وقت موجود ہے' مایوس ہونے کی ضرورت نہیں' اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہونا تو کفر ہے' اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے اس ماہ مبارک میں تمام مسلمانوں کو توبہ واستغفار کیلئے اعلان ہو رہا ہے اور عفو ومغفرت کا وعدہ فرمایا جا رہا ہے اور بہت محبت کیساتھ فرمان ہے۔

قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ.
اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا. اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ

اے میرے وہ بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتیاں کی ہیں تم اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید مت ہو' بالیقین اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کو معاف فرما دے گا' واقعی وہ بڑا بخشنے والا اور بڑی رحمت کرنے والا ہے۔

استقبال رمضان

اللہ تعالیٰ کا یہ کتنا بڑا اعلان ہے اس کی قدر کرو' خدا کے لئے اب بے حسی اور غفلت کو دور کر لو' غیر ضروری امور اور تعلقات آج ہی سے ختم کردو' یکسوئی کے ساتھ رمضان شریف کے مبارک دنوں کے استقبال کے لئے تیار ہو جاؤ' توبہ واستغفار سے قلب کی پاکی حاصل کرلو اور

اللہ تعالیٰ سے توفیق طلب کرلو اور تہیہ اور عزم کرلو کہ تیس دن تک ہر طرح کی معاصی سے پرہیز کریں گے، نافرمانیوں سے بچیں گے، آنکھوں اور زبان کی حفاظت کریں گے، اس طرح اگر آپ رمضان المبارک میں داخل ہوں گے تو پھر آپ ان شاء اللہ اس کی پوری برکات اور ثواب آپ کو نصیب ہوں گے، اچھی طرح سمجھ لیجئے کہ بغیر اس تیاری کے کچھ حاصل نہ ہوگا۔

بے پردہ عورتوں کا روزہ

اب عورتوں کے متعلق بھی عرض کرنا چاہتا ہوں، عورتوں کی آزادی اور بے راہ روی کا ایک ایسا سیلاب آچکا ہے کہ الامان والحفیظ ہمارے اور آپ کے قابو سے باہر ہوگیا ہے، اب تو اللہ تعالیٰ ہی اس امت پر اور اس قوم پر رحم فرمائیں، تاریخ بتارہی ہے کہ جہاں جہاں تباہیاں آئی ہیں، جو جو ملک برباد ہوئے ہیں وہ عورتوں کی بے حیائی، بے شرمی، بے غیرتی، گانا بجانا، عیش وعشرت، ناچ رنگ، لہو ولعب کی باتوں سے برباد ہوئیں اور مسلمانوں پر بھی تباہی آئی، اللہ بچائے ہمارے ملک میں اب وہی انداز ہے، وہی آثار شروع ہوگئے ہیں، عورتوں کی آزادی کا یہ عالم ہے برقع اتارا، بالکل بے محابا آزاد ہوگئیں، بے حیائی، بے شرمی سے سر کھلا، بازو کھلے، پیٹ کھلا، رنگین کپڑے پہنے ہوئے بلا تکلف مردوں کے ساتھ زندگی کے ہر شعبہ میں دوش بدوش ہورہی ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ ایسی عورتوں پر فرشتے بھی لعنت بھیجتے ہیں اور تمام مخلوق ان پر لعنت بھیجتی ہے اور یہ ایسا گناہ کبیرہ ہے جس سے توبہ کی توفیق نہ ہونے کا اندیشہ ہے، یہ بڑی سنگین بات ہے یہ تو ایسا سیلاب آچکا ہے جس پر مرد بھی راضی ہیں اور عورتیں مطمئن ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ اور لطف یہ کہ ایسی عورتیں سمجھتی ہیں کہ ہم رمضان کے روزے رکھتی ہیں اور نماز بھی پڑھ لیتی ہیں تو ایسی عورتیں اچھی طرح سمجھ لیں کہ جب تک خلاف شرع کاموں سے توبہ نہ کریں گی ان کی نماز روزہ کسی کام نہ آئے گا۔ اللہ کے رسول ؐ نے یہی اعلان فرمایا ہے کہ روزہ دار کیلئے واجب ہے کہ وہ تمام کبائر سے بچے اور اللہ تعالیٰ کی عدول حکمی سے بچے جب تک یہ نہیں ہوگا، ایمان کامل نہیں ہوگا، کامل ہونا کیا معنی اندیشہ ہے کہ ایمان قائم بھی رہے گا یا نہیں۔ یہ میں اپنی طرف سے کچھ نہیں کہہ رہا ہوں، اللہ اور اس کے رسول کا یہی حکم ہے۔

حیاء وعفت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ شرم وحیا ایمان کی علامت ہے اور ایمان بہشت میں پہنچاتا ہے۔ بے شرمی بدخوئی کی بات ہے اور بدخوئی دوزخ میں لے جاتی ہے' ایک حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "الحیاء من الایمان" شرم وحیاء ایمان کی نشانی ہے' اگر شرم وحیاء رخصت ہوئی تو پھر ایمان کی کہاں خیر اور پھر غضب یہ کہ بے پردگی' بے غیرتی' بے شرمی' بے حیائی اور گناہ کبیرہ کو گناہ نہیں سمجھا جاتا' کہا جاتا ہے کہ یہ تو رائج الوقت چیز ہے' آج کی تہذیب ومعاشرہ اسی طرح ہے تو کیا تمہارے ایسا کہنے سے قانون الٰہی بدل جائے گا۔

اس کا وبال بھی گھر گھر دیکھ رہے ہو' نہ چین ہے نہ سکون' نہ امن ہے نہ عافیت' طرح طرح کے مصائب' نئی نئی مشکلات پریشانیاں' بیماریاں' الامان والحفیظ۔

شامت اعمال کا ایک ہمہ گیر وبال ہے جو آج کل ساری قوم پر طاری ہے۔ اللہ محفوظ رکھے اپنے قہر سے' اپنے غضب سے یہ معمولی بات نہیں کہ احکامات الٰہیہ کی خلاف ورزی کرو' کبائر کا ارتکاب کرو اور سمجھو کہ یہ تہذیب حاضرہ ہے' آج کل تقاضا ہی ایسا ہے' ہم مجبور ہیں ایسا ہی ہوتا ہے مگر تم سمجھ لو کہ مجبوری سمجھ کر یا خوشی سے کرو مگر اللہ کے غصہ اور غضب سے نہیں بچ سکتے' کبائر کرنے کے بعد عصیاں وطغیانوں کے بعد اس پر اصرار کرنے اور جاری رہنے کے بعد' اس کو ترک نہ کرنے کے ارادہ کے ساتھ کیسے نجات اور مغفرت کی امید رکھ سکتے ہیں بلکہ اندیشہ ہے کہ کہیں توبہ کی توفیق ہی نہ سلب کر لی جائے۔ العیاذ باللہ تعالیٰ۔

جوش رحمت

دیکھو ہوش میں آ جاؤ' سنبھل جاؤ' رمضان شریف کے روزے آ رہے ہیں جس میں اللہ تعالیٰ کی رحمت دھواں دھار برستی ہے' توبہ کر لو' گناہوں کو ترک کر دو' رمضان المبارک جیسے برکت ورحمت کے مہینے میں توبہ واستغفار سب قبول ہونے کا وعدہ خداوندی ہے۔

اللہ تعالیٰ کے جوش رحمت کو دیکھو کہ فرماتے ہیں مہینہ میرا ہے اس کا اجر میں دوں گا' صاحب ایمان کے لئے ذرا سوچنے کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ کیا فرما دیا' ماہ رمضان کو

اپنے ساتھ کیوں مخصوص کیا کہ یہ میرا مہینہ ہے؟ سنو یہ مہینہ اس لئے مخصوص کرلیا کہ جتنی بھی نعمتیں اور رحمتیں باری تعالیٰ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دینا چاہتے تھے اور ان کو راضی کرنا چاہتے تھے اور ان کی امت پر جتنا رحم فرمانا چاہتے تھے' سب اللہ تعالیٰ نے اس مہینہ میں عطا فرمادیں' اب بدنصیب ہے وہ شخص جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی ہو اور اس ماہ مبارک سے فائدہ نہ اٹھائے' اس ماہ مبارک میں تین عشرے ہیں ایک رحمت کا' دوسرا مغفرت کا' تیسرا عذاب دوزخ سے نجات کا اب تصور اور خیال میں لاؤ کہ اس کے علاوہ کوئی چوتھی چیز بھی ہے جس کی تمہیں حاجت ہو؟ جس کی تمہیں دنیا و آخرت میں ضرورت ہو؟ بزرگان دین کہتے ہیں کہ رمضان کے تین عشرے ہیں اور آدمی بھی تین ہی طرح کے ہیں' ایک تو وہ جو اللہ کے فرمانبردار اور مطیع بندے ہیں جن کے اوپر گناہوں کا بوجھ نہیں ان کے لئے تو شروع رمضان ہی سے رحمت اور انعام کی بارش شروع ہو جاتی ہے' دوسرے وہ لوگ جو معمولی گنہگار ہیں اور ان کے لئے کچھ حصہ روزہ رکھنے کے بعد ان روزوں کی برکت سے مغفرت ہو جاتی ہے اور تیسرے وہ جو زیادہ گنہگار ہیں ان کے لئے زیادہ حصہ روزہ رکھنے کے بعد آگ سے خلاصی ہو جاتی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یہ میرا مہینہ ہے تو ہوشیار ہو جاؤ اور دیکھو کہ اللہ میاں اپنے مہینہ میں ہم سے کیا چاہتے ہیں' اس پر غور کرو اور ان کے احکامات پر نظر کرو' اللہ پاک نے اپنے کلام پاک میں اپنی مرضیات اور نامرضیات کی تفصیل بیان فرمادی ہے۔ ان کو مستحضر کرو اور اللہ پاک نے دنیا اور آخرت میں جن اعمال صالحہ کے ثمرات و برکات کی وضاحت فرمادی ہے ان کو سمجھو اور اختیار کرو' اپنی اہلیت اور استعداد کو درست کرلو' اللہ کی رحمت کے طلبگار بنو اور اپنے کو اللہ کی رحمت و مغفرت کے قابل بنالو اور دعا کرو کہ یا اللہ یہ آپ کا مہینہ ہے تو پھر آپ ہم کو اپنا بنالیجئے' ہم اب تک جو بھول اور غفلت ہی میں پڑے رہے' کبائر میں مبتلا رہے' فسق و فجور میں گرفتار رہے' غیر قوموں کا تمدن اختیار کیا' مشرکین و کفار یہود و نصاریٰ' مغضوبین وضالین کی وضع قطع' لباس پوشاک اختیار کی اور اپنی شامت اعمال سے غافل رہے' ہم کو اب معاف فرمادیجئے اور ان سب گناہوں کو ترک کرنے کی توفیق عطا فرمایئے۔ (آمین)

عورتیں ہوں یا مرد سب ہوشیار ہو جائیں' اگر اللہ کے نیک بندے اور نیک بندیاں بننا چاہتے ہو تو پھر اللہ کی منشاء کے مطابق اپنی زندگی بنالو' شریعت مطہرہ کے موافق اپنا رہنا سہنا' ملنا جلنا' کھانا پینا' لباس پوشاک سب بنالو' عورتوں کے لئے بھی صاف صاف ہدایات موجود ہیں' مردوں کے لئے بھی واضح اور کھلے احکام ہیں' خدا کا قانون جاری ہو چکا ہے' عالم امکان میں کسی کی مجال ہے کہ قانون الٰہی بدل سکے' جتنے صغائر و کبائر ہیں سب ترک کرو اور گذشتہ پر توبہ استغفار کر کے اللہ تعالیٰ سے عجز و انکساری کے ساتھ معافی مانگو تو پھر کیا ہوگا؟ اللہ تعالیٰ کے مورد رحمت بن جاؤ گے' اللہ تعالیٰ کے انعامات واحسانات تم پر ہوں گے۔

تحفہ شب قدر

شب قدر آئے گی جس پر پاکی اور صفائی کے ساتھ شب قدر نازل ہو گئی' اس کا درجہ کیا پوچھتے ہو؟ عالم امکان میں اس کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا' شب قدر ایک ایسا تحفہ ہے کہ اگر اس کے لئے ہزاروں ایمان والے جانیں قربان کر دیں تو بھی کم ہے' شب قدر کوئی معمولی انعام واحسان ہے' اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

اِنَّآ اَنۡزَلۡنٰهُ فِیۡ لَیۡلَةِ الۡقَدۡرِ بے شک ہم نے قرآن پاک کو لیلۃ القدر میں اتارا ہے' یہی ایک بات اس رات کی فضیلت کے لئے کافی ہے کہ قرآن پاک جیسی باعظمت چیز اس میں نازل ہوتی پھر ارشاد ہے "لَیۡلَةُ الۡقَدۡرِ خَیۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَهۡرٍ" شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے اور اس میں بہتری اور زیادتی کا علم بھی نہیں کہ کتنی زیادہ ہے۔ گویا یہ رات ایسی رات ہے کہ ہزار مہینے بھی اس کے سامنے ہیچ ہیں' اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلامتیاں نازل ہوتی ہیں' رحمتوں کی بارش ہوتی ہے' حضرت جبرائیل علیہ السلام مع ملائکہ رحمت کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلامی کا تحفہ لے کر آتے ہیں' اس رات کی قدر کرو مگر تمہیں اس کی قدر کیسے آئے گی جب تک کہ تم گناہوں سے' فسق و فجور سے توبہ استغفار نہ کر لو گے اور پاک صاف نہ ہو جاؤ گے' اس لئے اپنے قلب کی صلاحیتیں اور استعداد درست کر لو کہ اگر اللہ تعالیٰ کی شب قدر سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہو' اللہ کی رحمتوں کے نزول سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہو' کلام

اللہ کے برکات وانوار سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہو' ان شاء اللہ اس اہتمام اور پاکی کے بعد ہم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے بھرپور مالا مال ہو جائیں گے۔

میری ان تمام گذارشات کا مقصد سمجھ لیجئے' اب خدا کے لئے پاک صاف ہو جایئے' تہیہ کرلو کہ تیس دن تک گناہ نہ کریں گے' نہ آنکھوں سے' نہ کانوں سے' نہ زبان سے' عورتیں بھی تہیہ کرلیں کہ حجاب اور پردہ کے ساتھ رہیں گی' بغیر کسی ضرورت شدیدہ کے باہر نہیں نکلیں گی' تیس دن اہتمام کرلو' تیس دن کوئی بڑی مدت نہیں اس کے بعد پھر دیکھو کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا ظہور کن کن عنوانات سے ہوتا ہے۔

مجھے جو کچھ کہنا تھا کہہ چکا کہ رمضان شریف کی قدر کرو اور یہ سمجھ کر قدر کرو کہ مبارک مہینہ پھر نہیں ملے گا' خدا معلوم زندگی رہے یا نہ رہے' بڑے بڑے بزرگان دین نے' بڑے بڑے عارفین نے تمنائیں کی ہیں کہ رمضان شریف کا ماہ مبارک مل جائے' رمضان شریف میں جو داخل ہوگیا تو گویا وہ جنت میں داخل ہوگیا کیونکہ اس میں بے انتہا اور بے حساب رحمتوں کا نزول ہوتا ہے' بے انتہا مغفرتوں کا نزول ہوتا ہے' بے انتہا عذاب نار سے بچانے کیلئے سامان ہوتے ہیں' اس مبارک مہینہ میں اکثر مسلمانوں کی عبادات رات بھر تو ہو ہی جاتی ہیں' افطار سے لے کر صبح کی نماز تک' دن کے معاملات میں بھی اپنے آپ کو بچاؤ' جی بھر کے توبہ استغفار کرو' اللہ تعالیٰ سے توفیق طلب کرو۔

مانگنے کا ڈھنگ

بس اب دعا کرو! یا اللہ رمضان المبارک آرہا ہے' آپکی ہزاروں رحمتوں اور نعمتوں کیساتھ آرہا ہے' جنت کی نشانیوں کیساتھ آرہا ہے' آپکا وعدہ ہے کہ تمام گناہوں کو معاف فرمادینگے۔

یا اللہ! رمضان المبارک کی جتنی رحمتیں ہیں' جتنے انعامات واحسانات ہیں جتنے انوار و تجلیات ہیں ہم سب کو ان کے حاصل کرنے کی استعداد وصلاحیت عطا فرمادیجئے' کسی چیز سے ہمیں محروم نہ فرمایئے۔

یا اللہ! ہم کو اپنی عبادات وطاعات خاصہ کی توفیق' اپنے نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم کے

اتباع کی توفیق عطا فرمایئے' یا اللہ لغزشوں سے نفس و شیطان کے مکائد سے ہم کو محفوظ فرمایئے' یا اللہ مجبوراً معاشرہ کے غلبہ سے اور نفس وشیطان کے غلبہ سے ہم سے جو فسق وفجور کے کام ہوئے ہیں ہم ان سے نفرت کرتے ہیں اور چھوڑ دینے کا عزم کرتے ہیں مگر ڈرتے ہیں کہ پھر ہم سے ان کا ارتکاب ہو جائے' یا اللہ آپ ہی محافظ حقیقی ہیں' رحم کرنے والے ہیں' ہم پر رحم فرمایئے' ہمیں محفوظ رکھئے اور اپنا مورد رحمت بنا لیجئے' یا اللہ یہ رمضان آپ کا مہینہ ہے اور آپ اس کا اجر خود عطا فرمائیں گے تو یا اللہ ہم سے زیادہ محتاج اور کون ہے' ہم آپ کے فضل و کرم کے بہت محتاج ہیں' ہمیں اپنا فرمانبردار بنا لیجئے' اپنے نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم کا وفادار' سچا امتی بنا دیجئے' یا اللہ ہم کو اب ان کاموں کی توفیق عطا ہو جو آپ پسند فرماتے ہیں' جو آپ کے نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند کیے ہیں۔ یا اللہ تمام لعنت زدہ کاموں سے ہمیں بچا لیجئے کہ جن سے آپ ناراض ہوتے ہیں۔ یا اللہ ہم آپ کے مواخذہ کو برداشت نہیں کر سکتے۔ نہ دنیا میں نہ آخرت میں رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَ لَاتُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ (سورۃ البقرۃ آیت ۲۸۶)

ہم پر جو شامت اعمال طاری ہے ہم سے اس کا تحمل نہ ہو سکے گا' دنیا میں نہ آخرت میں واعف عنا ہمیں معاف فرما دیجئے۔ واغفر لنا ہماری مغفرت فرما دیجئے' وارحمنا ہم پر رحم فرمایئے' انت مولنا آپ ہمارے مولا ہیں ہم کو اپنا بنا لیجئے' آپ قادر مطلق ہیں' جس کو چاہیں بنا سکتے ہیں' یا اللہ ہم آپ ہی کی طرف رجوع کرتے ہیں اور آپ سے رحم کی درخواست کرتے ہیں اپنے نبی رحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ اور طفیل میں ہماری دعائیں قبول فرما لیجئے۔

یا اللہ ہمارے پاس اور کوئی سرمایہ نہیں' کوئی وسیلہ نہیں' اقرار جرم کرتے ہیں آپ کے نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ پیش کر کے آپ کی رحمت کے طلب گار ہیں' یا اللہ ہمیں ہر خطا و عصیاں سے محفوظ رکھئے' ہر تقصیر و کوتاہی سے محفوظ رکھئے' ہمیں اس ماہ مبارک میں اپنی رحمتوں کا مورد بنا دیجئے' اپنی مغفرت کا مورد بنا دیجئے اور عذاب نار سے نجات بھی عطا فرمایئے۔

یا اللہ! آپ نے توفیق دی ہے اور آپ چاہتے بھی یہی ہیں کہ آپ کے بندے آپ

کی بارگاہ میں دست بدعا ہوں، عجز و نیاز کا اظہار کریں، اقرار جرم کریں، یا اللہ ہم سب اقرار جرم کررہے ہیں، ہم مجرم ہیں، ہم سے اب تک بڑی نالائقیاں سرزد ہوئیں، ہمارے اندر شیطانیت تھی، ابلیسیت تھی، جس میں ہم مبتلا رہے لیکن اب ہم اس ماہ مبارک میں داخل ہورہے ہیں، اس میں ہمیں پاک صاف کرکے داخل کرلیجئے، اس کے ایک ایک لمحہ میں جو آپ کی رحمتوں کا نزول ہوتا ہے اس کا ہم کو مورد بنادیجئے، مستحق بنادیجئے اور دائماً و دائماً اس پر یا اللہ ہماری حیات کو قائم رکھئے ہم کو بھٹکنے اور بے راہ ہونے سے بچالیجئے۔

یا اللہ! ہم کو اپنے نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے شرمندگی سے بچالیجئے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش کرنے کے لئے ہم پر اور تمام امت مسلمہ پر رحم فرمایئے، تمام عالم اسلام، سارے پاکستان میں ہر جگہ، ہمارے والدین پر اعزاء اقرباء پر ہمارے دوست احباب پر سب پر اپنی رحمتوں کا نزول فرمایئے۔

یا اللہ آپ کے محبوب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی اس وقت جہاں جہاں بھی ہیں اور دشمنوں کی زد میں ہیں، سازشوں میں ہیں، ان کی حفاظت فرمایئے، ان کو ہدایت دیجئے یا اللہ ان کو دشمنوں سے آزاد کردیجئے، اعدائے دین کی سازشوں سے ان کو بچالیجئے، یا اللہ! آپ ایک عاجز بندے کی دعا قبول فرما کر سارے عالم اسلام پر اپنی رحمت فرمائیں، ہم پر بھی رحمت فرمائیں، ہمارے اہل وعیال پر بھی رحم فرمایئے، ہمارے عزیز واقارب پر بھی رحم فرمایئے، یا اللہ جو بیمار ہیں ان کو شفاء عاجلہ وکاملہ عطا فرمایئے، جو پریشان حال ہیں ان کی پریشانی رفع فرمادیجئے، یا اللہ جن کے ایمانوں میں ضعف ہے ان کے ایمانوں میں قوت عطا فرمادیجئے، ہم کو کسی خیر سے محروم نہ فرمایئے۔

یا اللہ تمام ممالک اسلامیہ میں پھر اسلام کی حیات طیبہ عطا فرمادیجئے، ان کی اعانت و نصرت فرمایئے، یا اللہ یہ ملک پاکستان جو اسلام کے نام پر قائم ہوا تھا، اس کو گمراہیوں سے بچایئے، ہر قسم کے فواحش ومنکرات سے جو رائج الوقت ہورہے ہیں ان سے محفوظ رکھئے، یا اللہ یہاں کے علماء وصلحاء کو توفیق دیجئے کہ آپ کے دین کی اشاعت کرتے رہیں، یا اللہ جو لوگ صاحب اختیار ہیں جن کو آپ نے اپنی مخلوق کا امین و پاسبان بنایا ہے، ان کو حوصلہ

دیجئے، فہم دیجئے، صلاحیت دیجئے، ان کی اعانت ونصرت فرمایئے اور ان کے ذریعے پاکستان کو صحیح معنی میں مملکت اسلامیہ بنادیجئے اور نفاذ شریعت کا اہتمام فرمادیجئے۔

یا اللہ اس مملکت اسلامیہ کو گمراہی سے، ذلت سے، رسوائی سے اور بدنامی سے بچالیجئے، یا اللہ اس ملک میں کوئی ایسا مرد مجاہد پیدا فرمادیجئے جو اس ملک کی کایا پلٹ دے، فسق وفجور کو مٹادے، احکام شرعیہ کا نفاذ کردے اور اسلامی فضا ملک میں پھیلا دے۔

یا اللہ ہمارے قلوب کی صلاحیتیں درست فرمادیجئے، ایمانوں میں تازگی عطا فرمادیجئے، غیرت پیدا فرمادیجئے، یا اللہ ہمیں ظاہری و باطنی ہلاکت سے بچالیجئے، یا اللہ اپنی مغفرت و رحمت کا مورد بنادیجئے اور عذاب نار سے بچالیجئے۔

انت ربی انت حسبی انت ولی فی الدنیا و الاخرة اللهم انی اسئلک من خیر ماسئلک منه نبیک سیدنا محمد صلی الله علیه وسلم اللهم انی اعوذبک من شر ما استعاذ منه نبیک سیدنا محمد صلی الله علیه وسلم.

یا اللہ! اس ماہ مبارک میں ہر شر سے بچالیجئے، نفس وشیطان کی شرارتوں سے، گمراہیوں سے، ضلالتوں سے بچالیجئے، یا اللہ اپنی رحمتوں کے دروازے ہم پر کھول دیجئے، اپنے انعامات واحسانات کے دروازوں کو کھول دیجئے، یا اللہ ہم میں ہر ایک کو اپنی رحمت کا مورد بنالیجئے، ہم تمام عمر کے گناہوں سے ندامت قلب کے ساتھ توبۃ النصوح کرتے ہیں، معاف فرمادیجئے، تمام عمر کے گناہوں کو معاف فرمادیجئے، سب کو پاک صاف کردیجئے، ہم کو بھی پاک صاف کردیجئے، یا اللہ ہم سے راضی ہوجایئے اور ہم کو راضی کردیجئے، یا اللہ رمضان المبارک کے ایک ایک لمحہ کے جو برکات وانوار ہیں ہم سب کو ان سے بہرہ ور فرمایئے، ہمارے استعداد ناقص ہیں تو اس کو درست کردیجئے، ہماری صلاحیتیں بگڑی ہوئی ہیں تو ان کو ٹھیک فرمادیجئے، ہمارے ایمانوں میں تازگی عطا فرمایئے، ہمارے اسلام میں قوت عطا فرمادیجئے اور کسی خیر سے ہم کو محروم نہ فرمایئے۔

یا اللہ ہم آپ کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مانگی ہوئی دعا مانگ رہے ہیں، جو دعا

قبول ہے ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہیں ہم آپ کی بارگاہ میں آپ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ پیش کرتے ہیں۔

اللھم زدنا ولا تنقصنا و اکرمنا ولا تھمنا واعطنا ولا تحرمنا واثرنا ولا توثر علینا وارضنا وارض عنا

یا اللہ جو مانگ سکے وہ بھی اور جو نہ مانگ سکے وہ سب عطا فرما دیجئے' یا اللہ کیا ہماری قابلیت اور کیا ہماری قوت اظہار' آپ علیم وخبیر بذات الصدور ہیں' آپ اپنے بندوں کے حالات کو خوب جانتے ہیں' ہمیں کسی نعمت سے محروم نہ رکھئے اور ہر شر سے بچالیجئے اور ہر اس چیز سے بچالیجئے جس میں آپ کی ناراضگی ہو۔

اے اللہ ہم سے راضی ہوجایئے' یہ آپ کا مہینہ ہے تو اس مہینہ میں ہمیں اپنا بنالیجئے' ضرور اپنا بنالیجئے' ہماری کوتاہیاں ہم سے دور فرمادیجئے اور یا اللہ! ہمیں محرومی سے بچالیجئے۔

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ ھَدَیْتَنَا وَ ھَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَۃً اِنَّکَ اَنْتَ الْوَھَّابُ (آمین ثم آمین)

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّاط اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمِ' وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقه محمد وعلی اله و اصحابه و اھل بیته اجمعین.

رمضان المبارک کے انوار وانعامات

رمضان المبارک کے بعد

مجلس بروز جمعۃ المبارک 12 شوال 1393ھ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْم

حضرات السلام علیکم ورحمتہ اللہ

ادائے شکر

رمضان شریف آئے اور چلے گئے پھر وہی ہم ہیں پھر وہی مشاغل پھر وہی نفس شیطان ہیں اور وہی حالات زندگی۔

پھر وہی زندگی ہماری ہے پھر اسی بے وفا پہ مرتے ہیں

رمضان شریف کے متعلق کتنی فضیلتیں سنیں، کچھ اثر بھی محسوس کرتے ہو اور کچھ ان کا حق ادا کرنے کی توفیق بھی ہوئی، کچھ نہیں محسوس ہوتا ہم جو عبادات طاعات میں مشغول رہے ان کا کیا اجر ملا۔ ہمارے ایمان وروح میں کس قدر ترقی ہوئی، اللہ تعالیٰ کی کس قدر رضا نصیب ہوئی، کچھ محسوس نہیں ہوتا تو دیکھئے پہلے یہاں سے شروع کیجئے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے ان ہزاروں احسانات وکرامات کا شکریہ ادا کریں جس کو محسوس کرتے ہیں اور جن سے ہر وقت کا واسطہ ہے اور عادت ڈالیں ان نعمتوں کی قدر کرنے کی جب قدر کریں گے تو قلب اور روح میں صحیح صلاحیتیں پیدا ہوں گی، قابلیت پیدا ہوگی، اللہ میاں نے فرمایا کہ یہ مہینہ میرا ہے اور روزہ داروں کو میں صلہ دوں گا، ہمیں آپ کو کیا معلوم کہ کن کن عنوانات سے اور کس

قدر انعامات عطا ہو رہے ہیں' ہمارے اللہ میاں ایسے ہی مربی' ایسے ہی رحیم و کریم ہیں' ان کی رحمتیں اور بے بہا نعمتیں ہمارے احساس سے بالاتر ہیں کیونکہ یہ سب روحانی و ایمانی ہیں لیکن جو کچھ انعامات محسوسات میں سامنے ہیں ان کو ذرا مستحضر کر لیں اور شکر ادا کریں۔

احساس بندگی

اللہ میاں نے جب فرمایا کہ یہ مہینہ میرا تو معلوم ہوا کہ یہیں سے شفقت کا معاملہ شروع ہوا' اب تمہارے پاک و صاف ہو جانے کا موقع عطا فرمایا جا رہا ہے' اس لئے کہ ناپاکی کے ساتھ نہ اللہ میاں سے تعلق ہو سکتا ہے اور نہ ان کے احسانات کا ادراک ہو سکتا ہے' تمہارے ہی نفع کے لئے اللہ میاں نے ذرا تیور بدل کر فرمایا کہ دیکھو اگر تم نے اس ماہ میں اپنے گناہ معاف نہ کروا لئے تو برباد ہو جاؤ گے' تباہ ہو جاؤ گے' اللہ میاں کا یہ تیور کام آ گیا' بندے ڈر گئے اور لالچ میں بھی آ گئے اور عرض کرنے لگے یا اللہ ہماری ساری زندگی کے گناہ معاف فرما دیجئے' ہم نہ جانے کہاں کہاں ملوث رہے اور نہ جانے کتنی لغویتوں اور معصیتوں میں اپنے دن گندگی میں گزار لئے' ہم نے شرافت کے احساسات مٹا لئے اور اپنا احساس بندگی میں کھو بیٹھے لیکن اب جبکہ ندامت کا احساس ہوا تو توبہ استغفار کی توفیق ہوئی چونکہ ندامت اور خلوص دل سے توبہ کر لی تو اللہ میاں نے اپنے وعدے کے مطابق معاف فرما دیا' اب قلب صاف ہو گیا اور ہم متقی اور پرہیز گار ہو گئے' الحمدللہ حمداً کثیرا

روزہ دار کے انعام

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اعلان فرمایا کہ ہم تم کو دس دنوں تک مورد رحمت بنائیں گے' کون سی رحمت جس کو اللہ میاں چاہتے ہیں کہ تمہارے لئے ہو اور جس کی تم کو ضرورت ہے' پھر دس دنوں تک مورد مغفرت بنائیں گے اور اگر پھر بھی اندیشہ ہو تو دس دن ہم ایسے رکھیں گے کہ پروانہ نجات دے دیں گے اب تو دوزخ سے چھٹی ہو گئی اور ایسے پاک و صاف ہو گئے کہ نفس بشریت کے جتنے فاسق مادے تھے سب دور ہو گئے۔ لاالہ الا اللہ یہ انعامات کس کو مل رہے ہیں؟ روزہ مومنین کو' کون مومنین؟ جو ان کے محبوب نبی صلی اللہ علیہ

وسلم پر ایمان لائے' ارے وہ محبوب نبیؐ جن کو اللہ جل شانہ نے اپنی صفات کا مظہر بنایا' خود بھی رؤف الرحیم اور رحمت للعالمین اور آپ کو بھی رؤف الرحیم اور رحمت للعالمین بنایا' آپ ہی کے دل جوئی آپ ہی کی خاطر یہ سب انعامات مومنین کو عطا فرمائے' اسی محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے جو عالم ناز میں آ کر اپنے رب سے کہتے ہیں کہ میں تو راضی نہ ہوں گا' جب تک میں اپنی مراد نہ پالوں اور جب تک اپنے امتیوں کے لئے تمام مغفرت کا سامان نہ کرالوں تو اللہ میاں فرماتے ہیں اچھا ہم ایسا انعام دیں گے جو آپ کے امتیوں کے پیاس اور وہم وگمان میں بھی نہ آسکے گا۔

مقصود عبادت

جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ مہینہ میرا ہے۔ اس ماہ مبارک میں ہم کو بھی اپنا ہی بنا لینے کے بہت سے ذرائع بھی عطا فرمائے اور ایسی عبادات وطاعات کی توفیق دی جس میں انہیں کی رضا جوئی پیش نظر تھی چنانچہ روزہ داروں کی ساری رات عبادت مین گزر جاتی ہے' افطار سے پہلے ہی ہر مسلمان ہی دنیا کے مشاغل سے فارغ ہو کر عبادات کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے چنانچہ روزہ افطار کے بعد نماز مغرب میں نوافل ادا کیں' اس کے بعد کھانا کھایا پھر تراویح سے فارغ ہوتے ہوئے کافی وقت گزر گیا اور دیر سے سونے کا وقت ملا' اس کے بعد جب سحری کے لئے بیدار ہوئے تو اس وقت نوافل' تہجد' تسبیحات اور فراغت قلب کے ساتھ بارگاہ الٰہی میں دعائیں ومناجاتیں' نماز فجر تک جاری رہیں' نماز فجر باجماعت ادا ہوئی پھر دن میں بھی اشراق وچاشت کی نمازیں' کلام پاک کی تلاوت' اذکار اور اوراد میں مشغولیت اور اس کے علاوہ دنیوی مشاغل میں ہر وقت ذکر اللہ اور پاکیزگی کا اہتمام رہا' یہ سب باتیں تعلق مع اللہ ہی تو پیدا کرنے والی ہیں' اگر ان سب کا خلاصہ نکالئے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس ماہ مبارک میں ہم کو کتنا زیادہ کلام اللہ سننے اور پڑھنے کا موقع ملا جو ایک معنی میں اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی میں سعادت ہے پھر اور دنوں کے مقابلے میں اس ماہ مبارک میں زیادہ وقت دعاؤں اور مناجاتوں کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رہے' ان سب باتوں کا حاصل الحمدللہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ان سب خصوصیات کی توفیق

عطا فرمائی تو قبول بھی فرمالیا اور یہی ہماری عبادات کی غایت تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے عنوانات عطا فرما کر ہم کو اپنا ہی بنالیا۔ اللھم لک الحمد و لک الشکر

دولت لازوال

روزہ داروں کے لئے اعلان ہو رہا ہے کہ جنت سجائی جارہی ہے' مہکائی جارہی ہے' بسائی جارہی ہے کیوں؟ ہمت افزائی کے لئے ایمان افروزی کے لئے اپنے تعلق خاص کے لئے اس کے علاوہ اور کیا کرم چاہتے ہو' اللہ میاں فرماتے ہیں کہ ہمارے فرشتے جو ہمہ وقت تسبیح و تحلیل میں مصروف رہتے ہیں ان کو حکم ہوتا ہے کہ ابھی اپنی اس عبادت سے رک جاؤ اور اپنے بندوں کے لئے جو روزہ دار ہیں' دعائے مغفرت کرو اور جو دعائیں بندے مانگیں اس پر آمین کہو۔ ارے کتنا بڑا احسان ہے کہ کوئی کیا اندازہ کرسکتا ہے۔ اللہ میاں فرماتے ہیں کہ نادانو! تمہیں کیا معلوم ہم نے تمہیں کیا دے دیا' صفات ملکوتی تمہیں دیئے گئے ہیں اور فرشتوں کو روزہ رکھوا کر یعنی ان کی غذا تسبیح و تحلیل سے رکوا کر تمہارے لئے دعائیں کروائیں' اس ماہ مبارک میں اللہ میاں نے وہ دولت لازوال دے دی کہ اندازہ ہی مشکل ہے' جنتوں میں بھی وہ بات نہیں جو اس عالم امکان میں عطا فرمائی یعنی اپنا کلام پاک نازل فرمایا' یہ ایسا آخری انعام ہے کہ آج تک مخلوقات پر کبھی عطا نہ ہوا تھا جو انسان کو انسان بنادے' شرافت نفس پیدا کردے اور اشرف المخلوقات کے مرتبہ پر فائز کردے اور پھر اسی کلام پاک میں ایک آیت ہے جو ہر چیز پر حاوی و بھاری ہے "اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا"

تو اس سے بڑا انعام اور کیا ہوگا جو سراپا نور ہو اور جو اس سے تعلق رکھنے والوں کو نور علی نور بنادے' ہم نے تو اپنی سمجھ کے مطابق یوں تو ایک عمل تلاوت کلام اللہ کیا مگر نقوش کی زیارت سے آنکھیں منور ہوگئیں' کانوں نے سنا تو سماعت میں نور پیدا ہوگیا' زبان سے الفاظ ادا کئے تو زبان سے نور پیدا ہوگیا' قدر کرو' شکر ادا کرو ایک عمل میں تین انعامات ملے' یہ کلام اللہ عالم کائنات میں اللہ تعالیٰ کی ابدی و سرمدی نعمت لازوال غیر مترقبہ ہے۔

ترقی پیہم

تیس دن تک اللہ میاں نے مسلسل تم کو تراویح میں اپنا کلام سنوایا ہے۔ اپنے جنت کے لئے وعدے تازے فرمائے' دوزخ کے عذاب سے ڈرایا اور اس سے باز رہنے کی ہم کو ہدایت کی کہ اس سے بڑی بات اور کیا چاہیے کہ تیس دن تک احکم الحاکمین سے ہم کلامی کا شرف حاصل ہوتا رہا' دور سے نہیں بالکل قریب سے اتنا قریب بلالیا کہ تمام عمر مجاہدے کرتے رہتے تب بھی اتنا قریب نہیں آسکتے تھے' بغیر استحقاق کے روزانہ زائد بیس رکعت نماز تراویح کے ذریعہ سے چالیس مقامات قریب مزید عطا فرما دیئے' ہر سجدہ مقام قریب ہی ہوتا ہے' اس طرح کہ ہر دوسرا سجدہ مقام اعلیٰ پر ہوتا ہے' اس طرح مقام قریب میں پیہم ترقی عطا فرمائی' یہ سب علامات تعلق مع اللہ ہیں۔

خصوصیت امت محمدیہ

اس ماہ مبارک میں پھر اللہ تعالیٰ نے ایک نعمت لیلۃ القدر عطا فرمائی۔ کیا ہم لوگوں کے وہم وگمان میں بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس میں اپنے روزہ دار بندوں کو کیا کیا انعامات عطا فرمانے والے ہیں' نہ فرشتوں' نہ نبیوں کسی کے گمان میں بھی نہیں آسکتا تھا اور نہ ہی کوئی تمنا کرسکتا تھا' یہ وہی لیلۃ القدر ہے جس میں مغرب کے وقت سے لے کر طلوع فجر تک حضرت جبرائیل علیہ السلام اپنے ساتھ منجانب اللہ ملائکہ رحمت کو لے کر دنیا میں سلامتی کے لئے تشریف لاتے ہیں' آج کسی امت کے ساتھ ایسا معاملہ ہوا ہی نہیں تھا' کتنی خصوصیت ہے ہم لوگوں کے ساتھ لا الہ الا اللہ تمام کائنات عالم ابتدائے آفرینش سے لے کر اب تک سب مل کر تمنا کرتے' مجاہدے کرتے تب بھی ان کے وہم وگمان میں بھی نہ آتا کہ لیلۃ القدر میں کتنی سلامتیاں ہیں' کیسی کیسی نعمتیں اور رحمتیں ہیں جو بغیر کسی خاص عبادت کے صلہ میں حاصل ہو رہی ہیں' محض اپنے فضل سے محض اپنے کرم سے' محض اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو راضی کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہم کو یہ دولت لیلۃ القدر عطا فرمائی۔

نماز شکرانہ

اب اتنی باتیں تو ہوگئیں' تمام انعامات دیئے چاہے ہمیں احساس ہو یا نہ ہو انعام مل گیا ہے

اور اسی لئے عید کے دن اول ہی وقت نماز شکرانہ ادا کرلی' دینے والے نے کچھ دے دیا تو ہم پر شکر واجب ہوا' اب اس کے متعلق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب مسلمان نماز عیدالفطر کے لئے جمع ہوتے ہیں اور اللہ کی تجلیات کبریائی کے لئے چھ سے زائد تکبیریں ادا کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے متوجہ ہوکر پوچھتے ہیں کہ یہ مجمع کیا چاہتا ہے تو فرشتے عرض کریں گے یا اللہ یہ جو آپ کے انعامات لئے بیٹھے ہیں ان کا شکر ادا کرنے آئے ہیں' وہ شکرانہ نماز جو آپ نے واجب فرمائی ہے تو پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ کہہ دو وہ سب بخشے بخشائے ہیں۔ یہ صادق ومصدوق صلی اللہ علیہ وسلم کا اعلان ہے جس پر ایمان وایقان ہے۔

دیکھو تم کو اب ایسی شرافت' انسانیت اور شرافت نفس عطا ہوتی ہے کہ نفس وشیطان مضمحل ہوکر پامال ہوگئے۔ تم اللہ کی رضا جوئی میں کامیاب ہوگئے اور تمہاری صلاحیتیں درست ہوگئیں اور اللہ کا تم پر بڑا ہی فضل ہوا جاؤ خوشی مناؤ لیکن افسوس کہ ہم ان صلاحیتوں کی چند دنوں بعد ناقدری شروع کردیتے ہیں تو دیکھو بھئی ایسی ناقدری نہ کرو' ارادہ کرلو کہ جو صلاحیتیں عطا ہوئی ہیں ان کو قائم رکھیں گے' اپنے نفس کو آنکھ کو' دل کو' زبان کو ہر معاملات میں پاک رکھیں گے اور اللہ ہی کے فضل سے امید رکھیں کہ اب ان شاء اللہ ہم کو اللہ کی رضا جوئی میں آسانیاں پیدا ہوجائیں گی۔

روحانیت کے آثار

ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہم اتنے بہت سے انعامات واحسانات لیے بیٹھے ہیں لیکن کچھ محسوس ہوتا یہ کیا بات ہے؟

سنئے آپ کو اور کیا محسوس ہوتا ہے؟ آپ نے کھانا کھایا' پیٹ بھرلیا' کچھ خبر ہے معدہ کے اندر کیا ہورہا ہے؟ محسوس کیجئے زور لگایئے اور بتلایئے غذا رگوں میں کس طرح تقسیم ہورہی ہے' تحلیل شدہ غذا کے اجزاء اور تاثرات خون بن کر رگوں کو کس طرح قوت بخش رہے ہیں' کچھ نہیں محسوس ہوتا لیکن سب جزو بدن ہورہا ہے' آنکھوں کو بینائی مل رہی ہے۔ کانوں کو سماعت مل رہی ہے' زبان کو گویائی مل رہی ہے' دماغ کو حافظہ مل رہا ہے' اسی غذا کی وجہ سے تو یہ سب کچھ ہے جو پیٹ میں ہے' یہ سب کچھ ذرا غور کرکے محسوس کرکے بتلایئے کہ

کتنی بینائی بڑھی، کتنی سماعت بڑھی، کتنی گویائی بڑھی، یہ سب کارخانہ مادی ہے جو کام کر رہا ہے، بتاؤ کچھ محسوس ہوا، لطیف سے لطیف چیزیں اس غذا کی بدولت پیدا ہو رہی ہیں، احساسات، جذبات، تخلیات، ایثار، محبت، ذہانت، شرافت اور فراست سب پرورش پا رہے ہیں، کچھ محسوس نہیں ہو رہا ہے کہ کیسے ہو رہا ہے لیکن یہ سب ہو رہا ہے ہاں آپ صرف یہ محسوس کریں گے کہ صحت وقوت پیدا ہوئی اور ترقی کی نشوونما کی صلاحیتیں پیدا ہوئیں اسی طرح روح کی غذا اللہ کا ذکر اور امر ہیں اور پرہیز نواہی ہیں۔ الحمدللہ تیس دن تک آنکھوں، کانوں اور زبان کا پرہیز کر لیا۔ توبہ استغفار کر لیا تو تقاضائے فطری اور نفسانی جو جائز بھی تھے لیکن اللہ میاں نے انہیں بھی کچھ وقت کے لئے ترک کرا دیا تاکہ صفاتی ملکوتی اچھی طرح پرورش پا سکیں، روح کو غذا بھی الحمدللہ ملتی رہی، ذکر اللہ، کلام اللہ، تسبیحات نوافل کی سعادتیں بھی نصیب رہیں تو روح نے ساری ایمانی غذا لے لی، پھر لیلۃ القدر جو تجلیات لے کر آئی تھی وہ سارے تجلیات وانوار روح نے جذب کر لئے، اب غور کیجئے کہ جب مادی چیزیں محسوس نہیں ہوتیں تو جسم کی لطافت روحانیہ، ایمانیہ کیسے محسوس ہو، آثار معلوم ہوتے ہیں جیسے جسم کی صورت کے آثار معلوم ہوتے ہیں جو کچھ آپ لوگوں کے سامنے بیان کیا گیا اس میں نہ تو تعلی ہے نہ شاعری، نہ مبالغہ، سب حقیقت ہے۔

طلب مغفرت

اب دعا کیجئے یا اللہ جو کچھ ہم نے سنا اور کہا یہ سب آپ کی عطا ہے، یا اللہ آپ کے انعامات برحق آپ کے احسانات برحق، آپ نے تو یا اللہ ہمیں یقیناً اپنی رحمتوں اور تعلق خصوصی سے مالا مال فرما دیا اور ہم جس کے حقدار نہ تھے، آپ نے بھی عطا فرما دیا، یا اللہ اس دولت عظیم کو ہم سنبھالیں کیسے؟ ہمارے نفس وشیطان دونوں ڈاکو ہیں۔ یا اللہ یہ تو آپ کی دی ہوئی دولت ہے، آپ ہی حفاظت فرما دیجئے، یا اللہ ہمیں توفیق دیجئے کہ ہم ان انعامات کی قدر کریں اور ان کا صحیح مصرف کریں اور ہمیشہ طلب مغفرت واستغفار اور آپ کی رضا جوئی کرتے رہیں، یا اللہ آپ نے جو صلاحیتیں درست فرما دی ہیں ان کو روبکار رکھنے کی بھی توفیق عطا فرمائیے۔

یا اللہ! اپنے بندوں میں مکرم فرمایا ہے اب ہم ذلیل نہ ہوں' یا اللہ آپ نے ماہ مبارک میں سب کچھ دیا ہے تو اور مہینوں میں بھی عطا فرماتے رہئے' تمام مخلوق پر آپ نے فضیلت دی ہے۔ مومن ہونے کی حیثیت سے تو اے اللہ ہم پر اور دنیاوی اثر کوئی غالب نہ آنے پائے' یا اللہ آپ نے ایسی حالت پر ہم کو پہنچادیا ہے کہ اب ہم سے خوش ہی ہو جایئے اور ہم کو بھی خوش رکھئے۔

اللهم زدنا ولا تنقصنا و اکرمنا ولا تهمنا و اعطنا ولا تحرمنا واثرنا ولا توثر علینا وارضنا وارض عنا

یا اللہ آپ نے جو انعامات عطا فرمائے ہیں ان کو ہماری غلطیوں سے نقصان نہ پہنچنے پائے اور اگر ہم سے غلطیاں سرزد ہوں تو آپ اپنی رحمت و مغفرت سے تلافی فرمادیجئے' ہم کو توبہ استغفار کی توفیق عطا فرمایئے' یا اللہ ہم کو ایمان کامل اور اعمال صالحہ کے ساتھ زندہ رکھئے اور اپنے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اتباع کامل کے ساتھ زندہ رکھئے اور جب خاتمہ ہو تو انہیں چیزوں پر ہو' آپ کی رضائے کاملہ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کبریٰ حاصل ہو اور بغیر حساب کتاب یا اللہ ہم سب جنت میں داخل ہو جائیں۔ آمین

"رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا، اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمِ' اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ' وصلی الله علی نبی الکریم و صلوٰة وسلاماً کثیراً اللهم صل علی محمد و علی ال محمد کما صلیت علی ابراهیم و علی ال ابراهیم انک حمید مجید' اللهم بارک علی محمد و علی ال محمد کما بارکت علی ابراهیم و علی ال ابراهیم انک حمید مجید

اعمال رمضان کا شکر و تحفظ

یوم جمعہ 11 شوال المکرم 1390ھ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

میرے بزرگوں کا یہی طریقہ ہے، رمضان سے قبل کچھ کام کرنے کی باتیں کرتا ہوں اور رمضان کے بعد اس کی نعمتوں کا شکر۔

اللہ پاک نے ہم کو توفیق بغیر استحقاق کے عطا کی ہے اور ان کی عطا ہے بندہ کی اس میں کوئی خصوصیت شامل نہیں، جس کام کی بھی اس ماہ میں توفیق عطا ہوگئی اس پر شکر ادا کیجئے۔ الحمدللہ مجھے اللہ کے دونوں انعامات اس ماہ میں حاصل ہوئے عزیمت میں بھی اور رخصت میں بھی چنانچہ کچھ روز کے لئے بندہ بوجہ علالت روزے نہ رکھ سکا اور اس طرح رخصت پر بھی عمل کی توفیق مل گئی، سبحان اللہ اللہ پاک جب رخصت دینا چاہتے ہیں اس کی چاہنے کی محبت تو دیکھو۔

ہم لوگ اکثر فضائل کو ترک کر دیتے ہیں۔ اللہ کی دی ہوئی چیزوں کے تارک ہو جاتے ہیں مثلاً قبل اذان مسجد میں جانا تکبیر اولیٰ میں شریک ہونا، صف اول میں بیٹھنا تو بھائی یہ فضیلتیں کیوں نہیں حاصل کرتے، کس چیز نے تم کو روکا ہے، عزیمت انکی منشاء ہے اور رخصت انکی عطا ہے۔"

ارے جس کو یہ خیال بھی آ گیا ہو کہ ہماری توبہ قبول نہیں ہوئی تو اس خیال پر بھی توبہ کرنی چاہیے۔ کوئی تذبذب نہ کیجئے۔ توبہ ضرور قبول ہوگی ہاں اب حفاظت رہ گئی اپنے اعمال کی تو سارے سال کیلئے اعمال کی حفاظت ضروری ہے اور بزرگوں نے کہا ہے سب سے اچھا یہ ہے کہ روز کے اعمال پر بھی روز توبہ کر لو۔

رمضان کا مہینہ تو آیا تو سب کچھ دے کر چلا گیا، ایک شب ایسی تھی کہ جس کی نعمتوں کا کوئی ادراک بھی نہیں کر سکتا، اللہ پاک نے فرمایا اے ہمارے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم عنقریب تم کو اتنا دیں گے کہ تم راضی ہو جائے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں

راضی ہی نہیں ہوں گا جب تک کہ میری ساری امت نہ بخشی جائے گی۔

ارے تم کیا جانو شب قدر کیا ہے اور واقعی ہمارا ادراک کہاں کہ ہم سمجھ سکیں کتنے احسانات ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمارے اوپر اور کسی کو درود شریف پڑھنے کی توفیق بھی دینا ان ہی کی عطا ہے اور یاد رکھو کسی کار خیر کی توفیق ہو جانا نشانی ہے اس عمل کے مقبول ہو جانے کی۔

اعمال کا محاسبہ

تو اپنے گناہوں کا وزن نہ بڑھایئے، روزانہ کا حساب روز کر لیں، صبح کو اٹھ کر اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرو اور اپنی کوتاہیوں پر تاسف اور اللہ سے توفیق مانگئے، نیک اعمالی کی اور گناہوں سے توبہ کیجئے اور حادثات اور دنیا کے فتنوں سے پناہ مانگئے اور ارادہ کر لیجئے کہ ہم سارے دن اچھے کام کریں گے اور برے کاموں سے بچیں گے اور پھر رات کو سوتے وقت سارے دن کے گناہوں کی فہرست پر نظر ڈالئے اور معافی طلب کیجئے۔ ہمارے حضرت فرماتے تھے کہ روزانہ توبہ کرنے سے یہ فائدہ ہے کہ جس دن تمہاری موت آئے گی صرف اسی دن کے گناہ تم پر رہ جائیں گے اور وہ بھی خدا کی ذات سے امید ہے کہ معاف ہو جائیں گے، ایک ہر وقت خطا کار سمجھو اپنے آپ کو اور مراقبہ روزانہ کیا کرو کہ قبر میں کیا ہوگا؟ حشر میں کیا ہوگا؟ گناہوں پر عذاب اور نیکیوں پر انعامات کیا ملیں گے؟

اس پر روزانہ سوچا کیجیے اور کسی مخلوق کے سامنے یہ نہ کہا کیجئے کہ میں گنہگار ہوں، صرف اللہ کے آگے اپنی گنہگاری کا اعتراف کیا کرو اور اللہ کا پھر شکر ادا کرو کہ گنہگار ہونے کے باوجود اللہ پاک نے ستاری فرمائی اور تم کو لوگوں کی نظروں میں ذلیل و رسوا نہیں کیا، اے اللہ جس طرح دنیا میں آپ نے ہماری ستاری کی ہے اس طرح روز محشر میں بھی ہماری ستاری فرمایئے اور دین و دنیا کی رسوائی سے محفوظ رکھئے۔

اللہ پاک فرماتے ہیں کہ بہت سی چیزیں تم ناپسند کرتے ہو اور ہم جانتے ہیں کہ وہ تمہارے لئے اچھی ہیں۔ تمہاری کیا عقل کیا فہم کیا ادراک اللہ جل شانہ کی مشیت میں ایک شمع برابر کا تصرف نہیں ہو سکتا۔

اب اگر واقعی ناگواری آتی ہے تو تم (انا للہ و انا الیه راجعون) کہو اور ہر چیز کو اللہ پاک کی طرف منسوب کرو، تم کیوں اپنی رائے کو دخل دیتے ہو کہ اگر ایسا ہوتا تو یہ ہوتا اور یہ ہوتا تو

ایسا ہوتا' ارے جو کسی وہم گمان میں بھی نہ ہو' اللہ پاک اپنی مشیت سے وہ کر کے دکھلا دیتے ہیں' صاحب ایمان کے لئے ہر دم فتح ہے' تمہاری عالم اسباب پر نظر کیوں جاتی ہے' خالق عالم کی مشیت پر کیوں نظر نہیں' خدا کی مشیت میں شر تو ہو ہی نہیں سکتا جس کو خود اپنی کامیابی کا یقین نہ ہو وہ بڑی اکثریت سے کامیاب ہو جائے اس میں سوائے مولا کی منشا کے اور کچھ نہیں۔

ہاں جن کو اپنی جمعیت پر ناز تھا ان کو ان کے ناز نے اور غرور نے مارا اور جنہوں نے عالم ہو کر نفاق کا بیج بویا ان کو ان کے نفاق نے ڈبویا۔ کیا کسی عالم کے دل میں خدا کا بھی خوف تھا۔ یہ لوگ چاہے عالم ہوں یا نہ ہوں لیکن کسی اللہ والے کی صحبت میں نہیں بیٹھتے ان کو خود نمائی اور نفاق نے ڈبو دیا۔ اللہ نے ان کی ہوا خیزی کر دی۔

عالم کا یہ کام نہیں کہ لوگوں کو خطرہ سے آگاہ کرنے کو کھڑا ہو اور خود اسی دلدل میں کود پڑے۔

بہر حال اس میں بھی بہتری ہے' بڑے بڑے سیاستدان غوطہ کھا گئے ہیں وہ تو بیچارے ابھی کیا ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ آپ کسی کو برا بھلا کہیں نہ بھلا کہیں' بس خدا کی مشیت پر راضی ہو جایئے' یہ بھی ایک سمجھنے کی بات ہے کہ اگر یہ جماعتیں اتنی کثرت سے اپنا پروپیگنڈہ نہ کرتیں اور سامنے آ کھڑی نہ ہوتیں تو بغیر دنگا فساد اور خونریزی کے کام نہ ہوتا بہر حال اللہ بہتر جانتا ہے اور کیا تعجب ہے کہ انہی کو خدا ہدایت عطا فرما دے' وہ تو جس سے چاہتے ہیں کام لے لیتے ہیں تو ہم اپنے احباب سے یہی کہتے ہیں کہ الگ ہو کر رہو ان تمام فتنوں سے۔

موجودہ دور کی کرامت

بزرگوں سے پوچھا کہ حضرت جیسے بزرگوں کی کرامتیں سنی ہیں آج ایسے بزرگ دکھائی نہیں دیتے' جواب دیا ہر زمانہ میں کرامت والے بزرگ کم ہی رہے ہیں' تم نے سارے کرامت والے بزرگوں کی ایک کتاب کسی جگہ ٹھہر کر پڑھ لی ہوگی جو یہ سمجھ بیٹھے کہ سارے بزرگ کرامت والے ہی ہوا کرتے ہیں' دوسری بات یہ کہ اس وقت کرامت مادی تھی جو نظر آجاتی تھی اور آج کرامت معنوی ہے تو آج کرامت وہ ہے جس کی صحبت سے نیک کاموں کی توفیق ہو جائے' صفائے باطن ہو اور ذکر الٰہی زبان پر آجائے اور ایسے لوگ طلب سے ملتے ہیں'

اگر تم کو طلب ہوگی تو ایسے لوگ ہر زمانہ میں موجود رہتے ہیں اور اس میں بھی توفیق ایزدی اصل ہے تو میں حفاظت اعمال میں بات کررہا تھا 'اخلاق نبی صلی اللہ علیہ وسلم معلوم کرو انہیں اعمال کی کوشش کرو' دیانت' متانت' امانت' علم' صبر' شکر' عفو خیر خواہی یہ سب آپ کے اخلاق تھے اور یہی دین ہے۔ نظم الاوقات مقرر کرو ہر کام کے لئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پسند والی چیزوں کو اپناؤ' جس طرح ایک بھنگار چھوٹے سے چھوٹا کیڑا جو حرکات کرتا ہے سب اللہ پاک کی نظر میں ہے اور اس طرح ہمالیہ پہاڑ بھی اس کی نظر میں ہے' کوئی بھی اس سے پوشیدہ نہیں۔

ارے ایمان کی قدر کرو اور اس کی حفاظت کرو' اللہ پاک قرآن میں جگہ جگہ ارشاد فرماتے ہیں اے ایمان والو' اے لوگو جو ایمان لائے' سبحان اللہ کیسے اچھے کتنے پیارے الفاظ ہیں جو ان الفاظ میں اپنے بندہ کو یاد کرے وہ اپنے بندوں کے دلوں کی باتیں نہیں جانتا؟ ارے کس غفلت میں پڑے ہو۔

میں ہوں بزم دوست میں اور دل ہے محو غیر دوست
وائے محرومی کہاں بہکا چلا جاتا ہوں میں

یا اللہ ہم کو اس محرومی اور غفلت سے بچایئے یا اللہ آپ نے ہم کو ایمان عطا فرمایا ہے' ہم سے اس کی حفاظت بھی نہیں ہو رہی' یا اللہ ہمارے ایمان کی حفاظت کیجئے' ہم کو نیک اعمال کی توفیق دیجئے' ہمارے ملک میں اسلامی حکومت قائم کیجئے' ہمارے رہنماؤں کو جو نادان ہیں' فہم دین اور اپنی کامل اطاعت عطا کیجئے' ہر بلائے زمین و آسماں سے ہم سب کو بچایئے' ہمارے وجود میں جس نعمت کی ضرورت ہے سب میں پاکیزگی اور اخلاص عطا کیجئے' ہم کو ہمارے اہل و عیال' دوست احباب اور جمیع اہل اسلام پر فضل کیجئے' یا اللہ! ہمارے بیماروں کو شفا دیجئے' قرض داروں کو قرضہ سے نجات دیجئے' بیروزگاروں کو روزگار اور بے اولادوں کو اولاد عطا کیجئے' اپنی رضائے کاملہ عطا کیجئے' اپنے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت عظمت اور محبت عطا کیجئے' یا اللہ جن اہل حق لوگوں سے آپ نے ہم کو نسبت عطا کی ہے ان کے درجات میں ترقی عطا کیجئے' ان کو صحت و عافیت نصیب کیجئے اور ہم سب کا خاتمہ ایمان پر کیجئے۔ (آمین یارب العالمین)

زندگی کے مصائب

(افکار وآلام کا علاج)

مجلس بروز جمعہ نماز عصر بتاریخ 22 ذی الحجہ 1405ھ بمطابق 19 اگست 1985ء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ. نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

حاضرین......السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے ہر دفعہ یہی خیال آتا ہے کہ آپ لوگوں کے سامنے کیا بیان کروں، جو باتیں ضروری تھیں وہ متعدد عنوان سے برسوں گزر گئے پیش کرتا رہا ہوں، الحمدللہ اس ناکارہ کے پاس جو علم اور تجربہ ہے اور جس سے مجھے خود نفع ہوا ہے وہیں باتیں آپ لوگوں سے عرض کر دیتا ہوں، معلوم نہیں آپ صاحبان نے اس سے کتنا نفع اٹھایا یا آپ کے کیا ارادے ہیں۔

پھر یہ عرض کروں گا کہ اللہ کے لئے سمجھ لیجئے وقت بہت کم ہے، وقت کی قدر کیجئے، جو بات دین کی اور اللہ اور رسول کی معلوم ہو جائے اس کو اپنا شعار بنا لیجئے، اس پر آخر عمل کا کون سا وقت آئے گا۔ کب تک کے لئے ملتوی کرتے رہیں گے، اب یہ عذر کرنا کہ اس میں یہ مشکل ہے، یہ دشواری ہے یہ سب غلط ہے، جس دن ارادہ کرو گے اسی دن ان شاء اللہ کام بن جائے گا۔

دین کی آسانی

الدین یسر .... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اعلان ہے کہ دین بہت آسان ہے اور کلام اللہ میں بھی یہی بتلایا ہے کہ دین آسان ہے مگر دین کے معنی لوگوں نے مذہب کے سمجھ رکھے ہیں اور مذہب میں کیا ہوتا ہے، کچھ رسومات ہوتی ہیں، کچھ عبادات ہوتی ہیں، ان کو

ادا کرلیا اور سمجھے کہ ہم نے مذہب کا حق ادا کر دیا' دوسرے مذاہب میں یہی ہوتا ہے کہ کچھ عبادات کی رسومات اور طریقے ہیں بس ان کو انہوں نے کرلیا اور مذہب کا حق ادا ہو گیا' اب آزاد ہو جو چاہے کرو' کوئی پابندی اور رکاوٹ نہیں' جیسے چاہو معاملہ رکھو' جیسے چاہو تعلقات رکھو' جیسے چاہو معاشرہ میں رہو' کوئی باز پرس نہیں' بس مذہبی رسومات ادا کرلیں' مذہب کا حق ادا ہو گیا' دین اسلام میں یہ بات نہیں' دین اسلام ایک قانون فطرت ہے اللہ جل شانہ' خالق کائنات نے انسان کو پیدا فرمادیا' اب یہ اس کی خالقیت ہے کہ اس نے ہر مخلوق کو اپنی روزی حاصل کرنے کا طریقہ بتادیا' اس کو دوست و دشمن کی پہچان بتادی' جتنے بھی جانور چرند پرند ہیں سب کو یہ معلوم ہے کہ ان کی غذا کیا ہے' کیا کھانا چاہیے۔ کن چیزوں سے پرہیز کرنا چاہیے۔ کون اس کے دشمن ہیں' ان سے کس طرح بچنا چاہیے' یہ سب ان کی فطرت میں ہے اور کوئی مخلوق ایسی نہیں کہ جس کے دوست اور دشمن نہ ہوں' یہی معاملہ انسان کے بھی ساتھ ہے' خالق کائنات نے اس کو کھانے پینے' رہنے سہنے کے سب طریقے بتادیئے ہیں مگر انسان اشرف المخلوقات ہے۔ اس کو تمام کائنات پر شرف حاصل ہے' انسان کی حیثیت سے۔

دین اور اس کے شعبے

تو خالق کائنات نے انسان کو مکمل ضابطہ حیات بتادیا ہے' یہ چیزیں تمہارے لئے ضروری ہیں' ان کو تم اختیار کرو اور یہ مضر ہیں ان سے پوری طرح بچے رہو' یہ تمہارے دوست ہیں یہ دشمن ہیں' دوستوں سے تعلق رکھو' دشمنوں سے بچتے رہو' صبح سے شام تک کی زندگی کا ضابطہ اللہ تعالیٰ نے بتادیا کہ ایک شریف انسان کو اس طرح زندگی بسر کرنی چاہیے' اپنا قانون نافذ فرمایا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا کہ ہر ادائے بشریٰ جو انسان سے تعلق رکھتی ہے یعنی اس کی ضروریات لوازمات' تعلقات' حرکات وسکنات سب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے صادر کرا کے عالم خلق کو قیامت تک کے لئے نمونہ بنادیا کہ ہم انسان کو ایسا ہونا چاہیے۔ شریف النفس انسان ایسا ہوتا ہے' اشرف المخلوقات اس کو کہتے ہیں' اس لئے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھو' اور آپ کی اتباع کرو تو ہمارا مذہب صرف عبادات تک محدود نہیں' ہمارا دین تو ہم کو معاملات بھی سکھاتا ہے' معاشرہ بھی سکھاتا ہے'

اخلاق و عادات بھی بتلاتا ہے' تعلقات کی نوعیت بھی بتلاتا ہے' ان تمام باتوں کو سمجھنے کے لئے سارا ذخیرہ احادیث میں بھرا پڑا ہے۔

بھائی میں کتنی مرتبہ کہہ چکا ہوں کہ خدا کے لئے تم سوچو کہ تم مومن ہو' تو ایمان کس کو کہتے ہیں' ایمان کے تقاضے کیا ہیں' مسلمان ہو تو اسلام کیا چیز ہے' اسلام کے کیا معنی ہیں' ہم مومن ہیں تو کس کے لئے ہیں' ہم مسلم ہیں تو کیوں ہیں' کیا امتیاز ہے مسلم کا بھائی میں کسی سے بدگمانی تو نہیں کرتا مگر یہ خیال آتا ہے کہ آپ لوگوں میں سے بعض صاحبان دین کی اچھی باتیں سننے کے بعد بھی اس کا تہیہ نہیں کرتے کہ ہم اپنی زندگی صاحب ایمان ہونے کی حیثیت سے ایسی بسر کریں گے' مسلم ہونے کا حق ایسے ادا کریں گے۔

صحبت کی برکات

اللہ تعالیٰ کا احسان عظیم ہے کہ مجھے سب طرح کی حیثیت کے لوگوں سے سابقہ پڑتا ہے اور سب لوگ مجھ سے تعلق رکھتے ہیں' دیکھتا ہوں کہ آج کل کا نوجوان طبقہ انگریزی تعلیم یافتہ اب کیسا مومن بن رہا ہے' ایک نوجوان نہ معلوم اس کو دین کا چسکہ کہاں سے لگ گیا' شاید جمعہ کی مجالس میں یہاں آیا کرتا تھا' دین کی کتابیں پڑھنا شروع کر دیں' اس نے داڑھی بھی رکھ لی' کرتا پاجامہ پہننا شروع کر دیا' نماز کا پابند ہو گیا' باپ خفا ہے' ماں ناراض ہے۔ کہتی ہے کہ تیری شادی نہیں ہو گی' تو نے داڑھی رکھ لی ہے اس کے ساتھی مذاق اڑاتے ہیں۔ اس نے کہا کہ میں نے تو اس چیز کو اللہ اور اس کے رسول کی پسندیدہ چیز سمجھ کر اختیار کیا ہے۔ اب چاہے دنیا والے یا ماں باپ پسند کریں یا نہ کریں۔ میں تو ہرگز اس کو نہیں چھوڑوں گا' تو ایسے لوگ بھی پیدا ہو رہے ہیں' بڑی ہمت افزائی ہے۔ ارے ہم لوگوں کو شرم معلوم ہوتی ہے کہ اس عمر تک پہنچ گئے اور یہ جذبہ ہمارے پاس نہیں ہے جو اس نوجوان کے پاس ہے۔ ایک اور نوجوان ہے جو شریعت کا پابند ہو گیا' داہنا قدم مسجد میں لے کر جاتا ہے اور بایاں قدم مسجد سے باہر نکالتا ہے اور جب تک مسجد میں رہتا ہے ذکر اللہ میں مشغول رہتا ہے اور بہت سی باتوں میں اس نے خود کو بدلا ہے تو ایسا طبقہ بھی ابھر رہا ہے جو ہم کو شرماتا ہے کہ جیسا جذبہ اس میں ہے ایمان کا اور اسلام کا ہم لوگوں میں نہیں۔

زندگی کا جائزہ لو

بھائی قدر کرو، ہم اور آپ چونکہ اچھی خاصی عمر کو پہنچ گئے ہیں، اپنی زندگی کا جائزہ لے کر دیکھو، خدا کے لئے تم مسلمان کس صورت سے ہو اور ایمان کے کیا معنی ہیں اور اس کا حق ادا ہوتا ہے یا نہیں۔ میں نے کئی دفعہ آپ لوگوں کو کتابیں بتائی ہیں، خدا کے لئے ان کتابوں کو پڑھو اور ان سے یہ تو معلوم ہو جائے گا کہ اسلام کیا چیز ہے؟ اور ایمان کے کیا معنی ہیں اور ہم کو کیا کرنا چاہیے۔ تعلیم الدین، حیوٰۃ المسلمین، جزاء الاعمال یہ کتابیں پڑھا کرو اور ان کے مطابق اپنی زندگی بناؤ، ان کتابوں سے معلوم ہو جائے گا کہ اسلام کیا چیز ہے؟ ایمان کیا چیز ہے؟ اور ہم کو کس طرح زندگی بسر کرنا چاہیے؟ اللہ تعالیٰ کا احسان عظیم ہے کہ اس ناکارہ سے ایسا کام لے لیا ہے کہ حضور سرور کائنات کی عملی زندگی کتاب اور اسوہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں جمع ہو گئی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری زندگی اللہ تعالیٰ کی منشاء کے مطابق ہے۔ آپ کا اٹھنا، بیٹھنا، چلنا، پھرنا، کھانا، پینا، بولنا چالنا، مسکرانا جتنی بشری ادائیں ہیں سب اللہ تعالیٰ کی منشاء کے مطابق ہیں اور الحمد للہ سب احادیث میں جمع ہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کی حفاظت کر کے ہم تک پہنچا دیا ہے، اس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام عملی زندگی ہمارے پاس موجود ہے، خدا کے لئے کتاب "اسوہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم" کو پڑھا کرو، یہ تمہارے لئے آخرت کا سرمایہ ہے اور انسانیت کا شرف۔ سب سے پہلے اس کو پڑھ کر اپنی نمازیں درست کر لو اور سمجھو کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز کو کس طرح ادا فرماتے تھے، نماز ایمان کا جزو اعظم ہے، اس کو صحیح کر لو، پھر وضو کے آداب دیکھو کہ وضو کس طرح کریں، تیمم کس طرح کریں، استنجا کس طرح کریں، اس طرح پہلے اپنی نماز ٹھیک کر لو پھر اس کے بعد آگے بڑھو، آپ کا لباس، پوشاک، رہنا، سہنا، بیوی بچوں سے معاملہ رکھنا، دوست احباب سے تعلق رکھنا تمام امور زندگی سب آپ کو اس کتاب کے اندر مل جائیں گے، بھائی یہ خدمت اللہ تعالیٰ نے مجھ سے لے لی، دل چاہتا ہے کہ ہر شخص اسوہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے پاس رکھے، اس کو پڑھ کر اپنے ایمان اور اسلام کا جائزہ لو اور اطمینان کر لو کہ آخرت کا سرمایہ یہی ہے۔ یہ تو دنیا گزر گئی اور گزر جائے گی، خدا کے لئے

آخرت کا سامان کرلو' آخرت بڑی چیز ہے' تمام کلام اللہ میں آخرت' آخرت...... آخرت کا ذکر ہے کہ دنیا عارضی کچھ عرصہ کی ہے' روز دیکھتے ہو کہ کل اس کا انتقال ہوگیا' آج وہ مرگیا' نوجوان' بوڑھے' بچے عورتیں' مرد آج وہ ختم کل وہ ختم اس طرح کسی دن ہم لوگ بھی ختم ہونے والے ہیں' پھر بھی نہیں جاگتے تو بھائی ختم ہونے سے پہلے جائزہ تو لے لو کہ کہاں جانا ہے' کیا گزرنی ہے' کیا سامان کرنا ہے' اپنا دنیا کا قانون دیکھ لو...... یہاں سے اگر جدہ جانا ہے تو پاسپورٹ ہونا چاہیے' ویزا ہونا چاہیے پھر ایکسچینج بھی لینا پڑتا ہے غیر ملک میں جارہے ہو وہاں تو وہیں کی کرنسی چلے گی اور کام آئے گی' اسی طرح ذرا سوچو اور غور کرو کہ آخرت میں جانا ہے تو وہاں کا پاسپورٹ کیا ہے' ایمان ٹھیک ہے' عقیدتا ٹھیک ہیں' جائزہ لے لو' اطمینان کرلو پھر ویزا آخرت کے لئے کیا ہے؟ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتیں ہیں' زیادہ سے زیادہ سنتوں کا اہتمام کرو' ان شاء اللہ تعالیٰ اسلام بھی صحیح رہے گا' ایمان بھی کامل ہوگا' دنیا کی زندگی بھی پُر عافیت گزرے گی۔ یہ باتیں جو بھی بتارہا ہوں یہ سب کرنے کی ہیں اس کے علاوہ اور میں آپ سے کیا بات کہوں............ ضروری باتیں تو میں بتلا چکا......

اس وقت ایک بات اور سمجھ لیجئے کہ رسومات اور بدعات وغیرہ کا زور ہے۔ ہر شعبہ زندگی میں بدعات ورسومات جاری ہیں...... اس ناکارہ سے جو کچھ بن سکا اس کے متعلق بھی ان مجالس میں عرض کرچکا ہوں کہ بدعات کیا ہیں' رسومات کیا ہیں' میرے متعدد رسائل اس کے متعلق طبع ہوکر شائع ہوچکے ہیں' ان بدعات سے خدا کے لئے بچو' اپنے دین کو خالص رکھو' نماز' روزہ کے پابند رہو............ اللہ اللہ! خیر صلا............ برائیاں اور گناہوں سے بچو' یہ سب کو معلوم ہے کہ گناہ کیا چیز ہے' اگر نہ معلوم ہو تو بڑی سیدھی سی بات ہے کہ توبہ کرو............ استغفار کرو۔

چار چیزوں سے پراگندگی

آج کل چار چیزیں میرے دماغ کو بہت خراب کیا کرتی ہیں ایک پریشانیاں' دوسرے بیماریاں' تیسرے سفلی عمل اور چوتھے برے اور گندے خیالات اور وسوسے یہ چار چیزیں اس وقت میرے ذہن کو پریشان کیے ہوئے ہیں' پریشانیاں عالمگیر ہورہی ہیں' بیماریاں عالمگیر ہورہی ہیں۔ خیالات پریشان کن عام ہورہے ہیں' لوگوں کو خواب وحشت

ناک نظر آ رہے ہیں، یہ مختصر طور پر بتا رہا ہوں کہ مجھے ان باتوں کی سے روز سابقہ پڑتا ہے آپ لوگوں کے کانوں میں بھی ڈالے دیتا ہوں اگر آپ لوگوں کی سمجھ میں آ جائے تو زہے قسمت اور نہ سمجھ میں آئے تو جس سے جی چاہے، سمجھ لو، چار چیزیں جو آپ کو بتلائی ہیں، یعنی (1) پریشانیاں (2) بیماریاں (3) سفلی عملیات (4) گندے اور برے وسوسے اور خیالات ...... یہ ماحول میں ایسی پھیلی ہیں کہ 99 فیصد اسی میں مبتلا ہیں، اچھے پڑھے لکھے لوگ بھی، جاہل بھی، کاروباری لوگ بھی، دفتر والے لوگ بھی، عورتیں بھی، مرد بھی، سب ہی ان چاروں چیزوں میں مبتلا ہیں اور بھی کچھ چیزیں ہوں گی لیکن میں نے یہ چار ہی آپ کے سامنے بیان کی ہیں، اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہم ایسے ماحول میں کیا کریں۔

جس آزادی میں پھونکی تو نے مجبوری کی روح خیر جو چاہا کیا، اب یہ بتا ہم کیا کریں

بھائی مختصر بتلا رہا ہوں، خدا کیلئے سن لو اور یاد رکھو اور اس پر عمل کرو ورنہ عمر بھر چھٹی نہیں ملے گی۔

اللہ تعالیٰ کی عالمگیر قدرت

اب بتائیے آپ کس پر ایمان لائے ہیں؟ کون آپ کا خدا ہے؟ خدا کو آپ نے پہچانا؟ تو ہم نے اس کی آج تک کوشش ہی نہیں کی، ذرا ایک دفعہ نظر اٹھا کر دیکھو زمین اور آسمان کو ستاروں، چاند، سورج کو دیکھو، ان سب کا خالق کون ہے؟ اتنی بڑی کائنات تمہارے سامنے ہے اور تمام دنیا ہے...... اور بڑے بڑے پہاڑ ہیں، دریا ہیں، کون ہے ان کا خالق؟ دو چار دفعہ نظر ڈالو تو معلوم ہوگا کہ بہت بڑی قدرت ہے جو تمام عالم کو کنٹرول کئے ہوئے ہے، کہ سورج اپنے وقت پر نکلتا ہے، چاند اپنے وقت پر نکلتا ہے، ستاروں کا خالق کون ہے......؟ وہی خالق جو دن کا، رات کا، زمین و آسمان کا اور تمام کائنات کا ایک خالق وحدہ لاشریک لہ...... اسی وحدہ لاشریک نے ہمارے لئے ایک ضابطہ حیات اور ضابطہ ممات بنایا اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے بتایا کہ تم اشرف المخلوقات ہو، اسی طرح رہو، یہ نفس ہے، یہ شیطان ہے، یہ پریشانیاں ہیں، یہ بیماریاں ہیں، یہ ضرور ہو کر رہیں گی، ان کی مشیت ایسی ہی ہے، وہ خالق خیر بھی ہیں اور خالق شر بھی ہیں، تو ہمارے خالق نے، ہمارے مالک نے

ہمارے پیدا کرنے والے نے ہم کو علم دیا اور بتادیا کہ یہ خیر ہے اور یہ شر ہے' خیر کا نتیجہ اچھا ہے' دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا اعلان کر دیا یہ سب احادیث میں محفوظ ہیں اور ہمارے پاس سب موجود ہیں' اس طرح خالق کائنات نے ہم کو سب کچھ بتلا دیا کہ خیر کو کس طرح اختیار کیا جائے اور شر سے کس طرح بچا جائے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو دیکھو سب کچھ موجود ہے' میں نے جو چار باتیں بیان کیں' پریشانیاں' بیماریاں' سفلی عملیات' خواب وخیال یہ تو ہم سے وابستہ چیزیں ہیں' ہمارے خالق نے ان کا کوئی تدارک بھی بتلایا ہے یا نہیں؟ یا صرف محض خیالات میں مبتلا کر دیا' پریشانیوں اور بیماریوں میں مبتلا کر دیا' برے برے گندے خوابوں میں مبتلا کر دیا' بتلاؤ کس نے کر دیا' کوئی کرنے والا ہے اپنی مشیت کا یا یونہی اپنے آپ ہی یہ ہوتا رہتا ہے؟ بھائی صاحب ایمان ہونے کی حیثیت سے ماننا پڑے گا کہ کوئی خالق ہے اس کے حکم سے ایسا ہو رہا ہے' اس کی مشیت سے ہو رہا ہے' جب اس کی مشیت سے ہو رہا ہے تو اس کی رحمانیت سے بعید بات تھی کہ زہر پیدا کر دے اور تریاق پیدا نہ فرمائے' شیطان پیدا فرمائے' نفس کو شرارت دے اور اس کا تدارک نہ بتائے' یہ ان کی شان کریمی اور رحمانیت سے بعید تھا انہوں نے بتایا دیا کہ شر یہ ہے اور اس کا یہ تدارک ہے۔ خیر یہ ہے اور اس کو یوں حاصل کیا جائے' یہ خیر کے اعمال ہیں تم خیر کے اعمال اختیار کرو اور شر کے اعمال سے بچو جس میں تمہارے لئے یہاں بھی فلاح ہے اور آخرت میں بھی فلاح ہے' کھلا ہوا قانون ہے' کھلا ہوا ضابطہ ہے' نہ پریشانیاں اس کے اندر ہیں اور نہ بیماریاں ہیں' نہ دشواریاں ہیں' سارا تدارک یہ ہے کہ اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی فرمانبرداری اختیار کرو' ان کے احکامات کو بجالاؤ' عافیت ہی عافیت ہے اور اگر نفس کا کہنا مانو گے تو زمانہ سے مغلوب ہو جاؤ گے' تمہاری خوشی پریشان رہو' بیمار رہو' گندے وسوسہ اور برے خواب دیکھا کرو اس کا کوئی ذمہ دار نہیں تم نے شر پسند کر لیا اور اس کو اختیار کر لیا تو اس کا نتیجہ بھگتو' سیدھی بات ہے اللہ میاں فرماتے ہیں کہ ہم نے تو بتادیا کہ یہ تمہاری دشواریاں' تمہاری بیماریاں اور تمہارے برے خیالات یہ سب تمہاری

بداعمالیاں ہیں اور شامت اعمال ہے۔ جیسے عمل کرو گے اس کا خمیازہ بھگتو گے' اللہ میاں تو خالق خیر بھی ہیں اور خالق شر بھی ہیں اور شر سے بچنے کی تدبیریں بھی اللہ تعالیٰ نے بتلادی ہیں کہ یہ برے خیال' بیماریاں' دشواریاں' پریشانیاں کس طرح رفع ہوسکتی ہیں' عمل اور ردعمل یہ اللہ تعالیٰ کا قانون ہے' عالم امکان میں اس کو کوئی بدل نہیں سکتا' کسی کی مجال نہیں سورج کے اندر جو تاثیر ہے کسی کی مجال نہیں کہ اس کو بدل دے' جس چیز میں جو تاثیر اللہ نے رکھ دی ہے وہ ان کے حکم سے ہے اور ان کے حکم سے قائم رہے گی' اس کی تاثیر کوئی بدل نہیں سکتا' آگ ہمیشہ جلائے گی' برف ہمیشہ ٹھنڈی رہے گی' گرم چیز گرم معلوم ہوگی' کڑوی چیز کڑوی معلوم ہوگی' میٹھی چیز میٹھی معلوم ہوگی' اب تمہاری خوشی ہے کہ تم میٹھی چیز کھاؤ یا کڑوی چیز کھاؤ' برف کے اوپر ہاتھ رکھو یا آگ کے اوپر ہاتھ رکھو' یہ تمہارے اختیار میں ہے لیکن آگ اپنا فعل ضرور کرے گی۔

گناہ اور ان کا نتیجہ

اس طرح جتنے بھی گناہ ہیں سب دوزخ ہیں' آگ ہیں تم ان کو اچھا سمجھ کر لذیذ جان کر اختیار کرتے ہو' تو اب تم کو اس کا نتیجہ بھگتنا پڑے گا' خالق کائنات نے ہمارے رب نے ہمارے پیدا کرنے والے نے بتادیا ہے کہ یہ شر ہے اس کی یہ تاثیر ہے کہ برباد ہوجاؤ گے' پریشان رہو گے' بیمار ہوجاؤ گے' دشواری ہوگی' تباہی و بربادی آئے گی' لوگ تمہیں ذلیل کریں گے' یہ شر کے اعمال ہیں' خبردار ان کو ہرگز نہ کرنا اگر کرو گے تو نتیجہ بھگتنا پڑے گا' آگ کو چھوؤ گے تو وہ تمہیں جلائے گی' چاہے صدر مملکت چھوئے چاہے گدا گر چھوئے چاہے بیرسٹر چھوئے یا فلسفی چھوئے سب کا ہاتھ جلے گا اور نتیجہ ضرور بھگتنا ہوگا' یہ خدا کا قانون ہرگز نہیں بدلے گا' خوب سمجھ لو' جو نیک عمل کرے گا اس کا نتیجہ اس کو ضرور ملے گا' چاہے چھوٹا عمل ہو یا بڑا عمل ہو' اللہ کی مشیت جاری ہوچکی ہے' نیک اعمال کا اجر دیں گے' سکون دیں گے' فرحت دیں گے' آنکھ بند کی سیدھے جنت میں چلے جاؤ گے' برے اعمال کرو گے' یہاں بھی پریشان رہو گے' برے خواب نظر آئیں گے' سفلی عمل کیا جائے گا' لوگ ستائیں گے' ظلم

کریں گے...... چونکہ تم گناہ کبیرہ کررہے ہو یہ اس کی سزائیں ہیں' قانون فطرت کوئی نہیں بدلے گا' اپنے گریبانوں میں سرڈال کردیکھو تو ساری پریشانی' ساری بیماری ہماری شامت اعمال ہیں' ہم برے اعمال کرتے ہیں' آنکھ ہماری بھٹکتی ہے اور کبیرہ گناہ کرتی ہے' نامحرم پر نظر پڑتی ہے اور یہ گناہ کبیرہ ہے اور گناہ کبیرہ کی سزا آخرت میں بھی ہے اور دنیا میں بھی ہے' تم گناہ کرتے اور پھر توبہ بھی نہیں کرتے' زبان ہے اس سے غیبت کرنا گناہ کبیرہ ہے' خبردار غیبت مردار بھائی کا گوشت کھانا ہے۔ پچاس دفعہ غیبت کرتے ہو توبہ نہیں کرتے تو بھگتو مردار بھائی کا گوشت کھائے جاؤ اور اس کا نتیجہ بھگتو' یہ قانون فطرت ہے اس کو کوئی بدل نہیں سکتا' ایکشن اور ری ایکشن عمل اور ردعمل فطرت کا قانون ہے' عمل ردعمل تو پھر ہائے ہائے کیوں کرتے ہو' کیوں نہیں گناہوں کو چھوڑتے' نیک عمل کرو گے دل کو سکون ملے گا' راحت ملے گی...... لوگ تم سے خوش ہوں گے' تمہارے کام آسانی سے بنیں گے' تمہارے لئے دنیا میں عافیت ہوگی' آنکھ بند ہوگی' سیدھے جنت میں جاؤ گے تو دونوں اعمالوں کی فہرت ہمارے پاس ہے اب اپنی زندگی کا جائزہ لے لو۔ میرے کہنے سے یہ بھی کرلو' ایک فہرست بناؤ' اس میں دیکھو کہ دن بھر میں تم سے نیک عمل کتنے ہوتے ہیں اور برے عمل کتنے ہوتے ہیں' بھائی جب تک گناہوں کو نہیں چھوڑو گے' چاہے مرد ہوں یا عورتیں...... ردعمل ضرور ہوگا' برے خواب نظر آئیں گے' برے خیالات پیدا ہوں گے' لوگ تم کو ستائیں گے' بیماریاں پریشانیاں آئیں گی' سب اس کا خمیازہ ہوگا' اگر سکون چاہتے ہو تو توبہ کرو' استغفار کرو' گناہوں کو چھوڑو' نیک کام کرو' نیک کام بھی تمہارے اختیار میں ہیں' برے کام بھی تمہارے اختیار میں ہیں' تم نے تو اپنی زندگی بنا ہی لی ہے شرپسند...... اب تم اس کا تدارک کیا کرو گے' ٹیلیویژن دیکھو' ریڈیو سنو' گانا بجانا سنو' نامحرموں کو دیکھو تو رات کو خواب تم کو برے نظر نہ آئیں گے تو کیا کسی اور کو نظر آئیں گے' ٹیلی ویژن ہے' ریڈیو ہے' گانا بجانا ہے' رسومات ہیں' بدعات ہیں اس کا ری ایکشن بھی ہوتا ہے' بدمزگی پیدا ہو رہی ہے' طلاقیں ہو رہی ہیں' خلع ہو رہا ہے' بھائی ضرور ہوگا یہ سب' تم نے اللہ کی نافرمانی کی بھگتو اس کے

نتیجے کو کہتے ہیں کس نے سفلی عمل کردیا' بیوقوف ہو' کسی نے عمل ول نہیں کیا' خود تم نے کیا ہے' تم خود سفلی عمل کر رہے ہو اور اس کا تدارک نہیں کرتے' عامل ڈھونڈتے پھرتے ہو' تعویذ گنڈوں کے پھیر میں رہتے ہو' اس حماقت سے باخبر ہو جاؤ' سفلی عمل اگر ہوا ہے تو خدا کے حکم سے ہوا ہے۔ تم نے گناہ کبیرہ کیے ہیں اس کی سزا مل رہی ہے' سفلی عمل والے سزا دے رہے ہیں' تم کو من جانب اللہ سفلی عمل جو تم پر کر رہا ہے وہ منجانب اللہ تم پر مقرر ہوا ہے تا کہ تم کو سزا دے اس چیز کی جو تم خدا کی نافرمانی کر رہے ہو' خدا کی نافرمانی کرو گے ضرور اس کی سزا ملے گی' کبھی آدمیوں کے ذریعے ملے گے...... کبھی شیطانوں کے ذریعہ ملے گی' کبھی حادثات کی صورت میں ملے گی' کبھی بیماری کی صورت میں ملے گی' سزا ضرور ملے گی' دنیا میں بھی آخرت میں بھی' سمجھ میں آئی یہ بات...... لوگ شکایت کرتے ہیں' ہم پر بڑا ظلم ہو رہا ہے' یہ پریشانیاں ہیں' یہ دشواریاں ہیں' یہ کون کر رہا ہے؟ خالق کائنات کی طرف سے ہو رہا ہے جس نے ہم کو پیدا کیا ہے جو چیزیں زہر ہیں اور بڑی سنگین ہیں اور جن پر ہم کاربند ہیں' یہ سب دوزخ میں لے جانے والی ہیں اور جو اچھے اعمال ہیں اور اچھی باتیں ہیں اس کا ثمرہ دنیا میں عافیت کی صورت میں ملے گا اور آخرت میں بھی جنت ہے تو اللہ میاں نے تو اعلان کردیا' اب تمہارے اختیار میں ہے کہ تم دوزخ والے اعمال اختیار کرلو یا جنت کے اعمال اختیار کرلو' چھپی ہوئی کوئی بات نہیں...... تمہارے برے اعمال کا کوئی دوسرا تدارک نہ کرسکے گا' سب اپنی اپنی حالت میں مبتلا ہیں' چاہے وہ ڈاکٹر صاحب ہوں' چاہے بیرسٹر صاحب ہوں' چاہے جج صاحب ہوں' کوئی تدارک نہیں کرسکتا' نہ حکیم کرسکیں گے' نہ عامل کرسکیں گے' نہ وظیفے والے کرسکیں گے نہ تعویذ گنڈے' جب تک کہ تم بداعمالیاں نہ چھوڑ دو گے' گناہ نہ چھوڑو گے اور پھر اللہ تعالیٰ کی رحمانیت اور کریمی ہے کہ فرمایا توبہ کرو ہم سب معاف کردیں گے "اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا، لَاتَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ" .... بشر ہونے کی حیثیت سے' انسان ہونے کی حیثیت سے' شیطان نے بہکا دیا' مرعوب ہوگئے' مغلوب ہوگئے' تم نے گناہ کرلیا' آنکھوں سے' کانوں سے' زبان سے' دل

سے' پھر کہتا ہوں کہ تم گھبراؤ نہیں تم صاحب ایمان ہو' توبہ کرو' استغفار کرو...... اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے ہم سب معاف کر دیں گے' خدا کیلئے ان دن رات کے گناہوں کو سب سے پہلے چھوڑ و اور توبہ کرو' پھر دیکھو عافیت ملتی ہے یا نہیں' میں کہتا ہوں اس بات کو آزما کر دیکھو' گناہ چھوڑ و توبہ کرو' استغفار کرو پھر دیکھو کہ دل کی حالت بدلی یا نہیں؟ ان شاء اللہ بالکل بدل جائے گی' توبہ استغفار کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمایت اس کی نصرت و تائید ہمارے شامل حال ہو جائے گی' اب چاہے ظاہر میں بیماری ہے لیکن طبیعت میں سکون ہوگا' تمہاری مرضی کے موافق دعا قبول ہو یا نہ ہو...... دعا مانگنے کے بعد سکون قلب ضرور نصیب ہو جاتا ہے یہ تو بھائی اللہ تعالیٰ سے دعا مانگو' پناہ مانگو' گناہوں کو چھوڑ و' توبہ کرو' استغفار کرو۔

ان شاء اللہ تعالیٰ بیماریاں نہیں آئیں گی' کثرت سے جو آج کل آ رہی ہیں اور پریشانیاں بھی نہیں ہوں گی' دشواریاں بھی نہیں پیش آئیں گی' اتنی تمہید کے بعد مختصر یہ ہے کہ خدا کے لئے نماز کی پابندی کرو...... وہ بارگاہ خداوندی میں حضوری کا وقت ہے' دیکھو ایک شخص ہے وہ مظلوم ہے اور بہت اس کے ساتھ ظلم ہو رہا ہے' صدر مملکت کے پاس تک اس کی رسائی نہیں' بے چارہ مجبور ہے' پولیس والے' دفتر والے تمام پریشان کر رہے ہیں' کوئی اس کی داد' فریاد نہیں سنتا' حاکم تک اس کی رسائی نہیں ہے' مجبور ہے مگر احکم الحاکمین اللہ تعالیٰ کے ساتھ یہ معاملہ نہیں' انہوں نے فرمایا ہے کہ ہمارا دروازہ ہر شخص کے لئے ہمہ وقت کھلا ہوا ہے جو بندہ بھی جس وقت آ جائے گا اور سر جھکا کر ہمارے سامنے بیٹھا وہ ہمارا بندہ ہے' ہم اس کے سامنے موجود ہیں' ہم فریاد سنیں گے اور دادرسی کریں گے' دنیا کے حاکموں کا دستور اور ہے' احکم الحاکمین کا دستور اور ہے...... انہوں نے کہا کہ ہمارے پاس آ جاؤ' نماز پڑھو اور اپنی پریشانی دشواری جو کچھ ہے ہم سے کہو۔

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَ لَاتُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْلَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ

خود ہی یہ دعا تعلیم فرمائی کیسے رحمت کے الفاظ ہیں' وہ احکم الحاکمین ہی ہمارے رب

ہیں ہماری پرورش کرنے والے ہیں ارحم الراحمین ہیں۔

بارگاہ خداوندی میں آ جاؤ

ان کی بارگاہ میں جاؤ حاضری دو ان کے دربار میں ہاتھ اٹھا کر فریاد کرو جو کچھ کہنا ہے کہو کہ یہ بیماری ہے یہ پریشانی ہے براہ راست حق تعالیٰ سے کہو کسی کو بیچ میں لانے کی ضرورت نہیں رات کی تنہائی ہو یا کوئی وقت ہو اختیار ہے جب چاہو حاضر ہو جاؤ ایک قوی وسیلہ تمہارے پاس ہے کہ تم نبی الرحمۃ کے امتی ہو یہ بڑی قوی نسبت گرامی ہمارے ساتھ ہے اللہ تعالیٰ جانتے ہیں تم ہمارے محبوب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہو اب اگرچہ تم گنہگار ہو خطا کار ہو پریشان بدحواس ہو سب کچھ ہو مگر توبہ کرو استغفار کرو گناہوں کو چھوڑ دو ان شاء اللہ تمہاری عزت دنیا میں بھی ہو جائے گی اور آخرت میں بھی ہو جائے گی۔ آ گیا سمجھ میں ...... ہماری آنکھیں بہکتی ہیں کان بہکتے ہیں دل بہکتا ہے خدا کے لئے ان کی حفاظت کرو نامحرم عورتوں کا بے پردہ باہر پھرنا بڑی بے شرمی اور بے حیائی کی بات ہے خدا کے لئے حیا اختیار کرو اور جو کچھ کہنا ہے اپنے رب سے کہو اور اس طرح کہو۔

یا ارحم الراحمین یا مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ. اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ، رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِیْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَیْنَآ اِصْرًا کَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَ لَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ

رجوع الی اللہ کا نسخہ

اقرار کرو کہ ہم سے بھول چوک خطا و نسیان ہو گیا یا اللہ ہماری پکڑ نہ کیجئے گا ہماری بدکرداریاں اور شامت اعمال ہم کو پریشان کئے ہوئے ہیں طرح طرح کی دشواریاں بیماریاں گھیرے ہوئے ہیں یا اللہ ہم سے برداشت نہیں ہوتیں معاف فرما دیجئے ہم پر رحم و کرم فرمائیے ارے غور تو کرو خود اللہ میاں کہلوا رہے ہیں یہ کہو جب کہلوا رہے ہیں تو کیا قبول نہ فرمائیں گے یہ رحمت ہے امتیان محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پر اس سے فائدہ اٹھاؤ روز اللہ میاں

کے سامنے یہ پڑھا کرو، وہ سمیع و بصیر ہیں، سب سنتے ہیں اور دیکھتے ہیں اور ہر وقت تمہارے ساتھ ہیں "وهو معكم اين ما كنتم" ان کو دور نہ سمجھنا وہ تمہارے قریب ہیں، جب وہ فرمارہے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں، کہو کیا کہتے ہو، مانگو کیا مانگتے ہو، تم ہماری مخلوق ہو ہماری توجہ تمہارے اوپر ہے، تم مومن ہو غور کرو، ارے ہزاروں جانیں قربان یہ کتنی بڑی ناقدری ہے کہ حق تعالیٰ خود الفاظ بتلائیں اور کہلوائیں اور تم نہ کہو، تم اس کی طرف تو رجوع نہ کرو اور عاملوں کے پاس دوڑتے پھرو، بڑی بے غیرتی اور بے شرمی کی بات ہے، کیسے مومن ہو اور کیسے مسلم ہو جو بلا رہا ہے تم کو تمہارا خالق و رازق ہے اور جو حاجت روا ہے جس کے اختیار میں سب کچھ ہے اس کو چھوڑ کر بھاگے بھاگے پھرتے ہو عاملوں کے پاس۔

بس تمہاری ساری پریشانی دشواری بیماری مصائب و آلام کا علاج ایک ہی نسخہ ہے اور وہ رجوع الی اللہ ہے۔

بس اب دعا کرو

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَ لَاتُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْلَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ

یا اللہ ہم سے شامت اعمال برداشت نہیں ہوتی، یہ بیماری یہ پریشانی یہ بدحواسی یہ پراگندگی یہ لوگوں کا ستانا، یہ لوگوں کا ظلم و ستم یا اللہ ہمیں عاجز کردیا ہے، اس زندگی نے پریشان کردیا ہے، چاروں طرف شیطان ہی شیطان نظر آتے ہیں اور ہماری بداعمالیاں ہیں۔

یا اللہ ہم آپ سے رجوع کرتے ہیں، آپ کی بارگاہ عالی میں ہاتھ اٹھائے ہیں، آپ کے ناچیز بندے ہیں...... آپ کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہیں۔

رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ

ہم نے اپنی بداعمالیوں سے غفلت سے اپنے آپ کو برباد کرلیا ہے، تباہ کرلیا ہے۔ ہم تو جہنم میں چلے جائیں گے، بڑے گھاٹے میں آجائیں گے، ہمیں اپنے کرم سے معاف فرمادیجئے...... یا اللہ ہم سے بھول چوک ہوتی رہتی ہے لیکن ہم سے مواخذہ نہ فرمائیے۔

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا

یا اللہ یہ آپ کا کلام ہے۔ ہم اسی کلام کے وسیلہ سے آپ کی بارگاہ میں فریادی اور ملتجی ہیں، صدقہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم سب کے حق میں اس کو قبول فرمائیے، ہمارے حالات اور معاملات پاکیزہ کر دیجئے۔ رَبَّنَا وَ لَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ

یہ شامت اعمال ہماری آنکھوں کے گناہ، ہمارے کانوں کے گناہ، ہمارے دل و دماغ کے گناہ جو ہم سے دن رات صادر ہو رہے ہیں، اب وہ بیماریوں کی صورت میں دشواریوں کی صورت میں ہم کو گھیر لیا ہے۔

یا اللہ آپ علیم و خبیر ہیں، آپ دیکھ رہے ہیں، ہم تباہ ہو رہے ہیں، ہم پریشان ہو رہے ہیں، یا اللہ ہم کیا کریں، یا اللہ ہم پر اتنا بوجھ نہ ڈالئے کہ جس کو ہم برداشت نہ کر سکیں، یا اللہ آپ ہی نے یہ کلمات تلقین فرمائے ہیں، ہمیں ان کا مورد بنا دیجئے۔...... واعف عنا...... ہم کو معاف فرما دیجئے۔ وَاغْفِرْ لَنَا ...... ہماری مغفرت فرما دیجئے...... یہ آپ ہی کا کلام ہے، ہمیں جنہوں نے ستا رکھا ہے اور پریشان کر رکھا ہے، چاہے وہ نفس ہو یا شیطان ابلیس ہو یا انسان ہوں آپ ہمارے مالک ہیں، ولی ہیں، مولا ہیں، ہماری مغفرت فرمائیے، ہم آپ کی بارگاہ میں دست بدعا ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطہ پیش کرتے ہیں، ہماری فریاد اور دعا قبول فرمالیجئے۔

یا اللہ ہم کو عافیت کاملہ عطا فرمائیے، اپنی رضائے کاملہ نصیب فرمائیے، امن چین و سکون عطا فرمائیے، ہر طرح کی خیر و برکت عطا فرمائیے۔

یا اللہ اعمال خیر کی توفیق دیجئے، اعمال شر سے بچا لیجئے، یا اللہ آنکھ بند ہوتے ہی ہمیں جنت عطا فرمائیے، جہنم کے آزار سے بچا لیجئے۔

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ،

امین یارب العالمین بحق سید المرسلین، رحمة للعالمین،

صلی الله علیه وسلم.

مکتوب تسکین

زندگی سے بیزاری کیوں؟

ایک پریشان حال کو تسکین بھرا جوابی خط

عارف باللہ حضرت ڈاکٹر محمد عبدالحیؒ صاحب عارفی قدس سرہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے اجلہ خلفاء میں سے تھے اور آپ کے زبان و قلم نے دین کی عظیم خدمات انجام دی ہیں' آپ نے اپنے ایک متوسل کے خط کے جواب میں ان حضرات کی حالت پر ایک مکتوب تحریر فرمایا تھا کہ جو گوناگوں پریشانیوں کے سبب زندگی سے بے زار رہتے ہیں' یہ مکتوب چونکہ ہر مسلمان کے لئے انتہائی مفید ہے' اس لئے ذیل میں ہم اس کی اشاعت کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔

محب محترم.... وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خط مورخہ 31 جنوری کا 8 فروری کو موصول ہوا۔

الحمدللہ بہتر ہوں آنکھ کا حال بھی بہتر ہے' نزدیک و دور کا چشمہ مل گیا ہے لیکن ابھی لکھنے پڑھنے کی نہ صلاحیت ہے نہ اجازت ہے' صحت وطاقت جو بہت گر گئی تھی الحمدللہ اب رفتہ رفتہ عود کر رہی ہے' مگر اب بھی کافی اضمحلال ہے مگر مشاغل دیرینہ کے تقاضے بھی عود کر رہے ہیں اور بقدر ہمت ان کا حق ادا کرنا شروع کر دیا ہے۔ دعا فرماتے رہیں' آپ نے پچھلے خطوں میں بھی اور اس خط میں بھی پھر اس بات کا تکرار فرمایا ہے کہ

زندہ ہوں مگر زندگی سے بیزار ہوں

نیز یہ کہ شاد بائیدزیستن ناشاد بائیدزیستن

آپ کا یہ انقباض زندگی میرے مذاق حیات پر ہمیشہ گراں گزرتا ہے، اس کے متعلق پہلے خطوط میں اظہار خیال بھی کر چکا ہوں، میں یہ بھی کہتا ہوں کہ اگر یہ ایام زندگی شاق ہیں تو پھر اس کا تدارک کیا ہے، اگر شاید و باید زیستن اپنے اختیار میں نہیں تو ناشاید باید زیستن بھی اپنے اختیار میں نہیں ہے، مرگ بے ہنگام فانی وجہ تسکین ہو چکی۔

زندگی سے آپ گھبراتے ہیں، گھبرایا کریں، آپ زندگی سے ہزار بیزار ہیں مگر یہ زندگی مستعار اسی وقت ختم ہوگی جو اس کے لئے مقرر ہے لیکن اب سوچنا یہ ہے

اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہیں کہ مر جائیں گے　　مر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے

آخرت میں مرنے کے بعد چین ملنے کا کیا یقین ہے، اگر یقین ہے تو اس یقین کی بنیاد یہی تو ہو سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ غفور الرحیم ہے مگر انہوں نے اپنی مغفرت و رحمت کے لئے کچھ شرائط بھی تو مقرر کیے ہیں، کیا آپ کو یہ یقین ہے کہ وہ شرائط آپ نے کماحقہ پورے کر لئے ہیں، یا محض گمان ہی گمان ہے؟ اس لئے ان شرائط کو پورا کرنے کے لئے اہتمام بلیغ کی ضرورت ہے اور وہ اہتمام اسی طرح ممکن ہے جیسا کہ ذیل میں مذکور ہے، اس لئے اپنی اس ذہن حالت کو بدل لئے اور مہلت یافتہ وقت کو غنیمت سمجھئے اور پھر

گر تو نمی پسندی تغیر کن قضارا

ایک بار لکھنؤ میں واقف لکھنوی سے ملاقات ہوئی، میں نے ان سے فرمائش کی قبلہ کوئی ایسا شعر سنائیے جو آپ کی یاد کے ساتھ ہمیشہ یاد رہے تو انہوں نے یہ شعر سنایا۔

وابستہ تھے اسی سے سب لطف زندگی کے　　رخصت ہوئی جوانی کیا کریں گے جی کے

گویا اس شعر نے آپ کے مذاق زندگی کی ترجمانی کی یعنی آپ پیری میں بھی جوانی کی زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں اور جب وہ نصیب نہیں تو اس کے فقدان پر زندگی کو قابل عبرت سمجھتے ہیں اور میرا مذاق زندگی یہ ہے۔

ہر چند پیر خستہ و بس ناتواں شدم　　آنگہ نظر برروئے تو کردم جواں شدم

میں جو محسوس کرتا ہوں وہی بات عرض کروں گا آپ خواہ سمجھیں یا نہ سمجھیں، میرا وجود میرے خالق حقیقی کی عطا ہے اور اس کے ساتھ ہر آن ان کی شان ربوبیت متصرف ہے، یعنی

وہ میرے وجود کے رب ہیں اور میں ہمہ وقت ان کی آغوش رحمت میں پرورش پا رہا ہوں اور اس عارضی حیات آخرت کے لئے جتنے لوازمات بشری ایمانی اور روحانی کی ضرورت ہے میرا رب ہمہ وقت اس سے میری پرورش فرما رہا ہے' نابالغی کے زمانے تک ان نے اپنی شان پرورش کو ماں باپ کے ذریعے سے پورا فرمایا' پھر بالغ ہونے سے تادم آخر براہ راست اپنی پرورش میں لے لیا کیونکہ اب اپنے حقیقی پرورش کرنے والے کا علم اور معرفت کے لئے فہم اور قابلیت بالغ ہونے لگتی ہے اور ایسا علم و معرفت حاصل کرنا اس پر واجب ہو جاتا ہے۔ الحمدللہ کھلی آنکھوں نظر آتا ہے کہ جسمانی پرورش کے لئے طرح طرح کے سامان مہیا فرمادیئے ہیں' راحت' عزت اور عافیت سب کا پورا پورا سرمایہ ہر وقت موجود ہے' جب میں اپنی نادانی سے بد پرہیزی کر لیتا ہوں اور صحت کو نقصان پہنچا لیتا ہوں تو اس کے لئے طبیب اور دواؤں کا انتظام موجود رہتا ہے' جب میں اپنی راحت کے سامانوں میں کوئی نقصان پہنچا لیتا ہوں تو اس کی تلافی مافات بحسن و خوبی اپنے وقت پر ہو جاتی ہے' اسی طرح جب میں اپنی روحانی اور ایمانی صحت کو اپنی غفلت کی وجہ سے نقصان پہنچا لیتا ہوں تو اس کی تلافی کے لئے اپنی شان رحمت سے بہت سی تدبیریں بتادی ہیں اور ان پر عمل کرنے کی تاکید فرمائی اور اس پر شفاء کا وعدہ فرمایا ہے' اس طرح میری پرورش روحانی برابر ہو رہی ہے' جیسے جیسے عمر بڑھتی جاتی ہے اور فطری و بشری ضعف و نقاہت معذورات کا اضافہ ہوتا جاتا ہے اسی طرح ان کے انداز پرورش میں حسب ضرورت تغیر تبدل بھی ہوتا رہتا ہے' یہ جسمانی انحطاط ایک فطری امر ہے اور بشریت کے لوازمات میں ہے اور جو آخر عمر تک اضافہ پذیر ہوتا رہتا ہے لیکن بقائے قوت روحانی اور ایمانی جو حیات دنیوی کے لئے بھی ضروری ہے اور حقیقتاً سرمایہ آخرت ہے اس کے قائم کے لئے بھی اللہ تعالیٰ اپنی شان ربوبیت کے ہر حال میں ہمارے لئے ہر ضروری چیز مہیا فرمادیتے ہیں چنانچہ جب جسمانی انحطاط پیدا ہوتا ہے تو بہت سے ظاہری اعمال یعنی فرائض و واجبات سے بھی ہم کو غیر مکلف بنادیا جاتا ہے مگر باطنی اعمال کا اہتمام اور شدید و قوی کر دیا جاتا ہے' اس لئے اس حیات دنیوی میں خواہ کتنا ہی انحطاط اور ضعف جسم میں ہو جاتا ہے (اعمال باطنی میں قوت پیدا کرنے کی ضرورت ہے اور وہ اعمال باطنی کیا ہیں؟)

صبر، شکر اور استغفار

یہ وہ اعمال ہیں جن سے روح کو اور ایمان کو قوت پہنچتی ہے اور اپنے رب حقیقی کے شان ربوبیت کی معرفت حاصل ہوتی ہے اور اعظم الغایات جنت میں لے جانے کی صلاحیت اور قابلیت پیدا ہوتی ہے اور اس کا حاصل کرنا ہر مومن پر فرض ہے، اعمال باطنی سے قبل یہ بات سمجھئے کہ اس وقت آخر عمر میں حالات زندگی کیا ہیں؟ یہی ہیں کہ دل کمزور، دماغ کمزور اور اعصاب کمزور، ہاضمہ کمزور، غرض کہ تمام اعضاء رئیسہ کمزور، طبیعت میں پستی ہمت اور طاقت کا فقدان اور اس کے ساتھ ساتھ مختلف افکار اور پریشانیاں کچھ اپنا وجود قائم رکھنے کے لئے اور کچھ اپنے اعزاء اور احباب کے متعلق فکر و اہتمام اس کے علاوہ اپنے اور غیروں سے کچھ تلخیاں، کچھ ناگواریاں، کچھ صدمات، کچھ سانحات کے اثرات وغیرہ وغیرہ لیکن میری اس زندگی پر متصرف کون ہے؟ کس کی مشیت میرے ساتھ وابستہ ہے، میرے ہی پروردگار کی مشیت کارفرما ہے، جو بہت ہی بڑے رحیم و رحمان ہیں اور حکیم علی الاطلاق ہیں جو میرے وجود کی پرورش فرمارہے ہیں۔

اب اس عمر میں جسمانی قوی کی پرورش اس قدر کافی ہے کہ جب تک اس کی مشیت میرے جسمانی وجود کو قائم رکھنے کے لئے ہے لیکن حیات آخرت کے لئے روحانی پرورش نہایت ضروری اور اشد ہے اور یہ میری موجودہ جسمانی انحطاط کی حالت سب اسی روحانی قوت کی پرورش کا ساز و سامان ہے یعنی اسی پر احساس زندگی اور احساس بندگی منحصر ہے اور یہی عالم عالم عجز و نیاز ہے جبکہ مسلمان ایاک نعبدو ایاک نستعین کا مصداق بنتا ہے۔ ایام جوانی میں جبکہ مجھ کو حیات روحانی کو قوی بنانے کے امکانات زیادہ تھے اور جسمانی طاعات و عبادات سے روح اور ایمان کو تقویت پہنچائی جاسکتی تھی، وہ وقت میں نے بڑی غفلت سے بسر کیا اور نفس و شیطان سے مغلوب ہو کر اپنی روح اور ایمان کو ضعیف اور مضمحل کر ڈالا، روح اور ایمان کی بقاء قوت سے ناواقف رہا، اب میں یہ دیکھتا ہوں کہ میرے پروردگار نے اسی حالت ضعیفی میں جن مجبوریوں میں اور معذورات میں مجھ کو مبتلا کیا ہے یہ کس قدر رحمت و شفقت کا معاملہ ہے، جس کا اندازہ بھی نہیں کیا جاسکتا، جسمانی انحطاط تو

قانون قدرت کے مطابق ہونا چاہیے تھا' روح میں ترقی وقوت یہ بھی تقاضائے فطرت ہے کیونکہ یہ روح کی قوت وصحت سرمایہ آخرت ہے جو مقصود غایت کائنات حیات انسانی ہے' اب یہ اس زمانے میں جبکہ جسم میں انحطاط ہے اور اعمال جسمانی کے لئے معذورات ہیں تو پھر اعمال باطنی کی سخت ضرورت ہے تا کہ روح اپنی غذا قوت وبقاء حاصل کر سکے' یہی اعمال باطنی ہیں جس کا میں نے اوپر ذکر کیا ہے اور وہ یہ ہیں۔صبر وشکر' استغفار وغیرہ۔

اب یہی شکر ہے کہ ابتداء ہی سے جس کا ادا کرنا ہم پر واجب ہے اور اس کا ہم نے ایام شباب میں اور آج تک حق ادا نہیں کیا اور ہماری روح اس غذائے خاص سے محروم ہی رہی یہی صبر ہے جس کی اہمیت ہم نے کبھی نہ سمجھی اور ہمیشہ بے صبری اور حالات ابتلاء میں شکوہ شکایت کی عادت رہی۔یہی استغفار ہے کہ جس کی اہمیت ہماری نظر میں کبھی نہیں ہوئی اور ہماری روح مختلف قسم کے معاصی سے مجروح اور مضمحل ہوتی رہی۔اب یہ وقت ہے ورنہ یقیناً انجام آخرت کے لحاظ سے خسران عظیم ہے۔ان تمام امور کی اہمیت اور ضرورت روح کی پرورش کے لئے اس قدر اشد ہے کہ یہ تینوں امور ہم پر واجب کر دیئے گئے ہیں۔ ان امور کی تفصیل زیادہ طویل ہوگی' اس لئے مختصر بات یہ ہے کہ صبر وشکر اور استغفار کا مراقبہ اور استحضار دائماً والتزاماً کیا جائے تا کہ روح کی پرورش کی تکمیل ہو اور وہ اپنا مقام فطری حاصل کرے اور اگر یہ ہر وقت ممکن نہ ہو کچھ وقت مقرر کر کے ان امور کا استحضار وتکرار کیا جائے۔ان شاء اللہ جس قدر بھی اہتمام کیا جائے گا' قلب اور روح کی صلاحیتیں اور استعداد درست ہوں گی اور مقصود حیات حاصل ہوگا۔

مراقبہ شکر

مثلاً شکر کے مراقبے کے لئے یہ چند امور پیش نظر رکھیں مثلاً بغیر کسی استحقاق کے دولت اسلام وایمان کا حاصل ہونا' ماں باپ کے آغوش شفقت میں پرورش پانا' علوم ظاہری کی تعلیم وتربیت ہونا ذریعہ معاش کا بقدر معاش آسانی سے میسر ہونا پھر اپنے اعضائے جسمانی کا صحیح اور درست ہونا اور اسی طرح ہزاروں نعمتیں جو ہمارے گردوپیش ہمہ وقت موجود رہی ہیں ان کا استحضار کرنا اور اپنے ماحول زندگی کا اکثر وبیشتر حسب دلخواہ ہونا۔

مراقبہ صبر

اسی طرح امور صبر پر غور کیا جائے مثلاً اپنے جسم کی غیر اختیاری مجبوریاں' بیماریاں خاطر خواہ سامان راحت کا فقدان ماحول کے اثرات دوسروں کے معاملات میں ناگواریاں' تلخیاں وغیرہ وغیرہ ان سب کو منجانب اللہ سمجھ کر صبر کرنا اور اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہنا اور صبر کرنے والوں کے لئے جو اللہ تعالیٰ نے وعدے فرمائے ہیں اپنی معیت رحمتوں اور مغفرتوں کی بشارتوں ان کا طلب گار اور امیدوار رہنا اور ان امور کو کفارہ سیئات اور رافع درجات ہونے کا یقین رکھنا۔

مراقبہ استغفار

اسی طرح استغفار کو اپنا شعار زندگی بنانا' اپنی پچھلی زندگی میں جن غفلتوں' معصیتوں' کوتاہیوں اور حق تلفیوں کا ارتکاب ہو چکا ہے ان کی تلافی مافات کا اہتمام کرنا اور جس کی تلافی ناممکن ہو اس کے لئے توبۃ النصوحہ اور اللہ تعالیٰ کی مغفرت و پناہ مانگنا اللہ تعالیٰ سے دین و دنیا کے فتنوں سے انقلابات کے نقصانات سے ارضی و سماوی آفات و حادثات' سانحات سے اور آفات ناگہانی سے پناہ مانگنا بھی سب عبادت ہے اور یہی سب کچھ سرمایہ آخرت ہے' جس کے مہیا کرنے کے لئے ہم مکلف ہیں۔

نوافل و ذکر

ان اعمال باطنی کے ساتھ ساتھ اس ضعیفی کی حالت میں جس قدر بھی توفیق ہو اور جس قدر بھی تحمل ہو تو کچھ نوافل اور کچھ ذکر لسانی کا اہتمام رکھنا بھی ضروری ہے' مسنونہ نمازیں تہجد' اشراق' چاشت' اوابین اور صلوٰۃ التسبیح جس قدر آسانی سے تلاوت قرآن پاک ممکن ہو ورنہ جس قدر قرآنی آیات زبانی یاد ہوں ان کا ورد رکھنا بڑی سعادت کی بات ہے۔

اس کے علاوہ ذکر لسانی تسبیحات مسنونہ' کثرت سے استغفار' کثرت سے ورد کلمہ طیبہ اور درود شریف اور جب کبھی موقع ملے اپنی ضروریات اپنی احتیاط اور اپنی مشکلات اور اپنی پریشانیوں کے متعلق دل ہی دل میں اللہ تعالیٰ سے باتیں کرنے کی عادت ڈالی جائے اور اپنے والدین' آباؤ اجداد اور اپنے دوست احباب جن کا انتقال ہو چکا ہے ان کے لئے

دعائے مغفرت اور ایصال ثواب کا اہتمام بھی التزاماً رکھا جائے۔ یہ بھی ادائے حق محبت کے لئے ہم پر واجب ہے اور یہی وقت مہلت جو ہم کو نصیب ہے یہ حق محبت ادا کر کے ہم کو سعادت اخروی حاصل کرنا ہے' ضعیفی اور انحطاط عمر کا زمانہ خود ایک ایسی حالت ہے کہ ایک مومن سراپا مورد رحمت الٰہی بن جاتا ہے۔ ایسی حالت میں کہ جب کچھ نہ بن پڑے' صرف معاصی سے بچتا رہے تو اس کا خاموش رہنا' معمولی ضروریات کے لئے چلتے پھرتے رہنا' یہاں تک کہ سوتے رہنا بھی عبادت میں شمار ہوتا ہے۔ یہ لمحات بہت ہی مغتنم ہیں اور ہر لمحہ افزائش سرمایہ آخرت ہے گو کما حقہ پورا نہ ہو پھر بھی قابل ہزار شکر ہے' اگر اس وقت کی ناقدری کی گئی جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے بطور مہلت ہم کو عطا فرمایا ہے' حقیقتاً یہ بڑا کفران نعمت ہے اور خسران عظیم ہے کیونکہ سمجھنے کی بات ہے کہ جب اللہ تعالیٰ حکیم علی الاطلاق ہیں اور ہمارے رحیم و کریم مربی ہیں پھر یہ ہماری حالت شکستہ اور تکالیف جسمانی اور دماغی افکار و پریشانی جس میں ہم مبتلا ہوتے رہتے ہیں' مشیت الٰہیہ کا یہ فعل عبث تو نہیں ہے بلکہ یقیناً اور حقیقتاً یہ لمحات زندگی امور متذکرہ بالا ہی کے واسطے ہم کو عطا کیے گئے ہیں تا کہ ہمارا مقصود حیات اور روح کی صلاحیتوں کی تکمیل بدرجہ اتم ہو جائے تا کہ وہ حیات ابدی و سرمدی کے لئے سرمایہ خاص بن جائے' اس حقیقت کو جان لینے اور اچھی طرح سمجھ لینے کے بعد ہر لمحہ حیات کو غنیمت اور اہم سمجھنا چاہیے اور صبر و شکر کے تقاضوں کو پورا کرتے رہنا چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خود اپنے رحم و کرم سے اس عمر کی اہمیت کی طرف متوجہ فرمایا ہے کہ آخر وقت یعنی نزع کی حالت میں ہوش آنے کے بعد بندہ یوں کہتا ہے کہ "رب لولا اخرتنی الیٰ اجل قریب فاصدق و اکن من الصالحین" لیکن اس وقت یہ تمنا بندے کے لئے لاحاصل ہے مگر ہم کو یہ مہلت دی گئی جو قابل ہزار شکر ہے' اس کو انعام الٰہی سمجھیں اور اس کا شکر کثرت سے ادا کرتے رہیں۔

خیرے کن اے فلاں و غنیمت شمار عمر
زاں پیشتر کہ بانگ برآمد فلاں نماند

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم واللہ المستعان

تشویشات اور بیماریوں کا حل

مجلس بروز جمعہ 5 ذی القعدہ 1404ھ مطابق 3 اگست 1984ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ
الحمدللّٰہ و کفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

لوگ میرے پاس جانے کہاں کہاں سے بے وقت آتے رہتے ہیں۔ آرام کا کوئی وقت نہیں ملتا' یہاں تک کہ مطب میں بھی آ کر مجھے ستاتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ کسی نے سفلی عمل کردیا ہے' کسی نے جادو کردیا ہے' کاروبار نہیں چل رہا ہے' رشتے نہیں مل رہے ہیں' میاں بیوی میں لڑائی ہورہی ہے' دفاتر میں یہ ظلم ہورہا ہے' کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کریں؟ آپ کوئی تعویذ دے دیجئے' کوئی وظیفہ تیار کیجئے' لا الہ الا اللہ' بھئی آپ لوگوں سے استدعا ہے کہ آپ کسی کو میرے پاس نہ بھیجئے بھائی' سنار کا کام لوہار سے لو اور لوہار کا کام سنار سے لو' یہ بڑی غلطی ہے۔ بھئی میں تو آپ لوگوں کو کچھ نصیحت کی باتیں بتاتا ہوں' وہ باتیں بتاتا ہوں جن سے ہماری آپ کی عاقبت خراب ہورہی ہے' ان کے تدارک کی صورتیں بتاتا ہوں چنانچہ اس کی تدبیریں جو اللہ اور اللہ کے رسولؐ نے بتائی ہیں اور بزرگان دین نے بتائی ہیں' وہ آپ لوگوں کے سامنے پیش کرتا ہوں' نہ بزرگی کا سوال ہے اس میں اور نہ تقدس کا مگر کیا بتاؤں کہ ایسی پریشانی میں پڑ گیا ہوں کہ جس کی تدبیر سمجھ میں نہیں آتی' آخر کس کس سے انکار کروں؟ پوچھا جائے کہ کہاں سے آئے ہو؟ کوئی کہتا ہے ملیر سے آیا ہوں' کوئی کہتا ہے کہ کورنگی سے آیا ہوں' فلاں جگہ سے آیا ہوں' ٹھیک بارہ بجے بھی آ دھمکیں گے' اور دو بجے بھی' رات کے نو بجے بھی آ جائیں گے' کوئی وقت کا تعین نہیں' مزید کہتے ہیں کہ معاف کیجئے

گا‘ ناوقت آپ کو تکلیف دی۔ معاف کیجئے گا‘ معاف کیجئے گا‘ ارے بھائی! معاف کرتے کرتے تو ہم پریشانی میں مبتلا ہو گئے‘ اپنے احباب کا حق محبت ہی نہیں ادا کر سکا‘ اخراج اور جرمانہ کہاں سے ادا کروں۔

واقعہ یہ ہے کہ آج کل ہم لوگ سب بدحواس ہو رہے ہیں‘ ایسا ماحول ہو رہا ہے‘ ایسے جکڑ دیئے گئے ہیں کہ کوئی مفر کی صورت بھی نظر نہیں آتی مگر میں پھر بھی آپ کو اللہ اور اللہ کے رسولؐ کی باتیں بتا چکا ہوں کہ اگر کہیں مفر ہے اور پناہ ہے تو صرف اللہ کے پاس ہے‘ اس لئے اللہ ہی کی طرف رجوع کرو‘ یہ بات اچھی طرح سمجھنے کی ہے کہ سفلی عمل‘ جادو‘ آسیب‘ ٹونے‘ ٹوٹکے سب میں تاثیر ہے‘ سنکھیا میں بھی زہر ہے اور سانپ کے اندر بھی زہر ہے اور بھی مختلف چیزوں میں زہر ہے‘ زہر تو بہت ہے لیکن ہر زہر کا تریاق بھی ہے۔

کلام اللہ سے گستاخی

کل ایک صاحب مجھ سے کہنے لگے کہ صاحب‘ ہم بہت پریشان ہیں‘ ایک تعویذ دیجئے یا کوئی وظیفہ بتا دیجئے‘ ہم نے کہا یہ سب چیزیں ہم نہیں جانتے‘ یہ سب فضولیات ہیں‘ لغویات ہیں‘ لوگ خواہ مخواہ وقت ضائع کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ یہ تو حدیث میں بھی آیا ہے‘ اعمال قرآنی میں حضرت مولانا تھانوی رحمتہ اللہ نے اعمال لکھے ہیں‘ کیا یہ سب ہی بیکار ہیں‘ میں نے ان سے کہا کہ اللہ اور اللہ کے رسولؐ نے جہاں جہاں وظیفے بتائے ہیں اوراد بتائے ہیں اور اسمائے الٰہی بتائے ہیں وہاں وہ سب دفع مضرت کے لئے ہیں‘ کہیں سے کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچتا‘ کہیں اپنی جان و مال کا اندیشہ ہو تو اللہ کے کلام میں ان سے حفاظت ہے‘ اس طرح نہیں کہ اللہ کے کلام اور اللہ کے رسولؐ کے کلام یا بزرگوں کے بتائے ہوئے وظیفوں کو جہاں چاہوں استعمال کرلو‘ خواہ وہ مقصد جائز ہو یا ناجائز‘ یاد رکھو! یہ اللہ کے رسول کے بتائے ہوئے وظائف و اوراد ہیں‘ ان کو اگر تم نے غلط استعمال کیا تو اس کا وبال خود تم پڑے گا‘ اس لئے کہ تم اسمائے الٰہی کی امداد کی اور وظائف کی بے حرمتی کر رہے ہو‘ اس کا وبال کسی دوسرے پر تو کیا ہوتا تم خود اس میں مبتلا ہو جاؤ گے‘ ان کو مشغلہ نہیں بنانا چاہیے‘ کیا یہ گستاخی نہیں کہ نہ فسق و فجور کی باتیں چھوڑو اور نہ گناہوں کی باتیں چھوڑو اور ناپاکیوں

میں آلودہ رہو، پھر جب کوئی بیماری ہو جائے یا مصیبت پڑ جائے تو اللہ کا کلام پیش کرو، کتنی بڑی گستاخی کی بات ہے، کتنی بڑی بے ادبی ہے، خبردار! بھئی ایسا ہرگز نہیں ہونا چاہیے، آج تو اسی پر اکتفا کرتا ہوں، آئندہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے صحت وقوت دی اور توفیق بخشی تو تفصیل سے عرض کروں گا۔ بار بار بتاتے، بتاتے الحمدللہ ثم الحمدللہ کیمیا کے نسخے، اسیر کے نسخے آپ کے سامنے پیش کر دیئے، نیز کتابی صورت میں بھی آ گئے، میں نے اپنا حق ادا کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور ہم لوگوں کو سب کو اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

وظائف سے نفع اور ان کی تاثیر

یہ نہ سمجھئے گا کہ چیز مختصر سی ہے، اوراد و وظائف مختصر سے ہیں، یہ کیمیا کے نسخے ہیں، بڑے اکسیر کے نسخے ہیں، ان کے اندر بڑی تاثیر ہے، خدا کے لئے انہی تک محدود رکھو، اسی میں عافیت ہے، آگے وظیفوں میں بڑھو گے تو اندیشہ ہے وہاں کا، ذرا سی بات ہوئی فوراً قرآن خوانی کرالی، یہ نہیں دیکھتے کہ اللہ کے کلام کا ختم کراتے ہو جس میں نہ نیت ہے نہ خلوص ہے بلکہ محض دنیاوی مقاصد کے لئے اور دنیاوی اغراض کے لئے ختم ہوتا ہے، ڈرو کہیں ایسا نہ کہ اللہ کے کلام کا وردتم پر وبال بن جائے، غیر شرعی موقعوں پر استعمال کی وجہ سے............ اس میں کوئی شک نہیں کہ آیۂ کریمہ کے ختم میں بڑی تاثیر ہے لیکن جائز و ناجائز مقاصد کے لئے اس کو استعمال کر رہے ہیں، اس سے ڈرنے کی ضرورت ہے، چاہے دنیا بھر کے عملیات کرلو، اللہ اور اللہ کے رسول کے کلام کو مشغلہ نہ بناؤ، یہ بڑی خطرناک چیز ہے، یہ ادب و احترام کے خلاف ہے، ہمیشہ اس سے بچو، کسی جائز مقصد کے لئے نفس کی قید سے بچنے کے لئے، شیطان کے مکر سے بچنے کے لئے ایسے لوگوں کے شر سے بچنے کے لئے جو خواہ مخواہ درپے آزار رہتے ہیں، استعمال کرنے کے لئے یہ شرط ہے کسی بزرگ سے اجازت لے لو، خود استعمال نہ کرو، اس لئے کہ خدا معلوم کس طرح استعمال کرو گے؟ یہ تمام وظائف و اوراد ایسے ہوتے ہیں کہ جب تک اپنے کسی بزرگ سے ان کی اجازت نہ لے لو مفید ثابت نہیں ہوتے اور ایسے ہی ایرے غیرے کی اجازت کا بھی کوئی اعتبار نہیں۔

نام نہاد عالموں سے بچنے کی ضرورت

کسی عالم صاحب نے ایک اچھے خاصے برسر روزگار جوان کو رات کے پڑھنے کا کوئی عمل بتادیا کہ کھلے آسمان کے نیچے کھڑے ہو کر اتنی دفعہ یہ چیز پڑھو' اس نے وہ وظیفہ پڑھا' نتیجہ یہ ہوا کہ دماغ خراب ہوگیا' پاگل ہوگیا' جو ملازمت تھی وہ بھی جاتی رہی' اعزا جو حواس باختہ پھرتے ہیں آج کل ڈاکٹر کا علاج ہو رہا ہے۔ کبھی ہسپتال جا رہے ہیں' بتانے والے ایسے بیوقوف ہیں کہ یہ نہیں دیکھتے کہ کس مقصد کے لئے بتا رہے ہیں؟ بس کہہ دیا کہ یہ دو گھنٹے کا عمل ہے تین بجے رات کو آسمان کے نیچے کھڑے ہو کر پڑھو' غرض مند آدمی کیا نہیں کرتا' سب کچھ کرتا ہے' نتیجہ یہ ہوا کہ بے چارہ کا دماغ خراب ہوگیا' جو نماز روزے تھے وہ بھی چھوٹ گئے' خبردار میں پھر آپ سے کہتا ہوں عملیات کے پھیر میں ہرگز نہ پڑنا' عملیات کے پھیر میں بالکل نہ پڑنا' یہ بڑا خطرناک معاملہ ہے؟ اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔

گناہ کبیرہ کا وبال

میں کئی دفعہ بتا چکا ہوں کہ آج کل جو کچھ بھی ہماری پریشانیاں ہیں اور جتنی بھی بیماریاں ہیں ایسی بیماریاں کہ ڈاکٹروں کی عقلیں تک حیران ہیں کہ کیا تشخیص کریں؟ دنیا بھر کے ڈاکٹر حیران و پریشان ہیں' ادھر ادھر سر مارتے پھرتے ہیں' ایکسرے کرو' خون لے جاؤ' پیشاب لے جاؤ' یہ کرو وہ کرو لیکن یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ مرض کیا ہے؟ علاج کیسے کریں؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ بعض امراض کا سبب کوئی اور بدپرہیزی ہے لیکن اس پر نظر نہیں جاتی' خدا کا قانون ہے جو کبھی نہیں بدلے گا کہ تم جو گناہ کبیرہ کرتے ہو اس کے وبال میں بیماریاں جو ظاہر ہو رہی ہیں اور پیدا ہوں گی' آج جو کینسر پیدا ہو رہے ہیں' دوسری بیماریاں جو ظاہر ہو رہی ہیں' یہ سب گناہ کبیرہ ہیں' جن سے ہم نے توبہ نہیں کی اور اب یہ بصورت قہر ہمیں بھگتنے پڑ رہے ہیں' اور ان کا ہمارے پاس کوئی علاج نہیں ہے' قہر خداوندی کا آخر کیا علاج ہوسکتا ہے؟ آج تک سائنس عاجز ہے' کینسر کے علاج میں کامیابی نہیں کی' کیوں؟ کیا بات ہے؟ اس لئے کہ کبیرہ گناہ کر رہے ہو' ایسے شدید کبیرہ گناہ جس سے توبہ بھی نہیں کرتے۔

گناہ کے جسم پر برے اثرات

اس کی ایک مثال یہ ہے کہ غیبت کرنا ایسا ہے جیسے مردار بھائی کا گوشت کھانا' تو مردار

بھائی کا جو گوشت کھائے گا' کیا ہوگا کیا سمیت پیدا نہیں ہوگی؟ پھوڑے ہوں' پھنسی ہوں' تمام بدن گل جائے' بجا ہے کیونکہ اس میں سمیت ہے کھلا ہوا زہر ہے' اللہ تعالیٰ نے مثال دے کے بتلایا ہے کہ یہ ایسا ہی ہے جیسے مردار بھائی کا گوشت' اللہ میاں نے مثال جس کی دی اس سے معلوم ہوا کہ تاثیر بھی اس کی وہی ہے جو مردار گوشت کھانے سے ہوتی ہے' وہ سمیت (زہریلا پن) ہے' غیبت کی' پچاسوں دفعہ ہم لوگ غیبت کرتے ہیں' کبھی توبہ کرتے ہیں؟ عورتیں بھی کرتی ہیں' مرد بھی کرتے ہیں' ایک رواج ہے ایک رسم ہے' کبھی توبہ کی توفیق نہیں ہوتی اور اللہ تعالیٰ کے یہاں تو عمل اور ردعمل مقرر ہے' کیا تمہاری رسم ورواج میں آ جانے سے اور تمام ابتلا کی وجہ سے اپنا قانون بدل دیں گے' کیا تمہاری گفتگو کے اندر آ جانے سے غیبت کی تاثیر بدل جائے گی؟ کبھی نہیں بدلے گی تو بہت سے امراض جو آج کل پیدا ہو رہے ہیں وہ ان گناہ کبیرہ کا نتیجہ ہے جن کا ہم نے ارتکاب کیا ہے پھر ان سے توبہ بھی نہیں کی' جبکہ اللہ تعالیٰ کی شان کریمی یہ ہے کہ تمہارے سے چاہے جتنا گناہ کبیرہ کا صدور ہو جائے' اگر تم نے توبہ استغفار کر لیا ہے اور اس گناہ کو چھوڑ دیا تو ساری سمیت (زہریلا پن) ختم ہو جائے گی' اللہ تعالیٰ کا رحم ہے ان کا کرم ہے' ان کا وعدہ ہے کہ جس نے توبہ استغفار کیا اور گناہوں کو چھوڑ دیا تو جو ردعمل گناہ کا ہونا تھا' خواہ بیماری ہو پریشانی ہو' سب کا رد ہے توبۃ النصوح یعنی سچے دل کی توبہ استغفار سے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں' آنکھ بہکی' زبان بہکی' دل بہکا' گناہ کبیرہ کا ارتکاب ہوا توبہ کی؟ کہاں کی؟ کس وقت کی؟ جب اس کا خمیازہ بھگتنے کا وقت آیا ہے تو دوڑے وظیفہ کی طرف' چلانے لگے کہ کسی نے جادو کر دیا ہے' ارے کسی نے جادو نہیں کیا بلکہ تم نے خود اپنے آپ میں سمیت (زہریلا پن) پیدا کر لی ہے' تمہاری روح کے اندر اور جسم کے اندر ایک سمیت (زہریلا پن) سرایت کر گئی ہے گناہ کبیرہ کی' اب ہزار علاج کرو' کوئی فائدہ نہیں ہوگا' اس لئے کہ جب مرض ہوگا اسی کے مطابق علاج ضروری ہے' اگر کھانا کھانے سے بدہضمی پیدا ہو گئی ہے یا کسی بد احتیاطی اور بد پرہیزی سے ملیریا ہو گیا' علاج کرو ٹھیک ہو جاؤ گے' اسی طرح جتنے امراض جسمانی ہیں وہ سب مادی ہیں۔ بے احتیاطیوں سے اور بد پرہیزیوں سے پیدا ہوتے ہیں لیکن جو روحانی بد پرہیزیوں سے امراض پیدا ہوتے ہیں کیا

ان کا علاج مادی علاج سے ہو سکتا ہے؟ ہزار علاج کر کے دیکھ لو' ہزاروں ڈاکٹر مل کر تشخیص کر کے دیکھ لیں' ایکسرے لو' دنیا بھر کی کوششیں کر ڈالو لیکن وہ رد عمل ہو کر رہے گا۔

زنا کی تباہ کاریاں

حدیث شریف میں ہے کہ جب زنا عام ہو جاتا تو طاعون آتا ہے' طاعون جو ہے اس کی صورت پہلے کچھ اور تھی اور اب اس کی صورت بدل گئی ہے' اب اس نے صورت اختیار کر لی ہے کینسر کی' تمام ڈاکٹر اور سائنسدان دو سو تین سو برس سے کوشش کر رہے ہیں لیکن یہ پتہ نہیں چلا سکے کہ یہ کیوں پیدا ہوتا ہے؟ ارے یہ اگر کسی مادی چیز سے پیدا ہوا ہو' آب و ہوا کے اثر سے پیدا ہوا ہو تو کوئی بتا دے کہ یہ آب و ہوا کا اثر ہے لیکن کینسر اور اس قسم کے دوسرے امراض تو روحانی بد پرہیزی کی پیداوار ہیں جس میں چھوٹے بڑے' امیر و غریب کی کوئی قید نہیں' کینسر تو اللہ کی ایک لعنت ہے' اس کا کیا علاج ہو؟ یہ کبائر کا جو ارتکاب ہو رہا ہے' اس سے ایسے تمام لاعلاج امراض پیدا ہو رہے ہیں' حدیث شریف میں بھی غالباً یہ مفہوم بیان کیا گیا ہے کہ ایک وقت ایسا آئے گا' ایسی ایسی بیماریاں پیدا ہوں گی کہ کسی نے ان کا نام تک نہ سنا ہوگا' جب نام تک نہ سنا ہوگا تو علاج کیسے ہوگا؟

آج جتنے سنگین مرض پیدا ہو رہے ہیں میں آپ لوگوں سے اطلاعاً کہہ رہا ہوں اپنے تجربات کی بناء پر اور اپنے بزرگوں کی کتابیں پڑھ کر' اللہ اور اللہ کے رسول کی منشاء معلوم کر کے بتا رہا ہوں کہ گناہ کبیرہ جو ہیں یہ بہت سنگین ناپاک اور نجس چیزیں ہیں' جب تک انسان ان کا مرتکب ہوتا ہے تو اس کی روح خراب ہوتی ہی ہے' جسم بھی خراب ہو جاتا ہے' اس کا علاج کچھ نہیں ہے' یہ ناممکن ہے اور محال ہے کہ جو کبیرہ گناہوں سے مرض پیدا ہو مادی دواؤں سے اس کا علاج ہو جائے' بالکل ناممکن اور محال ہے' کیسے ہوگا؟ مادی چیزوں کی بد پرہیزی سے جو مرض پیدا ہوتے ہیں ان کا تو علاج ہے' یونانی ہے لیکن جو امراض اس زمانہ میں خصوصاً کبیرہ گناہ کے ارتکاب سے پیدا ہو رہے ہیں ان کا علاج کیسے کسی مادی علاج سے ہو سکتا ہے؟ کسی کی نظر جا سکتی ہے کہ یہ فاسد بندہ کہاں سے پیدا ہوا؟ کیوں پیدا ہوئے جاؤ لاکھ سر مارے جاؤ کچھ نہیں پتہ چلے گا لیکن اللہ تعالیٰ کے جو نیک بندے ہیں وہ

بتاتے ہیں تمہاری غیبت کی عادت ہے' شہوانی نظر کی عادت ہے' بدگمانی کی عادت ہے' بدگمانی کی عادت ہے اور یہ سب گناہ کبیرہ ہیں' جب تک یہ جاری رہیں گے ان سے تمہاری روح بیمار ہوتی جائے گی اور رسم پر بھی اثر ہوگا' دنیا تحقیقات کرتے کرتے مر جائے گی' کسی کو پتہ نہ چلے گا کہ اس مرض کا کیا سبب تھا' زنا ایک فعل ہے۔ آنکھوں سے بھی ہوتا ہے' زبان سے بھی ہوتا ہے' کانوں سے بھی ہوتا ہے' تو یہ جو روزمرہ گناہ کبیرہ کا ارتکاب ہماری آنکھیں کررہی ہیں' ہمارے کان کررہے ہیں اور ان سے جو سمیت پیدا ہورہی ہے' یہ کبھی نہیں چھوٹ پائیں گی اور جب ایک دفعہ اس کا ظہور ہوتا ہے تو ہائے ہائے کردیتے ہیں یہاں پھوڑا نکل آیا' یہاں کینسر ہوگیا' یہاں دماغ خراب ہوگیا' یہاں فالج ہوگیا' دنیا بھر کی بیماریاں لاحق ہونے لگتی ہیں' ڈاکٹر لوگ تشخیص کررہے ہیں' ایکسرے کررہے ہیں' جانچ رہے ہیں' جانے کیا کیا کررہے ہیں؟ یہ سب کچھ کرتے جاؤ لیکن اس کا کوئی علاج نہیں' میں آپ لوگوں کو بتا چکا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی رحمیت اور رحمانیت کی شان سے بعید تھا کہ زہر پیدا فرماتے اور اس کا تریاق نہ پیدا فرماتے۔

گناہوں کا تریاق

جنت میں جو لوگ جائیں گے' پاک صاف ہوجائیں گے' گندے لوگ نہیں جائیں گے تو صاحب ایمان ہونے کی حیثیت سے جو یہاں گناہ کبیرہ کیے اور ان کے ساتھ توبہ بھی نہیں کی اور ان سے جو اثرات سمیت کے پیدا ہوئے ان کو توبہ کے ذریعے زائل نہیں کیا اور گناہ کی گندگیوں سے پاک صاف نہیں ہوئے تو جنت کا دخول ممکن نہیں' ٹھیک ہے تم نے گناہ کبیرہ کیے اور زہر کا استعمال کرلیا' اب اس کا تریاق اس کا تدارک یہ ہے کہ صدق دل سے توبہ کرو' یہ گناہ کے اثرات کیوں ظاہر ہوئے؟ کیونکہ تم نے گناہ کبیرہ کیے تھے اس لئے دماغ کا' آنکھوں کا' کانوں کا' دل کا' زبان کا مرض پیدا ہوا' تم اس قدر بے خبر رہے کہ گناہ کرتے رہے' آنکھ بہکتی رہی' زبان بہکتی رہی' غیبت ہوتی رہی' شہوانی باتیں ہوتی رہیں' لذات نفسانی حاصل کرتے رہے' جذبات شہوانی برانگیختہ ہوتے رہے' ہوتے ہوتے مرض کی صورت میں آگئے' اب تم توبہ کرنے بیٹھ گئے' استغفار کرنے بیٹھ گئے' جلد ہی یہ مرض ختم

ہو جائے گا' اگر یہ مرض جو پیدا ہوا ہے گناہ کبیرہ کے ارتکاب سے پیدا ہوا ہے تو پھر توبہ کریں' استغفار کریں' ٹھیک ہو جائے گا لیکن اس سے سبق حاصل کرنا کہ اب تم کو ہوش آیا ہے جب مرض نے شدت اختیار کی' جسم کے اندر تغیر پیدا کر دیا' سمیت پیدا کر دی' اب تم کو احساس ہوا کہ گناہ کبیرہ جو میں نے کیے اس کا وبال ہے اب کیا کریں؟ مرض کا سبب تو معلوم ہو گیا کہ یہ سبب ہے' اس کا کیا علاج؟

اہل اللہ کی ضرورت واہمیت

اس کا جواب یہ ہے...... اور یہ جواب میرا نہیں بلکہ ان لوگوں کی طرف سے ہے جنہوں نے اللہ کی منشاء کو سمجھا' جنہوں نے گناہوں کی حقیقت سمجھی' جنہوں نے گناہ کبیرہ کی سمیت کو سمجھا اور جنہوں نے سمجھ لیا کہ گناہوں کی سمیت کا جسم میں یہ اثر ہوتا ہے' کبائر سے اور ناپاک گناہوں سے یہ امراض پیدا ہوتے ہیں جو اللہ والے اور ماہر نفسیات ہیں ان کی نظر میں یہ بات آئی کہ یہ شخص شہوانی خیالات کا تھا' یہ شخص جو آیا ہے اس میں حب مال تھا' حب جاہ تھا' اس کی وجہ سے دل و دماغ میں یہ اثر ہوا' اس کے اندر اس کبیرہ گناہ کا مادہ تھا' وہ اس کا ارتکاب کرتا رہا اور اس کے کرتے کرتے یہاں تک ہوا کہ وہ جسمانی صورت میں وبال کی صورت میں ظاہر ہوا' اب ان حضرات اولیاء کا فیصلہ یہ ہے کہ عزیز من! تم نے اپنے آپ کو تباہ کر ڈالا' تم نے ایسے گناہ کبیرہ کیے پھر توبہ بھی نہیں کی' استغفار بھی نہیں کیا' تلافی بھی نہیں کی' خدا کا قانون تو نہیں بدل گیا چنانچہ تم کو مبتلا ہونا پڑا' اب خیریت ہے کہ اپنے گناہ کبیرہ کو ندامت قلب کے ساتھ الحاح وزاری کے ساتھ اللہ کی بارگاہ میں پیش کرو' اپنے معاملہ کو کہ یا اللہ! مجھ سے دانستہ نادانستہ فلاں کبائر اور فلاں فلاں صغائر کا ارتکاب ہوا ہے' میرے دل میں ایسے جذبات تھے' میری زبان کے اندر ایسی سمیت رہی' میرے کانوں کے اندر' میری آنکھوں کے اندر' مدتوں تک سمیت رچی بسی رہی' نہ توبہ کی اور نہ استغفار کیا' آج میں نادم ہوں' میرے جسم کے اندر تغیر پیدا ہو گیا' گناہوں کا زہر پھیل گیا' میرا جسم ماؤف ہو گیا' اب میں آپ کے رحم و کرم میں ہوں' اے اللہ! ندامت قلب سے ایسے تمام گناہوں سے توبہ کرتا ہوں جن کے وبال میں میں مبتلا ہوں۔

عزیزو! بس یہ مجھ ہی سے سن لیجئے شاید کسی کتاب میں نہ ملے ...... لاالہ الااللہ ......خدا کے لئے عمل کرو، یہ کیمیا کا نسخہ ہے اگر نہ کرو گے تو پھر خدانخواستہ .... الامان والحفیظ...... بھگتنا نہ پڑے، یہ صرف ایک ہی عنوان سے بتا رہا ہوں، اس کے اور بھی بہت سے عنوانات ہیں، اگر موقع ہوا تو وہ بھی عرض کروں گا۔

بارگاہ خداوندی میں ندامت

خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ندامت کے ساتھ بیٹھ جاؤ اور کہو کہ اے اللہ! ان آنکھوں سے، ان کانوں سے، ان ہاتھوں سے، اس زبان سے بہت سے کبائر کا میں نے ارتکاب کیا ہے، یہاں تک کہ ان کی سمیت میرے جسم میں پیدا ہوگئی جس کی وجہ سے یہ تکلیف ہے، یہ تکلیف ہے، اے اللہ! میں بہت نادم ہوں، میں برباد ہوگیا، دنیا میں بھی آخرت میں بھی، میری تمام تندرستی بگڑ گئی، میری جسمانی حالت برباد ہوگئی ہے، میں کسی کام کا نہیں رہا، فالج ہوگیا، پھوڑا ہوگیا، کینسر ہوگیا، یہ ہوگیا، یا اللہ! سب ہماری شامت اعمال ہے اب میں توبہ کرتا ہوں۔ "رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْلَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ" یا اللہ معاف فرمادیجئے...... اب ان کی شان کریمی اور رحمانیت پکار اٹھے گی کہ اس مرض کے اندر جو گناہوں کی سمیت تھی وہ ہم نے ختم کردی، جس سمیت سے گناہ کا مرض پیدا ہوا تھا وہ ہم نے زائل کردی، اب یہ مرض کی صورت جو باقی رہ گئی ہے اس کے اندر سمیت نہیں ہے، لیکن صورت مرض ہے اس کی ایسی مثال ہے کہ کسی کے پھوڑا نکلا ہو، ڈاکٹر سرجن نے نشتر دیا اور نشتر دینے کے بعد فاسد مادہ کو نکال دیا اور ایسے انجکشن اور ایسی چیزیں دیں کہ جس سے زہر ختم ہوگیا لیکن پھوڑا اب بھی باقی ہے، زخم اب بھی باقی ہے، مرہم پٹی اب بھی باقی ہے، پھوڑے کی سمیت تو رفع ہوگئی لیکن پھوڑے کی صورت پھر بھی باقی ہے، اسی طرح جب اللہ تعالیٰ تمہارے کبائر کو معاف فرمادیں گے، اب اس کے اندر کا زہریلہ مادہ جو تم دنیا اور آخرت میں بھگتتے وہ زہریلی نافرمانی جس کے تم مرتکب ہوتے رہے وہ تو ان شاء اللہ تعالیٰ رفع ہوجائیں گی لیکن صورت بیماری باقی رہ جائے گی۔ صورت بیماری جو ہے اس کے لئے تو اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا وعدہ ہے کہ اگر مسلمان

کے کانٹا بھی چبھ جائے تو ہم اس پر اجر دیتے ہیں لہٰذا جو شخص جسمانی اذیت میں مبتلا ہے جس کی سمیت اللہ تعالیٰ نے اپنے رحم و کرم سے نکال دی ہے لیکن صورت بیماری اب بھی موجود ہے یہ اس کے لئے اجر کا سبب ہے' اس سے اس کے درجات بلند ہوں گے۔

توبہ کی برکات

اس لئے اس بیماری پر صبر کرنا پڑے گا مگر مطمئن رہیے کہ وہ اس کی سمیت سے اب پریشان نہیں رہے گا' سمیت کے زائل ہونے کی خاص علامت یہ ہے کہ دل مطمئن ہو جائے گا اور اس کا اجر دنیا میں نہیں ملے گا تو آخرت میں اللہ میاں ضرور عطا فرمائیں گے' جب سمیت اس میں سے نکل گئی صرف صورت مرض باقی رہ گئی تو صورت مرض خود اس کے رفع درجات کا سبب ہے۔ اب یہ اس کے گناہوں کا خمیازہ نہیں ہے بلکہ اس کے رفع درجات کا سبب ہے۔ اب اس کے درجات بلند ہوتے رہیں گے اور بیماری کے اس علاج سے یہ حالت پیدا ہوگی کہ آئندہ گناہوں سے پرہیز کرے گا' گناہوں سے اجتناب کرے گا' گناہوں کی باتوں سے بچے گا' یہی ہمارا مقصود ہے اب آنکھ بند ہوتے ہی اس کو وہ درجہ ملے گا جو شہداء کے لئے ہے۔

بھئی! یہ بات آپ مجھ سے سن لیں' اس کی حقیقت جہاں سے سمجھ لیجئے کہ پھوڑا ہے' بڑا سنگین لیکن ڈاکٹر بڑا ماہر ہے' اس نے تمام سمیت کو نکال کے پھینک دیا اور مرہم رکھ دیا اور پٹی بھی باندھ دی اور ایسے انجکشن دیدیئے کہ جو سمیت خون میں سرایت کر گئی تھی وہ بھی رفع ہوگی' اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ندامت قلب نے وہ نشتر لگایا کہ گناہ کی سمیت سے جو مرض پیدا ہوا تھا وہ تو رفع ہو ہی گیا' اب صرف صورت باقی رہ گئی' یہ صورت مرض بھی ان کا کرم ہے' ان کا رحم ہے کہ تم کو یہ گناہوں سے بچائے گی' تمہاری بیماری تم کو آفات سے محفوظ رکھے گی' گناہوں کو معاف کرا دیتا ہے تو مومن اور صاحب ایمان کے جسم کے اندر جو تکلیف ہو اس کے ساتھ وہ توبہ و استغفار بھی کرتا رہے' اس کی جو بھی تکلیف جسمانی ہوگی وہ اس کے رفع درجات کا سبب ہوگی' یہ صلہ ہے اس عمل کا جو تم سے نہ بن پڑتا ہو' اس حالت پر جو شخص ثواب کی نیت سے صبر کرے تو اس پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں' اس کے درجات بلند ہوتے ہیں' مرنے کے بعد اسے شہادت کا درجہ ملتا ہے اور باری تعالیٰ مقام عالیہ عطا فرماتا ہے۔

گناہ کا زہریلا اثر

بھئی! دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ ہم کو اس ماحول سے بچالے اور آج کل کی ان سمیتوں سے بچالے جن سے ہماری آنکھیں ماؤف ہوگئی ہیں' بے شرمی' بے حیائی' بے غیرتی کے لاتعداد مناظر ہر وقت آنکھوں میں ہیں' اللہ تعالیٰ ان عورتوں کو ہدایت دے اور مردوں کو بھی ہدایت دے' بے شرمی' بے غیرتی اب زہریلا گناہ ہے' اس کے اندر ایسی سمیت ہے جو دنیا کو بھی برباد کررہی ہے اور آخرت کو بھی برباد کررہی ہے' بے شرمی و بے غیرتی دنیا کے سنگین ترین زہریلے مادوں میں سے ہیں نہ سنکھیاں میں اتنا اثر ہے اور نہ سانپ کے زہر میں اتنا اثر ہے' کسی چیز میں اتنی تاثیر نہیں' بے شرمی کا زہر اتنا قوی زہر ہے کوئی اس کا تدارک نہیں کرسکتا۔

عصر حاضر اور ہم

آج کل جو بے شرمی' بے غیرتی عام ہورہی ہے' یہ تمام بیماریاں' پریشانیاں اسی کا وبال ہیں' خواہ مخواہ بدنام کرتے ہو کہ کسی نے سفلی عمل کردیا ہے کسی نے ٹونہ کردیا' کسی نے جادو کردیا' کسی نے کہاں کیا تم نے خود کیا تم مرتکب ہوئے' اس کے' اپنی خبر نہیں لیتے اور وظیفے ڈھونڈتے پھرتے ہو لیکن اچھی طرح جان لو' ہزاروں وظیفے ڈھونڈو' لاکھ سر مارو' تمام وظیفے تمام عامل سر پٹخ کے مرجائیں پھر بھی اس کا علاج نہیں کرسکتے' خارجی چیزوں کا تو علاج ہے لیکن گناہ کبیرہ کی جو بیماریاں ہیں' پریشانیاں ہیں' ان کا کوئی علاج نہیں' سوائے اس کے اللہ تعالیٰ سے توبہ کرو' استغفار کرو' اس کے حضور ندامت کا اظہار کرو' ان شاء اللہ تعالیٰ تمہارے جسم کی تمام سمیت رفع ہوجائیں گی' صرف مرض کی صورت رہ جائے گی جو تمہارے لئے رفع درجات کا باعث ہوگی' یا اللہ! ہم کو بچالیجئے' یا اللہ! ہم کو اس وبال سے بچالیجئے' آج کل ہماری آنکھیں' کان اور زبان آسانی سے ماؤف ہوجاتے ہیں ہم کو پتہ بھی نہیں چلتا یا اللہ! سمیت کے اوپر سمیت سرایت کررہی ہے' گناہوں پر گناہ کرتے رہتے ہیں' کبھی ادراک و احساس بھی نہیں کرتے۔

یا اللہ ہمیں پاک فرمادیجئے

یا اللہ! ہمارے ماحول نے ہمیں بالکل بے خبر اور بے حس کر رکھا ہے مگر ہماری یہ بے حسی ہمیں ان گناہوں کے خمیازہ سے محفوظ نہیں رکھ سکتی جو ہم سے ہوتے رہے ہیں' یا اللہ! آپ علیم وخبیر ہیں' ہماری آنکھوں کے جتنے گناہ ہیں اپنی رحمت کاملہ سے سب معاف فرمادیجئے' یا اللہ! ہماری زبان کے جتنے گناہ کبیرہ ہیں' اپنی رحمت کاملہ سے یا اللہ! سب معاف فرمادیجئے' ہمارے کانوں کے گناہ' ہماری زبان کے گناہ' ہماری آنکھوں کے گناہ' کبیرہ گناہ سمیت والے ناپاک گناہ' یا اللہ! ہم سب سے توبہ کرتے ہیں' استغفار کرتے ہیں' یا اللہ !اپنی رحمت کاملہ اور اپنی رحمانیت کے صدقہ میں سب معاف فرمادیجئے ' یا اللہ! گناہوں کی جتنی سمیت ہمارے اندر ہے اپنے کرم سے سب پاک فرمادیجئے' سب سے پاک وصاف فرمادیجئے' یا اللہ! ہمیں صبر استقلال کی توفیق عطا فرمائیے' یا اللہ! ہم کو اس کا بھی تحمل نہ ہو سکے گا' اپنی رحمت سے تحمل عطا فرمادیجئے گا' ہمارے لیے جو بہتر صورت ہے وہ پیدا فرمادیجئے' ہم کو اپنی رحمتوں سے محروم نہ فرمائیے' یا اللہ! ہمیں ماحول کی تمام سمیتوں سے ہمیشہ کیلئے محفوظ فرمادیجئے "رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ" جس نے پڑھ لیا قبول ہو گیا' کیوں؟ اس لئے کہ اللہ کا کام ہے' جس کسی مومن کی زبان پر آ گیا' قبول ہو گیا' یاد رکھو! اللہ کا کلام جب زبان پر آ جاتا ہے تو قبولیت لے کر آتا ہے۔ کبھی خبردار ناامید نہ ہونا' کہو "رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا" اے اللہ! ہم سے خطا ونسیان جو ہوتی رہتی ہے اور ہمیں یہ نقصان پہنچاتی ہے' یا اللہ! ایسی خطا ونسیان جو ہم کو نقصان پہنچائے' اس کی وجہ سے ہم سے مواخذہ نہ فرمائیے "رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا" اے اللہ! دل ودماغ میں فاسد خیالات' شہوانی خیالات' ناپاک خیالات بھرے رہتے ہیں' ہمارے تمام جذبات ناپاک ہیں' گندے ہیں' ان میں یا اللہ! ان کی سمیت ضرور ہم پر اثر کرتی ہوگی' یا اللہ! "رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا" ان وساوس اور خطرات ہر طرح کے توہمات اور بدگمانیاں جتنی باطنی چیزیں سب میں سمیت ہے'

سب میں زہر ہے' یااللہ! ہم سب سے توبہ کرتے ہیں "استغفر اللّٰہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ" یااللہ! ہمارے خیالات فاسدہ ہیں جو سمیت ہے وہ بھی اپنے رحم سے معاف کردیجئے' ہمارے ناپاک جذبات ہمارے شہوانی خیالات جو گندے ہیں' ناپاک ہیں' زہر ہیں ہم ان سے توبہ کرتے ہیں' یااللہ! معاف فرمادیجئے' اے اللہ! سب معاف فرمادیجئے' "اللّٰھم انا نعوذ بک من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا" نیز ہمارے نفس کے اندر شرارتیں ہیں' اس سے ہم پناہ مانگتے ہیں' یااللہ! معاف فرمادیجئے اور اس کی سمیت سے ہمیں محفوظ رکھئے' ہم ندامت قلب کے ساتھ توبہ کرتے ہیں' معاف فرمادیجئے' اس کی سمیت دفع فرمادیجئے' ہم سے راضی ہوجایئے' دنیا و آخرت کے خسران سے ہمیں بچالیجئے' نقصانات سے بچالیجئے' یااللہ! بچالیجئے' "رَبَّنَا وَ لَاتُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ" آپ کا وعدہ ہے کہ آپ اپنے بندوں کی توبہ وندامت قبول فرمالیتے ہیں' ہمیں یقین واثق ہے کہ ہمارے اوپر جو وبال ہے ہمارے اوپر جو شامت اعمال ہے وہ ہماری بداعمالیوں اور ان کی سمیتوں کی بناء پر ہے' یااللہ! معاف ہی فرمادیجئے' دنیا و آخرت میں اس کی زہریلی کیفیتوں سے پاک وصاف فرمادیجئے' اپنے اسمائے گرامی کے واسطہ سے اور ان تسبیحات کے واسطہ سے جو ہم پڑھتے ہیں اور درود شریف کے واسطہ سے نیز ہم جو عبادتیں کرتے ہیں' کلام پڑھتے ہیں' یااللہ! اس کے انوار و تجلیات کے واسطہ سے ہماری روح کو پاک وصاف فرمادیجئے' منزہ فرمادیجئے' محفوظ فرمادیجئے تاکہ ہم پر گناہوں کا کوئی اثر نہ ہونے پائے' اپنے کلام پاک کے انوار سے تسبیحات کے انوار سے استغفار کے انوار سے ہماری روح کو اس قدر مضبوط کردیجئے کہ یااللہ! ہم پر کسی سم کی سمیت کا اثر نہ ہوسکے' ہم ندامت قلب سے توبہ کرتے ہیں' یااللہ! ماحول کی لعنتوں سے' ماحول کی سمیتوں سے اور ماحول کی تاریکیوں سے اور ظلمتوں سے ہمارے ایمان کو محفوظ فرمادیجئے' ہماری روح کو محفوظ فرمادیجئے' یااللہ! ہم پر رحم فرمایئے' ہمیں نہ دنیا میں عذاب دیجئے اور نہ آخرت میں "اللّٰھم اجرنا من خزی الدنیا و عذاب الاخرۃ' اللّٰھم احفظنا من بلاء الدنیا و عذاب الاخرۃ" یااللہ! ہم کو ہر قسم کی بلاؤں سے محفوظ فرمادیجئے' یااللہ! باقی ماندہ عمر میں اپنے ذکر کی توفیق دیجئے'

اپنی عبادات کی اپنی طاعات کی، گناہوں سے احتیاط کی اور نفس و شیطان سے حفاظت کی توفیق دیجئے، یا اللہ! اپنی حفاظت میں لیجئے، یا اللہ! ہم پر رحم کیجئے، ہماری حالت ایسی خستہ ہے اور ایسی مجبوری کا عالم ہے کہ ہم کوئی تدارک بھی نہیں کر سکتے۔

بر در آمد بندہ بگریختہ آبروئے خود ز عصیاں ریختہ

یا اللہ! اپنے آپ کو برباد کر لیا ہے۔ اب آپ کی درگاہ میں دست بدعا ہیں، اپنی رحمت کاملہ سے اور اپنے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ سے سب خطائیں معاف فرما دیجئے، جتنی سمیت ہمارے دلوں میں ہے، ہمارے دماغ میں ہے، ہمارے رگ و ریشہ میں ہے، ہمارے اندر گناہ کبیرہ کے جتنے اثرات ہیں، یا اللہ! سب اپنی جگہ زہر پھیلا رہے ہیں، یا اللہ! ان کو اپنے انوار تجلیات سے اور اپنی رحمتوں سے تبدیل فرما دیجئے، یا اللہ! ہم سے مواخذہ نہ فرمائیے، یا اللہ! باقی ماندہ زندگی میں ہم کو مجبوریوں سے اور معذوریوں سے محفوظ رکھئے، یا اللہ! اپاہج ہونے سے محفوظ رکھئے، یا اللہ! دماغ و دل کے تعطل سے محفوظ رکھیئے، یا اللہ! جو گناہ ہوئے، ہو چکے لیکن اب ہمیں ان سے بالکل پاک و صاف فرما دیجئے، باقی ماندہ زندگی یا اللہ! پاکیزہ گزارنے کی توفیق عطا فرمائیے، اپنی رحمت سے ہمیں پاکیزہ زندگی عطا فرمائیے، یا اللہ! ہم سب آپ کے عاجز بندے ہیں، ہم اس ماحول کی سمیت سے بچ نہیں سکتے مگر آپ اپنی قدرت کاملہ سے بچا سکتے ہیں، یا اللہ! ہمیں بچا لیجئے، جس طرح بیماریوں سے حفاظت کے لئے دوائیں استعمال کی جاتی ہیں تاکہ یہ بیماری پیدا نہ ہو، اسی طرح یا اللہ! ہم آپ کی طرف رجوع کرتے ہیں، یا اللہ! اپنی رحمت کاملہ سے اذکار و اوراد و وظائف میں جو انوار ہیں ان کی قوتیں ہمیں عطا فرما دیجئے تاکہ ان کے ذریعہ ہم اپنے نفس کی حفاظت کر سکیں اور شیطان سے بچنے کیلئے اپنے نفس کی شرارتوں سے بچنے کے لئے، گناہوں سے بچنے کے لئے ہم میں قوت پیدا ہو جائے۔

چند مسنون دُعائیں

"لاحول ولا قوة الا باللّٰہ العلی العظیم" آپ ہی کو قدرت کاملہ ہے کہ ہم کو

نیکی کی توفیق دیں اور برائیوں سے بچائیں، ہم اس کلمہ کو پڑھتے ہیں اور اس کی تاثیر سے ہماری روح کو اور ہمارے ایمان کو منور اور قوی فرما دیجئے، "لاحول ولا قوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم، استغفراللّٰہ ربی من کل ذنب و اتوب الیہ، سبحان اللّٰہ وبحمدہ سبحان اللّٰہ العظیم، سبحان اللّٰہ والحمدللّٰہ ولا الہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر" یااللہ ان کلمات میں جو آپ نے روحانی قوتیں اور انوار و تجلیات رکھی ہیں ان کو ہمارے حق میں مدافعت کا سامان بنا دیجئے تاکہ ہم پر کوئی اثر بد نہ ہو سکے، نہ نفسانی نہ شیطانی، ہم آپ کے عاجز بندے ہیں، ہمیں اپنی پناہ میں لے لیجئے، "لاملجا ولا منجامن اللّٰہ الا الیہ لاحول ولا قوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم، لاملجا ولا منجا من اللّٰہ الا الیہ" ہم تو آپ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ کہیں پناہ نہیں سوائے آپ کے، آپ ہمیں اپنی پناہ میں لے لیجئے، دنیا و آخرت کے عذاب سے بیماریوں سے، پریشانیوں سے، دشواریوں سے، نقصانات سے، یااللہ! سب سے محفوظ رکھئے، "رَبَّنَا وَ لَاتُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْلَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ" آمین، یارب العالمین۔

دیکھئے! میں نے بات ختم کر دی، ایک ضروری بات رہ گئی یہ اوراد و وظائف جو ہیں ان میں بڑی قوت ہے، اللہ کے لئے معمولات یومیہ میں جو مختصر سے اوراد ہیں ان میں سے ایک تسبیح استغفار کی اس نیت سے پڑھ لیا کیجئے کہ اے اللہ! جو دانستہ نادانستہ گناہ ہم سے ہوئے ہیں، آپ علیم و خبیر ہیں، سب معاف فرما دیجئے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں،

"وَاذْكُرُوااللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ" یعنی تم کثرت سے ہمارا ذکر کرو تاکہ تم بچے رہو اور فلاح پاؤ تو اللہ تعالیٰ کی صبح و شام تسبیح کر لیا کرو، "سبحان اللّٰہ وبحمدہ سبحان اللّٰہ العظیم" کی صبح تسبیح پڑھ لی اور شام کو "سبحان اللّٰہ والحمدللّٰہ ولا الہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم" کی تسبیح پڑھ لی، درود شریف کی تسبیح پڑھ لی، اس سے روح میں بڑی قوت آ جاتی ہے، بس جتنی پریشانیاں ہیں، دشواریاں ہیں، شیطان ابلیس کے اثرات ہیں اور ہمارے نفس کی شرارتیں ہیں اس کا خمیازہ ہمیں بھگتنا پڑتا ہے، ان سب کیلئے یہ کافی ہے۔

تم جو روز بروز تباہی و بربادی کی طرف جارہے ہو' یہ اس سے بچنے کا وظیفہ ہے' اللہ تعالیٰ کے قہر سے بچنے کا وظیفہ ہے' خبردار! کسی اور کام میں نہ لانا' بس ایک تسبیح پڑھا کرو "**لاحول ولا قوة الا باللّٰه العلی العظیم لا ملجا ولا منجا من اللّٰه الا الیه**" یہ اکسیر کا نسخہ ہے عالم امکان میں کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی' یہ ایک بہت بڑا تریاق ہے' اس کو دفع مضرت کیلئے اور اپنی نجات کیلئے تو پڑھ سکتے ہو کسی اور غرض کیلئے ہرگز نہ پڑھنا' سوسو دفعہ صبح و شام پڑھ لیا کرو' ان شاء اللہ تعالیٰ بچ رہو گے' بس یاد رکھئے گا میں نے آپ کو بہت بڑا قوی نسخہ بتا دیا ہے "**لا حوله ولا قوة الا بالله العلی العظیم لا ملجا ولا منجا من الله الا الله**" اپنی نجات کے لئے' اپنی پریشانی سے بچنے کے لئے رسمی اثرات سے بچنے کے لئے' لعنتوں سے بچنے کے لئے' ماحول کی لعنتوں سے بچنے کے لئے' بے شرمی' بے غیرتی کی لعنتوں سے بچنے کے لئے' یہ حفاظت کا سامان ہے۔ اس کو پڑھ لیا کرو' بھئی! اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے' بس اب خوش رہو' جایئے السلام علیکم' اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے۔

زندگی سنوارنے کا طریقہ

مجلس یوم جمعہ مورخہ 27 مارچ 1970ء محرم 1390ھ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

آج بعد عصر حضرت ممدوح ڈاکٹر عبدالحیٔ صاحب نے مجلس کو یوں خطاب فرمایا کہ بوجہ ضعف طبیعت میں انحطاط محسوس کر رہا ہوں اور دل و دماغ خالی سے معلوم ہوتے ہیں' اندر سے دل نہیں بھرتا پھر سوچتا ہوں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایک سعادت کا ذریعہ بخشا ہے کہ آپ لوگ یہاں جمع ہوجاتے ہیں اور میں کچھ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک ' حدیث اور شرع کی باتیں بیان کر دیتا ہوں اور اس کو ذریعہ نجات تصور کرتا ہوں۔

عمل تو کچھ بنتا بناتا نہیں ہے' بس اللہ تعالیٰ ہی توفیق عطا فرمائیں تو کچھ بن جائے' اس حواس باختہ زندگی میں عمل کی طرف توجہ نہیں' اسی لئے بزرگوں کی صحبت درکار ہے تاکہ اعمال شرعیہ وسنت کا ادراک ہوجاوے ورنہ از خود ہم کیا اور ہمارے اعمال کیا؟ پھر بھی جو کار خیر ہم کر رہے ہیں اور ادائیگی حقوق نباہ رہے ہیں بہت غنیمت ہے' اس پر شکر ادا کیجئے' یہ نہیں کہ ہم کچھ نہیں اور ہمارے پاس عمل کچھ نہیں' ایسی ناقدری کیوں کرتے ہو کہ ہمارے پاس کچھ نہیں' ایسا کہنا اور سمجھنا مقام عبدیت سے دور ہونا ہے اور یہ بہت خراب بات ہے۔

یوں سمجھو کہ جو ہماری استعداد ہے اسی کے مطابق حاصل ہے' بہر حال جو کچھ بھی ہے پہلے اس کا شکر ادا کیجئے اور پھر اللہ تعالیٰ سے عرض کیجئے کہ ضعف ایمان کی وجہ سے بہت ناکارہ ہوں اور میرے ضعیف ایمان کو قوی ایمان دیجئے اور اعمال میں توفیق استقامت اور شرف قبولیت عطا فرمادیجئے' اسی لئے کہتا ہوں کہ جو حاصل ہے اور جو بن رہا اسی قدر کیجئے'

ع بلا بودے اگر اینھم نہ بودے

ایمان واسلام کی ناقدری

دوسرے لوگوں کا کیا ذکر ہم مسلمانوں کو ہی دیکھیں کہ کہاں سے کہاں جا رہے ہیں' پھر بھی ہم کلمہ گو تو ہیں اور بفضلہٖ تعالیٰ مسلمان کے گھر پیدا ہوئے ہیں اور ہم کو نسبت خاص عطا ہے' رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت سے اور ہمارے پیشوا ہیں' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم و بزرگان دین ورحمہم اللہ شکر کیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ہم کو محروم القسمت نہیں بنایا' ہم کو اسلام اور ایمان تو حاصل ہے' اس پر بھی اس کی ایسی ناقدری یہ کتنا بڑا فقدان ہے سلامت فہم کا' ہم قدر شناس نہیں اور شکر گزار نہیں' تو اگرچہ اعمال میں کوتاہیاں ہیں مگر اس دور میں جبکہ دین سے بے تعلقی بڑھتی جا رہی ہے اور فسق و فجور کی تاریکیاں ہر چار طرف چھاتی جا رہی ہیں' تو یہ سرمایہ جو کہ ہمارے پاس عقیدہ و ایمان درست کا ہے بڑا قابل قدر اور قابل شکر ہے۔ یہ ایک بہت بڑی دولت ہے' حفاظت ہے' بس اللہ تعالیٰ سے اپنی بے چارگی کا اظہار ضرور کرتے رہئے اور پناہ مانگتے رہیے۔

بس اتنا ہی آپ لوگوں سے کہنا ہے۔ یہ دیکھ کر کہ میرے ساتھ آپ لوگوں کو ایک نسبت ہے اور یہ نسبت جو آپ کو حاصل ہے وہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت سے ہے اور اس کا اثر ہے جو یہ حسن ظن آپ کو مجھ سے ہے' یہ سب آپ ہی لوگوں کے عقیدہ کا پرتو ہے سچ پوچھئے تو آپ لوگ خود ہی اس عقیدہ کے ہیں جو اتنے عرصہ سے یہ نسبت قائم ہے مگر جبکہ ہم کو اپنے اوپر اعتماد نہیں رہا اور جبکہ معاشرہ کی گندگی اور ظلالت سے ہر جگہ ہم دوچار ہیں تو ہم کو ایک بات کا ڈر ہے کہ اتنا وزن ہم نہ سنبھال سکیں اور اپنے کو نہ بچا سکیں تو دیکھا تو یہی جا رہا ہے کہ معاشرہ کی ضلالت کا سیلاب بہت خاموشی اور بہت تیزی کے ساتھ چلا آ رہا ہے اور جیسے کہ مرض ''کینسر'' ہے جبکہ گھن لگا ہے ہماری عبادات اور طاعات میں تو ثمر ہم کو کیسے ملیں' وقت گزرتا جا رہا ہے' آج ہم ہیں اور کل نہ ہوں گے اور جیسے کہ آج ہی بہت سے لوگ آیا کرتے تھے یہاں موجود نہیں تو یہی جی چاہتا ہے کہ بات کان میں ڈال دوں تا کہ جو موجود ہیں وہی سن لیں' یہ جو صحیح راستہ طریقت کا آسان سے آسان آپ کو عطا ہے' بہت گراں قدر ہے اور عین شکر کا مقام ہے کہیں اس کی ناقدری نہ کر بیٹھنا' اس وزن کی چیز اور دوسری جگہ نہیں ہے۔

دیکھا جاتا ہے کہ لوگ بڑے بڑے شیخ اور بزرگوں کے سلسلے میں تو ہیں مگر عمل ندارد بلکہ اور الٹا بدعت اور بدعملی میں مبتلا ہیں اللہ بچائے ایسے فتنہ وشر سے۔

معرفت کی حقیقت

بس یہی کہوں گا کہ جس راستے پر آپ ہیں بہت غنیمت ہے اور اپنے کو کوتاہ عمل تو ضرور سمجھتے رہیے گا' بڑے بننے سے کچھ حاصل نہیں ہے' اس کی تکمیل کی طرف رغبت وتقاضا ہونا چاہیے' ویسے تصوف' تصوف تو ہم بہت چلا رہے ہیں اور اہل طریق کے لئے جو کچھ اور جیسا بھی وہ ہو مگر عوام میں اور ہمارا آپ کا جو خیال ہے وہ بس اتنا ہی ہے کہ عقائد بے غبار اور پاک وصاف ہو جائیں اور "وحده لاشريک له و محمد الرسول الله صلى الله عليه وسلم" کی شخصیت کے مقابلے میں کسی اور کے لئے ایسا عقیدہ نہ ہو' احکامات اور شریعت کے ہم تابع رہیں' حضور صلی اللہ علیہ وسلم معیار کامل تھے' حضورؐ کی تمام تر زندگی کلام اللہ کی تفسیر ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل سے سب کچھ حاصل ہے۔ یہی تصوف ہے' یہی وحدانیت ہے اور صحیح تصور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی ہے کہ ہم اطاعت احکام الٰہی اور اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنائیں' اس کے لئے ہم کو لازم ہے کہ ہم سیرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم وسیرت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا زیادہ سے زیادہ مطالعہ کریں' آج کل اس کا بہت فقدان ہے' اسی لئے معرفت دین بھی حاصل نہیں' جب علم نہیں تو عمل کہاں' علم بے عمل سراسر بیگانگی اور عمل بے علم سراسر دیوانگی تو ہے' راز حقیقت یہی ہے ساری محبوبیت یہی ہے اور معرفت کل یہی ہے۔

حاصل تصوف

عالم امکان میں تامل کرنے سے وحدانیت کا علم ہوتا ہے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے معرفت نصیب ہوئی ہے' ویسے کلام اللہ کی حقیقت عام لوگوں کو سمجھنا اور اس کی صحیح اہمیت کا اندازہ امکان سے باہر ہے تو سیرت کو پڑھئے اور اتباع کی کوشش کیجئے' بس "سمعنا و اطعنا" ہی ساری شریعت ہے' کسی اور چیز کی کوئی حقیقت نہیں' کیفیات' انوارات' تجلیات

والوں سے دھوکہ نہ کھاجائیے گا' ایسوں کے لئے وہ چاہے جو کچھ بھی ہو مگر ہمارے آپ کے لئے بس اہتمام شرط ہے' معاملات میں اور معاشرات میں یہی آپ کا تصوف ہے' اس سے زیادہ تصوف عالم امکان میں ہو ہی نہیں سکتا' عافیت کا راستہ یہی ہے اور "اھدنا الصراط المستقیم" جو کہتے ہیں تو اس سے یہی مراد ہے تو معلوم ہوا کہ ذلت گرامی صلی اللہ علیہ وسلم کا دل میں اتر جانا اور ان کے کہنے پر عمل کرنا ہی تصوف ہے' طاعت جب آپ محبت وعقیدت سے کریں گے اور عبادات و طاعات میں صفائی و پاکیزگی کا خیال رکھیں گے اور وہی جدوجہد کریں گے جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلایا اور سکھایا ہے تبھی تو صراط مستقیم حاصل ہوگی ورنہ پھر سب بدعت ہے' زندقہ ہے اور ضلالت ہے' ہاں یہ اور بات ہے کہ کثرت ریاضت سے کچھ کیفیات حاصل ہوجاتی ہیں کہ جو قطعی مقصود نہیں بلکہ اکثر سدراہ ہوسکتی ہیں۔

دین جو ہم کو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا ہے اس میں تمام تر آسانیاں ہیں' فیوض و برکات کے حصول کے لئے کثرت اوراد و وظائف کی پابندیاں یہ ہم نے خود ہی اپنے اوپر متعین کی ہیں مثلاً تہجد کی نماز کی فضیلت بہت ہے اور اگر تہجد کے وقت یہ نماز پڑھی جائے تو اس میں زیادہ فضیلت ہے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی عشاء کے بعد بھی وتر کی نماز پڑھی ہے اور کبھی تہجد کے ساتھ بھی پڑھی ہے تاکہ امت پر اس کی پابندی گراں نہ ہوں' کتنا احسان امت پر کیا اور کسی قسم کی گراں باری دین میں نہیں ہونے دی اور عبادات کی دشواریوں کو دور کردیا' ہر شعبہ زندگی میں دین کا آسان ہونا کر کے دکھلا دیا' تو دھوکہ نہ کھاؤ اور معاملات و معاشرت کو صحیح وصاف کرنے میں لگ جاؤ' دین کی کسوٹی یہی معاملات ہیں' اس کا اثر پڑتا ہے عقیدہ پر' عبادات پر' اخلاق پر' اگر یہ سب درست ہیں تو بے غبار ہے تصوف' کوئی صاحب حال اگر کشف و کرامات دکھلائیں تو اس پر نہ جائیے گا' یہ سب ایک طرف اور سیدھی سادھی نماز ایک طرف' مگر نماز کا پلہ وزن دار رہے گا' اتباع شریعت سے ہم انقلاب عظیم پیدا کرسکتے ہیں' بس اپنے اندر ہم کو اپنا عیب نظر آنے لگے' یہی سرمایہ زندگی ہے۔

اصلاح کا دستور العمل

اب سوال یہ ہے کہ اس کو حاصل کیسے کیا جاوے' تو میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں اور بار بار

تاکیداً وہی بات پھر کہہ رہا ہوں کہ کتاب ''حیاۃ المسلمین'' کو وظیفہ کے طور پر کر لیجئے' اس کا ہر عنوان روح کو حیات بخشتا ہے' ایمان کو تقویت دینے کے لئے اس کا ورد جزو اعظم ہے' حکیم الامت حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ کا یہ ایک بڑا بھاری کارنامہ ہے۔ ایسی کتابیں بس یونہی نہیں تصنیف ہو جاتیں جب تک کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعانت و امداد نہ ہو۔ خود حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ نے اس کی بابت یہ فرمایا ہے کہ گمان غالب یہی ہے کہ میری مغفرت کا سبب بن جائے گی تو جبکہ اس کتاب سے ان کی مغفرت ہو جائے گی تو پھر ہم لوگ کیسے اس سعادت سے محروم رہ سکتے ہیں' اس کو پڑھیئے اور جو چیز آپ میں نہیں ہے اس کو کہیں یادداشت کے طور پر لکھتے جائیں اور اس پر نظر ثانی ڈالتے جایئے اور ایک ایک کر کے ان سب کی درستگی میں لگ جایئے' اگر ایمان و اسلام چاہتے ہو تو اس سے بہتر طریقہ اور نہیں معلوم ہو سکتا۔

بس کام شروع کر دیجئے پھر آپ خود دیکھو گے کہ کتنی کوتاہیاں آپ کے اندر ہیں' جب تک زندگی ہے کتنی ایسی کوتاہیوں سے سابقہ پڑے گا' تکرار مطالعہ سے پھر جذبہ عمل پیدا ہوگا اور پھر ساتھ ہی ساتھ زیادہ درستگی کے لئے دعائیں بھی مانگتے رہا کیجئے' دعائیں اپنے سنبھلنے کے لئے' سلامتی ایمان و اسلام کے لئے' نصرت و اعانت الٰہی کے لئے' علم کے درجہ میں بہت مستند بات اس کتاب میں کہی گئی ہے۔ بس عمل کر کے دیکھئے' ان شاء اللہ اعمال میں درستگی نصیب ہوگی۔

رہبر و رہنما کی ضرورت

دوسری بات جس کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ بات جبکہ معلوم ہو جاوے' مگر بات کی فسق و فجور کی تو ایسے احساس کے بعد پھر عمل کیسے ہوگا' اس کا طریقہ یہی ہے کہ اول تو حساب رکھئے اپنی کوتاہیوں کا' صبح سے شام تک جو ہوتی رہتی ہیں' پھر اشکال اگر پیدا ہوں تو حل کرا لیا جاوے' اب بھی ایسے لوگ موجود ہیں جن سے رجوع ہو کر کام چل سکتا ہے ورنہ کف افسوس ملنا ہوگا کہ بیگانہ وار ہم آتے جاتے رہے' بزرگوں کا اور کوئی مصرف نہیں ہے' اس دنیا میں سوائے اس کے کہ تعلق مع اللہ پیدا کرائیں' اگر ایسا نہیں ہے تو سب خیال فاسد ہی ہے' اسی لئے اللہ باری تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ کہو ''اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ'' اور یہ صراط مستقیم ملے گا ''اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ'' کے طفیل سے تو تعمیل ارشاد باری سے وابستگی ہم کو لازم ہے'

ساری بندگی یہی ہے یعنی احساس کامل ہونا اپنی بے بسی عجز و نیاز کا اور طالب رہنا استعانت الٰہی کا اگر ایسا احساس طریقہ سے آ جاوے اور زندگی میں ڈھل جاوے تو صراط مستقیم اور مقام بندگی حاصل ہو جاوے، بس دعا مانگتے رہیے اور "اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ" کی صحبت اختیار کیجئے، یہ دنیا تو عالم تدبیر ہے، اس عالم امکان میں پر تدریجاً سنبھلنے کی صورت پیدا ہوگی، مقبول بندے خدا کے ہر دور میں رہتے ہیں جس طرح کے ماہر فن، انجینئر، ڈاکٹر وغیرہ معدودے چند ہی تو ہوتے ہیں مگر فائدہ بہتوں کو پہنچاتے ہیں، آپ خود انجینئرنگ وطب کی کتاب سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے بغیر سند و اعتبار کے، اسی طرح تعلق مع اللہ بھی ایک سند ہے جو انعام یافتہ لوگوں سے حاصل کی جا سکتی ہے۔ یہ احسان ہے اللہ تعالیٰ کا جو ایسا ارشاد فرمایا ہے کہ یہ لوگ تمہاری رہبری و رہنمائی کریں گے۔ اس کی بہت قدر کرو اس لئے کہ ان کو جب مقبول بنایا ہے تو ظرف و استعداد بھی اس کو عطا فرمایا ہے کہ جو لوگ تعلق مع اللہ چاہیں ان کو یہ راستہ دکھلائیں اسی لئے بزرگوں اور شیخ کا دامن پکڑا جاتا ہے کہ طالبین کو منزل مقصود تک پہنچائیں۔

آپ پوچھیں گے کہ تعلق مع اللہ کیا ہے جو حاصل کیا جاوے؟ تو "اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ" کی پیروی ہی سے یہ عقدہ کھل جائے گا، آپ انہیں اقدس پائیں گے، ان کو تقدس پائیں گے، ان کو محترم پائیں گے اور عقائد، معاملات و معاشرت و اخلاق و اخلاص میں ان کو مجسمہ سمجھ پائیں گے نہ انہیں افراط ہوگا، نہ تفریط، بس اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بتلا دیا اسی پر وہ رہیں گے، وہ اوامر نواہی میں شریعت کا حکم بجا لاتے ہیں، ان کے لئے معیار کامل بس رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے جو رہبر کامل ہے اور جنہوں نے عالم امکان میں صحیح دین کی روشنی مرحمت فرمائی اور اخلاق درست کرائے یہی تو تصوف ہے اس کے علاوہ اور جو کچھ ہے وہ دھوکہ ہی دھوکہ ہے۔

معتدل زندگی کیلئے رہنما کی ضرورت

تصوف بظاہر ایک لفظ ہے، اس کا مفہوم ہے تعلق مع اللہ سے اور ایسے تعلق کے لئے اخلاق کی درستگی شرط ہے، اس میں شیطان و نفس اپنے پورے اکھاڑے کے ساتھ حائل ہوتے ہیں اور نظام جسمانی و روحانی کو درہم برہم کر دیتے ہیں اور افراط و تفریط کی طرف

دل کو مائل کرتے ہیں‘ اس کے مقابلہ کے لئے اور تا کہ ہم معیار صحیح و حدود سے ہٹنے نہ پاویں‘ ہم کو اللہ والوں کی رہنمائی و رہبری درکار ہے جو ہم کو اعتدال والی زندگی پر لا کھڑا کر دیتے ہیں وہ اس لئے کہ انہوں نے اپنی ساری زندگی اللہ اور اللہ کے رسول کی بناء پر ڈھال دی ہے تب جا کر انہیں یہ فضل رہبری عطا ہوا تو تم بھی جب ان سے عقیدت مندی رکھو گے اور ان سے محبت کرو گے اور ان کی محبت اختیار کرو گے تو ان سب باتوں سے تمہارے دل میں غیر شعوری طور پر دین کی عظمت پیدا ہوگی‘ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت پیدا ہوگی اور امور شرعیہ کا اقتدار دل میں قائم ہوگا۔ وہی مرد کامل ہے جو معیار کامل پر ہے‘ پھر ان کی اقتداء سے ہم کو بھی حدود پر رہنے کا طریقہ معلوم ہو جاتا ہے اور ہم کو مقصود نصیب ہو جاتا ہے۔ اللہ کا دستور اور قانون یہی ہے جو ہم کو بتلایا گیا ہے کہ معیار کامل کی پیروی کرو‘ اس سلسلے میں حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ کی بہت تصانیف ہیں جن کا مطالعہ ضروری ہے۔ خاص کر حیاۃ المسلمین‘ جزاء اعمال اور مواعظ کا اس میں تشریحات ہیں جزو ایمان کی‘ حسن عقیدت کی اور شیخ سے وابستگی کی

ع برصراط مستقیم اے دل کسے گمراہ نیست

ہم کو ایسی استعداد چاہیے کہ عقائد و اعمال صحیح کے حدود ہم کو معلوم ہو جاویں ورنہ شخصیت پرستی کی بلا میں گرفتار ہو جانے کا اندیشہ ہے کیونکہ ایسے نام نہاد بزرگوں سے محض دنیاوی اغراض کے لئے تعلق پیدا کیا جاتا ہے۔ مثلاً کاروبار کے نقصانات یا اور دیگر دنیاوی مضرات سے دعائیں (تعویذ‘ عملیات وغیرہ) کے طالب ہوتے ہیں جن میں اللہ اور اللہ کے رسول کی رضا سے کوئی واسطہ نہیں ہوتا چونکہ صراط مستقیم پر نہیں ہوتے‘ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں ان سب کی گنجائش کہاں اور شیطان و نفس کہاں‘ جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں قدم رکھ دیا پھر شیطان کا زور اس پر نہیں چلتا‘ حصن حصین کی طاقت کو بھی شیطان خوب جانتا ہے کہ اس سے وہ مقابلہ نہیں کر سکتا‘ نہ وہاں نفس کا اجارہ ہے نہ شیطان کا‘ یہ دونوں وہاں تصرف سے عاری ہیں اور ہم کو تو یہ معلوم ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی مامون و محفوظ رہ چکی ہے اور ہم کو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا بھی مرتبہ خوب معلوم

ہے کہ وہ اتباع رسول میں کس قدر ثابت قدم رہے، بس "سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا" میں انہوں نے اپنی گردنیں جھکا دی تھیں پھر نفس وشیطان کی وہاں حقیقت کیا ہے۔

شان صحابہ رضی اللہ عنہم

ایسا بھی اشکال ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی لغزشیں ہوئیں اور ان سے گناہ صادر ہوئے تو وابستگی سے پھر وہاں کہاں مامون ومحفوظ رہ سکے تو اس کا جواب تو وہی ہے کہ شیطان کا مقصود اس کو کہاں حاصل ہوسکا، مقصود اس کا یہی ہے کہ راستہ سے ہٹا دے اور دولت ایمان سے محروم کردے مگر اس کو وہ بات کہاں نصیب ہوئی جبکہ رسول کا امتی توبہ کرتا ہے اور مغفرت اور رحمت کا مورد بنتا ہے، ایسا ہونے کے لئے لغزشوں کا ہونا لازمی ہے، امتیان رسول کو مغفرت تک ہزارہا گمراہیاں اور قصور ہوں گے مگر شیطان کا جو مقصود ہے کہ وہ گمراہ کرکے امتیان کو دائمی جہنمی بنا دے تو ان شاء اللہ اس سے حفاظت رہے گی، عز وجل کا ارشاد ہے۔

"لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ. اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا. اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ"

اس کا مورد تو وہی ہوگا جو ایمان لایا خطا ونسیان والا ایمان وعقائد سے محروم نہیں ہوتا، خطا کے بعد توبہ کا راستہ بتلا دیا، یہی طریقت کہلاتی ہے اور بزرگوں کو چاہیے کہ وہی تعلیم دیں جو اللہ اور اس کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلا دیا ہے۔

موجودہ حالات کا تقاضہ

یہ تو آپ دیکھ ہی رہے ہیں کہ ضعف ایمان روز بروز بڑھتا جارہا ہے اور خوف کھاتا ہوں کہ کیا جواب دوں گا، ادھر انقلابات بھی تیزی سے بڑھ رہے ہیں تو کل کے لئے کچھ اٹھا نہ رکھیے اور جو کرنا ہے ابھی سے شروع کیجئے، معلوم نہیں کہ کب تک زندگی میں کسی کو کتنا موقع حاصل ہے اور حال یہ ہے کہ ابھی تک ہم کو مغفرت کی ہوا تک نہیں لگی، تو خدا کے لئے ایسا نہ ہو کہ نام بدنام ہو کہ یہ حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک کے لوگ ہیں تو تصوف تمام تر یہی ہے کہ عقیدت، عبادت، معاشرت، معاملہ واخلاق سب پاکیزہ وصاف ہوجائیں، اس کے لئے اپنے اندر احساس پیدا کرنا ہے اور دیکھنا ہے کہ ہماری اپنی گھریلو زندگی (بی بی

بال بچوں کی، بھائی برادری کی) روزمرہ کی زندگی میں رسومات میں، شادی، غمی میں معیار کے مطابق ہے یا نہیں۔ سب معیار تو سامنے آ ہی گیا ہے اور عمل کرنا ہے، حضرت تھانوی کی کتاب ''حیاۃ المسلمین'' کے ان شاء اللہ صحیح مسلک صحیح دین اور صحیح ایمان پر روشنی ملے گی۔

تبلیغ کا طریقہ کار

یہ بات مدنظر رہے کہ دوسروں کی تبلیغ کرنے میں اور نصیحت کرنے میں سختی نہ برتے، اب یہ زمانہ ایسا ہے کہ سختی نہ تو احباب سے کر سکتے ہیں نہ اہل وعیال سے اور سچ پوچھو تو تبلیغ محبت اور خیر خواہی کی چیز ہے، جذبہ خیر خواہی محبت ہی کا تقاضا ہے، فسق وفجور والے کو تبلیغ ونصیحت کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ''قَوْلًا لَّیِّنًا'' کا حکم ارشاد فرمایا، یعنی نرمی سے بات کہو لہٰذا ہم سب خود بھی عمل کریں اور کرائیں اور کوتاہیاں دور کرنے میں لگ جاویں اور ایک ایک کر کے اس کو ختم کرتے جاؤ، اللہ تعالیٰ کے راستے پر جو بھی چلتے ہیں وہ تدارک اور اہتمام کی فکر میں لگ جاتے ہیں، ''السعی منی والاتمام من اللہ'' بس معمولی سے خلش اور کاوش دل میں پیدا تو کرو اور فکر کرو کہ یہ ہماری کوتاہیاں ہیں اور ہم کو انہیں دور کرنا ہے، یہ نسخہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ہی کا بتلایا ہوا ہے جو آپ سے میں کہہ رہا ہوں کہ آپ اللہ میاں سے کیجئے اور کہیے یا اللہ ہم کو ایسا زمانہ وماحول مل گیا ہے کہ ہماری خیر نظر نہیں آتی اور مدد طلب کیجیے کہ کہہ کر ''اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ'' اسی کا وظیفہ پڑھیے اور کہیے ہم بے بس ہیں، ہم سے یہ نہیں بنتا وہ نہیں بنتا، ہماری تجارت، سیاست، تعلیم سب برباد ہو رہی ہے، دو طرف فسق وفجور کے راستے کھلے ہوئے ہیں، اعلیٰ درجہ کا طریقہ یہی ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ سے بات کریں، اپنے دنیوی کام میں تو آپ تمام ماہرین سے ہر کام میں مشورہ لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ تو خود ہی فرما رہے ہیں کہ ہم مالک کل ہیں، رازق ہیں، خالق ہیں تو ہم سے تو کہو، یہی حاصل ہے تصوف کا کہ سجدہ میں سر رکھ کر کہے ''رَبَّنَا وَ لَاتُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْلَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰنَا، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْکَ وَلِیًّا وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْکَ نَصِیْرًا'' زندگی وبندگی کی ترکیب سب کلام اللہ میں موجود ہے، سجدہ میں سر رکھ کر اور دو رکعت نماز نفل ادا کر کے جس بندے نے بھی دعا مانگی ہے تو انجام ایسا ہی ہوا کہ آنکھیں کھل گئیں۔

نماز میں وساوس کا علاج

خطرات وساوس کا واسطہ ہم کو نماز میں بھی رہتا ہے مگر اللہ تعالیٰ کی نماز میں جبکہ ہم ہوتے ہیں اور مالک حقیقی کے سامنے ہماری حاضری ہوتی ہے تو ناپاک تصورات اور شیطان ہمارا کیا کریں گے' ناامید ہونے کا کوئی سوال ہی نہیں ہے' ہم تو وساوس کو اور شیطان کے القا کو کراہت کی نظر سے دیکھیں گے اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہی تو ہے کہ نماز کے اندر جبکہ وساوس اور خطرات کا ہجوم ہو اور ہم کو ان سے کراہت محسوس ہو تو یہ ایک قسم کا مجاہدہ ہی تو ہے اس میں بھی ان شاء اللہ اجر ہی ملے گا' اگر ایسے وساوس دور اور رفع ہوں تو بھی پرواہ نہ کرو بلکہ شکر ادا کرو کہ باوجود کراہت کے آج تک بفضل الٰہی نماز تو قائم رہی اور اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتے رہیے اور کبھی بھی اپنے کو کامل نہ سمجھیے "اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ" جب کہہ لیا تو پناہ میں آ گئے کیا معلوم کہ اللہ تعالیٰ کو ہماری ایسی ہی نماز پسند ہے اور جب پسند فرماویں ہماری نماز خطرات و وساوس اور گندگی کے ساتھ تو ہم کو فکر کیوں لاحق ہو' ہمارے ایسے توہمات عمر بھر چاہے جائیں یا نہ جائیں' توفیق نماز تو ہم کو عطا ہے' بڑے بڑے بزرگوں کو بھی اس کا واسطہ رہا ہے جو اپنے وقت کے اکابرین تھے بس یہی سمجھنا چاہیے۔

الحمد للہ نہ مردیم و رسیدم لدوست آفریں باد بریں ہمت مردانہ ما

اس کا بھی شکر کرتے رہو کہ جبکہ نفس و شیطان ہیجان وطوفان کا تلاطم پیدا کیے ہوئے ہے پھر بھی ہم رکوع و سجود تسبیحات و التحیات ادا کر کے اپنی نماز تو پوری کر لیتے ہیں' الحمد للہ' کتنا شکر کا مقام ہے کہ ہم فرائض و واجبات اور حقوق العباد میں ادا کرتے رہے جبکہ شیطان بھی اپنا کام کرتا رہا اور اپنے کام میں مصروف رہا اور اللہ تبارک و تعالیٰ کو اس کی خوشی ہوتی ہے کہ بندہ باوجود اس پر شیطان مسلط ہونے کے میری بندگی سے غافل نہیں اور دل و دماغ اس کا میرے سامنے الجھا اور پریشان نہیں ہے' ایسی زندگی پر ہزاروں زندگیاں قربان کہ سجدے تو پورے ہو رہے ہیں اور نماز میں وہ دو حق ادا کر رہا ہے' ایک عظمت الٰہی کا' جس کے حکم کی تعمیل میں وہ فریضہ نماز کو بروقت ادا کر رہا ہے' دوسرے یہ کہ ہیئت نماز کو سنت کے مطابق ادا کر رہا ہے جس کی نسبت ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے' ایسی برکت اور فیضان الٰہی سے

لاکھوں محروم ہیں تو جب ایسی معظم نسبتوں سے نماز کا تعلق ہے تو شیطان کے وسوسہ کی اس میں کیا حقیقت ہے اور "فاتبعونی یحببکم اللّٰہ" کے اتباع کے ذیل میں کیا یہ نہیں ہے اور جبکہ ایسا ہے اور ہم کو رضائے الٰہی حاصل ہے تو پھر اور کیا چاہیے' شیطان جو چاہے کرے ہم تو اللہ کے محبوب ہیں' محبوبیت ہی تو ہے یہ ہمارا اس کے سامنے جھکنا اور ہیئت نبوی کا بھی اختیار کرنا جبکہ شامل حال ہے تو شیطان کی ایسی حالت میں حقیقت کیا۔

دعا کے لئے ہاتھ بلند فرمایا۔

دعائیہ کلمات

یا اللہ! یہ سب جو آج ہم نے کہا اس کو ہمارے عقیدہ میں شامل کر دیجئے اور ہم کو اس کا اہل بنا دیجئے اور ہم کو ایمان و ایقان نصیب کر دیجئے' ہم کو عبادت و طاعت کی توفیق عطا فرمایئے کہ ہم حدود حق و رسول کا اہتمام کریں' جس طرح کہ ہم کو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر شعبہ زندگی میں کر کے دکھلایا ہے اور جو معیار زندگی ظاہراً اور باطناً آپ کے محبوب نے قائم کیا ہے اس پر ہم کو کاربند کر دیجئے' ہم کو اخلاق محمدی سے واسطہ نصیب فرمایئے اور رذائل کو ہم سے دور کر دیجئے' یا اللہ! شیطان کے کید پر ہم قابو نہیں پاتے ہم کو ان سے مامون و محفوظ کر دیجئے' ہم کو دین میں ثابت قدمی عطا فرمایئے' ہم کو اور ہمارے اقرباء و اعزاء کو اتباع سنت کی توفیق کامل راسخ اور وافر عطا فرمایئے' یا اللہ خاتمہ ہمارا ایمان پر کر دیجئے اور ہم کو حشر کے دن اپنے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کبریٰ عطا فرمایئے' یا اللہ ہمارے دلوں میں دین کی عظمت کاملہ نصیب فرمایئے اور نفس و شیطان کے اغوا سے ہم کو بچا لیجئے۔

اللهم احفظنا فانک خیر الحافظین.

رَبَّنَا فَاغْفِرْلَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْعَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ، وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ، رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَ هَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ، رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ' رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّاط اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمِ، وَتُبْ عَلَيْنَاط اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقه سیدنا و مولانا محمد و علی اله و اصحابه اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین.

سلامتی کا راستہ

مجلس جمعہ 6 ربیع الثانی 1396ھ بمطابق 7 مئی 1976ء

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ. نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡكَرِيۡمِ

دور حاضر کا جائزہ

حضرات.... السلام علیکم ورحمتہ اللہ

موجودہ ماحول ومعاشرے کا اگر ایک سرسری جائزہ لیا جائے تو یہ تجزیہ سامنے آتا ہے۔

الف: عورتوں کی کثرت سے بے حیائی اور بے پردگی عورتوں اور مردوں کا اختلاط گھر گھر ریڈیو اور ٹیلی ویژن کا عام ہونا اور رات دن اس سے ناپاک راگ راگنی کا ہونا جس کی وجہ سے فضاؤں کا ناپاک اور گندا ہو جانا' اخبارات میں خواہشات ومنکرات فلم ایکٹریسوں کی عریاں تصاویر' گندے اور ناپاک اشتہارات کی فراوانی' مخلوط تعلیم' چاروں طرف ایک شہوانی ماحول نظر آتا ہے۔

ب: دوسری طرف قمار خانے' شراب خانے' نائٹ کلب' فواحش' منکرات کے اڈے' عریاں ناچ گانے' بیہودگی' غنڈہ گردی' چور بازاری' ڈاکہ زنی' لوٹ مار' ظلمانی اور آتش فشانی کا دور دورہ ہے۔

ج: تیسری طرف رشوت خوری' بے انصافی' فریب' دھوکہ بازی' ایذارسانی اور جاہ پرستی کا دور دورہ ہے جس کی وجہ سے عوام کو کہیں تو مظلوم کہیں مجروح کہیں مجبور اور کہیں مغلوب اور کہیں مرعوب ہو رہے ہیں۔

آخر یہ سب کیوں ہو رہا ہے؟

یہ سب مشیت الٰہی ہے کہ شر کی صورت میں نمودار ہو رہا ہے' یہ عمل کا ردعمل ہے' اللہ تعالیٰ خالق

شر بھی ہیں اور خالق خیر بھی، یہ اللہ تعالیٰ کی تنہا واحد قدرت ہے کہ ان کے حکم سے سب کچھ جاری ہے۔

ہندوستان کا یہ حال، پاکستان کا یہ حال، یہاں کی سلطنت یہ ہے۔ وہاں کی تجارت یہ ہے۔ تمام کام ان کے حکم سے ہو رہے ہیں، اب جب انہوں نے مشیت جاری کر دی ہے تو ایمان لانے والے کے لئے ایسا ممکن نہیں ہے کہ مشیت تو شر کی جاری ہے چاروں طرف شر ہی شر ہو، ہر طرف فتنہ وفساد کا دور دورہ ہو اور اس کے مقابلے میں مسلمانوں کے پاس کوئی بچنے کی تدابیر نہ ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے رحم وکرم اور فضل عظیم سے کلام پاک میں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے سب کچھ بتلا دیا ہے، کیسا ہی دور ہو کوئی بھی دشواری ہو کیسے ہی تعلقات ہوں کیسی ہی سلطنت ہو کیسے مظالم ہوں، کیسی ہی بے راہ روی ہو، کیسی ہی مجبوری ہو، کیسا ہی دشمن ہو، سب کے مقابلہ کے لئے قرآن مجید میں نسخے موجود ہیں، یہ اللہ تعالیٰ کا محض فضل وکرم ہے کہ ایمان والوں کے لئے ہر زہر کا تریاق عطا فرمایا ہے۔

یہ دور جس سے ہم اور آپ سب گزر رہے ہیں، اس میں ہر چیز وسیع پیمانے پر ہو رہی ہے، ذرائع ابلاغ اتنے آسان ہو گئے ہیں کہ آج جاپان یا امریکہ ایک محلّہ معلوم ہوتا ہے، پہلے زمانے میں مملکتیں تھیں، سلطنتیں تھیں ذرا دور دور تھیں، رسم ورواج میں ایک دوسرے کا اتباع نہیں کرتے تھے، سب اپنی اپنی رسم ادا کرتے تھے اور اپنی روایات پر قائم تھے لیکن ان کے مصائب اور مظالم اور بیہودگی ناپاک عزائم ایسے ہی تھے جیسا کہ اس زمانے میں ہیں فرق یہ ہے کہ اس زمانے میں یہ سب چیزیں ذرا محدود پیمانے میں تھیں اور ہر علاقے اور ملک کے فتنے اسی جگہ محدود رہتے تھے اور آج وہی سب چیزیں پیمانے میں ہو رہی ہیں کیونکہ ذرائع ابلاغ بہت آسان اور وسیع ہو گئے ہیں، اس لئے پہلے انبیاء علیہم السلام ہمیشہ محدود طبقہ کے لئے آیا کرتے تھے اور ان کی اصلاح کرتے تھے اور وہ صرف اسی قوم و ملک اور زمانے کیلئے مبعوث ہوا کرتے تھے لیکن جناب خاتم النبیین رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم تمام کائنات کے لئے قیامت تک کے لئے مبعوث ہوئے ہیں، آپ کو خاص خطاب یعنی رحمت للعالمین سے نوازا گیا ہے۔

رحمۃ للعالمین کے معنی کیا ہے......؟

کوئی بھی دور ہو اور وہ جس حال میں گزرے ہر دور کے رحمت للعالمین ہیں، آپ صلی

اللہ علیہ وسلم کی ذات رحمت للعالمین ہے' چاہے کتنا ہی پیچیدہ معاملہ ہو جیسی بھی تاریکی چھا جائے لیکن رحمت للعالمین کے پاس روشنی ہے اور مفر ہے لہٰذا دنیا میں جتنی پیچیدگی ہے جس کا ہمیں حل نہیں ملتا' اس کے لئے صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی (احادیث) کی طرف متوجہ ہونا پڑے گا' اللہ تعالیٰ نے اس میں ایسا ہی تریاق رکھا ہے کہ اس کے اندر ہماری تمام مشکلات کا حل موجود ہے' یہ ہمارا موجودہ دور اگر نظر وسیع ہے تو ایک نظر ڈال کر دیکھئے پاکستان میں کیا ہو رہا ہے؟ ہندوستان میں کیا ہو رہا ہے؟ امریکہ کی تہذیب کیا ہے؟ لندن میں کیا ہو رہا ہے؟ تمام عالم پر کون سی تہذیب چھائی ہوئی ہے؟ آپ اپنے ماحول میں آیئے اور دیکھئے کہ یہ تمام حالات امم سابقہ میں مثالاً موجود ہیں امتیان محمد صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ قیامت تک کے لئے امتی ہیں' اس لئے قیامت تک کے لئے تمام حالات کا حال کلام پاک میں اور ارشادات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں موجود ہے ملاحظہ فرمایئے۔

پچھلے تین انبیاء علیہم السلام کے واقعات کا موازنہ کر کے دیکھ لیجئے تو معلوم ہوتا ہے کہ ان میں ہماری تینوں حالتیں جو ابھی بیان ہو چکی' موجود ہیں اور ان کا شافی علاج بھی موجود ہے۔

نفسانی و شہوانی ماحول کی مثال اور اس کا علاج

الف: آج ہمارا ماحول تمام تر شہوانیت اور نفسانیت سے بھرا ہوا ہے' کوئی انکار نہیں کر سکتا ہے کہ عورتوں کی آزادی کی فراوانی ہوئی ہے' چاہے امریکہ ہو' چاہے لندن ہو' فرانس ہو' چاہے ایشیا ہو' ان کی آزادی سے اور خلط ملط سے جنسی تصادم اس قدر قوی ہو گیا ہے کہ انتہا نہیں اور ہمارا ماحول نفسانی و شہوانی ماحول میں گھرا ہوا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ ہم کیا کریں؟ تو حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھو ان کا ماحول کیسا بن گیا تھا؟ سات دروازوں کے اندر مقفل کر کے تمام شہوانی اور نفسانی جذبات ابھارنے والے سامان مہیا کیے گئے تھے۔ کیا حضرت یوسف علیہ السلام بچے یا نہیں؟ بچے تو کیسے بچے؟

وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِیْ اِنَّ النَّفْسَ لَاَ مَّارَۃٌ م بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ (پ۱۳ع۱)

ترجمہ: میں بچ نہیں سکتا میری مجال نہیں کہ بچ سکوں کیونکہ میرے ساتھ نفس لگا ہوا ہے جو کہ برائی کی طرف مائل کرتا ہے مگر جس پر رحم کرے میرا رب۔

حضرت یوسف نے اپنے رب کی طرف رجوع کیا کہ سب دروازے کھل گئے' آنکھ بند کر کے اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کی طرف دوڑے کہ میں عاجز ہوں (وایاک نستعین) مجھے بچائیے شہوانی ماحول سے تمام دروازے کھل گئے تو اللہ تعالیٰ نے مثال دے کر بتلا دیا ہم اتنے مقید تو نہیں جتنے مقید حضرت یوسف علیہ السلام تھے۔ ہم کو ان کے حال سے سبق لینا چاہیے اور ہر برائی ہر فتنہ سے بچنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔

ظلمانی ماحول کی مثال اور اس سے نجات کا طریقہ

دوسرا ماحول حضرت ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ ہے' تمام اعمال جو ہمارے چاروں طرف ہو رہے ہیں' ذرا اس کا تجزیہ کر کے بتلائیے کیا ہو رہا ہے؟

جہنم کیا چیز ہے؟ جنت کیا چیز ہے؟

جنت کہتے ہیں اعمال صالحہ کو' اعمال صالحہ کون سے ہیں؟ وہ اعمال جس سے صلاح وفلاح اطمینان سکون اور راحت نصیب ہوتی ہے' ان اعمال کو اعمال صالحہ کہتے ہیں جس میں تکدر ہو نفسانیت ہو' شہوانیت ہو' اغراض ہوں اور اسی قسم کے لغو اور بیہودہ اعمال ہوں تو وہ سب جہنم کے اعمال ہیں۔

اب آنکھ بند کر کے دیکھئے کہ کون سے ماحول میں ہیں ہم؟ رحمانی یا شیطانی' ظلمانی یا نورانی 'نورانی ماحول ہے تو مختصر اور چاروں طرف سے ظلمانی ماحول میں ہمیں گھیرے ہوئے ہے' ظلمانی ماحول کا نتیجہ کیا ہے؟ نار جہنم اگر ابھی سوئچ آف ہو جائے تو دنیا کا یہ جوا خانے' شراب خانے' نائٹ کلبیں سب کے سب آتش کدہ بن جائیں' یہ سب جہنم کے اعمال ہیں اور ہم سب اس میں گھرے ہوئے ہیں' اس ظلمانی ماحول کی وضاحت کے لئے اللہ میاں نے ایک مثال دی ہے' نمرود نے میلوں دور چاروں طرف آگ جلا دی اور اس میں ایک خلیل اللہ کو پھینکا جا رہا ہے۔

لاالہ الااللہ اس موقع پر جبریل علیہ السلام تشریف لاتے ہیں اور فرماتے ہیں کہیے کچھ کروں آپ کے لئے' حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے آئے ہو' عرض کیا نہیں' فرمایا اگر اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے تو ہمیں تمہاری ضرورت نہیں ہے ہم جانیں

اور ہمارے رب جانیں۔

کیا ہوا پھینکے گئے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میری مشیت ہے کہ بڑھکتی ہوئی آگ میں میں نے اپنے خلیل کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ آگ کو ارشاد ہوا

يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ (پ۱۷ رکوع ۵)

ترجمہ: اے آگ ٹھنڈی ہو جا اور سلامتی بن جا میرے خلیل کے لئے

آگ ٹھنڈی ہو گئی، چاروں طرف آگ کے شعلے بھڑک رہے ہیں اور حضرت ابراہیم گلزار ابراہیمی میں بیٹھے ہوئے ہیں، قدرت کاملہ کی مشیت کا ظہور ہو چکا ہے اگر چہ اب بھی چاروں طرف جہنم کی آگ بھڑک رہی ہو تو ہمارے لئے اب بھی "يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ" ہی نجات کا ذریعہ ہے۔

جیسا اس وقت ہوا تھا ویسا ہی اب بھی ہو سکتا ہے ہم درود میں کیا پڑھتے ہیں؟

اللهم صل علی محمد و علی ال محمد كما صليت علی ابراهيم و علی ال ابراهيم انک حميد مجيد

آل کے معنی یہاں امت کے ہیں، اے اللہ! امتیان محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسی ہی رحمت نازل فرما جیسے آپ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی امت پر رحم فرمایا تھا، ہمارے بھی وہی رب ہیں جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے رب تھے جیسا پہلے انہوں نے کہا تھا "يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ" اب بھی وہ اللہ تعالیٰ کہہ رہے ہیں اور آئندہ بھی کہیں گے اب بھی جو اللہ سے رجوع کرتا ہے اس کو سکون و طمانیت قلب حاصل ہوتی ہے۔ اگر ہم بھی اس ظلمت کدہ میں گھر جائیں تو اللہ تعالیٰ سے رجوع کرنے پر وہ ہمیں بھی نجات عطا فرما دیں لہٰذا ہمیں اللہ تعالیٰ سے رجوع کرنا چاہیے۔

مظلوم ماحول کی مثال اور نجات کا ذریعہ

تیسری بات کیا کر رہا ہے، صاحب اقتدار صاحب حکومت کتنے مظالم ہو رہے ہیں۔ اپنی اغراض کیلئے اپنی نفسانیت کے لئے کتنے مظالم ڈھا رہے ہیں، کیسے کیسے قوانین بنا رہے

ہیں جس میں شریعت کا احترام نہیں اور ان قوانین کی زد میں آنے کے بعد ہم سے تو شریعت پر عمل نہیں ہوسکتا سود رائج الوقت بنا جارہا ہے' تصاویر' تصاویر کھینچی جارہی ہیں' ٹیلی ویژن' ریڈیو اور گانے بجانے کا رواج عام کیا جارہا ہے تو ہم کیا کریں؟

عدالت میں ناانصافی ہورہی ہے' ظلم ہورہا ہے' تاجر گرانی بڑھاتے جارہے ہیں' چور بازاری ہے' بدمعاشی ہورہی ہے' دفاتر کے اندر رشوت اور ایذارسانی کثرت سے ہورہی ہے' ہر طرف سے مجبور ہیں' ہمیں کہیں جنبش کرنے کا موقع نہیں ہے' کہیں بھی مفر ہے کیسے بچ سکتے ہیں اور کہاں جارہے ہیں' جہاں یہ سب باتیں نہ ہوں کون سی زمین ہے جہاں یہ آسمان نہ ہو' کہاں جاؤ گے ایسا معاشرہ ہوگیا ہے کہ کہیں مفر نہیں۔

درمیان قعر دریا تختہ بندم کردئی بازگوئی کہ دامن ترمکن ہشیار باش

دریا کی گہرائی میں پہنچا دیتا ہے اور تمام راستے بند کرتا ہے اور پھر کہتا ہے کہ ہوشیار رہو اور دامن کو گیلا مت کرو۔

کیسے بچیں بتائیں؟ کہاں جاکر رہیں؟ جہاں شریعت کی پاکیزگی ہو اور ظاہری و باطنی سکون ہو؟ کون سا ماحول ہے دنیا کا کس خطہ میں ہے وہ؟

یہ مت بھولنا کہ قیامت نہیں آئے گی' قیامت تو ضرور آئے گی اور حساب و کتاب جو ہوگا وہ انفرادی ہوگا' وہاں جماعت کے ساتھ حساب نہیں ہوگا' ہر شخص کو فرداً فرداً حساب دینا ہوگا' نفسا نفسی ہوگی' اللہ تعالیٰ کا معاملہ سب کے ساتھ الگ الگ ہے' آپ کو تنہا ہو کر سوچنا پڑے گا' اجتماعیت کو جانے دیجئے۔

آخر مفر کہاں ہے' اتنا غلبہ صاحب اقتدار نفس و شیطان اور معاشرہ اور ماحول وغیرہ کا ہے کہ ہم مغلوب ہو کر رہ گئے ہیں' کہیں تو ہم مغلوب ہیں کہیں ہم مظلوم ہیں کہیں مجروح ہیں کہیں مجبور ہیں اور کہیں ہم مرعوب ہورہے ہیں' غرض کہ ہم چاروں طرف سے جکڑے ہوئے ہیں۔

درمیان قعر دریا تختہ بندم کردئی بازمی گوئی کہ دامن ترمکن ہشیار باش

لیکن اللہ تعالیٰ نے ایسی مثال دے کر سمجھا دیا کہ ہر چیز آسان ہوگئی' حضرت یونس علیہ السلام کو قعر دریا میں تختہ بند کردیا گیا اور بطن ماہی میں پہنچا دیا گیا' یہ سب کیوں ہوا؟ اس

لئے کہ امتیانِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت تک آنے والے حالات میں قعرِ دریا تختہ بند ہونا ہوگا اور اب جس اس سے مفر نہیں ملے گا تو حضرت یونس علیہ السلام کی مثال سے انہیں نجات ملے گی' اس لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام کی حالت دکھائی کہ دیکھو ان کو بطنِ ماہی میں بھیجا اور مچھلی انہیں لئے لئے پھرتی ہے اور کسی طرح باہر نہیں آ سکتے' یہ واقعی نقشہ ہے' اس موجودہ معاشرہ کا اور صحیح مصداق ہے اس شعر کا۔

درمیانِ قعرِ دریا تختہ بندم کردئی   بازمی گوئی کہ دامن ترمکن ہشیار باش

فرماتے ہیں اللہ کون سا اللہ؟ وہی اللہ جو حضرت یونس علیہ السلام کے اللہ اور وہی ہمارے بھی اللہ وہی اللہ جو قادرِ مطلق تھے وہ اب بھی قادرِ مطلق ہیں' ہمیں مثال دے کر بتا رہے ہیں نبی کو مجبور مغلوب مظلوم مجروح اور مرعوب ہر طرف سے جکڑ دیا پھر دیکھو کیسے بچتے ہیں؟

حضرت یوسف علیہ السلام کیسے بچتے ہیں؟ اب دیکھو حضرت یونس علیہ السلام کیسے بچتے ہیں؟......... حضرت یونس علیہ السلام کا ماحول یہی ماحول تختہ بندی یعنی مجبور اور مغلوب یہ سب سے شدید حال ہے اور اس پر سب سے زیادہ خیال اللہ تعالیٰ کا وعدہ کیا وعدہ ہے اللہ تعالیٰ کا جب حضرت یونس علیہ السلام نے مچھلی کے پیٹ میں کہا "لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَکَ. اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ" (پ۱۷ع۶)

ترجمہ: تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں' پاک ہے تو بے شک میں گنہگاروں میں سے ہوں۔

(لَآ اِلٰهَ اِلَّآ): سوا آپ کے (اللہ تعالیٰ) کوئی نہیں ہے۔

(لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ): سوا آپ کے (اللہ تعالیٰ) کوئی نہیں بچا سکتا۔

(سُبْحٰنَکَ): آپ کی (اللہ تعالیٰ) ذات پاک ہے تمام عیب سے۔

(اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ) میں نے قصور کیا میں خطا کار ہوں۔

پھر ارشاد فرمایا: "فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَ نَجَّیْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ ؕ وَ کَذٰلِکَ نُنْجِی الْمُؤْمِنِیْنَ"

ترجمہ: تو ہم نے ان کی دعا قبول کر لی اور ان کو غم سے نجات بخشی اور ایمان والوں کو ہم اسی طرح نجات دیا کرتے ہیں۔

(فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ) پس ان کے عذر کو اور ندامت کو ہم نے قبول کیا اور جواب دیا۔

(وَ نَجَّیْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ) اور نجات دی ہم نے ان کو اس حالت سے

(وَ کَذٰلِکَ نُنْجِی الْمُؤْمِنِیْنَ) اور قیامت تک تمام مومنین اور مسلمین امتیان محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح ہر تکلیف دہ صورت سے نجات دوں گا۔

یہ تختہ بندی جو چاروں طرف معاشرہ و ماحول میں ہے' کیسے نجات ملے گی؟

ویسے ہی جیسے حضرت یونس علیہ السلام کو نجات ملی تھی وہ بھی منفرد تھے' ساری امت کا ساتھ نہیں تھا کیا کہا تھا حضرت یونس علیہ السلام نے؟

"لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَکَ. اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ"

اے اللہ میں قصوروار ہوں' میں نے ظلم کیا اپنے اوپر' میں خطا کار ہوں' گنہگار ہوں' اتنا ہی تو کہا تھا کہ ارشاد ہوا "فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَ نَجَّیْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ"

میں نے قبول کیا ان کی توبہ کو اور غم سے نجات دی۔

"وَ کَذٰلِکَ نُنْجِی الْمُؤْمِنِیْنَ"

اور قیامت تک مسلمانوں کو اسی طرح نجات دیں گے لہٰذا ہمیں اس ماحول اور معاشرہ سے گھبرا کر کہنا چاہیے۔

"لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَکَ. اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ"

ان تینوں مثالوں سے پتہ چلتا ہے کہ کیسے حالات ہوں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے سے ان حالات سے نجات مل جاتی ہے۔

اب آیئے اپنی ابتداء کی طرف حضرت آدم علیہ السلام نے اپنی پریشانی کی حالت میں کہا تھا

رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَکُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ

ترجمہ: کہنے لگے وہ دونوں اے ہمارے رب ہم نے ظلم کیا اپنے نفسوں پر اور اگر آپ نے ہماری مغفرت نہ فرمائی اور ہم پر رحم نہ کیا تو ہم نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوں گے تو حضرت آدم علیہ السلام کو یہی تریاق ملا تھا اور امتیان محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی یہی تریاق ملا یعنی جو تریاق حضرت آدم علیہ السلام کو ملا وہی تریاق انہیں بتلایا جا رہا ہے۔

چنانچہ خاتم النبیین رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم پر حضرت جبرائیل جو آخری وحی لے کر آئے تو

"فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ وَاسْتَغْفِرْهُ. اِنَّهٗ کَانَ تَوَّابًا" (سورۃ النصر پ ۳۰)

ترجمہ: تو اپنے پروردگار کی تعریف کے ساتھ تسبیح کرو اور اس سے مغفرت مانگو بے شک وہ معاف کرنے والا ہے۔

تو یہاں بھی اختتام توبہ پر ہو رہا ہے۔ اب کوئی وحی نہیں آئے گی' لا الہ الا اللہ بتایئے کہ جب ہر جگہ توبہ کے تریاق موجود ہیں تو کیسا ہی معاشرہ ہو' کیسے ہی مظالم ہوں' کیسی ہی مجبوری ہو اور کیسے ہی مشکل حالات کیوں نہ ہوں ہمیں اللہ تعالیٰ سے توبہ کرتے رہنا چاہیے۔

اب نجات کی تدبیر کیا ہے' کیسا ہی ماحول ہو' کیسا ہی معاشرہ ہو' انفرادی طور پر اپنی نجات حاصل کر لو' توبہ استغفار کے ذریعہ سے اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کر لو آپ کو یہ تریاق مل گیا جو اللہ تعالیٰ نے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم فرمایا ہے۔

"لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَکَ. اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ"

اور یہ صیغہ ہے استغفار کا تو اس کو بھی پڑھو اور اس کے ساتھ استغفار کرو۔

استغفر اللہ ربی من کل ذنب و اتوب علیه

اور اس کے ساتھ "رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَکُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ" بھی پڑھو۔

اجتماعی نجات

یہ تو تھا انفرادی نجات کا ذریعہ لیکن یہ انسانیت اور شرافت کے خلاف بات ہے کہ تم نے نجات حاصل کر لی اور تمہارے اہل وعیال اور متعلقین اسکے گرداب میں پڑے ہوئے ہیں اور یہ صلہ رحمی کے خلاف بات ہے تو اس لئے آپ ان کیلئے بھی دعا کیا کریں کہ اے اللہ ہم نے تو تریاق حاصل کر لیا' ان شاء اللہ اس پر عمل کرینگے لیکن یہ نادان تو عمل کر رہے ہیں نہیں تو ان کیلئے کہو۔

رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا

یہاں "وارحمنی" نہیں کہا وارحمنا کہا گیا "اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ"

اے اللہ ایسا بوجھ نہ ڈالئے جو ہم سے برداشت نہ ہو۔

اگر ہمارے اہل وعیال و متعلقین سب جہنم میں جائیں اور ہم جائیں جنت میں جس سے ہمارے عالم تعلقات میں بڑی آزمائش ہوگی لہٰذا ہمیں بھی معاف کردیجئے' اور ان لوگوں کو بھی معاف کردیجئے اور ہم سب کو نجات دیجئے' فرشتے بھی یہی کام کرتے ہیں عرش عظیم کے اردگرد ایک طبقہ فرشتوں کا ہے جو دعا کرتے رہتے ہیں۔ مومن اور مسلمان کے لئے اے اللہ یہ لوگ آپ پر ایمان لائے ہیں لہٰذا ان کے قصور کو معاف فرمادیجئے' دیکھئے اللہ میاں نے ایک محکمہ اسی کام کے لئے مامور کر رکھا ہے اگر تم توبہ استغفار کرتے رہو گے تو تمہاری استغفار فرشتوں کی استغفار کے ساتھ مل جائے گی اور وہ توبہ استغفار ضرور قبول ہو جائے گی۔

فرشتے کہتے ہیں اے اللہ! ان کو معاف کردیجئے' ان کے متعلقین اور ان کی اولاد کو معاف کردیجئے اور ان کو توفیق دیجئے کہ توبہ و استغفار کریں' فکر نہ کیجئے' استغفار اور دعا کرتے رہئے' کبھی نہ کبھی یہ چیز ضرور اثر کرے گی اور اس کی وجہ سے آپ کو گناہوں سے بالطبع نفرت ہونے لگے گی۔

جب اللہ تعالیٰ نے سب کچھ بتا دیا ہے تب کوئی پریشانی کی بات نہیں' ہر وقت انسان بچ سکتا ہے چاہے ماحول کتنا ہی متاثر کیوں نہ ہو' اگر کوئی شخص فائر پروف عمارت کے اندر بیٹھا ہو اور چاروں طرف آگ لگی ہوئی ہو تو وہ شخص اپنے کمرے میں سکون سے بیٹھا ہوا ہوگا اور محفوظ رہے گا اسی طرح ایمان والا بھی محفوظ چاہے چاروں طرف کتنی ہی آندھی' فواحشات وظلمات کی آئے اگر وہ اپنے آپ کو اللہ کی پناہ میں دے دے۔ اب دعا کرلیجئے۔

اے اللہ! یہ تمام معاشرہ حاضرہ' معاملات حاضرہ' تعلقات حاضرہ' حالات حاضرہ' تمام طغیان وکفران' بے شرمی' بے حیائی اور بے غیرتی سے بھرا ہوا ہے' اے اللہ روز ایک نیا فتنہ پیدا ہوتا ہے' ہر طرف شر کا فتنہ ظہور ہو رہا ہے۔

اللھم انا نعوذبک من کل الفتن ما ظھر منھا وما بطن کل الفتن

ترجمہ: اے اللہ ہمیں اور ہمارے متعلقین کو تمام ظاہری اور باطنی آفات اور فتنوں سے اپنی پناہ عطا فرما۔

"رَبَّنَا وَلَاتُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْلَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ"

رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ

اَسْتَغْفِرُاللّٰهَ رَبِّیْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَيْهِ

لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ. اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ

اے اللہ دنیا میں بھی بچا لیجئے اور آخرت میں بھی بچا لیجئے' نہ دنیا میں سزا دیجئے اور نہ آخرت میں مواخذہ کیجئے۔

اے اللہ! آپ نے ایمان عطا فرمایا ہے تو اس میں قوت وصحت عطا فرمایئے اور ان کی حفاظت فرمایئے اور اس پر عمل کی توفیق عطا فرمایئے' سب سے بڑی توفیق توبہ واستغفار اور ندامت قلب عطا فرمایئے اور اسے قبول فرما لیجئے' آمین' آمین بحق سید المرسلین رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم۔ تمت بالخیر

حلِّ مُہمات

۱- جب کبھی کوئی ظاہری یا باطنی پریشانی لاحق ہو اور ہر طرف سے ناامیدی اور مجبوری غالب ہو تو اللہ جل شانہ جو کارساز حقیقی ہیں تمام عالم امکان کے اور جو بڑی قدرت والے رحیم اور رحمٰن ہیں اور جو اپنے بندوں پر تمام عالم سے زیادہ مہربان اور نصرت وحمایت کرنے والے ہیں ان کی بارگاہ میں تخلیہ شب میں دو رکعت نماز نفل طلب اعانت کے لئے پڑھے، خود اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اس طرف متوجہ فرمایا ہے۔ "يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ، اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ" اور اول وآخر درود شریف گیارہ بار پڑھ کر اپنی حاجت اور تکلیف کو آہ وزاری کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کرے، اس طرح چند روز کرتا رہے اس کے علاوہ کسی اللہ والے کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے مقصد کے لئے دعا کرائے اور استغفار کی اور درود شریف کی کثرت رکھے اور چلتے پھرتے "حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ" پڑھتا رہے اور بعد نماز عشاء یا جس نماز کے بعد دوام ممکن ہو معمول بنائے کہ ۱۴۱ مرتبہ روزانہ پڑھتا رہے۔ بڑی خیر و برکت کی دعا ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں۔ آمین۔

۲- اہمیت واستخارہ

جب کسی کام میں تردد ہو یا کوئی اہم مسئلہ درپیش ہو جس کا حل سمجھ میں نہ آتا ہو یا کوئی اہم کام پیش نظر ہو جس میں کسی کے مشورے کی ضرورت ہو تو سب سے پہلے کم از کم تین رات بعد نماز عشاء سونے سے قبل یا سات روز تک دو رکعت نماز نفل پڑھے، پھر اول وآخر گیارہ بار درود شریف پڑھ کر نماز عشاء کے بعد دعائے استخارہ مسنونہ پڑھے، اس دعا کو اپنی ضرورت زندگی میں پڑھنے کیلئے حدیث شریف میں بہت تاکید آئی ہے، اس میں کوئی شرط

نہیں کہ کوئی خواب نظر آئے یا کوئی غیبی اشارہ محسوس ہو بلکہ استخارہ کر لینے کے بعد کام کی جو شق اختیار کرے گا ان شاء اللہ تعالیٰ اس میں خیر و برکت ہوگی، یہ خیر اللہ تعالیٰ سے طلب کی گئی ہے، اس لئے ان کی طرف سے جو بھی انجام کار ہو وہ سراسر رحمت و برکت کا سبب ہوگا۔ اس کے علاوہ کسی مخلص دیندار اور تجربہ کار سے بھی اس امر میں مشورہ کر لے اور دعا کرا لے کیونکہ شریعت اس کا بھی حکم کرتی ہے اور اس کام کی انجام دہی جس قدر حدود شرعیہ کے اندر کوشش ہو وہ ضرور کرے اور اللہ تعالیٰ پر ہر حال میں نظر رکھے اور ان کی رضا پر راضی رہے اور اپنا سب کام اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دے۔

"وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْٓ اِلَی اللّٰہِ. اِنَّ اللّٰہَ بَصِیْرٌۢ بِالْعِبَادِ"

دعائے استخارہ

اللهم انی استخیر بعلمک و استقدرک بقدرتک واسئلک من فضلک العظیم فانک تقدر ولا اقدر و تعلم ولا اعلم و انت علام الغیوب اللهم ان کنت تعلم ان هذا الامر خیر لی فی دینی و معاشی و عاقبته فاقدره لی ویسره لی ثم بارک لی فیه وان کنت تعلم ان هذا الامر شرلی فی دینی و معاشی و عاقبة امری فاصرفه عنی واصرفنی عنه واقدر لی الخیر حیث کان ثم ارضنی به

۳- آیات شفا

وَیَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ، فِیْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ، وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ یَشْفِیْنَ، وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ، شِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ، قُلْ هُوَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا هُدًی وَّشِفَآءٌ

پہلے سات مرتبہ درود شریف پڑھیں پھر اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھ کر مذکورہ بالا آیات کی تلاوت کریں پھر سات مرتبہ درود شریف پڑھ کر مریض پر دم کریں، دن میں چند بار ایسا کریں ان شاء اللہ تعالیٰ مریض جلد صحت یاب ہو جائے گا۔

۴-علاج جمیع امراض روحانی وجسمانی

تمام بزرگان کے معمولات میں یہ عمل شامل رہا ہے۔فجر کی سنت وفرض کے درمیان مع بسم اللہ سورۃ فاتحہ اکتالیس مرتبہ پڑھیں۔اول وآخر گیارہ بار درود شریف پڑھیں پھر دونوں ہاتھوں پر دم کر کے سر سے سینہ تک پھیر لیں ہمیشہ اس کو اپنے معمولات میں شامل رکھیں، بڑے خیر وبرکت کا عمل ہے۔

اگر کوئی مریض ہو تو یہ پڑھ کر دم کر کے اسکو پلائیں اور چہرہ وسینہ پر چھڑک دیں اسکے علاوہ تمام بلیات، سحر، سفلی عمل اور آسیب وغیرہ کے اثرات کے دفعیہ کیلئے مجرب المجرب ہے۔

۵-اسی طرح مریض کی صحت کے لئے مجرب علاج یہ ہے کہ مع بسم اللہ سورۃ فاتحہ اس کے بعد "یا حی حین لا حی فی دیمومة ملکه بقائه یاحی" زعفران سے کسی صاف چینی کی پلیٹ پر لکھ کر پھر پانی سے دھو کر مریض کو پلائیں، ان شاء اللہ صحت کاملہ نصیب ہوگی، چالیس روز تک اس کو پلائیں (حضرت اکثر مریضوں کے لئے یہ تجویز فرماتے تھے)

۶-حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول مبارک تھا کہ رات میں سوتے وقت مع بسم اللہ سورۃ قل ہو اللہ اور معوذتین تین تین بار پڑھ کر ہاتھوں پر دم کر کے سر سے لیکر پاؤں تک تمام جسم پر پھیر لیتے تھے اس عمل سے تمام بداثرات ظاہری وباطنی سے بعون اللہ تعالیٰ حفاظت رہتی ہے۔

۷-نیز رات کو سوتے وقت مع بسم اللہ آیۃ الکرسی پڑھ کر شہادت کی انگلی پر دم کر کے مکان کے چاروں طرف اشارہ سے حصار کر لیا جاتا ہے۔ان شاء اللہ تعالیٰ اس سے ہر طرح کی بلیات وجان ومال وغیرہ کے حفاظت رہتی ہے۔

۸-بزرگان دین کا یہ معمول ہے کہ حوادثات وآلام روزگار اور شدید بیماریوں اور پریشانیوں کے وقت آیت کریمہ "لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَکَ. اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ" کا ورد کرتے ہیں۔بعد نماز عشاء اس آیت کریمہ کو ایک سو ایک مرتبہ اول وآخر گیارہ بار درود شریف پڑھ کر اپنی حاجات کی دعا کی جائے، ان شاء اللہ تعالیٰ غم سے نجات حاصل ہوتی ہے۔

۹-ظاہری وباطنی کوئی بھی پریشانی ہو اس کے لئے اکثر وبیشتر اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ

رَاجِعُوْنَ کا کثرت سے ورد استغفار و تسبیحات اور درود شریف کا مستقلاً ورد رکھنا سکون قلب کے لئے اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔

۱۰- جب کسی پریشانی یا کسی کی ایذا رسانی سے تکلیف ہو تو یا کوئی لاینحل مشکل درپیش ہو تو کثرت سے "یااللّٰہ یا رحمن و یا رحیم یا حیی و یا قیوم برحمتک استغیث" پڑھنا چاہیے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ غم سے نجات اور سکون و طمانیت قلب حاصل ہوگی۔

۱۱- جب کسی سے نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو تو حسب ذیل دعاؤں کا ورد رکھنے سے بھی قلب کو سکون اور توجہ الی اللہ ہونے کی توفیق نصیب ہوتی ہے۔

۱- "فَاللّٰهُ خَيْرٌ حٰفِظًا وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ"

۲- "مَا شَآءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ"

۳- "اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ كُلِّهَا مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا يَضُرُّ مَعَ اِسْمِهٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ"

ان دعاؤں میں سے کوئی بھی بچوں اور مریضوں اور پریشان حال لوگوں کے لئے لکھ کر تعویذ بنا کر پاس رکھنے یا بازو پر باندھنے کیلئے بھی دیا جاتا ہے اسکے ساتھ دعا بھی کرنا چاہیے۔

۱۲- کتاب حدیث حصن حصین کا کبھی کبھی ضرور مطالعہ کرنا چاہیے' اس میں دین و دنیا کی تمام ضروریات و مہمات کے متعلق حضور رسول مقبول رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام مانگی ہوئی دعائیں جمع کی گئی ہیں' اس کا مطالعہ بڑا سرمایہ عافیت ہے۔ تمام بزرگان دین کا معمول رہا ہے اور مجربات میں ہے کہ جب کبھی فتنہ و فساد' سانحات و حادثات یا آلام و پریشانیوں کا ہجوم ہوا ہے تو اس کو ختم کر کے اس کے وسیلہ اور برکت سے بارگاہ الٰہی میں دعائیں و مناجات کی گئی ہیں اور وہ ضرور قبول ہوئی ہیں اور ہر طرح کی عافیت کاملہ' طمانیت قلب اور صلاح و فلاح نصیب ہوئی ہے۔ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ

تعلق مع اللہ

مجلس مورخہ 8 فروری 1974ء بعد نماز عصر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

مجلس میں بیٹھتے وقت دعا کرلیا کیجئے کہ خدا تعالیٰ ہم کو سننے کے بعد عمل کی توفیق عطا فرمائے، یہ بھی عبادت ہے۔

طلب صدق عجیب چیز ہے، دین خود صدق واخلاص کا نام ہے، اخلاص کے معنی ہیں جو عمل ہو صرف اللہ پاک ہی کے لئے ہو اور اخلاص بغیر صدق کے بدعت ہوتا ہے۔

صدق کہتے ہیں حدود کی حفاظت کو اور حدود وہ ہیں جو اللہ پاک اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم فرمائے ہیں، اس میں گھٹانا یا بڑھانا دونوں صدق کے خلاف ہیں۔

دین حاصل کرنا ہو تو صرف دین خالص اور دین صادق ہی طلب کرو، ہمارے بزرگ اللہ کے فضل وکرم سے صادق ومخلص ہی تھے۔ انہوں نے اپنی ساری زندگی اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کے مطابق ڈھال لی تھی اور ہمارے لئے اپنی تقلید کے وہ نمونے چھوڑ گئے ہیں، ہم کو کاوشوں سے بچادیا، اب ہم کو کسی کاوش کی ضرورت نہیں بس ان کی اتباع ہمارے لیے کافی زندگی خود ایک جہاد ہے۔ اس میں ہماری جدوجہد یہ ہے کہ زندگی کے سارے شعبوں میں حدود کی حفاظت کریں، ہر شعبہ میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات موجود ہیں، اللہ نے خود فرمایا ہے کہ راستہ طلب کرو ان لوگوں کا جن پر اللہ کا انعام ہوا اور جو اللہ کے برگزیدہ بندے ہیں، دین اسی راستہ سے حاصل ہوتا ہے اور آخرت کا سرمایہ یہی ہے۔

تعلق اہل اللہ کی برکات

کسی دیندار بزرگ سے صحیح تعلق پیدا ہوگیا تو تم کو اللہ سے تعلق پیدا ہوگیا' اسی تعلق سے اللہ کی عظمت اور محبت سامنے آنے لگتی ہے۔ اس عظمت اور محبت کا حق ادا کرتے رہو' کسی اللہ والے سے تم کو محبت ہوگی تو دین کا حق ادا ہو جائے گا' تعلق مع اللہ پیدا ہونے کی کیا علامات ہیں؟ کیسے معلوم ہوا کہ اللہ کا تعلق حاصل ہو رہا ہے' جب اور جہاں زندگی کے جس شعبہ میں بھی اللہ کے حکم کے سامنے اس کو تسلیم کر لے یہی عظمت ہے اور دل میں جذبہ پیدا ہو جائے اس پر عمل کا تو یہ محبت ہے' آخرت کا تصور ہی آج ہمارے ذہنوں سے مٹتا جا رہا ہے' بوڑھے اور جوان نیک اور بد ہر قسم کے لوگ روزانہ موت سے ہمکنار ہوتے دیکھتے ہیں مگر یہ نہیں سوچتے کہ جانے والا کہاں چلا گیا اور اب اس کا وہاں سے آنا ناممکن ہے اور اب وہ کس حال میں ہے۔ ایک دن ہم بھی اسی جگہ جانے والے ہیں' ہم کو یہ سوچنے کا موقع ہی نہیں ملتا۔

تو کبھی کبھی دہرا لیا کرو یہ تصور اور آخرت سے اپنی غفلت کو غور کر لیا کرو' آخرت تو ہو کر رہے گی یہ دنیا تو عارضی ہے' آخرت تو دار البقاء ہے۔

یہ سوچنا تمہارا کام نہیں کہ کیوں اتنی مختصر سی زندگی کو کیوں شیطان و نفس کو پیدا کیا۔ کیوں ہمارے ساتھ ضروریات کو وابستہ کیا' اس پر غور کرو' یہ تو اللہ کی مشیت ہے زندگی اور اس میں انقلابات تو آتے ہی رہیں گے' تم کو ہوش کی ضرورت ہے' اپنے اختیارات سے کام لے کر وحی کا اتباع کرنا' بس تم اس کے مکلف ہو تمہارے لئے صراط مستقیم مستحکم کر دی' جس کے قدم صراط مستقیم پر جم گئے وہ ہرگز گمراہ نہیں ہو سکتا۔

اللہ پاک فرماتے ہیں اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ فرما دیجئے کہ میں اللہ کا نبی ہوں اور میں صراط مستقیم پر ہوں' بس صراط مستقیم کا تعین ہو گیا' آپ کی اتباع' عظمت اور محبت پر اپنی جان لگا دو تم متقی بن گئے' زاہد بن گئے' جو بن گئے مگر رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم سے ایک قدم آگے نہ بڑھاؤ' آپ کی اتباع کے بغیر نجات ممکن ہی نہیں' آپ نے ایسی زندگی بسر فرمائی کہ غریب فقیر بھی اور بادشاہ امیر بھی سب کے لئے قابل عمل ہے۔ سیرت نبوی صلی اللہ

علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگی کا مطالعہ کرو اور تم سے یہ نہیں ہوسکتا تو جنہوں نے یہ کتابیں پڑھی ہیں ان سے سمجھا ہے ان پر عمل کیا ہے' ان کے کہنے پر عمل کرو' کوئی زندگی کا شعبہ ایسا نہیں جس پر آپ کا فرمان موجود نہ ہو' یہاں تک کہ کھانسنے' چھینکنے' ہنسنے' رونے کے سارے طریقے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کیلئے موجود ہیں' جن کا اس پر عمل ہے انہی کے پاس جا کر بیٹھو' زندگی کی ساری دشواریاں حل ہو جائیں گی' ہر ایک اشکال کا حل وہاں مل جائے گا بلکہ اشکال تمہارے دل میں ہو اور جواب اس کا تم کو مل جائے گا' کہنے کی پھر ضرورت نہیں پڑتی۔

مختصر زندگی کا نصاب

زندگی مختصر ہے تو اللہ پاک نے اعمال بھی مختصر ہی رکھے ہیں' قرآن پاک میں دعا ہے کہ اے ہمارے رب ہم کو دنیا میں حسنہ عطا کیجئے اور آخرت میں بھی حسنہ عطا کیجئے' بس یہی سارا دین ہے' اس کا مطلب ہے کہ یا اللہ دنیا میں بھی ہم کو پاکیزہ چیزیں یا پاکیزہ غذائیں' پاک اعمال پاک نیت خالص ایمان کامل عبادات عطا کیجئے' عبادات اور اعمال ایمان کی حفاظت کے لئے ہیں اگر اعمال میں کوتاہی ہوگی تو ایمان کمزور ہوگا۔ یہی آزمائش ہے کہ ایمان کتنا پختہ ہے' جتنے اعمال پختہ ہیں' ایمان اور اعمال صالحہ ایک دوسرے کے ساتھ ہیں' ایمان تو الحمد للہ ہمارا خالص ہے نجات کا تو یہی سامان ہے اب رہے اعمال تو یہ بڑی مشکل چیز ہے اور ایمان کا ثبوت اسی میں ملتا ہے' ایمان کی سلامتی بھی اعمال پر ہے اور اسی میں کوتاہیاں ہیں' تو جہاں کوتاہی ہو جائے تو استغفار کرلو' تم کوئی نبی اور پیغمبر تو نہیں کہ گناہ ہی تم سے سرزد نہ ہوں' بس جہاں لغزش ہو توبہ کرلو' استغفار کرلو اور جہاں دوسروں کے کہنے پر مجبور ہو جاؤ' پناہ مانگ لو' جو بھی دشواری تم محسوس کرتے ہو اسی سے کہو جس نے مشیت جاری کی ہے' وہی اس سے تم کو پناہ بھی دے سکتا ہے' اسی نے یہ ماحول پیدا کیا ہے اور تم کو اس میں پیدا کیا تو تقاضائے ایمان یہی ہے کہ دادرسی کرو اسی فریادرس سے۔

موجودہ حالات میں بندگی کا حق

یہ منکرات' فواحشات' چوریاں' ظلم' گرانی' بے حیائی اور آمیزش یہ ساری برائیاں تم دیکھ رہے ہو مگر یہ کس نے پیدا کیا ہے۔ اپنی مجبوری مغلوبیت' مظلومیت' مجروحیت کو پیش

مرو ز؛ اسی کے دربار میں تم کو کس بات کی تشویش ہے تم سے آخرت میں کون سوال کرے گا' کیا وہاں کوئی دوسرا رب ہوگا وہی رب آج بھی یہاں موجود ہے' مرنے کے بعد کوئی دوسرا خدا نہیں آئے گا' وہی اللہ آج بھی موجود ہے جن سوالوں سے مرنے کے بعد جواب دینے سے گھبراتے ہو اس کی سزاؤں سے خوف کھاتے ہو تو ان سے بچنے کا راستہ بھی بتادیا ہے' اپنے اختیار کی حد تک ان نافرمانیوں سے بچو اور جہاں مغلوب ہو جاؤ اس پر نادم ہو کر توبہ کرلو اور پناہ مانگ لو اور معافی طلب کرلو کہو کہ یا اللہ ہم وہاں کیا جواب دیں گے' یہاں بھی جواب نہیں دے سکتے' ہم سے مواخذہ نہ فرمایئے' ہم کو یہیں معاف کردیجئے' ہم کو بغیر حساب کتاب کے جنت میں داخل فرمادیجئے' محض اپنے فضل سے ہم سے درگزر کردیجئے۔

پہلی امتوں پر گناہ کی نیت پر بھی مواخذہ ہوتا تھا لیکن شفیق دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو یہ انعام ملا ہے کہ اس پر نیت بدی کی ہو تو مواخذہ نہیں جب تک بدعمل نہ ہو جائے اور پھر بداعمالی پر بھی اگر توبہ کرلو تو رحمت کے دروازے ہر وقت کھلے ہیں۔

یہ گندہ پرآشوب ماحول یہ منکرات و فواحشات ان سب کو منسوب کرلو اپنی شامت اعمال پر یہی بندگی کا حق ہے۔

اور اپنی شامت اعمال پر اور اپنے عزیز و اقارب اور اس نادان نسل کی شامت اعمال پر توبہ کرلو اپنے رب سے پناہ مانگ لو تو یہ ان کی شان مغفرت ہے کہ وہ ایک بندہ کی دعا سب کے لئے قبول فرمالیں' حالات دن بدن خراب ہورہے ہیں' یہ سب کچھ ہو کر رہے گا تم ان کو روک نہیں سکتے جس کی مشیت جاری ہو چکی ہے اس سے پناہ طلب کرلو اور کہو کہ یا اللہ یہ سب آپ کی مخلوق ہیں اور سب نادانی سے ایسا کر رہے ہیں' ہم کو اور ان سب کو معاف کردیجئے۔

کتنی بڑی شان مغفرت ہے اللہ پاک کی اگر ہم خود اللہ پاک سے دعا کرتے تو اس کے لئے الفاظ کہاں سے لاتے چنانچہ ہر موقع کے لئے خود اللہ پاک نے ہی دعا کے الفاظ بھی تعلیم فرمادیئے' تم ان الفاظ کی صرف تلاوت نہ کرو بلکہ غور کر کے سمجھ کر دعائیں مانگو' تم سارے مسلمانوں کے لئے مغفرت طلب کرو' کون روکتا ہے تم کو اب یہ ان کی مشیت ہے کہ جس کو چاہیں معاف فرمادیں۔

حدیث شریف کا مضمون ہے کہ ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور وضو کیا

اور نماز کے لئے کھڑے ہو گئے اور رقت طاری ہو گئی' آپ روتے رہے اور پھر رکوع کیا اور روتے رہے' پھر سجدہ کیا اور روتے رہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ اتنا گریہ فرماتے ہیں' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں کیوں نہ روؤں کہ آج اللہ پاک نے آل عمران کی آخری آیتیں نازل فرمائی ہیں۔

کہ اے رب ہمارے' ہم نے ایک منادی دینے والے کو سنا کہ ایمان لے آؤ' یا اللہ ہم ایمان لے آئے' آپ ہم کو معاف فرما دیجئے' ہماری مغفرت فرما دیجئے' ہم کو نیک لوگوں کا ساتھ عطا فرمائیے' پھر فرمایا' کہو اے رب ہمارے ہم کو وہ ساری چیزیں عطا فرما دیجئے جن کا آپ نے اپنے رسول سے وعدہ فرمایا ہے اور کہو اے رب آپ اپنا وعدہ پورا کیجئے ہم کو بھرے محشر میں رسوانہ کیجئے اور پھر کہو یا اللہ آپ وعدہ کر کے خلاف نہیں کرتے۔

سبحان اللہ! ربوبیت اور شان مغفرت کی انتہا ہے کہ اس دعا میں اپنے بندوں کو یقین دلایا ہے کہ جو تم مانگ رہے ہو' اس کا ہم نے وعدہ کر لیا پھر فرمایا کہ جو نیک عمل کرے تم میں سے مرد ہو یا عورت ہم کسی کا عمل ضائع نہیں کرتے۔

تو ایمان اور اعمال صالحہ ایک دوسرے سے وابستہ ہیں۔

دعا کیجئے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہم کو ایمان کاملہ اور اعمال صالحہ نصیب فرمائے۔ ہم کو اسلام پر قائم رکھے اور ایمان پر ہمارا خاتمہ بالخیر ہو۔ آمین یارب العالمین۔

اصلاح اعمال اور رجوع الی اللہ کا طریقہ

مجلس جمعہ 21 ربیع الاول 1403ھ بمطابق 7 جنوری 1983ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

جذبہ بے اختیار

حضرات! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمدللہ! آج ہم اور آپ یہاں جمع ہو گئے ہیں' آپ حضرات نہ جانے اپنے کتنے مشاغل چھوڑ کر دور دور سے آتے اور جمع ہو جاتے ہیں' محض اللہ اور اس کی رضا کے لئے' میری نظر میں' میرے احساسات میں ان لمحات کی جتنی قدر ہے اللہ کرے کہ آپ لوگوں میں بھی ہو اور ان شاء اللہ ہو جائے گی' یہ بڑے گراں قدر لمحات ہیں' مجھے قدر ہے آپ بھی اس کی قدر کرنا سیکھیے۔

تمام عمر کے تجربہ اور اتنی عمر کو پہنچنے کے بعد کہتا ہوں کہ ایک چیز جو بڑی قابل قدر ہے اور اس کی قدر جان لینا اور پہچان لینا یہی خلاصہ ہے' شریعت وطریقت وسنت کا وہ ہے "وقت" جو گرانمایہ چیز ہے' جس نے وقت کی قدر کر لی اس نے سب کچھ حاصل کر لیا' ہمارے پاس جو عمر ہے وہ بہہ رہی ہے پانی کی طرح' ہر لمحہ قیمتی سے قیمتی ہے اور یہ برق رفتار سے گزرتا چلا جا رہا ہے۔

ہو رہی عمر مثل برف کم   چپکے چپکے رفتہ رفتہ دم بدم

ان لمحات میں' حواس باختہ زندگی میں ایک گردش اشغال ہے' اگر ان میں کچھ لمحات

سکون اور عافیت کے مل جائیں تو سمجھو کہ یہی سرمایہ حیات ہے' یقین رکھو! سرمایہ آخرت وہی لمحات ہیں جو سکون سے گزر جائیں اور اللہ کی یاد میں گزر جائیں' اللہ کے ذکر میں گزر جائیں۔

دوسرے اعمال میں تو نفس و شیطان کی آمیزش ممکن ہے لیکن اس اجتماع میں نہ نفس شریک ہوسکتا ہے نہ شیطان اغوا کرسکتا ہے' یہاں تو ہمارا جذبہ ہے' ایک جذبہ بے اختیار جو ہمیں اور آپ کو حصول دین کے لئے یہاں جمع کر دیتا ہے اور حصول دین کے معنی ہیں رضائے الٰہی کا حاصل ہو جانا' ہم اور آپ یہاں اللہ ہی کی رضا کے لئے بیٹھ جاتے ہیں اور اللہ کی رحمت ایسی بے پایاں ہے کہ جو ان کے لئے بیٹھ جائے وہ محروم نہیں رہتا اور نوازا جاتا ہے۔ لا الہ الا اللہ۔

اس سے زیادہ خوشی اور مسرت کی چیز اور کوئی نہیں' بہت سی حدیثیں ہیں اس کے متعلق جو اس وقت بیان نہ کرسکوں گا۔

آسماں سجدہ کند بہر زمینے کہ برد　　　یک دو کس یک دو نفس بہر خدا بنشید

اللہ کیلئے بیٹھ جاؤ' ارے لا الہ الا اللہ　　　آسمان سجدہ کند بہر زمینے کہ برد

خاقانی کا شعر ہے

پس از سی سا ایں نکتہ محقق شد بخاقانی　　　کہ یکدم باخدا بودن بہ از ملک سلیمانی

دنیا کی دولت' ہیچ ہے ان لمحات زندگی کے مقابلہ میں جس میں اللہ کا بندہ' اللہ کے سامنے بیٹھ جائے' اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کا ایک بندہ بھی بیٹھ جائے تو بس اس کے لئے سرمایہ ہے اور ایمان کا حاصل ہے۔

تو بھائی! اس کی قدر کرو' وقت بڑی قدر کی چیز ہے' ہر وقت انقلاب ہے ہر لمحہ انقلاب ہے' خدا معلوم ہمیں آپ کو آج جو سکون حاصل ہے' کل حاصل ہو یا نہ ہو' شکر ادا کیا کرو۔

اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے جس چیز پر شکر ادا کرو گے ہم اسے اور بھی بڑھا دیں گے۔ یہ لمحات فرصت و عافیت کے ہیں جو ہم نے وقف کر دیئے ہیں اور اللہ کے لئے اس کا دین حاصل کرنے کیلئے ان کی باتیں سننے کیلئے۔

علم دین کی عجب خصوصیت

جب یہ بات ہے تو پھر ایک بات اور بھی قابل توجہ ہے کہ دین کی بات سن کر بھی عمل کیا

جائے کیونکہ جس علم پر عمل نہ ہو وہ رائیگاں ہے لیکن یہ بھی علم دین کی برکت ہے کہ اگر اسے سیکھ لیا جائے، حاصل کر لیا جائے اور اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کو قبول کر لیا جائے تو عمل کی بھی توفیق ہو جاتی ہے اور ان شاء اللہ ہو جائے گی۔

یہ صرف علم دین کی برکت ہے ورنہ اور علوم تو بالکل بیکار محض ہیں، فلسفہ ہو یا سائنس ہو، جب تک کہ اس کے مطابق علم نہ ہو بے کار ہے، لیکن اللہ کے دین کا جو علم ہے وہ بذات خود ایک ایسی دولت ہے، بذات خود ایک ایسی نعمت ہے جو دنیا اور آخرت میں کام آنے والی ہے۔

قدر مصاحبت

تو بھائی! ان لمحات کی قدر کرو، میں چاہتا بھی ہوں کہ جن چیزوں سے مجھے نفع ہوا ہے میں وہ باتیں آپ کے سامنے عرض کر دوں اور الحمد للہ خیر خواہی کے جذبہ اور اخلاص و دلسوزی کے ساتھ عرض کرتا رہتا ہوں تا کہ یہ گراں قدر باتیں آپ کے لئے سرمایہ سکون و عافیت بن جائیں............آمین۔

اور کہیے تو تھوڑا سا دعویٰ بھی کروں، میرا دعویٰ یہی ہے کہ مجھ سے آپ لوگ جو باتیں سن رہے ہیں اور سن لیتے ہیں شاید پھر نہ سن سکیں اور میرے علم میں، میرے تجربے میں جو ہوتا ہے وہ آپ کے سامنے عرض کر دیتا ہوں اور بھائی یہ میرا مذاق نہیں، یہ مذاق تو میرے پیر و مرشد کا ہے۔

خیر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ جو لمحہ ملے اور کسی اللہ والے کی خدمت میں صرف ہو جائے وہ لمحات زندگی جو دین کی خدمات میں صرف ہو جائیں وہ سرمایہ ہیں، میرے لئے بھی آخرت کا سرمایہ ہیں اور آپ کے لئے بھی۔

آپ خدا کے لئے ان لمحات کی قدر کرو، میں تو آپ لوگوں کے سامنے وہ باتیں عرض کر دیتا ہوں جو بہت سی کتابوں کے مطالعے سے بھی میسر نہ ہوں گی، کیونکہ میرے پاس اس عمر میں اس بڑھاپے میں جو چیز ہے جس چیز سے میں نفع محسوس کرتا ہوں وہ میں آپ کے سامنے عرض کر دیتا ہوں، وہ مجھے اللہ کے نیک و مقبول بندوں سے حاصل ہوئی ہے، اللہ کا احسان عظیم ہے، اس نے بڑا کرم فرمایا ہے کہ ایسے مقبول بندوں سے وابستہ کر دیا ہے جو بالکل بے غبار ہیں اور صراط مستقیم پر مستقل ہیں، ان کے باطن میں نفس و شیطان کا کوئی دخل نہیں ہے صرف للٰہیت ہے اس لیے وہ صراط مستقیم پر مستقل ہیں جس میں کسی قسم کی کوئی کجی نہیں۔

تسلیم و فاداری

جبھی تو ارشاد ہے "اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ" صراط مستقیم کیا چیز ہے؟ صراط مستقیم وہ راستہ ہے جس میں سراسر للّٰہیت ہی للّٰہیت ہے۔ صراط مستقیم پر جو شخص آ گیا وہ مامون ہوگیا' خود تو آنا بڑا مشکل ہے جب تک رہبر و رہنما یہ نہ بتادے کہ یہی صراط مستقیم ہے اور جب وہ بتلادے تو پھر اس سے زیادہ اطمینان دہ اور کوئی صورت نہیں۔

صراط مستقیم اے دل کسے گمراہ نیست

اور صراط مستقیم پر چلنے والے بڑے تیز رو بڑے حوصلے والے بھی ہیں' قوی الایمان بھی ہیں' قوی الاعمال بھی ہیں' ضعیف بھی ہیں کمزور بھی ہیں' ضعیف الایمان بھی ہیں' ضعیف العمر بھی ہیں لیکن الحمدللہ ایسے لوگوں سے وابستہ ہیں کہ جو صراط مستقیم پر ہیں اور ہماری رہبری و رہنمائی کر رہے ہیں' ان کے ساتھ ہم ہیں' ہزار ہم ذلیل سہی' خستہ سہی' اضمحلال اور ضعیف سہی لیکن ہیں الحمدللہ صراط مستقیم پر۔

الحمدللہ! ہمارے آپ کے ذہن بے غبار ہیں کہ ہمیں کوئی وساوس نہیں' خطرات نہیں' ہم رسوم کے پابند ہیں' ہم توجیہات و تاویلات نہیں کرتے' ہم تو بلاچوں و چرا وہی مانتے ہیں جس کا اللہ اور اللہ کے رسول نے حکم فرمایا ہے' ہمارے آپ کے بزرگوں نے یہی کہا ہے اور یہی ہمیں تعلیم دی ہے کہ اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کو بے چوں و چرا تسلیم کرلو' تاخیر نہ کرو۔

تمام فرقے تمام گمراہیاں تاویلات اور مصلحت اندیشی سے پیدا ہوئی ہیں' صراط مستقیم پر تاویلات کی گنجائش نہیں۔

مذہب عشق میں گنجائش تاویل نہیں

تاویل تو وہ کرے جس کو اپنی اغراض پوری کرنی ہوں' جس کو اپنے دنیاوی مقاصد پورے کرنے ہوں' ہمیں تو رضائے الٰہی چاہیے' ہمارا مطمع نظر تو صرف اللہ کو راضی کرنا ہے' اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہوجائیں' ہمیں تو آمنا وصدقنا وہی بات ماننی ہے جو ہمارے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلادی ہے اور بے چوں و چرا اسی راستہ پر چلنا ہے جو آپ نے ہمیں بتلادیا ہے۔

عاشقی نام ہے تسلیم وفاداری کا

ہم نے تسلیم کرلیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے رہنما' آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے رہبر اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے محسن ہیں' لا الہ الا اللہ ہم نے تسلیم کرلیا ہے' اب وفادارانہ ان کے ساتھ چلے چلو' یہ مت کہو کہ یہ نہیں بنتا وہ نہیں بنتا' یہ دیکھو کہ صراط مستقیم پر ہو کہ نہیں بھائی یقیناً ہیں' الحمدللہ اس لئے کہ ہم نے صادقین کا دامن تھام رکھا ہے اور باری تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ (التوبہ)

ترجمہ: اے وہ لوگو! جو ایمان والے ہیں جو اللہ تعالیٰ سے صحیح تعلق پیدا کرنا چاہتے ہیں "كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ" اللہ کے نیک بندوں سے وابستہ ہو جاؤ۔

وابستہ ہو جاؤ' عافیت میں آ جاؤ گے' اب چوں و چرا کی گنجائش نہیں' کسی کاوش اور فکر کی ضرورت نہیں' اللہ اور اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جو احکامات بتا دیئے ہیں ان پر عمل کیے جاؤ' جو حدود مقرر کر دی ہیں ان کے اندر رہو' بس کافی ہیں۔

اسلام اور مغربیت

میں آپ کے سامنے وہی باتیں دہراتا ہوں جو آپ کے فائدے کی ہیں' وہ باتیں جن کے مجھے اندیشے ہوں' جن کے خطرات میرے پیش نظر ہوں' بار بار جی چاہتا ہے کہ ان سے متنبہ کر دیا جائے اور متنبہ ہو جائے' ہمارے دور میں فتنے' معمولی نہیں ہیں' سخت خطرناک ہیں' بہت زیادہ ہیں' یہ قرب قیامت ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کی جو علامات بتا دی ہیں' حدیثوں میں موجود ہیں' ان سے اللہ کے لئے ڈرو............ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ قرب قیامت میں فتنے اس طرح آئیں گے جیسے تسبیح کے دانے ٹوٹتے ہیں' ہر روز ایک نیا فتنہ' دنیا کے فتنے کیا کم ہیں' اب دین کے فتنے بھی پیدا ہو گئے ہیں اور یہ ایسے لوگوں کی طرف سے پیدا ہو گئے ہیں جنہوں نے اسلام کا بہروپ بدل لیا ہے' جو اسلام کا نام لے کر خود بھی گمراہ ہو رہے ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کر رہے ہیں' نہ وہ اسلام کا حق ادا کرتے ہیں نہ ایمان کا حق ادا کرتے ہیں' صرف دور حاضر کی مصلحتوں کو دیکھتے ہیں' تقاضائے وقت کو دیکھتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اسلام

کو مغربیت کے سانچے میں ڈھال دیں تا کہ وہ مسلمان کے مسلمان باقی رہیں یعنی کہنے کو مسلمان ہوں لیکن مغرب کے مقلد' وہ سانچہ مغرب میں تیار ہوتا ہے اور مسلمان اس میں اپنے آپ کو ڈھالنا چاہتا ہے' وہ سانچہ کا ہے کا ہے؟ معاشرے کا' ایسا معاشرہ بنادیا ہے مغرب نے کہ بس نہایت دل کش' نہایت جاذب نظر' فراوانی زر نے' ایجادات نے' طرح طرح کے عیش وعشرت کے سامانوں نے وسائل کی کثرت نے اتنی سہولتیں' اتنی آسانیاں' اتنی ضرورتیں ہمارے لئے پیدا کر دی ہیں ہم مدہوش ہو کر رہ گئے ہیں' دیکھتے نہیں کہ جائز ہے یا ناجائز ہے؟

اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اجازت دی ہے یا نہیں دی ہے ......؟ بس یہ دیکھتے ہیں کہ تقاضائے وقت یہی ہے' یہی کرنا چاہیے' ایسا نہ کریں تو ہم بھی پسماندہ قوموں میں شمار ہوں' جاہلوں میں شمار ہوں' جانے کیا کیا اوہام شیطان پیدا کر دیتا ہے اور ہم آنکھیں بند کر کے تقلید کیے جا رہے ہیں' یورپ کی' مغربیت کی' یہودیت کی اور نصرانیت اور سمجھتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں............ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔

بڑی عبرت کی بات ہے' ہوشیار ہو جانے کی بات ہے' اللہ کے لئے ایمان کو بچاؤ' اپنے ایمان کا تحفظ کرو' میں صرف خطرات وساوس آپ کے سامنے پیش نہیں کرتا بلکہ اس کی تدبیر بھی بتاتا رہتا ہوں جو تدبیر ہے اس کی وہ عرض کرتا ہوں' سب جمع ہیں' سوچئے کوئی دل ہے ایسا جو پریشان نہ ہو' فکر مند نہ ہو' کسی تردد میں مبتلا نہ ہو' کوئی خالی نہیں' خطرات ہیں' تشویشات ہیں' ترددات و وساوس ہیں لیکن تدبیر سمجھ میں نہیں آتی کیا کریں۔

کمی تدبیر

بات یہ ہے کہ اپنے اپنے دائرہ میں دین کی تبلیغ تو ہو رہی ہے لیکن نہایت محدود' دشمنان اسلام کے پاس نشر و اشاعت کے سامان ہیں' کھلے بندوں اشاعت کر رہے ہیں اور ہمارے پاس اہل حق کے پاس' علماء حقانی کے پاس وسائل و ذرائع کا فقدان ہے اور جو وسائل ہیں وہ محدود ہیں' اگر چہ وہ اپنی جگہ پر کام کر رہے ہیں اور تقاضائے وقت کہہ کر جو خلاف شرع اور خلاف سنت کام کیے جا رہے ہیں اس سے روک رہے ہیں' متنبہ کر رہے ہیں لیکن ان کا دائرہ

بالکل محدود ہے' ہمارے معاشرہ میں تہذیب حاضرہ میں مسلمانوں کے جو اخلاق برباد ہو کر رہ گئے ہیں اس میں زیادہ تر ہاتھ ریڈیو' ٹیلیویژن اور اخبارات گندے مضامین سے بھرے ہوئے ہیں' صفحے کے صفحے' سینما کی ننگی اور عریاں تصویروں سے بھرے ہوئے ہیں' نادان لڑکے جن کو سمجھ بوجھ بھی نہ ہو' دین کی تعلیم بھی نہ ہو' جن کو یہ بھی نہ بتایا گیا ہو کہ دین کیا چیز ہے ان کے ذہن میں کبھی اس کی خرابی آتی ہی نہیں مگر وہ سمیت اپنا کام کر رہی ہے' کوئی اخبار اٹھا کے دیکھ لیجئے' تصاویر سے بھرا ہوا ہے اور صرف تصاویر نہیں...... نیم برہنہ عورتوں کی تصاویر' قسم قسم کے ڈائجسٹ نکل آئے ہیں' رسالے نکل آئے ہیں' تمام فحاشی اور عریانی سے بھرے ہوئے ہیں' خواتین کے نام اور ان کی ننگی تصویریں بے باکانہ شائع کی جارہی ہیں' بے شرمی اور بے حیائی اور آزادی کی لہریں چلی ہوئی ہیں' کیا نوجوان لڑکے اور کیا نوجوان لڑکیاں؟

کوئی سمجھائے ان کو یہ گناہ کبیرہ ہیں' اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر لعنتیں بھیجی ہیں' تمہاری زندگی ان سے برباد ہو جائے گی' کون سمجھائے؟ برباد ہو رہی ہے مگر تم اس سے عبرت حاصل نہیں کرتے۔

دین کی' اسلام کی' ایمان کی' نہ گھروں میں تعلیم' نہ سکولوں میں تعلیم' نہ یونیورسٹیوں میں تعلیم اور نہ درس گاہوں میں تعلیم و تربیت' کوئی ان فواحش و منکرات سے بچنے کی تعلیم نہیں دیتا' کوئی ان کا علاج نہیں بتاتا' نہ عام طور پر علماء کا وعظ' نہ حکومت' نہ ممبران قوم ملت کی خیر خواہی' اگر اجتماعی طور پر کچھ نہیں ہو رہا ہے' انفرادی طور سے سہی' جس کو بھی اپنی عافیت اور آخرت کی حفاظت کی فکر ہو جائے میرے دل میں یہی جذبہ ہے کہ ہم اور آپ اپنے ایمان و اسلام کی حفاظت کے لئے جو جدوجہد کر سکتے ہیں کریں۔

ہم اور آپ' اللہ تعالیٰ نے ہم کو توفیق دے رکھی ہے' بھائی! بچالو اپنے آپ کو' کوئی بچے یا نہ بچے اپنے آپ کو بچالو' یہ قانون فطرت ہے کہ عمل اور رد عمل' ایکشن اور ری ایکشن' یہ نہیں بدلے گا اس لئے کہ یہ قانون فطرت ہے' مشیت الٰہیہ ہے۔

جوہر ایمان

اللہ تعالیٰ نے بتا دیا ہے کہ یہ دنیا تمہارے لئے عمل کی جگہ ہے اور زندگی ایک طرح کا مجاہدہ ہے۔

اعمال یہاں دو قسم کے ہیں' اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے کلام پاک میں واضح فرما دیا ہے کہ فلاں فلاں اعمال جنت کے اعمال ہیں جو تمہیں سیدھے جنت میں لے جائیں گے' تم صاحب ایمان ہو' نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہو' تمہارے لئے وہ شاہراہ اعظم ہیں' چلتے چلے جاؤ' یہ جنت کے اعمال ہیں اور یہ بھی واضح فرما دیا کہ فلاں فلاں اعمال ''ضالین'' ''مغضوبین'' ''زندیقین'' اور مشرکین کے اعمال ہیں جو جہنم میں لے جانے والے ہیں' ان ''اعمال'' کا ری ایکشن بھی ہوگا' دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی' قانون جاری ہو چکا ہے۔

''لَا تَبْدِیْلَ لِکَلِمَاتِ اللّٰہِ'' اللہ کے کلام میں قانون' میں کبھی تبدیلی نہیں ہوئی۔ ہر شخص پریشان ہے' خانہ جنگی ہو رہی ہے' زن وشوہر میں نہیں بنتی' والدین کے حقوق ادا نہیں ہوتے' اولاد سرکش ہو رہی ہے' بے باک ہو رہی ہے' لڑکے' لڑکیاں سب آزاد ہو گئے ہیں' عریانی' بے شرمی اور بے غیرتی رائج الوقت ہو گئی ہے۔ نہ مردوں میں حیا ہے نہ عورتوں میں حیا ہے...... نبی کریم رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ حیا اور ایمان ایک چیز ہے' حیا گئی اور ایمان گیا' حیاء اور شرم جو ہے یہ ایمان کا جوہر ہے' شرافت کا جوہر ہے اور انسانیت کا بھی جوہر ہے' حیا شرم کس بات سے' اللہ سے بھی حیا کرو اور مخلوق سے بھی حیا کرو' حیا سے نظریں نیچی رکھو' باری تعالیٰ کے منشاء کے خلاف آنکھ نہ اٹھنے پائے' آنکھیں نہ بھٹکنے پائیں' یہ اللہ سے حیا ہے' مخلوق سے حیا ہے کہ ایسی بے شرمی اور بے غیرتی کی باتیں نہ کرو کہ دوسرے کی دل آزاری ہو یا دوسرے کے شہوانی اور نفسانی جذبات بھڑک جائیں' اس سے حیا کرو' ان چیزوں سے حیا کرو۔

اعمال کا وبال

میں نے عرض کیا کہ عمل اور رد عمل ہو کے رہے گا' اب آپ دیکھیں کہ کتنی پریشانیاں ہیں' دفاتر میں' تجارت گاہوں میں' گھروں میں طرح طرح کی بے چینی اور اضطراب ہے' نتیجہ یہی ہوتا ہے' کہہ چکا ہوں کئی دفعہ کہ عمل اور رد عمل یہ سب ہماری شامت اعمال ہے' کبائر کا علانیہ ارتکاب ہو رہا ہے اور بے حسی کا یہ عالم کہ ان کو ہم گناہ ہی نہیں سمجھتے' توبہ کیا کریں؟ لیکن اس پر تو نظر ہی نہیں البتہ اس پر نظر ہے کہ کسی نے جادو کر دیا ہے' کسی نے سفلی عمل کر دیا' ہماری روزی بند ہو گئی ہے' رشتے نہیں آتے' لڑکیاں کنواری بیٹھی ہوئی ہیں' ماں

باپ نالاں ہیں' اولاد نافرمان ہے' تجارتوں میں گھاٹے ہو رہے ہیں' فلاں بات ہوگئی ہے' فلاں واقعہ پیش آ گیا ہے' ہر جگہ کھلا ہوا وبال ہے' یہ نقصان ہے' پریشانی ہے' بیماری ہے' دفتر کے دفتر کھلے ہوئے ہیں' پریشانیوں کے عمل اور ردعمل.......... گردن جھکا کے دیکھو نہ سفلی عمل کوئی کرتا ہے نہ رزق میں بندش کوئی ہو سکتی ہے کسی کی مجال نہیں کہ تجارت گاہوں میں نقصان ہو جائے یا دفتر والے کسی کو نقصان پہنچا دیں یا رشوت لے کر آپ کو پریشان کریں یا آپ کا کام بگاڑ دیں' اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ" (الذاریات)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ خوب رزق پہنچانے والے اور نہایت قوت والے ہیں۔

ایک دانہ تمہارا کوئی کم نہیں کر سکتا' ناممکن ہے' محال ہے' صاف فرما دیا ہے کہ "اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ" وہ بڑی قوت والی متین ذات ہے' حدیث شریف کا مضمون ہے کہ ساری دنیا تم کو نقصان پہنچانا چاہے تو نہیں پہنچا سکتی مگر جو اللہ چاہے اسی طرح کوئی تم کو فائدہ نہیں پہنچا سکتا مگر جو اللہ چاہے کسی کو مجال نہیں کہ اس کے سامنے دم مار سکے' اپنا عقیدہ صحیح کر لو' پھر کیوں شور مچاتے پھرتے ہو کہ فلاں نے یوں کر دیا' فلاں نے یوں کر دیا' سب نادانی کی باتیں ہیں' میں کہہ چکا ہوں کہ یہ سب تمہارے اعمال کا وبال ہے' ردعمل ہے' اس لئے اپنے اعمال کی خبر لو' گناہ کبیرہ کا ارتکاب کر رہے ہو اور کہتے ہو کہ فلاں نے یوں دشمنی کی' فلاں نے یوں بگاڑ دیا' مرد ہو یا عورتیں سب کا یہی حال ہے کہ اپنے گناہوں پر نظر نہیں' جب تک ان کو ترک نہ کرو گے' شامت اعمال طاری رہے گی' دنیا میں کوئی اس کا تدارک نہیں کر سکتا' سوا اس کے کہ گناہ ترک کرو اور توبہ کرو' یہ عمل بھی کر کے دیکھ لو' ان شاء اللہ صورت حال ضرور بدل جائے گی اور سکون قلب حاصل ہوگا۔

خوش فہمی سے یوں سمجھ لیا ہے کہ ہم نماز پڑھتے ہیں' روزہ رکھتے ہیں اور بھائی! جن کو وسعت ہوئی ہے ان کو یہ بھی ناز ہے کہ ایک عمرہ کر آئے' دس عمرے کر آئے' عمرے پر عمرہ کر رہے ہیں لیکن ٹیلیویژن بھی گھر میں جاری ہے' ریڈیو بھی چل رہا ہے' عورتیں برہنہ سر باہر بازار بھی نکل رہی ہیں اور بے باکانہ محرم و نامحرم کا اختلاط بھی ہو رہا ہے اور سمجھتے ہیں کہ ہم

مسلمان ہیں اور مسلمان صاحب ایمان ہیں' نمازیں پڑھتے ہیں' روزے رکھتے ہیں' ارے یہ سب کچھ سہی' جس خدا نے تم پر نماز اور روزے فرض کیے ہیں' حج فرض کیا ہے' زکوٰۃ فرض کی ہے اسی خدا نے دوسرے احکامات بھی کلام اللہ میں واضح طور پر بتائے ہیں کہ فلاں فلاں کام گناہ کبیرہ ہیں' جب تک تم ان کو ترک نہیں کرو گے' ہرگز ان کے وبال سے چھوٹ نہیں سکتے اور جب تک تم کفار اور مشرکین مغضوبین اور ضالین کی تقلید کرتے رہو گے ان کے اعمال' ان کا طرز زندگی اختیار کرو گے' ان کی تہذیب اور ان کا تمدن اختیار کرتے رہو گے' ان کی سیاست' ان کا کردار اختیار کرتے رہو گے ہرگز ہرگز ان کے وبال سے نہیں بچ سکتے' شامت اعمال سے نہیں چھوٹ سکتے' ان کے اوپر اللہ کا غضب نازل ہی ہوگا' دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی' تم بھی غضب کے تحت آ جاؤ گے۔ (العیاذ باللہ)

مغرب کی غلامی

بس عرض کر چکا ہوں' ایکشن اور ری ایکشن' عمل اور ردعمل' جیسا عمل کرو گے ویسا ہی اس کا بدلہ ملے گا' ویسی ہی اس کی جزاء ہوگی' یہ کہہ کر تم کیسے مطمئن ہو سکتے ہو کہ صاحب دور حاضر کا تقاضا یہی ہے' ایسی تہذیب ہونی چاہیے' ایسی وضع قطع ہونی چاہیے' ایسی زبان ہونی چاہیے' ایسا لباس و پوشاک ہونا چاہیے' ایسا رہنا سہنا ہونا چاہیے۔

یہ عبرت کی بات ہے.......... ایک بات سمجھ لینے کی ہے وہ یہ کہ چاہے جتنی بھی مغرب کی تقلید کر لو' لباس پوشاک میں' رہنے سہنے میں' وضع قطع میں لیکن پھر غلام ہی ہو کیونکہ جو تہذیب تم اختیار کیے ہوئے ہو وہ تمہاری نہیں' تمہارا لباس' تمہاری پوشاک' تمہاری وضع قطع' تمہارا رہنا سہنا' تمہاری معاملات زندگی' تمہاری سیاسی زندگی' تمہاری تجارتی زندگی اب کفار و مشرکین کی ہے' جن کو اللہ تعالیٰ نے ملعون کر دیا ہے۔ ظالموں میں شامل کر دیا ہے۔ تم ان کی تہذیب کو اختیار کرتے ہو' ضرورت وقت کہہ کر' تقاضائے وقت کہہ کر؟ ایمان اور اسلام کی تعلیم سے بھی خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے روگردانی کر کے جو چاہو کرو اور پھر اس کا خمیازہ بھگتو۔ پھر کیا شکایت کرتے ہو کہ ہماری دعائیں قبول نہیں ہوتیں؟ کون دعا قبول کرے' وہ

ذات جس کی تم کھلم کھلا نافرمانیاں کر رہے ہو، تم کو یہ کہتے ہوئے غیرت معلوم نہیں ہوتی کہ دعا قبول نہیں ہوتی، ارے دعا تو پھر بھی قبول کر رہے ہیں، ارے شکر ادا کرو کہ ان تمام تر نافرمانیوں کے باوجود اس رب کریم وحدہ لاشریک نے تمہاری روزی سلب نہیں کی، تم پر علانیہ اپنا عذاب نازل نہیں کیا، اس کی طرف سے تو اس قدر عفو و درگزر کا معاملہ اور تم نافرمانیاں کر رہے ہو، کبیرہ گناہوں کے مرتکب ہو رہے ہو، جرم پہ جرم کیے جا رہے ہو، یہ ان کا فضل عظیم ہے کہ.......... بایں ہمہ تمہیں کھانے کو دے رہے ہیں اور عزت دے رہیں، اگر چاہیں تو ایک دم سلب کر لیں، یہ بھی غور کر کے دیکھ لو کہ باوجود تمام عیش و عشرت کا سامان ہوتے ہوئے کسی بھی دن عافیت نہیں ہے، یہ اللہ کا قہر ہے۔

نافرمانی معمولی چیز ہے؟ گناہ معمولی چیز ہے؟ کہہ دیا کہ چھوٹا گناہ ہے، بڑا گناہ ہے، کبریاء مطلق کے سامنے چھوٹا گناہ بڑا گناہ دونوں برابر ہیں، کبریاء مطلق کا ایک معمولی حکم بھی اعلیٰ حکم ہے اور اس کا بڑا حکم بھی اعلیٰ حکم ہے، فرض و واجب بھی اس کے حکم ہیں، جائز و جائز بھی اس نے بتلائے ہیں، سب اس کی بتلائی ہوئی حدود ہیں، اب تم اپنے لئے ناجائز کو جائز کر لو، حرام کو حلال کر لو تو وبال ضرور بھگتو گے، کہتے پھرو سفلی عمل ہے، فلاں نے یہ کر دیا ہے، فلاں نے یہ کر دیا ہے، دنیا بھر کی تدابیر کرو، ہرگز اس عذاب سے مفر نہیں ہوگی جب تک گناہ ترک نہ کرو گے، توبہ نہ کرو گے، ہرگز فلاح و عافیت نصیب نہ ہوگی اور دیکھو کہاں فلاح نصیب ہو رہی ہے، تدابیر تو بہت کر رہے ہیں مگر تاثیر مفقود ہے۔

عرض حال

دیکھو میں نے تو یہ تشخیص بتا دی، اب ترکیب بتاتا ہوں، انصاف کرو خدا کے لئے یہ سب کبائر ہیں، اس کو مان لو، یہ مت کہو کہ ہم مجبور ہیں، فرض کرو مجبور بھی ہوں لیکن احساس کرو، غور کرو، تمہاری آنکھوں میں حیا ہے کہ نہیں، اللہ کی نافرمانی کر رہے ہو کہ نہیں؟

میں تو کہتا ہوں کہ جتنے اچھے بھی اعمال کرو تب بھی سمجھو کہ اس میں نقص ہے اور غور کرو گے تو یقیناً محسوس کرو گے کہ تمہارے اچھے اعمال میں بھی کمی ہے، کوتاہی ہے، نقص ہے، جب

اچھے اعمال کے بارے میں یہ محسوس کرو گے تو برے اور گندے اعمال کے بارے میں تو یقیناً احساس ہوگا کہ یہ نافرمانیاں ہیں' کبیرہ گناہ ہیں اور جو کچھ ہمارا حال ہے سب ہمارے اعمال کا خمیازہ ہے' اس لئے بیٹھ جاؤ' گڑگڑاؤ' کس کے سامنے؟ اس قادر مطلق کے سامنے جس کے سامنے حشر میں اعمال نامہ پیش ہوگا' جیسے اعمال ہوں گے ویسا معاملہ ہوگا۔

فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ. فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ. وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ. فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ.

ترجمہ: اعمال وزن کیے جائیں گے' جن کے اعمال وزنی ہوں گے' اللہ ان سے راضی ہوگا' جن کے اعمال ہلکے ہوں گے' خفیف ہوں گے' ناپاک ہوں گے' ان کو جہنم میں ڈالا جائے گا (فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ) اس کا ٹھکانہ جہنم ہے جس کے نامہ اعمال میں نافرمانیاں ہوں گی' اللہ کی حکم عدولی ہوگی' اس کے لئے دہکتی ہوئی آگ ہے' اسی طرح ارشاد ہے۔

"فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ. وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ". (سورۃ زلزال)

ترجمہ: اگر دنیا میں ذرا برابر نیکی کی ہے' اسکا بدلہ ملیگا' ذرا برابر بدی کی ہے تو اسکا بھی بدلہ ملے گا۔

تو بھائی! داور محشر کے سامنے یہ اعمال نامہ پیش ہوگا' میں نے ترکیب بتا دی ہے' بڑی کیمیا ہے' خدا کیلئے فجر کی نماز کے بعد یا عشاء کے بعد سب سے اچھا یہ ہے کہ فجر کے بعد داور محشر کے سامنے بیٹھ جاؤ۔

اے اللہ! اے خالق کائنات! دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی آپ ہی کے مشیت جاری ہے' حشر کا دن بھی آپ ہی کا ہے' اس دنیا میں ہنگامہ آرائی ہے 'میں آپ کا بندہ ہوں اور آپ کے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی ہوں' لاچار ہوں' مجبور ہوں' بے بس ہوں' یا اللہ! یہ اعمال ہیں میرے یہ روزمرہ کی زندگی ہے میری' میں نادم ہوں' ترک کرنے پر بھی قدرت نہیں۔

کہو اللہ میاں سے' وہ قادر مطلق ہیں' کہو ان سے بے باکانہ کہو' کھل کے کہو' انہوں نے مدعو کیا ہے تمہیں کہ اگر تمہیں کچھ عرض حال کرنا ہو تو ہمارے سامنے آ جاؤ' یہ پانچ وقت کی نماز کیا چیز ہے' یہ بھی عرض حال کے لئے ہے' جب تم ہاتھ اٹھاؤ ان کے سامنے اپنی بے بسی اور مجبوری بیان کرو' کہو ان کے سامنے' یا اللہ! میں کیا کروں' ایسے گرداب میں پھنس گیا ہوں کہ نکل نہیں سکتا' موجوں کی

ایسی ٹکریں مجھے لگ رہی ہیں جن کی مجھے سہار نہیں' موجیں حوادث روزگار کی' تعلقات دنیوی کی' رسوم وبدعات کی کہ چاروں طرف سے گرا ہوا ہوں' میں حق کے اوپر کیسے قائم رہوں؟ اے اللہ! میں تو ایسا بے بس ہوں کہ میرے بس میں کچھ بھی نہیں' نہ مجھے شرم ہے نہ حیا ہے' نہ غیرت ہے۔

یا اللہ میں کہنے کو مومن ہوں لیکن تقاضائے ایمانی پر تو عمل نہیں کر پاتا' اے اللہ! میری مدد فرما' عافیت دے' "لَا مَلْجَاءَ وَلَا مَنْجَاءَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّا اِلَيْهِ" آپ ہی ہمارے ماویٰ وملجا ہیں' ہم تو آپ کے سامنے ہاتھ اٹھائے ہوئے ہیں' بے بس ہیں' مجبور ہیں' ہماری بے بسی پر رحم فرمائیے' ہماری حالتوں کو بدل دیجئے' ہمارے ضعف ایمان کو قوت سے بدل دیجئے' تقاضائے ایمان پر عمل کرنے کی توفیق دیجئے' یا اللہ! ہم کو دین وایمان کی فہم عطا فرمائیے' جتنے محاسن ہیں' ہم ان سے دور ہو گئے ہیں' رذائل کو ہم نے اپنی خوبیاں بنالیا ہے' حسنات سے ہم کو کوئی علاقہ نہیں' یا اللہ! حسنات کی توفیق عطا فرما دیجئے' رذائل سے ہم کو پاک وصاف کر دیجئے' یا اللہ! یہ جو ہماری دعائیں قبول نہیں ہوتیں' سواس کی یہی ایک وجہ ہے کہ ہم آپ کی کھلم کھلا نافرمانیاں کر رہے ہیں' قانون شریعت وسنت سے بغاوت کر رہے ہیں' اور چاہتے ہیں کہ ہمارا کام ہو جائے' ہماری منشاء پوری ہو جائے' ہم کو عافیت نصیب ہو' یا اللہ! یہ بڑی گستاخی کی بات ہے' بڑی بدتمیزی کی بات ہے کہ ہم آپ کو ناراض بھی کرتے جائیں اور اپنی منشاء کے مطابق اپنے فائدے کے مطابق دعا مانگیں اور دعائیں قبول ہو جائیں۔

یا اللہ! ہمیں غیرت معلوم ہوتی ہے' یا اللہ! ہمیں بڑی شرم معلوم ہوتی ہے کہ کس منہ سے آپ سے معافی مانگیں' کس صورت سے کہیں کہ ہماری دعا قبول ہو' یا اللہ! ہمیں محروم نہ فرمائیے' آپ قادر مطلق ہیں' رحمٰن ورحیم وغفار ہیں "فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ" آپ کی شان ہے۔ آپ ارحم الراحمین ہیں۔

میں ایک عاجز بندہ ہوں' میری مدد کیجئے' یا اللہ اس گرداب میں اس معاشرے کے حوادث میں ہم حواس باختہ ہو کر رہ گئے ہیں' ہم پر رحم فرمائیے' یا اللہ! ہمارے ایمان کو بیدار فرمائیے' یا اللہ! ہمیں شرم وحیا عطا کیجئے' یا اللہ! اپنے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن ہمارے ہاتھ سے نہ چھوٹنے پائے' یا اللہ! ان کی اتباع کی توفیق عطا فرمائیے' یا اللہ! اپنی

طرف رجوع ہونے کی ہمیں توفیق عطا فرمایئے' اپنی بارگاہ میں عجز و نیاز کے ساتھ سجدے کرنے کی توفیق عطا فرمایئے' اپنی بارگاہ میں ہاتھ اٹھانے کی توفیق عطا فرمایئے' یااللہ! استدعا کرنے کی توفیق عطا فرمایئے' عرض حال کہنے کی توفیق عطا فرمایئے' اپنے گناہوں کی معافی مانگنے کی توفیق عطا فرمایئے۔ یااللہ! جانے کیا کیا آنے والے انقلابات ہیں' ہمیں ایمان کی دولت سے نوازا ہے' ہمیں توفیق دیجئے کہ ہم اس کا شکر ادا کریں' اگر یہ بھی نہ ہوتا ہمارے پاس تو ہم کہیں کے نہ ہوتے' یااللہ! باوجود ہمارے حواس باختہ ہونے کے' آپ نے ہم کو کچھ لمحات عافیت کے عطا فرمائے ہیں' اس عافیت کا ہم شکر ادا کریں' اس کی توفیق عطا فرمایئے اور اس عافیت کو اور بڑھا دیجئے اور زیادہ سے زیادہ عافیت عطا فرمایئے' یااللہ! جب آپ نے ہمیں اپنی بارگاہ میں ہاتھ اٹھانے کی توفیق دی ہے اور آپ کا وعدہ ہے کہ آپ قبول فرماتے ہیں تو ہم نے آج تک جو گناہ کیے ہیں' کبائر ہوں یا صغائر جو لغزشیں کی ہیں' دانستہ ہوں یا نادانستہ ہوں سب آپ کے علم میں ہیں' سب ہمارے اعمال نامے میں درج ہیں' یااللہ! ہمارے نامہ اعمال کو صاف کر دیجئے' ہم توبہ کرتے ہیں' استغفار کرتے ہیں کہ اس لمحہ تک ہم سے چھوٹی بڑی جتنی لغزشیں ہوئی ہیں اور بھول چوک سے غفلت سے جو کچھ ہم نے کیا ہے' آپ علیم و خبیر ہیں' ہمیں معاف فرما دیجئے' یااللہ! آپ کا وعدہ سچا ہے' آپ نے فرمایا ہے کہ جو ہم سے پناہ مانگے گا ہم اس کو پناہ دیں گے جو ہم سے استغفار کرے گا ہم اس کی توبہ قبول کریں گے' یااللہ ہم بھی آپ کے بندے ہیں اور بہت ہی حواس باختہ مغلوب و مجروح اور مظلوم بندے ہیں' ہمارے پاس سوائے آپ کے اور آپ کی رحمت کے کوئی چارہ کار نہیں ہے' ہم پر رحمت فرمایئے' ہم پر اپنا فضل فرمایئے' ہماری بے بسی کو دور فرما دیجئے' ساری بے غیرتی کو دور کر دیجئے' بے حیائی کو دور کر دیجئے' یااللہ! جو احوال و پریشانیاں ہم کو گھیرے ہوئے ہیں' یہ شامت اعمال ہی ہیں' ہماری "رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ"

یہ اب ہم سے برداشت نہیں ہوتیں' ان کو معاف فرما دیجئے۔

"وَاعْفُ عَنَّا" معاف فرما دیجئے' یااللہ! ہمارا یہ ماحول ہمارا یہ معاشرہ' ہم پر لعنت بن کر مسلط ہو گیا' اس نے ہم کو مغلوب کر دیا ہے' مظلوم کر دیا ہے۔ ہمارے تمام اعضائے

ایمانی کو مفلوج کر دیا ہے' یا اللہ! ہم مغلوب تر ہو گئے ہیں' مگر آپ خالق ہیں۔ آپ قادر مطلق ہیں' ارحم الراحمین ہیں۔ ہم آپ سے رجوع کرتے ہیں' آپ کے سامنے آپ کی بارگاہ میں' آپ کے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطہ لاتے ہیں۔

رحمت للعالمین کا واسطہ لاتے ہیں کہ ان کے صدقے اور طفیل میں ہمیں معاف فرما دیجئے' کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کے امتی کہلائیں اور اپنی بداعمالیوں سے نہ بچنے سے دل کو آزار پہنچائیں' یا اللہ! وہ کبھی گوارہ نہ کریں گے کہ ہم نافرمانیاں کریں' گناہ کبیرہ کریں' ان کو معمولی بات سمجھیں' ان کو ترک بھی نہ کریں اور ان سے توبہ بھی نہ کریں' یا اللہ! ہمارے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو صدمہ ہوگا اس سے' اس لئے ہم کو اپنی مرضیات کی توفیق دیدیجئے' احساس عطا فرما دیجئے' ایمانی تقاضے بیدار فرما دیجئے اور ہماری مدد اور اعانت ونصرت فرمایئے اور ہماری جو پریشانیاں ہیں' بدحواسیاں ہیں یا دشواریاں ہیں' یا اللہ! ان سب کو آسان فرما دیجئے' ہم آپ کی بارگاہ میں دست بدعا ہیں' یا اللہ! آپ خالق حقیقی ہیں' آپ نے وعدہ فرمایا ہے اور ہم سے کہلوایا ہے "اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ" ہم عاجز بندے ہیں' ہم کچھ نہیں کر سکتے' یا اللہ! ہم مغلوب ہیں' "اَنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ" ہماری مدد فرمایئے "رَبَّنَا وَلَاتُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْلَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰنَا" یا اللہ آپ تو ہمارے مولیٰ ہیں' آپ ہم سے کہلوا رہے ہیں' اس کا مورد بھی بنا دیجئے' صدقہ واسطہ اپنے کلام کا جو ہماری زبانوں پر آپ نے جاری کر دیا ہے' ہم اس کو دہرا رہے ہیں' اس امید پر اس سہارے پر کہ آپ کے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہیں۔ آپ کے بندے ہیں "اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ"

ہماری غیب سے مدد فرمایئے "رَبَّنَا وَلَاتُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ" اب ہم سے برداشت نہیں ہوتا' یا اللہ! برداشت نہیں ہوتا' معاف فرما دیجئے' "رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِیْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَیْنَآ اِصْرًا کَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَاتُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْلَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ"

یہ جو ہمارا ماحول ناسازگار ہے' اس سے ہمیں پناہ عطا فرمایئے' "رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَیْتَنَا" جب آپ ہم کو ہدایت دے دیں' پھر ہم کو گمراہی سے بچایئے' یا اللہ ہم

مختصر پھر عرض کرتے ہیں، ہماری بدحواسیاں، ہماری فکریں، ہماری تشویشیں، ہماری بیماریاں، یہ سب ہماری شامت اعمال ہیں، ہم اقرار کرتے ہیں کہ ہم مجرم ہیں، آپ قادر مطلق ہیں، رحیم وکریم ہیں، آپ کا وعدہ ہے کہ آپ معاف فرما دیتے ہیں، یا اللہ آپ معاف فرما دیجئے۔

"رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُالرَّاحِمِيْنَ، رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَ هَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَةً اِنَّکَ اَنْتَ الْوَهَّابُ" دیکھئے یہ دعا جو ہے یہی سرمایہ ہے، یہ دعا جو اس وقت ہم نے آپ نے کی ہے ان شاء اللہ ضرور قبول ہوگی۔

قبولیت و بشارت

حدیث شریف میں آیا ہے کہ جمعہ کے دن غروب آفتاب سے قبل دعائیں قبول ہوتی ہیں، یہ ہم لوگوں کی خوش نصیبی ہے کہ یہ سعادت ہمیں مل رہی ہے، ہم بارگاہ الٰہی میں اپنے گناہوں (کبائر ہوں یا صغائر) اقرار کررہے ہیں، مجرم اقراری بنتے ہیں اور ان کی شان کریمی کی طرف ان کے نبی رحمت کے واسطے سے متوجہ ہو رہے ہیں، ان شاء اللہ ہماری دعائیں ضرور قبول ہوں گی، یا اللہ! ضرور قبول فرمالیجئے تو یہ دعا صرف اسی وقت کی نہیں ہے، میں نے عرض کیا روزانہ صبح کے بعد بیٹھ جاؤ اور اسی طرح کی دعا مانگو، اپنے گناہوں سے صغائر سے کبائر سے، بدحواسیوں سے، دشواریوں سے، بیماریوں سے سب پیش کرو، اللہ میاں کے سامنے، دیکھو چند دنوں میں ان شاء اللہ کایا پلٹ جائے گی۔ آپ کو بشارت دیتا ہوں اور یقین کے ساتھ، قوت ایمانیہ کے ساتھ کہتا ہوں کہ اگر بارگاہ الٰہی میں عجز ونیاز کے ساتھ اقرار جرم کیا اور اپنے گناہوں کو ترک کرنے کا ارادہ کیا تو ان شاء اللہ اس کی مدد ضرور ہوگی، ضرور ہوگی، آنکھ بند ہوتے ہی ان شاء اللہ سیدھے جنت میں جاؤ گے، یہ میں اپنی طرف سے نہیں کہتا، یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے، اللہ تعالیٰ نے ایسا وعدہ کیا ہے، بھائی! اس سے فائدہ اٹھاؤ اور صبح کے وقت بیٹھ جایا کرو اور اپنا پورا اعمال نامہ اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کردیا کرو، اگر تہجد میں موقع مل جائے تو نور علی نور ہے، اس وقت تو اعلان ہوتا ہے کہ ہے کوئی حاجت مند کہ جو حاجت پیش کرے، ارے پیش کرو، اپنی حاجت! داور محشر ہی ہیں، جنہوں نے تمہیں آخر شب میں مدعو کیا ہے، اس لئے ان شاء اللہ درخواست ضرور قبول ہوگی اور حشر کے دن اعمال نامہ ہمارا صاف ہوگا، ہم سے کوئی

پوچھے گا نہیں، جو کچھ ہے روزانہ اللہ کے سامنے داور محشر کے سامنے اپنی بے بسی اور مجبوری کو پیش کرتے رہو اور اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتے رہو، آنے والے انقلابات سے پناہ مانگو، حوادث روزگار سے پناہ مانگو، تنگی و پریشانی سے پناہ مانگو بیماریوں سے پناہ مانگو اپنے تعلقات جو خراب ہو گئے ہیں ان کے درست ہونے کی دعا مانگو، جو کچھ تمہارے دل میں خلش ہے، جو کچھ فکر ہے، اللہ تعالیٰ کے سامنے سب پیش کرو اور ان سے پناہ مانگو، ان شاء اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں گے۔

عمر بھر کا وظیفہ

بھائی! میری زبان پر جو باتیں آ گئی ہیں، اللہ کرے میری اور آپکی سمجھ میں آ جائیں اور اگر آج نہیں آئیں گی تو کل آئیں گی اور قدر کرو گے، یہ باتیں جو میں اب کر رہا ہوں، کسی دوسرے سے سننے میں آئیں یا نہ آئیں، اس قدر مختصر طور پر، اس قدر جامع طور پر، اس قدر قوی چیز پیش کر رہا ہوں، آپکے سامنے جو عین منشا ہے، اللہ تعالیٰ کا جو عین منشا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جو ایک مومن کیلئے شایان شان ہے، بھائی!

۱- اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرو ۲- اپنی لغزشوں پر استغفار کرو

۳- اور ناگواریوں پر صبر کرو ۴- اور آنیوالے انقلابات سے پناہ مانگو۔

یہ چار چیزیں معمولات یومیہ میں میں نے لکھ دی ہیں، اس کو حرز جان بناؤ، یہ عمر بھر کا وظیفہ ہے، اس کے بعد نہ کسی وظیفے کی ضرورت ہے اور نہ کسی بزرگ کے پاس جانے کی ضرورت ہے ....اور نہ تعویذ گنڈوں کی، معمولات یومیہ پر عمل کرو، حالت موجودہ پر عافیت حاضرہ پر شکر کرو اور استغفار کرو، پناہ مانگو اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتے رہو، دیکھو کیا سے کیا ہو جاؤں گا، ارے بڑے خوش نصیب ہیں وہ جنہوں نے اس پر عمل کر لیا، انہوں نے سب کچھ حاصل کر لیا، رضائے الٰہی اسی پر مرتب ہوتی ہے کہ بندہ ان کی نعمتوں پر شکر ادا کرے اور ناگواریوں پر صبر کرے اور اپنی کوتاہیوں پر استغفار کرے اور آنے والے انقلابات سے پناہ مانگے، اس سے زیادہ صاحب ایمان کوئی نہیں، ایمان کا حاصل یہی ہے، تقاضائے ایمان یہی ہے۔

بھائی! خدا کیلئے اس سے فائدہ اٹھالو، ممکن ہے دوبارہ اس انداز سے بات نہ ہو، اسے حرز جان لو، آج اگر آپکی سمجھ میں نہیں آتی تو کل آ جائیگی، لیکن ان شاء اللہ یہ رائیگاں نہیں

جائیگی، یہ آپکے دلوں میں خلش پیدا کریگی.......... اقرار جرم کی توفیق دی گئی جو بہت بڑی چیز ہے.......... اقرار جرم کرتے جاؤ، بے بسی کا اظہار کرتے جاؤ، کوئی خلش ہو، کوئی پریشانی ہو "اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ" کا وظیفہ پڑھو، پھر دیکھو کیسے ہر پریشانی حل ہو جاتی ہے، میں اللہ کے بھروسہ پہ انکی رحمت کے بھروسہ پہ کہتا ہوں کہ ان شاء اللہ ہر عقدہ حل ہو جائیگا، ہر مشکل آسان ہو جائیگی، ہر بیماری رفع ہو جائیگی، کا وظیفہ پڑھو، ان شاء اللہ کامیابی ہوگی۔

یا اللہ! ہماری تمام دعائیں قبول فرمائیے، یا اللہ جو مانگ سکے وہ بھی اور جو نہیں مانگ سکے وہ بھی عطا فرمائیے کیونکہ آپ کا فضل عظیم ماضی کو گھیرے ہوئے ہے اور ہم آپ کے بندے ہیں، بے بس بندے ہیں، لاچار بندے ہیں لیکن امتی ہیں، آپ کے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور بندے ہیں آپ کے، آپ کے ساتھ رجوع کر رہے ہیں، ہماری دعائیں ضرور قبول فرمائیے.......... "رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ، **اللهم انی اسئلک من خیر ماسئالک منه نبیک سیدنا محمد صلی الله علیه وسلم ونعوذبک من شرما استعاذ منه نبیک سیدنا محمد صلی الله علیه وسلم**"

یا اللہ آپ کے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے جو خیر طلب کی ہیں ہم بھی آپ سے وہ طلب کرتے ہیں، ہم ان کے امتی ہیں، ہم کو سب خیر عطا فرمائیے، آپ کے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے لئے شر سے پناہ مانگی ہے، کوئی گوشہ شر کا ایسا نہیں چھوڑا جس سے پناہ نہ مانگی ہو، ہم بھی ان کے اتباع میں ہر شر سے پناہ مانگتے ہیں، یا اللہ ان کے صدقے اور طفیل میں ہمیں ہر شر سے پناہ عطا فرمائیے۔ آمین، اللھم آمین۔

یہ دعا ہم اپنی طرف سے اور اپنے متعلقین واعزہ واقربا کی طرف سے سب مسلمانوں کی طرف سے مانگ رہے ہیں، سب کے حق میں قبول فرمالیجئے۔ آمین۔

"رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ"

دور حاضر کے سیاسی فتنے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

اللہ کا احسان عظیم ہے کہ آج پھر یہ سعادت نصیب ہوگئی کہ ہم آپ اس مبارک مجلس میں جمع ہو گئے' دعا کیا کرو کہ یا اللہ! ہم کو فہم دین عطا فرما اور اس پر توفیق عمل عطا فرما' یا اللہ! ایسا دور آ گیا ہے' ایسا وقت آ گیا ہے' نہ ہم کو دین کی تعلیم کہیں ملتی ہے اور نہ ہی ہم کو صلحاء کی صحبتیں نصیب ہیں' نہ اتنی فرصت اور وقت ہے کہ کتابیں پڑھیں' یہ اللہ تعالیٰ کا احسان عظیم ہے کہ میں اپنے بزرگوں سے سنی ہوئی باتیں (جو میرے لئے شمع ہدایت ثابت ہوئیں) آپ لوگوں کے سامنے عرض کرتا رہتا ہوں' دعا کیا کرو کہ ہماری اور آپ کی فہم درست ہو جائے اور ہمیں اہتمام عمل کی توفیق ہو جائے' ارے عمل کس سے بنتا ہے؟ محض اہتمام عمل سے' اہتمام عمل شرط ہے۔

ثابت قدم رہنے کی ضرورت

الحمدللہ مہینوں کیا برسوں گزر گئے' میں اسی موضوع پر باتیں کیا کرتا ہوں کہ اس زمانے میں جب حالات جلدی جلدی بدل رہے ہیں' تغیرات جلدی جلدی ہو رہے ہیں' ہم کو ثابت قدم رہنے کیلئے کیا کرنا چاہیے؟ جب فہم دین حاصل ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ مدد فرماتے ہیں' عمل میں آسانی ہو جاتی ہے اور سب سے بڑی بات تو یہ ہوتی ہے کہ حق واضح ہو جانے کے بعد ناحق کی طرف سے طبیعت فطرتاً رک جاتی ہے تو یہ بڑی دولت ہے' اللہ کرے ہماری آپ کی فہم صحیح ہو جائے اور دین کا صحیح مفہوم سمجھ میں آ جائے' پھر کوئی دشواری نہیں' میں اپنے احباب سے اپنے اور ان کے فائدے کی باتیں کہتا رہتا ہوں' میرا حلقہ احباب محدود ہے' آپ ہی میرے مخاطب ہیں' ہمیں اور آپ کو تو

ثابت قدم رہنا ہے دین کی فہم کے ساتھ عمل کرنا ہے اگر کبھی کوئی معاملہ پیش آ جائے کوئی واقعہ رونما ہو جائے اس میں کوئی ایسی بات نہ کی جائے جس میں جوش ہی جوش ہو ہوش نہ ہو۔

اسلام کی تعریف اور حدود

اسلام کے معنی ہیں سلامتی سلامتی یہ ہے کہ ہوش کے اندر رہو ہوش کے اندر کام کرو ان شاء اللہ تعالیٰ اس کے نتیجے اچھے ہوں گے اور جوش کے ساتھ کام کرو گے ہمیشہ افراط میں مبتلا ہو جاؤ گے یا تفریط میں پڑ جاؤ گے حد سے بڑھ جاؤ گے اس میں شک نہیں کہ جوش اور ہوش دونوں ضروری چیزیں ہیں جوش ہے قوت عمل اور ہوش ہے اتباع شریعت ہوش کے معنی ہیں اتباع شریعت "تِلْکَ حُدُوْدُ اللّٰہِ" کے اندر جو طریقہ ہے بس یہ کہ ہم کو جو کچھ کرنا ہے وہ حدود اللہ اور حدود رسول کے اندر رہ کر کرنا ہے کیسی ہی حالت ہو کوئی انقلاب آئے آپ کے لئے قرآن شریف موجود ہے جو باری تعالیٰ کی کتاب ہے آخری کتاب ہے آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم آئے اب قیامت جب بھی آئے ایک سو برس کے بعد آئے دو سو برس کے بعد آئے ہزار برس کے بعد آئے قیامت تو آ کر رہے گی اور اس کے ساتھ ساتھ انقلابات بھی آئیں گے فتنے بھی آیا کریں گے حجت تمام ہوگئی اللہ کا کلام نازل ہو چکا اتمام حجت ہو چکی اب کسی کی مجال نہیں کہ اس دائرے کے اندر کوئی تغیر پیدا کرے اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں حجت تمام کر دی مہر لگا دی "اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا" (آج کے دن تمہارے دین کو میں نے کامل کر دیا اور تم پر اپنا انعام تمام کر دیا اور میں نے اسلام کو تمہارا دین بننے کیلئے پسند کر لیا) اللہ تعالیٰ نے مہر لگا دی ہے اور قیامت تک کے لئے اسی دین کو پسند کر لیا ہے یہی رائج رہے گا چاہے جتنے انقلابات آئیں چاہے جتنی سیاستیں بدلیں چاہے جتنی حکومتیں بدلیں چاہے جتنے انداز تجارت بدلیں چاہے جتنے خانگی امور بدلیں معاشرہ بدلے تہذیب بدلے تمدن بدلے بدلنے دو "تِلْکَ حُدُوْدُ اللّٰہِ" حدود ہیں قیامت تک کے لئے حدود قائم ہو گئے ہیں قیامت تک کے لئے یہی حدود ہیں انہی میں حفاظت ہے ان کے علاوہ کسی میں بھی نہیں سمجھ لیجئے اس کو خوب ذہن نشین کر لیجئے میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ پہلے تو دنیا کے فتنے بہت ہوتے تھے اب دین کے اندر فتنے پیدا ہو گئے

ہیں اور دین کا نام جہاں آتا ہے تو مسلمان تلملا جاتا ہے' وہ کہتا ہے یہ بھی دین اور وہ بھی دین ہے' یہ بھی دین کی بات ہے' ہرگز نہیں ہے دین کی بات وہی ہے جو حدود اللہ کلام اللہ اور کلام رسول کے اندر ہے' اس کے علاوہ کوئی چیز دین نہیں۔

مصلحت اندیشی' تاویل کوشی کا نتیجہ گمراہی ہے جہاں مصلحت اختیار کرو گے کہ مصلحت وقت یہ ہے یا کلام اللہ میں تاویل کرو گے گمراہ ہو جاؤ گے' مذہب عشق میں گنجائش تاویل نہیں' مذہب برحق میں تاویل کی گنجائش نہیں' اللہ تعالیٰ نے سب تاویلات کا خاتمہ کر دیا ہے' تمام مصالح کا خاتمہ کر دیا ہے' حجت تمام کر دی ہے کہ دین خالص یہی ہے' چاہے جتنی قیامتیں آئیں تمہارے لئے یہی زندگی کا دستور عمل ہے اور رہے گا۔

اسلام مکمل ضابطہ حیات و ممات

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے' ایک مکمل ضابطہ ممات ہے کہ زندگی بھر میں تمہیں کیا کرنا چاہیے' تمام امور زندگی میں' تمام معاملات زندگی میں اور مرنے کے بعد تمہارے لئے کیا ضابطہ زندگی ہونا چاہیے' سب مکمل ہے' الحمد للہ! مہر لگ گئی ہے کسی کی مجال نہیں کہ اس کے اندر تقاضائے وقت اور ضرورت وقت کا دعویٰ کر کے کوئی تبدیل کر سکے' ضرورتیں پیش کر سکے' دائرہ اسلام سے خارج ہو کر جو چاہیں کر لیجئے' جتنی چاہیں تدبیریں کر لیجئے' جتنی چاہیں تغیرات پیدا کر لیجئے' جتنا چاہیں مصلحت اندیشی کر لیجئے' مگر یاد رکھیے اس قلعہ کے اندر داخل نہیں ہو سکتے جس پر اسلام کی مہر لگی ہوئی ہے اور عافیت اسی دائرے کے اندر ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے حدود مقرر کر کے بنا دیا ہے' آپ دائرے سے باہر قدم رکھ کے ہزار مصلحتوں سے کام لیجئے' سر ٹکرائیے' کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے' یہ بات ذہن نشین کر لیجئے' اچھی طرح' بار بار موقع نہیں آتا' اس کے بعد میں ایک بات عرض کرتا ہوں۔

موجودہ پُر آشوب حالات

آج کل بہت سے ہنگامے ہو رہے ہیں' فتنے ہو رہے ہیں' جلوس ہو رہے ہیں' جلسے ہو رہے ہیں اور بڑے پر جوش الفاظوں میں تقریریں ہو رہی ہیں اور تقاضائے وقت کو پورا کیا

جارہا ہے' ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قیامت کا قرب ہے' زمین سے دفعتاً فتنے ابھر پڑے ہیں' ابل رہے ہیں' ہر شعبہ زندگی میں فتنے ہی فتنے پیدا ہو گئے ہیں' قرب قیامت ہے' اب قیامت آ رہی ہے' اپنے جلو میں ہزاروں فتنوں کو لے کر آ رہی ہے' یہ مومن کی ثابت قدمی کے امتحان کا وقت ہے' اس لئے ثابت قدم رہو اور حدود کے اندر رہو' ہزار اسلام کا نام لے کر اور اسلام کے نام پر ہزار مصلحت اندیشی سے لوگ اپنے معاملات پیش کریں اور تقاضائے وقت کے لحاظ سے ہزاروں مصلحت اندیشی سے لوگ اپنے معاملات پیش کریں اور تقاضائے وقت کے لحاظ سے ہزاروں تدبیریں پیش کریں' سب ناکارہ ہیں' عافیت صرف اسی میں ہے "تِلْکَ حُدُوْدُ اللّٰہِ" اللہ ہی کے حکم سے قیامت آئے گی' انہی کے حکم سے فتنے پیدا ہوں گے' صاحب ایمان کے لئے انہوں نے حفاظت کا قلعہ دے دیا ہے کہ تمہارے لئے کوئی بات نہیں فتنے آنے دو' فتنے آتے کس کے لئے ہیں؟ زندگیوں کے لئے ہیں' گمراہوں کے لئے ہیں' مغضوبین کے لئے ہیں' ضالین کے لئے ہیں' تم مومن ہو' صاحب ایمان ہو' تم اللہ کی حفاظت میں ہو' تم کو کوئی فکر نہیں کرنی چاہیے' سمجھ لیجئے اچھی طرح جو بات میں عرض کر رہا ہوں' خلاصہ یہی ہے کہ امن و امن جو ہے وہ شریعت و سنت کی حدود کے اندر ہے' چودہ سو برس پہلے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بھی فتنہ اور شدید سے شدید مخالف دشمنان اسلام کی طرف سے جو ممکن ہو سکتی تھی ہوئی آپ نے سب کا جواب دیا ہے' وحی نازل ہو رہی تھی' اللہ تعالیٰ کی طرف سے احکامات آ رہے تھے' آپ اس کے مطابق کام کر رہے تھے' بڑا اشد زمانہ تھا' بڑا اشدید وقت تھا۔

ایک غلط سوچ

اور اگر یہ کہا جائے کہ اس وقت کی سیاست اور تھی اور اس وقت کا انداز حکومت اور تھا' اب تو زمانہ بدل گیا ہے' اب تمام دنیا بھر کے ممالک سے سابقہ پڑ رہا ہے' ہر طرح کی سیاستیں کام کر رہی ہیں' تو اب اس وقت تو مصلحت ہی سے کام کرنا پڑے گا اور ان کا مقابلہ کرنے کے لئے یا ان کا ساتھ دینے کے لئے ہم کو نئی روشنی اختیار کرنی ہی پڑے گی' یہ بات' یہ سوچ' یہ فکر سب گمراہی ہے' زندقہ ہے' حقیقت ناشائی کی دلیل ہے اور "اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ" کے بالکل خلاف ہے' کوئی چیز ایسی ہو سکتی ہے کہ قیامت تک ہونے والی' اللہ خالق کائنات نے اپنے کلام

میں واضح فرمادیا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر عمل کر کے نہ دکھلایا ہو............ یا اس کے متعلق نہ بتلادیا ہو............ واقعی نادانی ہے ہماری کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی نہیں پڑھتے' مطالعہ نہیں کرتے' تاریخ کا مطالعہ نہیں کرتے' صحابہ کرام کی زندگی نہیں دیکھتے اور ان کے بعد تابعین و تبع تابعین کے انداز نہیں دیکھتے' اپنی عقل لڑانے لگتے ہیں' نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ نرا جوش ہی جوش رہ جاتا ہے اور کام کچھ نہیں ہوتا............ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون۔

تو بھائی میں آپ لوگوں سے اب یہی گزارش کروں گا کہ آج کل جو فتنے پیدا ہو رہے ہیں' ذرا ہوش سے کام لینا' یہ نہیں کہ۔

کچھ دور ساتھ چلتا ہوں ہر تیز رو کے ساتھ　　　پہچانتا نہیں ہوں ابھی راہبر کو میں

موجودہ حالات اور اسلام کی حقانیت

جو جماعت کھڑی ہو جائے' جو پر جوش تقریریں کرلے' آپ کہیں گے یہی اسلام ہے اور یہی اسلام کا تقاضا ہے' ہرگز نہیں' سمجھ لو اچھی طرح' غور کرو اور دیکھو حدود اللہ اور حدود رسول کے اندر ہے یا نہیں' اگر نہیں ہے تو گمراہی ہے' مصلحت اندیشی ہے اور مصلحتیں کبھی کامیاب نہیں ہوتیں' وقت کے تقاضے بدلتے ہیں' بھائی! اسلام اپنی جگہ سے نہیں ہٹے گا' اسلام اپنے مقام پر رہے گا اور ہمیشہ رہبر رہے گا' ہماری ہمیشہ رہنمائی کرے گا' کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ اس فتنے کے زمانے میں قیامت کے قرب کے زمانے میں ہمارے لئے کوئی رہبری اور رہنمائی کلام اللہ اور کلام رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں نہ ہو؟ یہ بات ہرگز نہیں' نعوذ باللہ شبہ کرنا کہ آج کل کے دور کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے کوئی رہبری نہیں کی' کوئی رہنمائی نہیں کی' سراسر کفر ہے' چودہ سو برس کے عرصہ میں کتنی سلطنتوں کا عروج ہوا' زوال ہوا' زوال پر نظر کرو اور عبرت حاصل کرو مگر ضابطہ اسلام اب تک محفوظ ہے' معتبر ہے اور قیامت تک اسی طرح محفوظ اور معتبر رہے گا۔

فکر ایمان کی ضرورت

دیکھئے اور یقین جانئے کہ میں آپ حضرات سے محبت کرتا ہوں اور محبت کے ساتھ یہ اپنا اظہار خیال کر رہا ہوں کہ اپنی جگہ پر اپنے ایمان کو صحیح کرلو' قوی کرلو اور ان فتنوں کی طرف

نہ دیکھو، سمجھ سے کام لو، ہوش سے کام لو، چودہ سو برس گزر گئے، تاریخ کس نے نہیں پڑھی؟ سب کو معلوم ہے کہ اس سے پہلے کیسے کیسے انقلابات آچکے ہیں، ارے بھائی یہ چودہ سو برس کے اندر سنگین انقلابات آئے ہیں، اسپین میں کتنا بڑا انقلاب آیا؟ یونان میں کتنا بڑا انقلاب آیا؟ تمام مسلمانوں کی سلطنت پھیلی ہوئی تھی، اسپین سے لے کر سمرقند و بخارا اور ہندوستان تک یونان اور نہ جانے کون کون سے ممالک اور ان کے اطراف، سب حلقہ بگوش اسلام تھے، اسلام کی لہر دوڑ رہی تھی، سات آٹھ سو برس تک ایسا ہوا۔

انقلابات زمانہ

پھر وہ انقلابات آئے کہ زبانیں ان کے بیان سے قاصر ہیں، چنگیز خان آیا، ہلاکو خان آیا، تیمور آیا، کون کون آئے، تمام سلطنتیں درہم برہم ہو گئیں، الٹ پلٹ گئیں، اسپین ختم ہو گیا، یونان ختم ہو گیا، جانے کہاں کہاں انقلابات آئے، دہلی ختم ہوا، لکھنؤ ختم ہوا.......... کاہے کے لئے ختم ہوا؟ ختم اس لئے ہوئے کہ حقیقی اسلام کا دامن چھوڑ چکے تھے اور مصلحت اندیشی میں پڑ گئے تھے اور خاص و عام سب عیش و عشرت میں ڈوب گئے تھے اور حکومت اور سیاست کا رنگ بدل گیا تھا، اللہ کا قانون جاری ہو چکا تھا تو اس کی خلاف ورزی کیسے ہو؟ اللہ کا قانون اپنی جگہ پر رہے گا چاہے کوئی مانے یا نہ مانے، جب تک مسلمانوں نے مانا دنیا پر چھا گئے، غالب آگئے اور "وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ" کا مصداق رہے (یعنی اگر تم صاحب ایمان ہو تو تم ہی غالب رہو گے) تاریخ اسلام نے دنیا کو یہی دکھلایا ہے کہ جب تک مسلمان سچے معنی میں مسلمان رہے، اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطیع رہے، حکومت کرتے رہے دنیا میں.......... جب انہوں نے اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکموں کی اطاعت میں مصلحت اندیشی تعبیر کوشی شروع کی، تباہ ہو گئے "عمل اور ردعمل"...... بھائی! اس دور میں بھی ذرا سمجھ سے کام لینا ہے، ہمیں اور آپ کو زیادہ جوش سے کام نہ لیجئے گا، سمجھ سے کام لیجئے گا، ہم منع نہیں کرتے عمل سے، عمل کرنا چاہیے، ہر شخص کو کرنا چاہیے، ہر شخص کو اسلام کا جوش ہونا چاہیے مگر ہوش کے ساتھ، جس زمانہ میں آپ لوگ بیٹھے ہوئے ہیں، میں بھی اسی ماحول میں ہوں، میرے سامنے بھی یہی حالات ہیں، میرے سامنے

بھی یہی تقاضائے وقت ہے، میں کوئی اجنبی آدمی نہیں ہوں مگر اپنے تجربہ سے، اپنے بزرگوں کے حالات پڑھنے سے اور جتنا بھی ادراک و استعداد ہے دین کے سمجھنے کی قابلیت رکھتا ہوں، اسی کے مطابق بات کر رہا ہوں، میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ فتنے پیدا ہو رہے ہیں اور بڑے شدید شدید فتنے پیدا ہو رہے ہیں، اسلام پر چاروں طرف سے فتنوں کی یلغار ہے، اگر تشریح کرنے لگوں تو خواہ مخواہ ایسی جماعتوں کے نام آجائیں گے جن کا ذکر میں مناسب نہیں سمجھتا، آپ لوگ بھی جانتے ہیں اور آپ لوگ غور کیجیے کہ کتنی جماعتیں ہیں؟ اور کیا کیا کر رہی ہیں؟ سب مصلحت اندیش سب تعبیر کوش اور نام اسلام کا ہے، ٹھپہ اسلام کا ہے، اب جو کہتے ہیں کہ ہم اہل حق ہیں، ہمارے لیے خاموش بیٹھنا گناہ ہے۔

اگر بینم کہ نابینا و چاہ است　　　اگر خاموش بنشینم گناہ است

انسدادِ فتنہ کی ذمہ داری

اگر ہم تقاضائے وقت کا ساتھ نہیں دیتے ہیں اور ان فتنوں کا سدباب نہیں کرتے ہیں تو ہم مجرم ہیں، یہ اہل حق کہتے ہیں، بالکل سچ کہتے ہیں، یہی بات ہے کہ اہل حق کو ضرور مقابلہ کرنا چاہیے لیکن اپنے دائرہ کے اندر اپنے ہوش کے اندر، صرف اپنے جوش کے ساتھ نہیں بلکہ ہوش کے ساتھ، ہوش بھی ضروری ہے اور جوش بھی لیکن اعتدال کے ساتھ، ہوش نام ہے شریعت کا اور جوش نام ہے جذبہ عمل کا، جذبہ عمل کو عمل میں لاؤ ہوش کے ساتھ ان شاء اللہ کامیاب ہو جاؤ گے، بات سمجھ میں آرہی ہے؟ اگر جوش زیادہ ہو گیا تو ہوش ختم ہو جائے گا، ہوش سے زیادہ کام لیا تو اندیشہ ہے کہ کہیں تعطل نہ پیدا ہو جائے، جب جوش اور ہوش دونوں مخروج ہوں گے تو اعتدال پیدا ہو جائے گا تو بھائی! جوش اور ہوش دونوں کو اعتدال میں رکھنا ضروری ہے اب کیا ہو رہا ہے؟ عبرت ناک بات ہے، کیا کیا جائے، ہم پر فرض ہے واجب ہے کہ ہم ان فتنوں سے اپنے دین کو بچائیں، اپنے اسلام کو بچائیں۔

اسوۂ حسنہ سے رہنمائی کی ضرورت

سیاست میں، طرزِ حکومت میں، روزمرہ کی زندگی میں، سب میں رہنمائی کی ضرورت ہے اور ہمارے پاس رہبری رہنمائی موجود ہے، دین کی شمع روشن ہمارے پاس موجود ہے، ہمیں کوئی

اندیشہ نہیں چنانچہ تاریخ ہمارے سامنے ہے' ہمارے لئے کوئی سرمایہ ایسا نہیں کہ ہم کو از سر نو مرتب کرنا پڑے' تدبیر کرنا پڑے' اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سب تدبیریں بتادی ہیں' سب موجود ہیں' حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عملاً سب کر کے دکھلا دیا' حکومت کر کے دکھلا دیا' سیاست کر کے دکھلا دیا' تجارت کر کے دکھلا دی' معاملات کر کے دکھلا دیئے' کون سی چیز ہے جس میں ہمارے پاس رہبری نہیں ہے اور رہنمائی نہیں ہے' اگر نظر نہ کرو' غور وفکر نہ کرو تو کس کا قصور ہے؟ اس دور حاضر کا ایک فتنہ یہ بھی ہے کہ ہم فتنہ کا جواب فتنہ سے دینا چاہتے ہیں' جلوس کا جواب جلوس سے دینا چاہتے ہیں' جلسوں کا جواب جلسوں سے دینا چاہتے ہیں' اس لئے کام کیسے چلے گا؟ عبرت کے لئے عرض کر رہا ہوں' آپ لوگ خود اندازہ کریں ' اہل باطل کا مقابلہ ضروری ہے کہ نہیں؟ یقیناً ضروری ہے' ہم کو خاموش نہیں رہنا چاہیے' جو تدبیریں دائرہ اسلام کے اندر اور دائرہ دین کے اندر رہ کر ہم کر سکتے ہیں' ضرور عمل میں لانا چاہئیں' اپنے اسلام کا تحفظ ہم پر لازمی ہے' اسے خوب ذہن نشین کر لیجئے' اس کا کوئی انکار نہیں کر سکتا لیکن ہوش کے ساتھ اور انہی تدابیر کے ساتھ جو اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بتائے ہیں اور اہل حق کی رہنمائی کے ساتھ اگر اس کے اندر آپ نے مصلحت اندیشی کی تو غلطی میں پڑ جائیں گے' تعبیر پوشی کی تو دھوکہ کھائیں گے کیونکہ اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی بات چھوڑی نہیں' سب موجود ہیں' سب کی مثالیں موجود ہیں مگر افسوس یہ ہے کہ ہم اپنے اسلاف کی نہ تاریخ پڑھتے ہیں اور نہ اس سے عبرت حاصل کرتے ہیں اور نہ سبق لیتے ہیں۔

متعدد جماعتوں کا اختلاف اور قومی نقصان

عبرت ناک بات یہ ہے کہ ایک اپنے جوش میں اٹھتا ہے کہ یہ فتنے جو ہو رہے ہیں ان کا مقابلہ کرنا چاہیے اور میں نے اپنے انداز میں اپنی ایک جماعت بنالی' دوسرا اٹھا اس نے بھی اپنی ایک جماعت بنا ڈالی' اب اہل حق جو ہیں' دعوے تو سب کرتے ہیں کہ حق لے کر باطل کا مقابلہ کرنا ہے' سب صحیح ہے' بالکل صحیح ہے لیکن اب ان میں اختلاف پیدا ہو گیا' ایک جماعت یہ کہتی ہے کہ اس وقت مصلحت وقت یہ ہے' یہ تدبیر کرنا چاہیے' دوسری کہتی ہے

کہ نہیں یہ کرنا چاہیے' اب اہل حق میں اختلاف ہوا اور ان کے اندر دھڑے بن گئے' بڑی عبرت کی بات ہے' باطل فتنوں کو دبانے کے لئے اہل حق اٹھے' پھر ان میں بھی آپس میں اختلاف' ایک کہتا ہے کہ یہ تدبیر کرنا چاہیے' دوسرا کہتا ہے کہ یہ تدبیر کرنا چاہیے' وہ کہتا ہے کہ یہ مصلحت ہے' دوسرا کہتا ہے کہ یہ مصلحت ہے' گویا یہ ہوا کہ اہل حق کی بھی جماعت میں مختلف خیالات کے لوگ آگئے اور غضب بالائے غضب یہ ہوا کہ باطل کا مقابلہ کرنے کے لئے اٹھے تھے' مخالف فتنے کو فرو کرنے کے لئے اٹھے تھے اور آپس میں فتنے پیدا ہو گئے' وہ کہتے ہیں کہ تم بزدل ہو' کمزور ہو' نامرد ہو............غرض یہ کہ آپس میں اختلاف کر کے اپنی توانائی خرچ کرنے لگے' ایک دوسرے پر الزام لگانے لگے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہماری ساری طاقت ' ساری توانائی مخالف کا مقابلہ کرنے اور مقابل کا فتنہ فرو کرنے کے لئے ہے حالانکہ تفریق خود اپنے اندر ڈال لی' پھوٹ پڑ گئی' فتنے پیدا ہو گئے' فتنے کیوں پیدا ہوئے' تم نے "حدود اللہ" "حدود رسول" کے آگے قدم رکھا' تم نے ان حدود کی رعایت نہیں کی' اپنی مصلحت کو ملحوظ رکھا' آج جو ہمیں ناکامیاں ہو رہی ہیں' وجہ یہی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ہماری تدابیر اچھی ہے' نتیجہ یہ ہوا کہ ساری توانائی اپنے اختلافات میں ختم ہونے لگی' فتنہ اپنی جگہ پر رہا' اس کا مقابلہ کون کرے؟ باطل کا مقابلہ کرنے کے لئے اہل حق کھڑے ہوئے تو مقابلہ کرو گے' بعد میں آپس ہی میں اختلاف ہو گیا' کیا مقابلہ کرو گے؟ تم بھی حدود سے متجاوز ہو گئے اور تم نے بھی حدود اللہ اور حدود رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رعایت نہیں کی' اب لگاؤ ایک دوسرے پر الزام کے فلاں بزدل ہے' ایسے ہے' ناکارہ ہے' ان کا اسلام خراب ہے اور آپس ہی میں طنز کرنے لگے' طعنے دینے لگے' نتیجہ یہ ہوا کہ اہل حق جماعت ہونی چاہیے تھی' قوی لیکن کمزور ہیں' منتشر ہیں' کیا مقابلہ کرو گے؟ بھئی میں عبرت کے لئے آپ لوگوں کے سامنے پیش کر رہا ہوں' آپ لوگ مجھ سے زیادہ جانتے ہیں' میں دیکھ رہا ہوں' عبرت والا مقام کہ اب ساری توانائی جو مخالف فتنے کو دبانے میں صرف ہونی چاہیے تھی وہ آپس ہی میں صرف ہونے لگی' اس طرح کیا کامیابی ہو گی۔

جماعتی اختلاف ختم کرنے کی تدبیر

میرے ذہن میں ایک بات آئی اس اختلاف کو مٹانے کی کہ جو اہل حق کہتے ہیں کہ ہم اہل حق ہیں اور باطل کو دبانے کے لئے اٹھ رہے ہیں' ایک کہتا ہے کہ ہماری تدبیر ہے دوسرا کہتا ہے کہ یہ تدبیر ہے' تیسرا کہتا ہے کہ یہ تدبیر ہے' اس تدبیر سے کرنا چاہیے' اس تدبیر سے کرنا چاہیے' اتفاق ہوتا نہیں آپس میں' سب میں اختلاف ہو گیا' ہمارا فیصلہ یہ کہ بھائی اگر اپنے آپ کو اہل حق کہتے ہو اور اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضامندی اور اعلائے کلمۃ الحق تمہارا مطمح نظر ہے تو بھئی تم اپنے طور سے کام کرو وہ اپنے طور سے کریں' سب مقابلہ کریں' آپس میں مت الجھو' آپس میں اختلاف نہ کرو تم اپنی تدبیر اختیار کرو' وہ اپنی تدبیر اختیار کریں' اہل حق کے جتنے فرقے ہیں اپنی اپنی تدبیریں اختیار کریں' کامیابی ہوگی تمہیں' اگر متحد ہو کر کرنا چاہو تو مصلحتوں کے اختلاف کے ساتھ کبھی اتحاد نہ ہوگا' یہ ہمارا فیصلہ ہے' ہمارا فیصلہ نہیں بلکہ وقت کا تقاضا ہے' تاریخ یہی بتاتی ہے کبھی اتفاق نہیں ہوگا' مصلحتوں میں کبھی اتفاق نہیں ہوگا' ہماری مصلحت کچھ اور ہے تمہاری کچھ اور' بھئی اگر تم اہل حق ہو اور فتنے کو دبانا چاہتے ہو تو اپنی تدبیریں اختیار کرو' اپنے طور پر مقابلہ کرو' دوسری جماعت اپنے طور پر مقابلہ کرے' تیسری جماعت اپنے طور پر' آپس میں اتحاد تو ہوگا نہیں' کبھی نہیں ہوگا' کبھی نہیں ہوگا' تمہارے پیش نظر کچھ اور مصلحت' ان کے پیش نظر کچھ اور مصلحت' کیسے اتفاق ہو؟ خبردار! ایک دوسرے کو برا مت کہو اس سے اپنی ذلت ہوتی ہے اور کمزوری بھی ہے اور غیرت و عبرت کی بات یہ ہے کہ اہل حق ہو کر حق کی وضاحت نہیں کر سکتے' ایک مرکز پر نہیں آ سکتے' بڑی عبرت کی بات ہے' تمہارے پاس کون سی چیز ہے جو کلام اللہ' کلام رسول میں نہیں' کون سی ایسی چیز ہے کس کو کلام اللہ چھوڑ دیا گیا ہو اور تمہیں اجازت دے دی گئی ہو کہ قیامت کے قریب جو فتنے آئے تم اپنی تدبیر کر لینا' اپنی مصلحتیں دیکھ لینا' ہرگز ایسا نہیں "اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ" قیامت تک کے لئے ہے' تمام تدبیریں سیاست کی' حکومت کی اور جتنے بھی مصالح ہیں دنیا کے' جتنے بھی واقعات زندگی ہیں سب کا

اس کے اندر حل موجود ہے' خدا کے لئے اس مرکز پہ آ جاؤ' کامیابی ہوگی' اگر اس کے خلاف کرو گے کبھی کامیابی نہیں ہوگی' میرا فیصلہ نہیں بلکہ اپنے بزرگوں سے سنی ہوئی باتیں ہیں اور ان کا فیصلہ بتا رہا ہوں آپ کو' میری عمر اب 80 سال سے تجاوز ہوگئی ہے' جانے کتنے انقلابات دیکھ لئے اس عمر میں' جانے کتنی سیاستیں بدلیں' جانے کتنی حکومتیں بدلیں' جانے کتنے انداز بدلے' رہنما و رہنمائی کے جوش ہوئے' کیا کیا ہندوستان میں ہوا اور ہوتا رہا' بڑے فتنے پیدا ہوتے رہے' آخر میں ان فتنوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ تفریق پڑ گئی' آپس میں اتحاد ہی نہ رہا' خیر جو اللہ کو منظور تھا وہ ہوا' ہوگا تو وہی جو مشیت الٰہی میں ہے مگر ہم کو تو منجانب اللہ ہی ہدایت ہے کہ تم ہماری حدود کے اندر رہو' ہمارے پاس سب تدابیر موجود ہیں جو تدبیریں اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بتائی ہیں' بس وہ اختیار کرو پھر چاہے تمہیں کامیابی ہو یا ناکامی' اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے' تمہارا کام حق واضح کر دینا ہے۔

جذبہ ایثار اور رضائے الٰہی کی ضرورت

اب اس کی ترتیب یہی ہوتی ہے کہ صلح کے ساتھ آشتی کے ساتھ اپنے حقوق کے تحفظ کیلئے تدبیریں سوچو کہ ہمارے حقوق کس طرح محفوظ رہ سکتے ہیں؟ لیکن شرط یہ ہے کہ اسلامی نیت ہو اور جذبہ ایثار ہو اور رضائے الٰہی مقصود ہو اور جو یہ فتنے ہیں ان سے ہم کس طرح بچ سکتے ہیں؟ تدبر کے ساتھ ایک لائحہ عمل مقرر کرو اور قانون کو اپنے ہاتھ میں نہ لو' بڑے فتنے کی بات ہے' اسلامی حکومت ہے ہر شخص کو حاصل ہے' ہر فرقہ کو حق حاصل ہے کہ اپنے حقوق کے تحفظ کے لئے حکومت سے رجوع کرے' حکومت خود تحفظ چاہتی ہے' وہ اپنی عوام الناس کی اپنی رعایا کی امن و امان کی ضامن ہے' امین ہے' اس کو کرنا پڑے گا' ایسی باتیں اختیار کرنا پڑیں گی جس سے عوام الناس کا امن و امان قائم رہے' فتنے نہ ہوں' یہ حکومت کا کام ہے .... تم اپنے عرض حال کو اللہ کے بھروسہ پر اور اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات کی روشنی میں نہایت وضاحت کے ساتھ نہایت قوت کے ساتھ سامنے پیش کر دو' پھر اللہ کی ذات پر بھروسہ کرو' اب جو اللہ تعالیٰ فیصلہ کریں وہ ہو جائے گا۔

یہ ہمیشہ سے قانون ہے' فتنے کا مقابلہ فتنے سے نہیں ہوسکتا' جوش وخروش کے جلسوں سے جوش وخروش کا جواب نہیں دیا جاسکتا' جہاں ایسا کیا گیا ضرور ناکامی ہوئی۔..........

دین کی حفاظت مقدم ہے

قیامت تک چاہے جتنے انقلابات آئیں' چاہے جتنے بھی فتنے پیدا ہوں سب کا رد موجود ہے' کلام اللہ اور کلام رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں' وہ تدبیریں اختیار کرو جن سے فتنوں کو دور کیا جاسکتا ہے' حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کون کون سے فتنوں کا مقابلہ نہیں کیا' ہر طرح کے فتنوں کا مقابلہ کیا اور کامیاب ہوئے کیونکہ ان کے نزدیک جو حق ہوتا ہے وہ اس کو واضح کر دیتے' اسی سے انہوں نے تمام دنیا کو فتح کر لیا اور اسلام کی حقانیت کے آگے دنیا کی تمام سیاستیں ختم ہوگئیں' بھائی! حقانیت اسلام تو قیامت تک کے لئے قائم رہے گی' خدا کے لئے اس حق کو ہاتھ میں لے لو اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی تدابیر کو اختیار کرو' ان شاء اللہ تعالیٰ ضرور کامیابی ہوگی' ہم لوگ کچھ ایسے لوگ نہیں ہیں جو سیاست میں حصہ لینے والے ہوں' بھائی! ہم اپنے دین کی حفاظت کے لئے بیٹھ جاتے ہیں' اپنے دین کی حفاظت کرو اور اس کے تقاضوں پر عمل کرو' یہ فتنے تو اٹھتے رہیں گے' ہمارے امن وامان کو تہہ وبالا کرتے رہیں گے' یہ مشیت الٰہی ہے جو کہ ہو کے رہے گی لیکن حق اپنی جگہ پر رہے گا اور حق کی وضاحت ہمیشہ ہوتی رہے گی۔

صبر اور اس کا طریقہ کار

چاہے چند ہی لوگ کہتے رہیں' اسلام نے پھر یہ سبق دیا ہے کہ جب تم میں قوت ہو مقابلہ کرو اگر مقابلہ کی ہمت نہ ہو تو صبر کرو' اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ "ان اللہ مع الصبرین" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی 13 سالہ زندگی اس پر شاہد ہے' پھر دیکھئے صلح حدیبیہ کا واقعہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جاں نثار صحابہؓ کے کثیر مجمع کے ساتھ مکہ کی طرف تشریف لے جا رہے ہیں' جماعت کس قدر مستحکم' جاں فروش اور جان نثار ہے کہ ایک اشارہ

پہ اپنی ساری جانیں قربان کرنے کو تیار ہیں' اب کفار و مشرکین شرائط پیش کرتے ہیں کہ آپ ان شرائط پر کیا کہتے ہیں؟ وہ شرائط ایسی تھیں کہ مسلمانوں کو اس کے اندر رہنا پڑ رہا تھا اور اپنے وقار کو ختم کرنا پڑ رہا تھا' صحابہ کرامؓ ان شرائط کو قبول کرنے پر راضی نہ تھے اس پر کہ ہم کو اللہ تعالیٰ نے قوت دی ہے' ہم قوت سے مقابلہ کریں گے' آپ نے کہا نہیں' ٹھہر جاؤ' اللہ اپنے رسول کو رسوا نہ کرے گا' فتح اللہ کے ہاتھ میں ہے' آپ نے صلح کرلی' ڈٹ کر صلح کرلی' صحابہ کرامؓ نے منظور کرلی' سب واپس آ گئے' نتیجہ یہ ہوا کہ اس صلح حدیبیہ کا کہ فتح ہمیں نصیب ہوگئی............ "اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا" فتح مبین بعض اوقات صبر سے کام لینے سے حاصل ہوتی ہے' آپ نے حکم الٰہی کو دیکھا وحی آ رہی تھی' اللہ تعالیٰ کی ہدایت ہو رہی تھی' آپ رسول تھے' آپ اللہ تعالیٰ کے احکامات کی تعمیل کر رہے تھے' آپ نے صلح کرلی اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ فتح مبین حاصل ہوئی' تو بھئی! جوش و خروش میں حدود سے نہ نکلو' حدود کے اندر رہو اور صبر کرو' صبر کا بڑا مقام ہے' ان شاء اللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ نے جو وعدہ فرمایا ہے "حَقًّا عَلَیْنَا نُنْجِی الْمُؤْمِنِیْنَ" "حَقًّا عَلَیْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ" سو نصرت مسلمانوں کی ہمارے ذمہ ہے' حدود شروع کے اندر رہو اور تدابیر کو اختیار کرو' اگر نہیں کرو گے' مجرم بنو گے' تدابیر تو اختیار کرنا پڑیں گی' مقابلہ تو کرنا پڑے گا' باطل کا مقابلہ ضرور کرنا پڑے گا' حق کی وضاحت ضرور کرنی پڑے گی' کلمۃ اللہ کی ضرور حفاظت کرنی پڑے گی لیکن حدود کے اندر' شرع کی حدود کے اندر' شریعت کی حدود کے اندر' رسول کی ہدایت کے اندر' کبھی صبر سے کام لینا پڑے گا' کبھی قوت سے کام لینا پڑے گا۔ تعطل نہیں ہے' اسلام میں مقابلہ دشمنوں کا کرنا پڑے گا۔ ضرور کرنا پڑے گا' لیکن انہی تدابیر سے جو اللہ اور اللہ کے رسول نے بتائیں اگر اس کیخلاف کرو گے تو تم جانو تمہارا انجام جانے۔

جوش نہیں ہوش کی ضرورت

بھئی ایک بات میں نے گوش گزار کردی' ذرا ہوش سے کام لینا' جوش سے کام نہ لینا' یہ کہنا کہ آپ بالکل بزدل ہیں' آپ بالکل ناکارہ ہیں' آپ دب گئے' فتنوں کا مقابلہ نہ

کر سکے' ارے یہ سب دعوے ہی دعوے ہیں' خواہ مخواہ کی بات' ارے حق کو کون مسلمان چھوڑ سکتا ہے' اگر حق واضح ہو جائے' حق پر استحکام ہو جائے' سب مسلمان اس پر آئیں' ایک مرکز پہ آئیں' مگر تمہارے پاس حق نہیں ہے' مصلحتیں ہیں' مصلحت میں ہم ساتھ نہیں دے سکتے' ہماری مصلحت اور ہے آپ کی مصلحت اور' سب حق پر ہیں' سب حق پر ہیں' سب حق پر ہیں' مان لیا لیکن مصلحتیں یہاں سامنے آئیں' اختلاف ہو گیا' اتحاد نہیں ہو سکتا' قیامت تک نہیں ہو سکتا' ایسی مصلحتوں کو آگ لگا دو' تدابیر کو آگ لگا دو' وہی تدابیر اختیار کرو جو اللہ اور اللہ کے رسول نے اس وقت کے لئے بتا دی ہیں' اس وقت کے لئے بھی ہمارے پاس اللہ کی ہدایت' اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت موجود ہے' حق اب بھی موجود ہے' کلمہ حق کی حفاظت کے سامان اب بھی موجود ہیں' ان کو اختیار کرو' بس اللہ اللہ خیر سلا۔

بھئی! کسی کے پیچھے مت پڑو جو کرنا ہے کرنے دو' عافیت اسی میں ہے اگر کچھ کر سکتے ہو' حق کی وضاحت کے لئے اپنی بساط سے کرو' جوش سے کام نہ لو' جماعت بازی کوئی اچھی چیز نہیں' جماعت وہی اچھی ہے جو حق پر ہو' حق کی وضاحت کے چاہے معدودے چند کیوں نہ ہوں۔

دعائیہ کلمات

بس دعا کرو "اللهم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعه و ارنا الباطل باطلاً وارزقنا اجتنابه" یا اللہ ہم پر حق واضح فرما دیجئے اور اس کے اتباع کی توفیق عطا فرمائیے' یا اللہ! ہم پر باطل واضح فرما دیجئے اور اس سے بچنے کی تدبیر بتا دیجئے' "اللهم انی اعوذبک من الفتن ما ظهر منها و بطن" یا اللہ! جو فتنے ظاہر ہو گئے اور ظاہر ہونے والے ہیں ہم ہر ایک سے پناہ مانگتے ہیں' یا اللہ ہم کو ثابت قدم رکھئے' حق کی وضاحت کی قدرت دیجئے تاکہ ہم باطل کا مقابلہ کر سکیں' آپ کی اور آپ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی تدابیر کے مطابق ان کی مقرر کردہ حد کے اندر اور اگر پھر بھی ہمیں کامیابی نہ ہو تو ہم صبر کریں اور آپ کی رضا پر راضی رہیں۔ یا اللہ! ہمارے قلوب میں ایمان کو مستحکم

فرما دیجئے' یا اللہ! اپنے نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایتوں کو مستحکم فرما دیجئے' ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائیے' یا اللہ! باطل کو باطل کر دیجئے' فنا کر دیجئے' یا اللہ! باطل کے مقابلہ میں ہمیں کامیابی عطا فرمائیے۔

"رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ. وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ"

یا اللہ! ہمیں ان فتنوں سے بچا لیجئے' ہمارے ایمان کو بچا لیجئے' ہماری نسلوں کے ایمان کو بچا لیجئے' یا اللہ! ہم بے بس ہیں' مگر یا اللہ! آپ کا دیا ہوا انعام ہے کہ ہم ایک مملکت اسلامیہ میں رہتے ہیں' یا اللہ! صاحب اقتدار لوگوں کو ہدایت عطا فرمائیے' ان کو تقویت عطا فرمائیے' ان کی نصرت فرمائیے تا کہ عوام الناس کے امن و امان میں خلل نہ پڑے' یا اللہ! ہمارے اہل اقتدار کو قوت اسلامی' قوت ایمانی عطا فرمائیے تا کہ وہ اس قوت کے بل بوتے پر ان فتنوں کو ختم کر دیں اور امن و امان قائم ہو جائے' یا اللہ! ہماری دوڑ جو کچھ ہے

میری کوشش اعداز مین سے آسمان تک ہے   ہماری دوڑ جو کچھ ہے وہ تیرے آسمان تک ہے

ہم تو تیری مدد چاہتے ہیں' تیری اعانت و نصرت چاہتے ہیں' تیرے دین کی حفاظت کرنا چاہتے ہیں' یا اللہ! ہم اپنے دین کی اور ایمان کی حفاظت کرنا چاہتے ہیں' ہماری اعانت فرمائیے' ہماری نصرت فرمائیے' ہماری مدد فرمائیے' یا اللہ! ہم آپ کے محتاج بندے ہیں' مجبور بندے ہیں' یا اللہ! ہمیں آپس میں تفریق سے بچا لیجئے' یا اللہ! ہمیں آپس میں اتحاد عطا فرمائیے' یا اللہ! حق واضح فرما دیجئے' حق کے اتباع کی توفیق عطا فرمائیے' اس میں ثابت قدمی عطا فرمائیے' یا اللہ! جتنے فتنے ہیں ان سب کو ختم کر دیجئے' یا اللہ! جتنے شر انگیز فتنے ہیں ان سب کو ختم کر دیجئے' یا اللہ! ان کا ہمارے اوپر کوئی اثر نہ ہونے پائے' ہمارے امن و امان پر اس کا کوئی اثر نہ ہو' ہمیں امن و امان چاہیے' آپ کی حفاظت چاہیے' آپ کی اعانت و نصرت چاہیے' یا اللہ! ہم اس کے محتاج ہیں' ہماری مدد فرمائیے، "رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ. وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ" یا اللہ! ہماری مدد فرمائیے' ہمارے ایمانوں کی حفاظت فرمائیے' ہم بے سہارا

ہیں، ہر حالت میں آپ کی عنایت کے محتاج ہیں "یَا مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ. اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ"، "یَا مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ. اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ"

ہماری مدد فرمائیے، نصرت فرمائیے، یا اللہ! ہم محتاج ہیں، فتنوں سے بچا لیجئے، ہماری عافیت کو بچا لیجئے! آمین یا رب العالمین۔

یا اللہ! ہم پر اپنا فضل فرمائیے، یا اللہ! ہمیں "حسبی الله و نعم الوکیل نعم المولیٰ و نعم النصیر" کا مورد بنا دیجئے، یا اللہ ہمارے پاس کوئی قوت نہیں، ہماری قوت صرف رجوع الی اللہ ہے، آپ کی طرف رجوع کرتے ہیں، ایاک نستعین، ہماری مدد فرما، یا اللہ! ہم بے بس ہیں، ہم میں تفرقہ ہے، ہم میں اختلافات ہیں، یا اللہ! ان اختلافات کو مٹا دیجئے، اجتماعی قوت عطا فرمائیے اور باطل سے مقابلہ کی توفیق عطا فرمائیے اور ثابت قدمی عطا فرمائیے اور فتح و نصرت عطا فرمائیے، آمین، یا رب العالمین، یا اللہ للعالمین بحق سید المرسلین رحمۃ للعالمین۔

یا اللہ! ہماری دعائیں قبول کر کے امن و امان قائم فرما دیجئے، امن و امان قائم کر دیجئے

آمین یا رب العالمین و صلی اللّٰہ تعالیٰ علی خیر خلقه محمد و علی اله و اصحابه اجمعین آمین

روحانیت اور نفسانیت کا فرق

مجلس جمعۃ المبارک

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

الحمدللّٰہ ثم الحمدللّٰہ' اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ ہم لوگ پھر ایک ساتھ جمع ہیں' آٹھویں دن آپ حضرات سے ملاقات ہوتی ہے' میری طبیعت کبھی حاضر ہوتی ہے کبھی نہیں' آج کل ہر طرف یورش افکار سے پریشانی ہے جس کے اثرات سب پر ہیں مگر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر ہی سے طمانیت قلب حاصل ہوتی ہے۔

آج میرے ذہن میں ایک خاص مضمون ہے جس کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں' میں دیکھتا ہوں' آج کل اکثر لوگ روحانیت اور نفسانیت کے مفہوم کے متعلق عجیب مغالطہ میں مبتلا ہیں' اسلامی زاویہ نگاہ سے اس مغالطہ کا رفع کرنا ضروری ہے' حقیقت یہ ہے کہ انسان کے نفس کے اندر خالق کائنات نے بڑی قوتیں اور مختلف قوی صلاحیتیں ودیعت فرمائی ہیں اور ان کے تصرفات غیر محدود ہیں' کارزار زندگی میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ زیادہ تر نفس کی قوتوں اور صلاحیتوں کا کرشمہ ہے چنانچہ موجودہ سائنس کے مکاشفات' ایجادات سے حیرت انگیز مشاہدات ہو رہے ہیں' منجملہ ان کے آج کل نفسانی شعبدہ بازیوں کا بازار بہت زیادہ گرم ہے جن میں زیادہ تر شیطانی تصرفات شامل ہیں' نظر بندی' قوت متخیلہ کی اثر اندازی' عملیات مسمریزم (قلوب کا مسخر کرنا' امراض کا سلب کرنا) یا غیبی آوازوں کا مسموع ہونا' غیبی صورتوں کا متشکل ہونا' روشنی اور رنگ نظر آنا یا ماضی کے واقعات کا بیان کرنا اور مستقبل کے لئے پیش

گویاں کرنا' یہ سب مختلف قسم کی مشقوں اور ذہانت اور قیاسات وعملیات کا کرشمہ ہے اور اصطلاحاً اس کو استدراج کہتے ہیں' یہ مقاصد کے لحاظ سے محض فتنہ وفساد ہے اور انجام کے لحاظ سے خسران وہلاکت کیونکہ ان امور کو حیات بشری کے لوازمات کے پورا کرنے میں نہ کوئی دخل ہے نہ اثر ان سے تہذیب وتمدن میں مدد ملتی ہے۔ نہ زندگی کی صلاح وفلاح نصیب ہوتی ہے۔

میں اس وقت اس کی زیادہ وضاحت نہ کروں گا' مگر غور کرنے سے خود سمجھ میں آ جائے گا البتہ اس وقت اپنے موضوع کی وضاحت کے لئے مختصراً یہ بات واضح کروں گا کہ جب ایک غیر مومن بھی نفس کی قوتوں اور صلاحیتوں کو خاص مجاہدوں اور ریاضتوں سے روبکار لاتا ہے تو اس سے بھی حیرت انگیز مشاہدات رونما ہوتے ہیں اور صورۃً کرامات' تصرفات اور کشفیات کا ظہور ہوتا ہے مگر یہ سب باتیں نفسانی اور ظلمانی ہوتی ہیں' اس کے علاوہ یہ بنیادی حقیقت بھی شروع ہی سے سمجھ لینا چاہیے کہ جو بات ایک مومن اور غیر مومن میں صورۃً مشترک ہو وہ مومن کے لئے کیسے قرب الٰہی اور حصول الی اللہ کا سبب ہو سکتی ہے' اس لئے روحانی ونفسانی تصرفات اور ان کی غایات کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے' اللہ تعالیٰ نے ایمان میں ایسی زبردست قوت روحانی ودیعت فرمائی ہے جس سے انسان کو اشرف المخلوقات ہونے کا شرف حاصل ہوتا ہے اور وہ نفس وشیطان اور تمام مخلوق کو اپنی للّٰہیت سے مغلوب کر دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی معرفت ومحبت کا اعلیٰ مقام حاصل کرتا ہے اور ایسے روحانی مدارج حاصل کرتا ہے جو تشریح وتوضیح سے بالاتر ہیں۔

فوقیت تصرف ایمانی

ان روحانی اور نفسانی تصرفات کے سلسلے میں مجھے حضرت نظام الدین اولیاء علیہ الرحمتہ کی علالت کا ایک واقعہ یاد آیا جس سے ان دونوں کا فرق واضح ہوتا ہے' واقعہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ حضرت کو شدید علالت کی وجہ سے غشی طاری ہو جاتی تھی' جب ذرا ہوش آیا تو مریدین نے عرض کیا کہ حضرت آپ کو مرض کی تکلیف زیادہ ہے' حتیٰ کہ غشی ہو جاتی ہے' نزدیک ہی ایک جوگی ہے جو بہت مشاق ہے اور توجہ سے مرض کو سلب کر لیتا ہے اس کو دکھلایا جائے' فرمایا میں کسی کافر کا احسان نہیں لینا چاہتا' اس سے دوسروں کو بھی اور زیادہ غلط فہمی کا اندیشہ ہے' جب مریدین سے حضرت کی حالت دیکھی نہ گئی تو مضطر ہو کر یہ جرات کی کہ حضرت کے پلنگ کو غشی کے عالم

میں ہی جوگی کے پاس لے گئے' جوگی نے اپنی مشق و مہارت سے توجہ کی اور مرض کو سلب کر لیا' حضرت اٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا میں کہاں ہوں' یہاں مجھے کون لایا ہے' مریدین نے ادباً معذرت کے ساتھ یہ سارا ماجرا بیان کیا۔ حضرت نے فرمایا کہ ایسا نہ کرنا چاہیے تھا' خیر اب کیا ہوسکتا ہے' پھر آپ نے جوگی سے دریافت کیا کہ تمہیں یہ بات کیسے حاصل ہوئی' اس نے کہا کہ میرے گرو نے میرے ابتدائے ہوش ہی سے اس بات کی تلقین کی اور مشق کرائی کہ میں ہر بات میں نفس کی مخالفت کروں' اس نفس کشی کا نتیجہ یہ نکلا کہ اب میری قوت متخیلہ اور قوت ارادی میں یہ کیفیت پیدا ہوگئی کہ میں مرض کو سلب کر لیتا ہوں اور بہت سی خارق عادات باتیں کر سکتا ہوں' حضرت نے سن کر فرمایا کہ احسان کا بدلہ احسان ہی ہے' اس لئے میں تمہارے ہمیشہ کی راحت و آرام کے لئے یہ کہتا ہوں کہ تم اسلام کو اپنے نفس پر پیش کرو' جوگی بولا کہ میں کیا میرے آباؤ اجداد اور گرو سب ہی کٹر ہندو ہیں' میں یہ نہیں کر سکتا' میرا ضمیر ہرگز اس بات کی اجازت نہ دے گا' یہ بات میری طبیعت اور میرے ضمیر کے خلاف ہے' حضرت نے فرمایا کہ تم تو ہمیشہ اپنے نفس کی مخالفت کیا کرتے ہو پھر اب کیوں نفس کا کہا مانتے ہو' یہ سن کر جوگی حیران و پریشان ہوگیا' جب کچھ جواب نہ بن پڑا تو بہت تامل و فکر کے بعد کہنے لگا' میں اپنی وضعداری اور ساری عمر کا عہد نہ توڑوں گا' نفس کا کہا ہرگز نہ مانوں گا' بس اپنی قوت ارادی کے ساتھ اسلام قبول کرتا ہوں' فوراً کلمہ شہادت پڑھ لیا اور مسلمان ہوگیا' یہ واقعہ بہت بصیرت افروز ہے۔ جوگی کی مشق و ریاضت اور نفس کشی کی کیفیت مادی اور وقتی تھی' جس کو ہر شخص مشق و مہارت سے حاصل کر سکتا ہے' بخلاف اس کے حضرت کی بصیرت و فراست اور تصرف و توجہ ایک ایمانی و روحانی کیفیت تھی جو مادی و جسمانی مشق و ریاضت سے حاصل نہیں ہوسکتی۔

ایں سعادت بزور بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

تعبیر کی غلطی

اس زمانے میں اکثر نادان کیفیات نفسانی کو کیفیات روحانی سے تعبیر کرتے ہیں' ان کو نہ روح کی حقیقت معلوم نہ نفس کی' بس کسی باطنی قوت کا ظہور ہوا' اسے روحانی کہہ دیا۔

چوں نہ دیدند حقیقت رہ افسانہ زدند

بڑی جہالت اور گمراہی کی بات ہے۔

آج کل مغربی ممالک میں یہ وباء عام طور سے پھیلی ہوئی ہے۔ وہ لوگ اپنی مادہ پرستی سے بیزار ہو رہے ہیں اور اس کے نتیجہ میں انسانی زندگی کی تباہ کاریوں سے حواس باختہ ہیں مگر ان کے لئے جائے مفر عالم امکان میں کہیں نہیں' انہوں نے اپنی فہم و عقل سے نفسانیت اور مادیت کے برے اثرات سے نجات پانے کے لئے ترک لذات نفسانی و شہوانی کو سکون قلب اور حصول مقاصد زندگی کے لئے ضروری سمجھا' اس لئے انہوں نے نفس کشی کے سلسلے میں جوگیوں اور سنیاسیوں کے طریقے اختیار کرنا شروع کر دیئے چنانچہ اس موضوع پر کتابیں لکھی جا رہی ہیں' لوگ نفس کشی کی مشق بھی کر رہے ہیں' بہت لوگ اس واہمہ میں مبتلا ہوتے جا رہے ہیں اور اپنے عقائد کافرانہ کے ساتھ زعم باطل میں سمجھ رہے ہیں کہ روحانیت حاصل کر رہے ہیں' اسلامی زاویہ نگاہ سے زندقہ بالائے زندقہ اور ضلالت بالائے ضلالت ہے۔ اس نفس کشی کے مجاہدوں اور قوت متخیلہ کی مشقوں میں جو باطنی ترقی کے نام سے امریکہ اور دوسرے مغربی ممالک میں رواج پذیر ہو رہی ہیں' شیطان اپنی پوری قوت کے ساتھ نفس پر متصرف ہوتا ہے اور طرح طرح کے شعبدوں میں مبتلا کر دیتا ہے' نادان سمجھتا ہے کہ اس کو مقصود حاصل ہے حالانکہ جو کچھ اس کے توہمات میں اس کو حاصل ہے وہ اس کی زندگی میں کسی کام کا نہیں' نہ تہذیب و تمدن میں' نہ معاشرت و معیشت میں' نہ سیاست و عدالت میں' بلکہ وہ بذات خود ایک ناکارہ ہستی بن کر رہ جاتا ہے۔

غور کرنے کی بات ہے کہ جو بات تمام بنی نوع انسان کے لئے قابل عمل نہ ہو اور جس کے نتیجہ میں انسان اپنے مقام انسانیت سے گر کر معاشرہ میں ایک بے کار اور بے مصرف فرد بن جائے' اس میں فلاح کیسے ہو سکتی ہے اور حیات انسانی کی بقاء اور ترقی کیسے ممکن ہے۔؟

مجاہدہ نفسانی کی حقیقت

اسلامی نظریات اس نفس کشی کے معاملہ میں بالکل مختلف ہیں' صوفیاء جو نفس کو قابو میں لانے کیلئے ریاضتیں اور مجاہدہ کرتے ہیں' ان کی غایت و مصرف کچھ اور ہی ہوتا ہے' خالق کائنات نے نفس کی فطرت میں خیر و شر دونوں قوتیں ودیعت فرمائی ہیں اور دونوں کے

استعمال میں نہ جانے کتنی حکمتیں اور رحمتیں مضمر ہیں، مثلاً نفس کے اندر خیر کے تقاضے ہیں، تواضع ہمدردی، محبت اخوت، ایثار وغیرہ اور شر کے تقاضے ہیں مثلاً غصہ، شہوت، تکبر، بدگمانی، حرص، حب جاہ، بخل وغیرہ اگر ان خیر وشر کے تقاضوں کو میدان عمل میں آزاد چھوڑ دیا جائے تو انسان کے باہمی تعلقات میں بڑا انتشار وخلل واقع ہو جائے اور آج کل عام طور پر ہو بھی یہی رہا ہے، درحقیقت ایک مومن کے مجاہدوں اور ریاضتوں کا مقصد نفس کے تقاضوں کو فنا کرنا نہیں ہوتا بلکہ نفس کے تقاضوں کا امالہ مقصود ہوتا ہے، یعنی نفس کے خیر کے تقاضوں کو عالم تعلقات میں حدود شرع کے اندر استعمال کرنا تاکہ مخلوق کو ہماری ذات سے نفع اور راحت ہو اور شر کے تقاضوں کا بھی ایسا استعمال کرنا کہ ہماری ذات سے کسی کو اذیت اور تکلیف نہ ہو بلکہ امن وسلامتی کا باعث ہو، ورنہ اگر خیر کے تقاضوں کا بھی صحیح مصرف نہ کیا جائے تو وہ بھی مخلوق کے لئے بعض حالات میں باعث اذیت ہو سکتے ہیں، بخلاف اس کے اگر شر کے تقاضوں کو برمحل اور بوقت ضرورت استعمال کیا جائے تو وہ بھی باعث خیر ہو جاتے ہیں مثلاً نفس کے اندر ایثار کا جذبہ ہے محبت کا جذبہ ہے، اگر ان کو غلط جگہ استعمال کیا جائے تو یہی معصیت کا موجب ہوتے ہیں، اس طرح شر کے تقاضے غصہ، شہوت، حرص وغیرہ ہیں، اگر ان کو صحیح مواقع پر استعمال کیا جائے تو عین مطلوب ہے، خلاصہ یہ ہے کہ انسان کے لئے خیر وشر کا اطلاق ان قوتوں کے صحیح یا غیر صحیح استعمال پر ہوتا ہے اور تعلقات زندگی میں دونوں کی ضرورت ہے اس لئے نفس کے تقاضوں کو فنا نہیں کرتے بلکہ ان کا جائز استعمال کرتے ہیں چنانچہ نفس کے تقاضوں کے صحیح وجائز استعمال کرنے کے لئے مجاہدہ کی ضرورت ہوتی ہے اور اس مجاہدہ کا حاصل یہ ہوتا ہے کہ ایک مومن اپنے نفس کے شریف جذبات کو عالم تعلقات میں اس طرح استعمال کرتا ہے جس سے خوشگواری و ہمدردی اور محبت وعافیت حاصل ہوتی ہے اور اپنے نفس کے ناپاک جذبات کو ایسے مواقع سے روکتا ہے جو گناہ ہیں، شہوانی ہیں اور تعلقات باہمی میں ذلت ورسوائی بے حیائی اور پراگندگی کا سبب ہوتے ہیں۔

غذائے روحانی

روحانی کیفیات کا تعلق مطلقاً قوت ایمانیہ سے ہے جہاں ایمان نہیں وہاں روحانیت

نہیں، روحانیت حاصل ہوتی ہے احکام الٰہی یعنی شریعت کے مطابق اعمال صالحہ کرنے سے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے" "جس نے اعمال صالحہ کیے وہ مرد ہو یا عورت، مگر ہو مومن تو ہم اس کو حیات طیبہ عطا فرما دیتے ہیں" (اسی حیات طیبہ میں روحانیت ہے) ایک مومن کے اعمال صالحہ کیا ہیں، صبح سے شام تک اور شام سے صبح تک کی زندگی جس میں ہر طرح کی ضروریات اور لوازمات اور تعلقات شامل ہیں، جب وہ ان کو شریعت و سنت کے مطابق پورا کرتا ہے، یہی اس کے اعمال صالحہ ہیں، اس کا رہنا سہنا، کھانا پینا، لباس، پوشاک، وضع قطع کے علاوہ اس کی خانگی زندگی، معاشی زندگی، تمدنی و معاشرتی زندگی، سیاسی زندگی، کاروباری زندگی، اہل تعلقات کے حقوق واجبہ کی ادائیگی، دل و دماغ، آنکھ کان اور زبان کا صحیح استعمال، ان سب امور میں ان کے لئے روحانی ہے جبکہ وہ ایمانی تقاضوں کے عین مطابق ان کو ادا کرتا ہے جس طرح حیات جسمانی کو برقرار رکھنے کے لئے مادی غذا کی ضرورت ہوتی ہے، اس سے مقصود صرف لذت، چاشنی اور خوشبو ہی نہیں بلکہ اس کی غایت اس کا تحلیل ہو کر جزو بدن ہونا ہے تاکہ اعضاء جسم اپنا کام قوت کے ساتھ کرتے رہیں، اسی طرح حیات ایمانی کو قائم رکھنے کے لئے غذائے روحانیت کی ضرورت ہے اور یہ غذا اعمال صالحہ اور اذکار و تسبیحات وغیرہ ہیں، ان کے لذات و کیفیات مقصود نہیں بلکہ ان کی غایت ایمان کی صلاحیتوں کو قوت پہنچانا ہوتی ہے، اس کا ادراک صرف لطافت روحانی ہی سے ہو سکتا ہے مگر یہ لطافت روحانی محسوس کیوں نہیں ہوتی۔؟

میں کہتا ہوں کہ تم روحانی کیفیات کا کیا ادراک و احساس کرو گے تم تو مادی کیفیات کا بھی ادراک نہیں کر سکتے، اچھا تم نے غذا کا استعمال کیا، اب محسوس کر کے بتاؤ کہ یہ غذا معدہ میں کیا عمل کر رہی ہے، خون کیسے بن رہا ہے اور خون میں کیسے اجزاء پیدا ہو رہے ہیں، جن سے تمہارے جسم کی پرورش ہو رہی ہے بلکہ تمہارے دل و دماغ میں ذہانت، ذکاوت، حافظہ وغیرہ اور تمہارے جذبات و احساسات، بینائی، سماعت اور گویائی کی قوتوں کو اس غذا سے کیا مدد مل رہی ہے اور کیا وہ تم کو محسوس ہو رہی ہے تو پھر روحانی کیفیات جو تقاضائے ایمانی کے مطابق اعمال صالحہ کی بدولت پیدا ہو رہی ہے کیا ان کا ادراک و احساس تمہارے مادی دل و

دماغ کر سکتے ہیں' ناممکن ہے محال ہے البتہ غیر شعوری طور پر کچھ کیفیات عرفانی اور کیفیات وجدانی کا قلب مومن پر ضرور ورود ہوتا رہتا ہے اور اس کے اثرات اعمال پر مرتب ہوتے رہتے ہیں' اس لئے محسوس ہونے نہ ہونے کے چکر میں مت پڑو' عمر بھر مادی غذا کھاتے رہو' جسمانی اعضاء کی پرورش ہوتی رہے گی' اعمال صالحہ کرتے رہو' روحانی صلاحیتوں میں ترقی ہوتی رہے گی' جب آنکھ بند ہوگی اور پھر جنت میں کھلے گی اس وقت جو کچھ نظر آنا ہے سب نظر آنے لگے گا مگر یہاں بھی ان شاء اللہ حیات طیبہ نصیب ہوگی۔

انوار کی حقیقت

جو کچھ میں نے عرض کیا وہ تمہید ہے۔ بیان یہ کرنا ہے کہ ایک صاحب کا آج خط آیا ہے جس میں انہوں نے ہمارے اور آپ کیلئے ایک مضمون پیش کر دیا ہے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ:

''جب میں ذکر کرنے بیٹھتا ہوں تو خانہ کعبہ کی شبیہ اور انوار سامنے آجاتے ہیں' دوسری طرف نظر کرتا ہوں تو روضہ اقدس ایک نور کی شکل میں سامنے پاتا ہوں بس پھر میں انوار میں محو ہو جاتا ہوں اور جب بھی ذکر میں مشغول ہوتا ہوں تو یہی صورت پیش آجاتی ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عرش عظیم پر میرا سر سجدہ میں ہے۔ یہاں ایک اہم مسئلہ کی بھی وضاحت کر دی جائے تو مناسب ہے یعنی کیفیات باطنی کے متعلق ذہن اس طرف منتقل ہوا کہ آپ حضرات کی خدمت میں اس معاملہ کی وہ حقیقت واضح کر دوں جو حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات کے ذریعے معلوم ہوئی ہے۔

طریقت میں یہ باطنی کیفیات' ذوقیات اور مکاشفات ایک بڑا نازک مسئلہ ہے' اپنی جگہ سب برحق ہیں لیکن دیکھنا یہ ہے کہ ان کی حقیقت واصلیت کیا ہے اور اسلام میں ان کا کیا درجہ ہے؟

ہمارے حضرت فرماتے ہیں کہ یہ تمام چیزیں گو محمود ہیں مگر مقصود نہیں کیونکہ یہ غیر اختیاری ہیں اور ہم صرف اختیاری اعمال کے مکلف ہیں اور یہی تقرب الٰہی کے ذرائع ہیں۔

اس کی تشریح یہ ہے کہ ہر چیز کے کچھ تاثرات و ثمرات ہوا کرتے ہیں' اچھے کلمات کے بھی تاثرات ہوتے ہیں' لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ صرف الفاظ ہیں حالانکہ وہ انوار و تجلیات سے معمور ہیں' اللہ کا ذکر اللہ کا کلام سب تجلیات سے معمور ہیں' اللہ تعالیٰ کی تمام عبادات تجلیات

سے معمور ہیں، جو شخص خلوص دل سے یکسوئی کے ساتھ ذکر کرتا ہے اس کے ذکر پر تاثرات ضرور مرتب ہوتے ہیں، خواہ محسوس ہوں یا نہ ہوں کیونکہ ذکر تجلیات سے معمور ہے مثلاً لا الٰہ الا اللہ معمولی الفاظ نہیں ہیں، ان میں نور ہی نور ہے، توجہ تام اور یکسوئی قلب کی قوت سے رفتہ رفتہ کثرت ذکر اور تکرار ذکر سے ذاکر اس کی حقیقت کا ادراک کرتا ہے اور اکثر انوار مشاہد ہونے لگتے ہیں مگر یہ مشاہد ہونا نہ لازمی ہے نہ موعود۔

اکثر و بیشتر حالات میں عمر بھر بھی مشاہدہ نہیں ہوتے جن قلوب میں یکسوئی کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے ان کو کبھی کبھی یہ انوار ذکر و عبادت کے مشاہدے ہو جاتے ہیں وہ بھی چند لمحات کے لئے مستقلاً نہیں اسی طرح کلام اللہ کی تلاوت میں بھی انوار ہیں، ان کا ادراک اسی طرح ہوتا ہے کہ تلاوت کرتے وقت بعض اہل ذوق صاحب علم کا ذہن میں ایسے ایسے معانی اور معارف کا القاء الہام ہوتا ہے کہ خود ان کو حیرت ہوتی ہے، اسی طرح تسبیحات میں بھی انوار ہیں جو بعض اوقات یکسوئی کی حالت میں مشاہد ہونے لگتے ہیں۔

مراد تجلی

یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ انوار تجلیات سے مراد روشنی نہیں ہیں بلکہ تصور میں خاص الوان اور قلب میں خاص لطیف کیفیات سے تعبیر کیے جاتے ہیں سالک جب کثرت ذکر و مجاہدہ سے صفائی قلبی و روحی حاصل کر لیتا ہے تو اکثر ذکر و لطائف کے الوان و انوار ملکوتیہ کا ظہور کبھی اپنے وجود کے اندر اور کبھی وجود سے خارج و علیحدہ مشاہدہ کرتا ہے اور اس کے آثار گو محمود مگر غیر مقصود ہوتے ہیں واقعی یہ سب تصرف خیال یا پوست دماغ ہے، صورہ متخیلہ متمثل ہو کر ظاہر ہوتی ہیں، ہمارے حضرت فرماتے ہیں۔

زیادہ تر ایسا ہی ہے اور واقعی کسی کو کچھ معلوم و مکشوف ہو گیا تو یہ غیر مقصود ہے، قابل توجہ نہیں اس کی نفی کر دینا چاہیے اور سب کی حقیقت یہ ہے کہ یہ غیر مقصود ہے۔

روحانی ترقی کا راز

یہ انوار، ذکر و تلاوت اور تسبیحات کے تاثرات ہیں جو اکثر غیر مدرک ہوتے ہیں لیکن یاد رکھنا

چاہیے کہ ثمرات' بشارات اور نیک فال کے درجہ میں تو ہو سکتے ہیں لیکن ترقی باطن کے اسباب نہیں کیونکہ غیر اختیاری ہیں اور ترقی کا انحصار اختیاری اعمال پر ہے' ان ثمرات کے مشاہدات کبھی ہو جاتے ہیں اور کبھی نہیں' ذکر و تلاوت کے اندر جو تجلیات جو انوار ہیں' ان کا ایک نوع کا ظہور ہوتا ہے مگر ذکر خود ایک مامور بہ عمل ہے اور ترقی کا باعث ہے نہ کہ اس سے پیدا ہونے والے ثمرات و انوار۔

اسی طرح بعض لوگوں کو اچھے اچھے خواب نظر آتے ہیں' بڑی بڑی بشارتیں ہوتی ہیں' خانہ کعبہ اور روضہ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اللہ تعالیٰ کی تجلیات نظر آتی ہیں' یہ سب قوت متخیلہ کے تصرف کا کرشمہ ہوتا ہے' یہ بات اتفاقاً انہی لوگوں کو پیش آتی ہیں جن کے دل و دماغ ہر قسم کے افکار و مشاغل سے فارغ ہوں اور کسی قسم کی دنیاوی دلچسپیوں میں یا افکار اور پریشانیوں میں انہماک نہ ہو' پھر بھی ان کی حقیقت یہ ہے کہ یہ ایسے لوگوں کے ذوق و شوق اور یکسوئی کے تاثرات (کیفیات) ہیں جو بغیر ان کی قوت ارادی کے خود بخود عارضی طور پر مشاہد ہوتے ہیں' شریعت و طریقت میں ان کی کوئی اہمیت نہیں' نہ یہ دلیل مقبولیت ہیں' صرف مامور بہ اعمال ہی عند اللہ موجب قرب ہوتے ہیں خواہ ایسی تجلیات نظر آئیں یا نہ آئیں۔

غرض جو چیز غیر اختیاری طور پر مشاہد ہو جائے وہ بشارت کے درجہ میں انبساط قلب کا ذریعہ تو ہے مگر باعث ترقی باطن نہیں' باعث ترقی تو اعمال مامور بہ ہیں' اختیاری اعمال سے ترقی ہوتی ہے نہ کہ غیر اختیاری مشاہدات و مبشرات سے خواہ وہ ظاہری ہوں یا باطنی' ہاں جو اعمال منصوصہ ہمارے اختیار میں ہیں اور جس کے لئے ہم شرعاً "مکلف" ہیں اور ان پر ہمارے لئے منجانب اللہ ثواب و اجر دنیا و آخرت میں موعود ہے اور ہمارے لئے موجب ترقی بھی ہیں اور باعث مقبولیت بھی۔

عمل خواہ کتنی ہی بے دلی' بے رغبتی اور کسل کے ساتھ ہو پھر بھی عمل مقصود ہے کیونکہ یہ امتثال امر شریعت میں ہے مگر یہ بے رغبتی اور کسل والی عبادات و طاعات اگر کسی عذر اور بیماری وغیرہ کے سبب سے ہو تو اور بات ہے ورنہ عبادات و طاعات کی عظمت اور ان کے آداب کا ملحوظ رکھنا فرض اور واجب ہے' خواہ ان میں وہ انوار و تجلیات نظر آئیں یا نہ آئیں۔ روح کی صلاحیتوں میں ترقی ضرور ہوگی' اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمہارا ہر وہ عمل مقبول اور محمود ہے جو شریعت و سنت کے مطابق ہو۔

"وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ"

فلاح موعود

امتثال امر و نہی پر ذاکر کے لئے فلاح کا مرتب ہونا موعود ہے مگر انوار ذکر مشاہد ہونا موعود د نہیں، فلاح تو کثرت ذکر پر مرتب ہو کر رہے گی، اب اگر فلاح کی تجلیات و کیفیات محسوس ہوئیں تو وہ خود ایک انعام ہے مگر موجب قرب نہیں بلکہ وہ فلاح کا ثمرہ ہے اور طمانیت قلب کا باعث ہے اور اس فلاح کا تعلق تمام حیات انسانی سے ہے اس لئے کثرت ذکر کی تاکید فرمائی گئی ہے خواہ عمر بھر اس کی ایک تجلی بھی نظر نہ آئے مگر ہم کو اپنی فلاح کے لئے کثرت ذکر کی ضرورت ہے اور ذکر اللہ کی مختلف صورتیں ہیں، صرف اذکار و تسبیحات ہی نہیں بلکہ تمام عبادات و طاعات اور معاشرات و معاملات بھی جو شریعت و سنت کے مطابق ہوں اس میں شامل ہیں اس زندگی میں جو چیز بھی شریعت و سنت کے مطابق قیود و شرائط کے ساتھ ہمارے لئے مقرر کی گئی ہے، اس پر عمل کرنے سے ہمارا تعلق خالق و مخلوق کے ساتھ صحیح و قوی ہوتا ہے، خواہ ان اعمال میں ہمیں کوئی کیفیات محسوس ہوں یا نہ ہوں مگر ہم ساری عمر ان کے انجام دینے کے لئے مکلف ہیں۔

کیفیات اور وجدانیات کی مثال ایسی ہے جیسے مثلاً ہمیں لاہور جانا ہے، وہ ہماری منزل ہے، راستے میں ہم نے ایک جگہ ایک باغ دیکھا، اس میں طرح طرح کے پھول کھلے ہوئے ہیں، باغ و بہار کے جلوے نظر آ رہے ہیں، ہم نے سوچا اچھی جگہ پہنچ گئے، اب وہاں ہماری دعوتیں ہو رہی ہیں، خاطر مدارات ہو رہی ہے مگر دیکھنا یہ ہے کہ منزل کھوٹی ہو گئی۔

مجھ کو منزل کی طلب ہے اور نہ منزل کا پتہ ایک دھن ہے اور اسی دھن میں چلا جاتا ہوں

بنیادی کام تو راستہ چلنا اور منازل طے کرنا ہے کامیابی تو کام سے ہوگی نہ کہ حسن کلام سے ہوگی

کوشش و اہتمام سے ہوگی

کارکن کا رگزور از گفتار اندریں راہ کار باید کار

منزل کی طرف قدم اٹھانے سے ترقی ہوئی ہے نہ کہ گل وگلزار کی سیر و سیاحت سے

قدم باید اندر طریقت نہ دم کہ اصلے نہ دارد دم بے قدم

اے برادر بے نہایت در گہیست ہر کہ بروئے میرسی بروئے مائیست

کیفیات میں محو ہونے کا نقصان

میں ایک ہی بات کو بار بار اس لئے دہراتا ہوں کہ کچھ نہ کچھ وضاحت ہو سکے' آپ حضرات اس بات کو خوب سمجھ لیں کہ ہزار کیفیتیں طاری ہوں' ہزار انوار آئیں' یہ سب تاثرات عمل ہیں اور ان میں نفس کا ذوق شوق بھی شامل ہے یہ چونکہ نیک اعمال کے تاثرات ہیں اس لئے محمود ہیں لیکن جتنی دیر ان کیفیات میں محو ہو گئے اور ان میں استغراق ہو گیا تو سمجھ لیجئے کہ اتنی دیر معطل ہو گئے اور ترقی رک گئی' اس کے برخلاف اگر کسی عذر شرعی کی بناء پر بے دلی کے ساتھ عمل ہو رہا ہے تو سمجھئے کہ ترقی ہو رہی ہے' قرب خداوندی حاصل ہو رہا ہے' کبھی اپنی حالت کی ناقدری نہ کرو' صرف عمل کو دیکھو کہ اس کی توفیق ہے یا نہیں اگر اس کی توفیق ہے چلو ناقص ہی سہی مگر معتبر ہے۔

ہے قدم راہ طلب پر گو وہ ناقص ہی سہی کچھ تو حاصل کر رہے ہیں' سعی لاحاصل سے ہم

ہمیں تو منزل مقصود تک پہنچنا ہے' یعنی اللہ تعالیٰ کا قرب و رضا حاصل کرنا ہے چونکہ کیفیات و ذوقیات اعمال صالحہ کے تاثرات ہیں' اس لئے ان کی ناقدری بھی نہ کریں بلکہ ان کو آئندہ اعمال کے لئے معین و معاون سمجھیں۔

تجلی شیطانی

اب ایک بات بڑی اہم عرض کرتا ہوں وہ یہ کہ ذاکر و شاغل شخص یہ سمجھتا ہے کہ اس پر تجلیات کو ظہور ہوا' یہ چیزیں نظر آئیں یہ انکشافات ہوئے' یہ کیفیت وجد آفریں ہوئی یہ کیفیت باعث استغراق ہوئی اس پر وہ خوش ہوتا ہے کہ میں مقبول بندوں میں ہوں حالانکہ یہ وقتی اور عارضی نفسانی کیفیات ہیں خوب سمجھ لینا چاہیے کہ بعض اوقات یہ سب شیطانی تصرف سے بھی ہوتا ہے' شیطان بھی اس میں دھوکہ دے دیتا ہے۔ ان تجلیات کیفیات اور مکاشفات کو مکمل طور پر معتبر نہ سمجھنا چاہیے' قابل اعتبار تو آپ کے قدم ہیں اگر وہ صراط مستقیم پر ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم کے مطابق ہیں تو شیطان کا اس میں کوئی دخل نہیں۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا واقعہ ہے' آپ نے ایک مرتبہ چالیس دن کا چلہ کھینچا' اس وقت نفس کی درستی کے لئے اسی قسم کے مجاہدے تھے' جب چالیس دن مکمل ہو گئے تو

آپ نے نمازشکرانہ ادا کی اور کہا الحمدللہ میں نے آج اپنا عمل پورا کرلیا' اسی وقت تمام حجرہ انوار سے روشن ہوگیا اور آواز آئی اے عبدالقادر تم نے ہمیں خوش کردیا ہم تم کو وہ انعام عطا کرتے ہیں جو کسی کو نہیں ملا اور ہم نے اپنی رحمت سے تمہارے لئے مناسب سمجھا کہ تمہیں اپنے مقبول ترین بندوں میں شامل کیا جائے اس کی صورت یہ ہے کہ اب ہم تم کو امور شریعت کا مکلف نہیں کرتے' تمہارے فرائض وواجبات مستحبات میں داخل کردیئے گئے' فرائض وواجبات ادا کریں یا نہ کریں' برابر ہے' آپ نے کہا لا الہ الا اللہ جس امر سے انبیاء علیہم السلام غیر مکلف نہیں ہوسکتے میں کیسے غیر مکلف ہوگیا' فرائض وواجبات تو مستحبات کے درجہ میں کسی پیغمبر کے لئے نہیں ہوئے' میرے لئے یہ کیسے ہوسکتا ہے' فوراً زور سے لاحول اور استغفراللہ پڑھا اور نور غائب ہوگیا' پھر آواز آئی اے عبدالقادر اس منزل پر ہم نے نہ جانے کتنوں کو گمراہ کردیا لیکن آج تم کو تمہارے علم نے بچالیا' آپ نے کہا اے شیطان تو پھر دھوکہ دے رہا ہے' میرے علم نے نہیں بلکہ میرے اللہ تعالیٰ نے مجھ کو بچالیا' تو بھائی ان تجلیات سے دھوکہ نہیں کھانا چاہیے' شیطان کو اللہ تعالیٰ نے بڑے تصرفات کی قوت دی ہے' اگر اس میں یہ قابلیت نہ ہوتی تو بڑے عارفین کو کیسے دھوکہ دیتا۔

تجلی رحمان کی پہچان

حضرت سے ایک صاحب نے سوال کیا کہ ممکن ہے کہ صور مثالیہ کے ساتھ شیطان بھی متجلی ہوجائے تو پھر تجلی رحمانی اور شیطانی کی کیا پہچان ہے' حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے جواب ارقام فرمایا۔

''اگر اس کے ظہور سے علامت' ضلالت اور وحشت کے جائے تو تجلی شیطانی ہے اور اگر نور ہدایت اور انس وفرحت کی علامت پائی جائے تو تجلی رحمانی ہے'' (تربیت السالک حصہ دوم)

سوال: اس تجلی مثالی کے ساتھ حق تعالیٰ کو دیکھنا مکاشفات اور خواب میں صرف قلب ہی کے ساتھ ہوتا ہے یا اس کا مشاہدہ اس کی آنکھ سے بھی ہوسکتا ہے۔؟

جواب: حضرت حاجی صاحب فرماتے تھے کہ اس تجلی کا ادراک صرف قلب کے ساتھ ہوتا ہے' اگرچہ بحالت مراقبہ میں آنکھ کھلی بھی ہو لیکن ادراک اس کا اسی باطنی آنکھ سے ہوتا ہے اور دلیل اس کی یہ ہے کہ اگر ظاہری آنکھ بند کرلی جائے تب بھی وہ مدرک ہوگا

اور یہ بھی فرمایا کہ یہی قرین قیاس ہے کہ آنکھ بند کر لی جائے اور مدرک نہ ہو جس طرح عینک لگی ہوتی ہے اور آنکھ بند کر لی جائے تو کچھ نظر نہیں آتا تو اس سے آنکھ بند کر لینے پر نظر نہ آنا بھی دلیل اس کی نہیں کہ اس آنکھ سے نظر آتا ہے'' (تربیت السالک حصہ دوم)۔

اسکی حقیقت حضرت کے حسب ذیل ارشادات سے واضح ہوگی ہمارے حضرت فرماتے ہیں۔

''شیطان بڑا عالم ہے' عالموں کو عالم بن کر دھوکہ دیتا ہے' بہت بڑا عارف ہے' عارفوں کو عارف بن کر دھوکہ دیتا ہے اور بہت بڑا عابد ہے کہ سو برس سجدہ میں سر رکھے رہا لیکن۔

گیا شیطان مارا ایک سجدہ کے نہ کرنے سے اگر لاکھوں برس سجدہ میں سر مارا تو کیا مارا

شیطان کی صفات میں تین عین ہیں یعنی عابد بہت بڑا ہے' عالم بہت بڑا ہے' عارف بہت بڑا ہے' نفس کی فطرت سے خوب واقف ہے لیکن چوتھا عین نہیں ہے یعنی عاشق نہیں ہے' اگر عاشق ہوتا تو سجدہ میں ضرور گر جاتا' بھئی ہم کو نہ عابد بننا ہے' نہ عارف بننا ہے' صرف عاشق بننا ہے' ہم عاشق بنیں تا کہ اللہ میاں سے ہمارا محبت کا ایسا علاقہ اور واسطہ رہے جو کبھی منقطع نہ ہو' اللہ میاں نے خود از راہ کرم اس محبت کا راز ہم کو بتلا دیا کہ تم میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرو میں خود تم سے محبت کروں گا' تو ہمارے لئے یہی وہ طریقہ ہے جہاں شیطان کے تصرفات کی مجال نہیں اور مکائد نفس سے حفاظت ہے تو معلوم ہوا کہ ایک مومن اپنے تمام امور زندگی میں لوازمات زندگی کو پورا کرنے کے لئے اگر اتباع سنت کا اہتمام کرے تو اس کی ایمانی اور روحانی صلاحیتیں خود بخود درست ہوتی رہیں گی' لیکن ان صلاحیتوں کو قوی کرنے کے لئے طریقت میں کچھ ضابطے مقرر ہیں اور ان ضابطوں کو عمل میں لانے کے لئے ضرور کچھ مجاہدے اور ریاضتیں درکار ہوتی ہیں۔

کیفیات کا فائدہ

یہاں سے ایک حقیقت کا بھی انکشاف ہوتا ہے کہ جب کوئی صاحب طریق نفس کے لئے کچھ مجاہدوں اور ریاضتوں میں مشغول ہوتا ہے تو بعض حالات میں اس کے قلب پر بھی کیفیات طاری ہونے لگتی ہیں' بعض وقت انوار و تجلیات بھی مشاہد ہوتے ہیں بعض وقت کشف و

کرامات کا بھی ظہور ہوتا ہے لیکن یہ سب یکسوئی مجاہدات اور ذکر و شغل میں ذوق وشوق کے اثرات ہوتے ہیں لیکن غیر اختیاری اور عارضی ہوتے ہیں، مستقلاً نہیں ہوتے مگر یہ سب نورانی اور روحانی ہوتے ہیں اور عبادات میں خشوع وخضوع پیدا کرنے میں معین و معاون ہوتے ہیں جس کی وجہ سے محبت اور معرفت الٰہیہ کے درجات نصیب ہوتے ہیں اور ان میں ترقی ہوتی ہے۔

اتباع سنت

خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کا معتبر ذریعہ اعمال شریعت اور اتباع سنت کی پابندی ہے اور ان کی توفیق علامت تقرب ہے اور ان پر مداومت کا حاصل ہونا دلیل مقبولیت ہے، درحقیقت ان اعمال شریعت میں تزکیہ نفس کے ساتھ قرب الٰہی حاصل کرنے کے لئے سب سے اہم موثر اور دائمی ذریعہ نماز ہے، اللہ تعالیٰ نے نماز کے اندر ایسی قوت مضمر فرمائی ہے جس سے نفس مہذب ہوتا رہتا ہے۔ منجملہ اور حکمتوں کے اسی لئے پنجگانہ نماز ہر مومن پر فرض ہے تاکہ اس کا نفس مہذب ہوتا رہے اور اللہ تعالیٰ کے قرب میں ترقی ہوتی رہے۔

وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ، اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ، وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَاللّٰہُ الْمُسْتَعَانُ

بس دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ ہم کو صحیح فہم دیں اور اعمال صالحہ میں استقامت عطا فرمائیں اور اپنے محبوب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کی اتباع سے اپنی محبت کاملہ عطا فرمائیں، آمین اور نفس وشیطان کے مکائد سے محفوظ رکھیں۔

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ ھَدَیْتَنَا وَ ھَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَۃً اِنَّکَ اَنْتَ الْوَھَّاب، وَھَیِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا

اتباع سنت ہی دین ہے

نعمت عظمی

عمر کے ساتھ ساتھ کچھ بیماری نے بھی مجھ کو پست ہمت کر دیا ہے' اب زیادہ کام کی طاقت نہیں ہے لیکن بات یہ ہے کہ جو لمحات زندگی کسی کار خیر میں صرف ہو جائیں وہی سرمایہ آخرت ہیں' اگر ایک دل کو بھی اللہ پاک ہدایت عطا فرما دیں تو بس بہت ہے۔

دین بڑی نعمت ہے اللہ پاک کی ہمارے لئے' ہم اس کی قدر نہیں کرتے' آج جس صورت میں بھی دین ہمارے پاس ہے بڑا احسان ہے اللہ تعالیٰ کا' اس کی ناقدری نہ کیجئے' ہمارے حضرت نے فرمایا' جس امتی کے دل میں دین کی تھوڑی سی بھی عظمت ومحبت ہے' ان شاء اللہ نجات ہو جائے گی' خواہ اعمال میں کوتاہی کیوں نہ ہو اور صحیح معنوں میں امتی تو وہی ہے جس کے دل میں اتباع سنت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت ومحبت ہے۔

ایک حدیث شریف کا مفہوم ہے جس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہونگے' حوض کوثر پر اس وقت ایک گروہ آ کر کہے گا کہ ہم بھی آپکے امتی ہیں لیکن فرشتے کہیں گے کہ نہیں انہوں نے سینکڑوں فتنے پیدا کر دیئے تھے' بعد میں آپکے دین میں نئی باتیں شامل کر دی تھیں۔

آپ فرمائیں گے دور ہو' دور ہو۔

حقیقت دین

دیکھنا تو یہ چاہیے تھا کہ دین بھی ہمارے پاس پورا ہے یا نہیں' کمزور ہے یا قوی ہے لیکن یہ بعد میں دیکھا جائے گا اس وقت تو اس کی فکر کرنا ہے کہ............ روزہ' نماز' حج' زکوۃ ہی

صرف دین نہیں ہے۔ دین کے پانچوں عنوان پر عمل تم پر فرض ہے' جہاں جہاں صورت دین نظر آتی ہے مگر حقیقت دین مفقود ہوتی چلی جارہی ہے' ہمارے دلوں میں دین کی عظمت ومحبت نہیں اس کی وجہ یہی ہے کہ ہم کو دین کا صحیح علم ہی نہیں ہے' جس کی وجہ سے تاویلیں اور مصلحت اندیشی سے کام لینا شروع کردیا ہے' آپ نے اپنے منشاء کے مطابق دین کے ہر معاملہ میں تاویلیں کرلیں' پھر وہ اصل دین کہاں رہا' لا الہ الا اللہ اب آپ کہیں گے' پھر وہی بات دہراتا ہوں' کیا کروں آج کل کا خطرناک ماحول ہر وقت پیش نظر ہے' پھر تکرار کرنا ہی پڑتا ہے' دین کی عظمت کا تقاضا تو یہ ہے کہ تمام امور زندگی میں احکام الٰہیہ کے آگے بے چون وچرا سر جھکا دیا جائے لیکن عظمت پیدا ہوتی ہے' اللہ کے احکام کا علم ہونے پر جب احکامات شرعیہ پر عمل کیا جاتا ہے تو اس پر وعدہ ہے حیات طیبہ اور نجات اخروی کا اور یہ اعلان بھی ہے کہ اگر ان احکام کی خلاف ورزی کی تو ابدالآباد تک جہنم کی آگ اور عذاب والی زندگی ہے..... الامان الحذر

ایمان کا حق واجب

عظمت نہ ہونے کی وجہ یہ ہے دین کا علم نہ ہونا' اس کا سبب یہ ہے کہ دین حاصل کرنے کے ذرائع بہت کم ہیں' دین کی عظمت پیدا ہوتی ہے' اس پر غور کرنے سے کہ کتنے انعامات الٰہیہ ہر لمحہ ہم پر ہوتے رہتے ہیں اور کتنے جہنمی اعمال سے اللہ تعالیٰ نے ہم کو بچا رکھا ہے۔ علم حاصل ہوتا ہے اہل علم کی صحبت سے اور اہل علم کی کتابوں سے ان سے ضرورت کے مطابق دین کے مسائل معلوم ہوجاتے ہیں' عورتوں کے لئے بھی اور مردوں کے لئے بہشتی زیور بہت جامع کتاب ہے' اس سے بہتر دینی معلومات کی کوئی کتاب آسان اور مکمل ایسی جیسی دوسری نہیں ہے۔ ہمیشہ سے طریقہ رہا ہے کہ علم دین والے علمائے دین کہلاتے اور محبت پیدا کرنے والے صوفیاء اولیاء کرام دونوں سے تعلیم وتربیت کے بعد دین کی عظمت بھی پیدا ہوتی ہے اور محبت بھی اور اسی تعلیم وتربیت سے ہمارا ایمان واسلام مکمل ہوتا ہے' اللہ سے محبت کرنے کے انداز بھی سیکھنے کے قابل ہیں' اب اس زمانے میں اس طرح دین حاصل کرنے کا کہیں موقع ہی نہیں ملتا اور نئی نسلیں تو ان سب باتوں سے بیگانہ ہوتی چلی جاتی ہیں کیونکہ اس طرح کی تعلیم وتربیت کے مواقع ہی نصیب نہیں ہیں' اب جو کچھ بھی وضع داری

'رواداری پہلے لوگوں کی رہ گئی ہے' یہ بھی اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہیں اور اب یہ بھی سلب ہوتی جارہی ہیں.......... اس سے آج کل تو ہمارا یہ حال ہے کہ اللہ کے انعامات کا استحضار ہی نہیں ہے اور اسی وجہ سے شکر کی توفیق نہیں ہے۔

اب ہم کو کرنا چاہیے کہ اللہ کے دین کی عظمت ومحبت پیدا ہو جائے تا کہ ہماری نجات ہو سکے' اس کے لئے تھوڑا اہتمام کرنا ضروری ہے' اس کے لئے اپنا جائزہ لیجئے' آپ کتنے دیندار ہیں' میں اپنی اور آپ کی خیر اندیشی کے لئے یہ مختصر بات عرض کر رہا ہوں۔

نماز کی پابندی کے ساتھ فرائض و واجبات حقوق کا علم کیا کیا ادا کر رہے ہیں' کیا صرف کہ اس نے اطاعت کی میری تو اللہ پاک اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا درجہ بتا رہے ہیں تا کہ آپ کی عظمت ومحبت ہمارے دل میں اتر جائے اور ہم ان کی اتباع کر کے اپنے ایمان واسلام کا حق واجب عملاً ادا کریں۔

اسلامی زندگی

اگر ہم چاہتے ہیں کہ محبت وعظمت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدا ہو اس کیلئے اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم ضروری ہے اور جب اللہ کے پیارے سے محبت کرو گے تو اللہ کی نظر میں تمہاری کیا حیثیت ہو جائیگی' ہمارے آپکے سارے دن کی زندگی کے اعمال اتباع شریعت کے تحت ہو جائینگے۔

ہماری آپ کی معرفت یہی ہے کہ صبح سے شام تک کی زندگی کو دیکھ لیں' حقوق اللہ' حقوق العباد' حقوق نفس یہ کس طرح ادا ہوتے ہیں' یہ جو کچھ بھی سنت کے مطابق ہوگا ہمارا وہی عمل مقبول ہوگا' پھر وہی بات ہے یہ انداز زندگی کس طرح حاصل ہو' برخلاف اس کے آج کل کے معاشرہ میں ہمارا ایمان خطرہ میں ہے' گھر گھر ٹیلیویژن' تصاویر' گانے بجانے' میز کرسی پر کھانا' محرم نامحرم کا اختلاط غیر مذہبی تعلیم وتمدن لڑکے لڑکیوں کے بے پردہ لباس کھلا ہوا بدن اس میں کون سی ادا اسلامی زندگی کی ہے' تم جب پانچ سات افراد پر اسلامی حکومت قائم نہیں کر سکتے اور بلند و بانگ دعوے پر جوش نعرے لگا کر سارے ملک میں اسلامی حکومت قائم کرنے کے لئے کہاں جارہے ہو' پہلے اپنی زندگی کو تو اسلامی بنالو۔

اسلامی لباس

اللہ پاک نے تو انسان کو بہترین خلعت عطا فرمائی اور انسان اسفل السافلین میں چلا جارہا ہے، تم نے تو نصرانیوں کی وضع کے کپڑے پہن لئے اور دربار الٰہی میں انداز رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرتے ہوئے نماز کے لئے کھڑے ہوگئے، اب تو اللہ کی مرضی ہے قبول کرے یا نہ کرے مگر یہ وضع نماز کے وقار کے خلاف ہے، یہ بے ادبی تم کس تاویل سے جائز کر لیتے ہو جو قطعی ناجائز ہے، اگر تمہاری عورتوں کے سر ڈھکے ہوں، جسم ننگا نہ رہے تو کون تمہاری گردن دبائے گا، ہاں ابلیس زدہ ذہنیت والے لوگ ضرور فیشن کے خلاف کہیں گے، مگر اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک تو شریفوں کا لباس اسلامی ہے تم کو کوئی سونے کے زیور کے دام لے کر پیتل کا زیور دے دے تو تم کیا سوچو گے، کیا کہو گے، تم خود یہ دھوکہ والی بات کرتے ہو کہ نماز پڑھتے ہو اور لباس ہے فرنگیوں کا، پہلے زمانہ کے لوگ اس لباس کو رذیلوں، کمینوں اور ننگوں کا لباس کہتے تھے جس کو تم نے آج شریفوں کے لباس کا نام دے رکھا ہے۔

نصرت خداوندی

ہاں مجرم ہو کر ان بے حیائیوں کا اعتراف کرلو اور ان کو چھوڑنے کا ارادہ بھی ہو تو پھر اللہ تمہارے لئے اپنی آخرت کا سامان بھی ایسا ہی پیدا کر دے گا، تم کو مدد ملے گی انکو چھوڑنے میں۔

ایک صاحب لاہور سے آئے، کہنے لگے ہم تو بڑی عیش وعشرت کے سامان میں رہتے ہیں، اپنے ایک عزیز کے ہاں مہمان ہیں اور بڑے عیش و آرام کے سامان مہیا ہیں، ریڈیو، ٹیلیویژن، تصاویر، صوفے ہمارا گھر تو جنت کدہ بنا ہوا ہے اور آپ کی مجلس میں بیٹھ کر یہ معلوم ہوا کہ یہ تو سارے سامان عیش خلاف شرع ہیں اور دوزخ کی طرف لے جانے والے ہیں۔

جب ہم گھر کو لوٹ کر گئے تو وہ جنت کدہ ہم کو جہنم کدہ معلوم ہوا، ہم نے اپنے میزبان سے کہا یا تو ان جہنم کی چیزوں کو نکالو اپنے گھر سے یا پھر اس گھر میں قیام نہ کریں گے، خدا حافظ۔

سبحان اللہ! ذرا سی دیر میں ایک شخص نے کیا اثر لیا، ہم آپ عرصے سے یہ باتیں سن رہے ہیں، کاش ہماری زندگی بھی اس فسق و فجور والی چیزوں سے بچ جائے اور اسلامی

معاشرہ کی راحت وعیش نصیب فرمائے۔

قرب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت

ہم اپنے معاشرہ میں ان گندگیوں کے ساتھ ساتھ درود شریف بھی پڑھا کرتے ہیں لیکن اس کی اہمیت سے بالکل بے خبر ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا قرب میری جالی کے پاس آنے میں نہیں ہے بلکہ اتباع میں ہے۔

ہمارے حضرت فرماتے تھے کسی کو ساری عمر روزانہ خواب میں زیارت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہو اتباع شریعت نہ ہو تو وہ زیارت اس کے کسی کام نہ آئے گی، سنت کے مطابق اعمال ضروری ہیں، جن پر مدار ہے، ہمارے ایمان واسلام کا۔

میں یہ باتیں بار بار اسی لئے دہراتا ہوں کہ آج فیصلہ کرلیں کہ ہم کو جنت کے اعمال کرنا ہیں یا جہنم کے اعمال کو جائز سمجھتے ہو تو آخرت کے دردناک عذابوں کے لئے تیار ہو جاؤ، جب تمہاری لذتیں وابستہ ہیں ان بے حیائی وناپاکی کے کاموں سے توبہ نہ کرو گے تو یاد رکھو دنیا میں بھی عذاب ہوگا، قبر میں بھی برزخ میں بھی قیامت میں بھی بداعمالیاں کرے گا وہ عذاب آخرت سے بچ نہیں سکتا اور جس نے اچھے اعمال کیے، عورت ہو یا مرد ہو اور ایمان شرط ہے، اس کو یہاں بھی حیوۃ طیبہ ملے گی اور قبر میں بھی برزخ اور حشر میں بھی عیش وکامیابی ہے۔

توفیق ندامت

خدا کیلئے پہلے اخباروں اور فوٹو والی کتابوں کو گھر سے نکال دو اور اس خوف سے نکالو کہ انکی موجودگی میں جنت کے اعمال کی توفیق نہ ہوگی، آج بھی وہ ایک مسلمان ہے جو سود وشراب، رشوت میں ملوث ہے اور جس نے تصاویر، گانے، بے پردگی کے سامان کو حلال اور جائز سمجھ رکھا ہے۔

بس سن لیا کہ مسلمان کو نماز پڑھنا اور قرآن پڑھنا فرض ہے، ارے بغیر عظمت اور محبت الٰہی واتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم تم کو دین کے سارے اجزاء نہیں مل سکیں گے۔

اب غور سے سنو کہ تم کو کرنا کیا ہے، دو رکعت نماز خشوع وخضوع سے ادا کرو، پھر اپنے دل کو متوجہ کرو اور گڑگڑا کر اپنے مولا سے کہو "اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ" اور کہو یا اللہ! میں

عاجز ہوں میں مغلوب ہو گیا ہوں میں آپکے دربار میں حاضر ہوا ہوں آپ توبہ قبول کرنیوالے ہیں۔

یاالله یا رحمن یا رحیم یا حی یا قیوم برحمتک استغیث

یہ اسم اعظم ہے اس کو خوب پڑھو اور کہو یا اللہ جو کچھ میرے اوپر ہے میری شامت اعمال ہے' یا اللہ اتنا بوجھ مجھ پر نہ ڈالئے کہ اٹھائے نہ اٹھ سکے اور یا اللہ یہ مناجات آپ ہی نے عطا فرمائی ہے' اپنے بندوں کو ہلاکت سے بچانے کے لئے' یا اللہ آج دنیا جہنم کدہ بنی ہوئی ہے۔ تمام تر نفسانی و شیطانی اعمال سے اور مجھ میں اتنی طاقت ایمانی نہیں کہ ان کا مقابلہ کر سکوں' یا اللہ مجھے تو دعا کرنا بھی نہیں آتی' یہ آپ ہی سکھا رہے ہیں' یا اللہ! مجھے توبہ کرنا بھی نہیں آتی' یا اللہ! میں دل سے بھی نہیں کہہ رہا ہوں صرف زبان سے کہہ رہا ہوں' یا اللہ یہ گناہ بھی مجھ سے نہ چھوٹیں گے۔ کچھ تو میں چھوڑ دوں گا اور بعض جو مجھ سے پھر بھی نہیں چھوٹیں گے۔ مگر میں ڈرتا ہوں ان کے عذاب سے اور گناہ پھر گناہ ہی ہیں میں تو قدرت نہیں رکھتا ان کو چھوڑنے کی' یا اللہ! آپ خود ہی چھڑا لیجئے اپنی رحمت سے اپنے فضل و کرم سے آپ بچا لیجئے اور مجھے اپنی مغفرت و رحمت سے محروم نہ فرمایئے۔

یا اللہ! آپ ہی ندامت کی توفیق دیجئے' آپ ہی ندامت قبول فرمالیجئے اور ان گناہوں سے میرے دل میں نفرت بٹھا دیجئے اور مواخذہ نہ فرمایئے اور عذاب سے بچا لیجئے، "رَبَّنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ"

یا اللہ! ہماری حالت بڑی خراب ہے ہم آپ کی رحمتوں سے محروم ہو گئے ہیں' شیطان ابلیس نے ہمارے نفس پر قبضہ کر رکھا ہے' ہم ذلیل و خوار ہو گئے ہیں' ہماری تمام بداعمالیاں معاف فرما دیجئے' ہم پر اپنا فضل فرمایئے۔

ہم کو ہمارے اہل و عیال کو سارے عالم کے مسلمانوں کو ہدایت فرمایئے اور معاف فرما دیجئے اور شامت اعمال سے نجات فرمایئے' ہم کو دنیا اور آخرت میں حیوۃ طیبہ نصیب فرمایئے' ہماری عاقبت بخیر فرمایئے............ آمین بحق رحمت للعالمین۔

اَللّٰھُمَّ اَجِرْنَا مِنَ النَّارِ وَتَوَفَّنَا مُسْلِمِیْنَ وَاَلْحِقْنَا بِالصَّالِحِیْنَ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ

دین علم وعمل چاہتا ہے

مجلس یوم جمعہ 18 ربیع الاول 1390ھ بمطابق 15 مئی 1970ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

حضرات السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ!

آسان درس

ہمارے حضرت مولانا تھانویؒ کی کچھ کتابیں دینی معلومات حاصل کرنے کے لئے ہمیشہ اپنے پاس رکھنا اور پڑھنا ضروری ہیں، ہم یہاں پر ان ہی مضامین کی تشریح کرتے ہیں، گو کہ اس کا بھی ہمارا منصب نہیں، آپ حضرات "فروع" "جزاء الاعمال" اور "حیوۃ المسلمین" ہر وقت مطالعہ میں رکھیے، دین کی ضروری باتیں بھی آج کے نادانوں کو نہیں معلوم، اس لئے حضرت رحمہ اللہ نے آسان درس مقرر کیا ہے ان کتابوں کو سمجھ کر پڑھ لیا جائے تو دین کی ضروری باتیں ان شاء اللہ حاصل ہو جائیں گی لیکن یہ علم کے درجے میں ہے اور دین چاہتا ہے عمل، یہ ایسی مختصر سی کتابیں ہیں کہ ہر شخص بآسانی دیکھ سکتا ہے، سمجھ بھی سکتا ہے اور عمل بھی کر سکتا ہے۔

ایک تو وہ مصنف ہوتے ہیں جن کے مضامین ادق ہوتے ہیں لیکن ہمارے حضرت والا رحمتہ اللہ علیہ کے وعظ عام فہم اور مستقل درس ہیں، بڑے بڑے علماء مل کر بھی جس کی مثال پیدا نہیں کر سکتے اور کتاب "تعلیم الدین" تو حضرت والا کی ایک کرامت ہے۔

لایعنی مشاغل

اس میں دین کے پانچوں شعبوں کے ضروری ضروری مسائل ہیں اور قرآن وحدیث سے مستنبط ہیں، دیکھنا یہ ہے کہ ہمارے عقائد صحیح ہیں یا نہیں، ہماری عبادات ضابطہ شریعت وسنت کے مطابق ہیں یا نہیں، ہمارے معاملات معاشرت اور اخلاق درست ہیں یا نہیں، یہی باتیں ضروریات زندگی یعنی سرمایہ دنیا وآخرت میں ایمان لانے کے بعد اس کے مطابق عمل کرنا ضروری ہے۔

دیکھنا یہ ہے کہ ہمارا اس پر عمل کہاں تک ہوا ہے، آج ہماری زندگی ایک حواس باختہ زندگی ہے، ہر شخص اپنے کسب معاش کے شعبوں اور کاموں میں مصروف ہے، صبح سے شام تک بس مشین کی طرح زندگی بسر ہو رہی ہے اور معاملات زندگی اس قدر پیچیدہ ہو گئے ہیں اور لایعنی مشاغل اس قدر بڑھ گئے ہیں کہ ان کا کوئی حل بھی سمجھ میں نہیں آتا اور نہ کسی کو حل تلاش کرنے کا احساس ہی پیدا ہوتا ہے، اس طرح دین بھی برباد ہو رہا ہے اور دنیا بھی۔

اہتمام عمل

اس وقت انسان دین سے بیگانہ ہو کر حیوانوں کی طرح زندگی بسر کر رہا ہے، الاماشاء اللہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس زمانہ میں بھی کچھ لوگوں کو دین کا اہتمام ہے اور اپنی بے عملی کی درستی کی فکر ہے، خدا کا شکر ہے کہ اللہ نے ہم کو اپنے بزرگوں سے صحیح اسلام اور ایمان اور حق ہم پر واضح ہو گیا لیکن صحیح علم آنے کے بعد عمل صحیح نہ ہوا تو بڑی محرومی کی بات ہے، اللہ تعالیٰ پر ہم سب کا ایمان ہے، رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم برحق کلام الٰہی برحق ہے، کلام پاک میں عقائد کے معاملہ میں تین چیزوں پر زیادہ زور دیا گیا ہے۔ توحید، رسالت اور معاد ان کو اگر ہم نے درست کر لیا تو ہماری زندگی اور آخرت کا یہی سرمایہ ہے، ہماری زندگی میں تغیرات بے انتہا ہیں اور سب مشیت الٰہی کے تحت ہیں، اس میں ہم کو کوئی گفتگو کرنا نہیں ہے، قرآن پاک میں معاد کی اہمیت پر بہت وضاحت فرمائی ہے اور جب تک یہ پوری طرح مستحضر نہ ہو جائے ہمارے سارے اعمال وعبادات بے وزنی ہیں اور بے روح ہیں، اس لئے ایک نظر ان پر ڈال کر اطمینان کر لیجئے پھر آپ کے سب اعمال وزنی ہو جائیں گے، اگر

کپڑا ناپاک ہے اور رخ بھی قبلہ کی طرف نہیں ہے تو ہماری عمر بھر کی نمازیں ضائع ہیں' اسی طرح اگر ہم نے ایمان کے مطابق اپنے اعمال اور اخلاق کی طرف توجہ نہ کی اور نہ ان کی اصلاح کی تو ہماری زندگی خسران عظیم کا مصداق ہوگی' ہمارے سارے اعمال آخرت کا سرمایہ ہیں جن کا ثمرہ جنت ہے یا دوزخ...... ہمارے جتنے اعمال صالحہ ہیں وہی ان شاء اللہ رضائے الٰہی اور حصول جنت کا باعث بنیں گے۔

ماڈرن اسلام

اور اس کے برعکس ہماری بداعمالیوں اور فسق و فجور کے بدلہ میں دردناک عذاب نار ہے۔ ان سب کی تفصیل قرآن وحدیث میں موجود ہے' قانون فطرت جو قانون الٰہی ہے بدل نہیں سکتا' یہ سب کچھ ہو کر رہے گا' آنکھیں بند ہوتے ہی تمام نیک و بداعمال سامنے آجائیں گے' اس لئے آخرت کے معاملہ میں ہماری غفلت بڑی خطرناک ہے۔

اپنے بندوں کے لئے اپنے کلام میں بار بار اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم غفور الرحیم ہیں' ہم شفیق ہیں' مہربان ہیں' تم اچھے اعمال کر لو اور برے اعمال سے بچ جاؤ' ان بداعمالیوں کو چھوڑ دو اور اگر ارتکاب ہو جائے تو توبہ و استغفار کر لو۔

اللہ پاک نے ہم کو بہت سے کبائر سے تو بچا ہی لیا ہے اس کا ہزار ہزار شکر ہے اور جنت میں لے جانے والے اعمال بھی صاف صاف بتلا دیئے' اب کوئی مصلحت اندیشی سے نیا اسلام بنالے' یہ صریحاً کفر ہے اور مسخ شدہ دماغ والے جو اسلام میں ترمیم چاہتے ہیں یہ زندقہ ہے آج زمانہ جو کچھ چاہتا ہے اور آج کی سوسائٹی جو پسند کرتی ہے یہ سب الحاد ہے۔ کفر ہے' ایسے کہنے والے اللہ کے غضب سے بچ نہیں سکتے' اللہ پاک سے پناہ مانگو۔

شامت اعمال

دراصل آج کا نوجوان سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور حالات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ناواقف ہے اور ارباب اقتدار نے عمداً مسلمانوں کو ان چیزوں سے دور رکھا ہے' خدا کے لئے قوت ایمانیہ کی حفاظت کے لئے سیرۃ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا مطالعہ ضرور کیجئے'

جب تک اللہ پاک کی حرام کی ہوئی چیزوں سے اجتناب کرو گے کوئی صورت عذاب دوزخ سے مفر کی نہیں ہے' ایسا نہ ہو کہ ایمان پر ضرب آ جائے' آج شامت اعمال ہم پر مسلط ہوتی چلی جا رہی ہے' آج کے معاشرہ کا نقشہ ہم کئی دفعہ کھینچ چکے ہیں' عورتوں کی بے پردگیاں' عدالتوں کی ناانصافیاں' دفاتر کی حقوق تلفیاں' بازاروں کی فریب کاری' تعلیم گاہوں کی بے حیائیاں' ہسپتالوں کے مظالم یہ سب ڈھکی چھپی بات نہیں ہے۔

اللہ پاک کے احکام بھی ایسے نہیں جو کسی زمانہ میں بھی بندوں کے لئے برداشت کے قابل نہ ہوں' ایک نظر ڈالو جتنی حرام چیزیں ہیں راگ راگنیاں' فوٹو' مغربی طرز زندگی' ریڈیو' ٹیلی ویژن' ان سب چیزوں سے تم بچ سکتے ہو' یہ واہمہ ہے کہ نماز بھی پڑھ لی اور گانا بھی سن لیا' خدا بھی خوش اور شیطان بھی راضی .... یہ نہ کرو اللہ اور شیطان کو ایک ساتھ راضی نہ کرو' شیطان کو تو جہنم میں دھکیلا جائے گا' تم اپنی آنکھ بند کر کے اس کی پیروی نہ کرو کہ تم بھی اس کے ساتھ جہنم میں دھکیل دیئے جاؤ' جو لوگ ساری زندگی دین اور بے دینی کی کشمکش کے مابین چلا کرتے ہیں' نزع کے وقت شیطان آ کر انہیں بے دینی کی طرف راغب کرتا ہے' اس لئے ہوشیار ہو جاؤ' یہ بڑا خطرناک مرحلہ ہے' یہ مختصر زندگی ختم ہو رہی ہے اور ابدی زندگی شروع ہو رہی ہے' اور عمل اور ردعمل کا معاملہ شروع ہو رہا ہے' ابھی مہلت ہے' ہوشیار ہو جاؤ اور کبائر کو ترک کر دو اور توبہ کرو اور اپنے ایمان کو بچاؤ۔

اصل رائج الوقت کبائر یہ ہیں جس گھر میں یہ چار چیزیں ہوں گی وہاں رحمت کے فرشتے موت کے وقت تو کیا کسی وقت بھی نہیں آتے' ایک تصاویر و گانے بجانے کا سامان' دوسرے کتا' تیسرے ننگے سر والی عورت' چوتھے جنبی یعنی جس کو غسل کی حاجت ہو۔

آج کا فتنہ

تصاویر آج ایک فتنہ ہیں' جہاں جایئے بڑے بڑے بورڈ نیم برہنہ عورتوں کی تصاویر کے آویزاں ہیں۔ اسلام میں مسلم مومن عورت کو تو وہ درجہ حاصل ہے جو حوروں کو بھی نہیں' آج وقار نسوانیت کو اس قدر پامال کیا جا رہا ہے کہ ہر جگہ وہ تصاویر میں اپنے معاشرہ میں عریاں

کردی گئی ہیں اور ہمیشہ فرشتوں اور انسانوں کی طرف سے اس پر لعنتیں برس رہی ہیں۔

شیطان کہتا ہے کہ میں نے اتنا سوچا بھی نہ تھا جتنا خود انسان نے عورت کو اس طرح برہنہ کر کے بے حیائی اور بے غیرتی کے درجہ کمال تک پہنچایا' خدا معلوم یہ کمال کہاں تک پہنچے گا' العیاذ باللہ شیطان کہتا ہے کہ انسان تو اشرف المخلوقات ہے' لیکن وہ تو میرے ذہن سے بھی آگے بڑھ گیا۔

راہ عمل

اب سوچنا یہ ہے کہ ہم کیا کریں' وہ کریں جو یقیناً ہمارے اختیار میں ہے' قیامت یہ ہے کہ علم دین نہ ہونے کی وجہ سے ہم ان باتوں کو گناہ ہی نہیں سمجھتے' اس لئے کہ نہ ترک کا ارادہ نہ توبہ کی توفیق' اللہ و رسول نے قیامت تک کے لئے اعلان کر دیا ہے' اگر گناہ نہ چھوڑو گے اور توبہ نہ کرو گے تو دنیا میں بھی خمیازہ بھگتو گے اور آخرت میں بھی' دیکھ تو رہے ہو کہ نامہ اعمال سے کون بچا ہوا ہے۔

اول تو اپنے گھر میں تصاویر والے اخبار نہ لاؤ' اگر لاتے ہو تو اس کو پڑھ کر جلا دو' چونکہ اس میں قابل احترام باتیں بھی لکھی ہوتی ہے اگر تم نے اس کو ردی میں فروخت کیا وہ پڑیوں میں بند کر پھر سڑکوں پر مارا مارا پھرے گا' اس بربادی میں تمہارا بھی ہاتھ ہوگا۔

دوسری بات یہ کہ کتا گھر کے اندر رکھنے سے پرہیز کرو اور آج کل اچھے اچھے دیندار لوگ بھی ریڈیو' ٹیلی ویژن گھروں میں رکھتے ہیں اور تاویلات یہ پیش کرتے ہیں کہ اس میں تلاوت اور دین کی باتیں بھی آتی ہیں' بعض کہتے ہیں کہ محلہ میں دوسرے مکانوں میں بچے چلے جاتے ہیں ان کی خوشنودی اور حفاظت کے لئے منگوایا ہے' یاد رکھو یہ تصاویر دیکھنے والے جہنم کے ایک طبقے میں پھینک دیئے جائیں گے' آج راگ راگنیوں کا دن رات کا پروگرام ہے اور فضاؤں میں اس کی وجہ سے ہر وقت لعنت برستی رہتی ہے' چاہے ہم اس کو محسوس نہ کریں اور عورت کا ہر وقت سر ڈھکے رہنا کیا قباحت ہے' کھلے سر والی عورت پر فرشتے لعنت بھیجتے ہیں' چھوٹی بچیوں کو ابھی سے عادت ڈالو سر

ڈھکنے کی، مخلوط تعلیم نے جو زہر گھول دیا ہے ہمارے معاشرے میں محرم اور نامحرم کا فرق ہی اٹھ گیا لیکن اس کی لعنت سے ہم بچ نہیں سکتے۔

خودفریبی

ارے چھوڑو ان سب خرافات کو آج مقدس اور دین دار لوگ بھی اپنے گھروں میں بالغ اور نابالغ لڑکیوں کو میک اپ سے نہیں روکتے، مخلوط تعلیم سے نہیں روکتے، کیا دین اسی کا نام ہے کہ اس میں ان کبائر کو بھی شامل کر لیا جائے اور پھر بھی وہ پاک رہے، کہاں چلا گیا ہے تمہارا دماغ۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنی صاحبزادی کے یہاں تشریف لائے، خیریت پوچھی اور جب دیکھا کہ گھر میں کوئی نہیں ہے تو عجلت کے ساتھ واپس ہوئے، دروازہ میں سر ٹکرا گیا، کہنے لگے اللہ کا شکر ہے کہ جس نے مجھے ہلاکت سے بچا لیا اور انہیں حضرت کا ارشاد ہے کہ جہاں مرد اور عورت تنہا ہوں وہاں شیطان کا ہونا لازمی ہے۔

غیرت اور شرم تو ان لوگوں سے پوچھو اور آج کے والدین اپنی لڑکی کو سینما لے کر جاتے ہیں اور حیلہ یہ کرتے ہیں کہ بیٹی امتحان میں پاس ہوئی ہے تو اس کی خوشی اور تفریح کے لئے ایسا کیا۔ ارے لاحول ولا قوۃ الا باللّٰہ۔

حدیث میں ہے کہ قیامت کے قریب عورتیں اپنے بال اس طرح بنائیں گی جیسے اونٹ کی کوہان، آج وہ عذاب ہر جگہ نمودار ہو رہا ہے، تاویلات کرنے سے جنت اور دوزخ نہیں بدل سکتی، جب ہم آپ یہ اصلاح کر لیں تو پھر تصوف کی باتیں کریں گے۔

علماء نے یہ شان تعلیم چھوڑ دیا صوفیہ نے یہ انداز تزکیہ کا چھوڑ دیا

اب ہم کو آپ کو کون سمجھائے، خود پناہ ڈھونڈیئے ورنہ تباہ ہو جائیں گے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ہم نے بڑی شان والا رسول بھیجا اور ایسے شفیق اور ایسے رحیم ہیں پھر دوسرا رخ بتلایا کہ اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم اگر یہ لوگ آپ سے روگردانی کریں تو ہماری طرف متوجہ ہو جایئے، پرواہ نہیں، ہم کو ان سب کی ہم ان کو پھینک دیں گے جہنم میں، ارے کچھ تو لاج رکھ لو امتی ہونے کی، صریحاً خلاف ورزی کرتے ہو دین کی پھر درود بھی پڑھتے ہو، سجدے بھی

کرتے ہو دین کی عظمت، محبت کچھ نہیں، فریب دیتے ہو اپنے آپ کو۔

زنہار ازاں قوم نہ باشی کہ فریبند حق را بسجودے و نبی را بدرودے

محبت حق کی دعاء

ہمارے ایمان کے ضعف کا کیا ٹھکانہ ہے، بس توبہ کرو اور دعا کرو کہ............

یا اللہ یہ ہمارے معاشرے و ماحول کے وبال سے بچنے کی قوت عطا کیجئے اور ان کا مقابلہ کر سکیں اور ہم کو دین پر استقامت عطا فرمایئے، یا اللہ یہ نئی نسل بڑی نادان ہے، بہے جارہی ہے، زندقہ والحاد کے سیلاب میں یا اللہ تو ان کو بچا لے اور ان سب کو اپنی عظمت محبت اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع نصیب کیجئے اور یا اللہ اس نئی نسل کی وجہ سے ہم کو جہنم میں نہ پھینکئے، ہلاکت خیز معاشرے سے ہمارے دلوں میں نفرت پیدا کر دیجئے، ہم کو پاک دامنی عطا کیجئے اور ہم سب کو بخش دیجئے، ہم پر رحم فرمایئے۔ آمین

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا، اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ

چار بیش بہا محاسن

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

حاضرین کرام............ السلام علیکم ورحمتہ اللہ!

میرے ذہن میں ایک بات ہے جو آپ لوگوں کے سامنے اپنی بصیرت اور عمل کیلئے پیش کرنا چاہتا ہوں، کبھی کبھی ایسی باتیں بھی مجازی زندگی میں تجدید ایمان کیلئے ضروری ہوتی ہیں۔

بات یہ ہے کہ نہ تو ہم عالم ہیں اور نہ صوفی، یہ جو کچھ ہے وہ سب ہمارے پیر و مرشد کا فیض روحانی ہے، یہ انہی کی باتیں جو ہم اپنی زبان میں بتلا رہے ہیں، یہ عنوان ہمارے ذہن میں آج ہی آیا ہے، اس سے پہلے نہیں آیا تھا، بات تو ہم نے پہلے بھی بارہا کہی ہے لیکن آج یہ عجیب عنوان سے اللہ تعالیٰ نے دل میں ڈالی ہے، دیکھئے اب اس کو ادا بھی کر پائیں گے؟

اعمال ظاہری ہوں یا باطنی سب کے لئے آپ کو کچھ نہ کچھ اہتمام کرنا پڑتا ہے، اعمال ظاہری میں عبادات، معاملات، معاشرات ان سب کے یعنی فرائض و واجبات ادا کرنے کے لئے کچھ نہ کچھ اہتمام و فکر کی ضرورت ہے، اسی طرح اعمال باطنی بھی ہیں جن کے لئے اہتمام عمل ضروری ہے، جیسے رذائل میں غرور و تکبر بری چیز ہے، اس سے چھٹکارا پانے کے لئے اہتمام بلکہ مجاہدہ کرنا پڑتا ہے، اسی طرح حسد ہے، کینہ ہے، غصہ ہے، غیبت ہے، ان سب سے نفس کے تقاضوں کو روکنے کے لئے مجاہدہ کرنا پڑتا ہے، بے محل غصہ نہ کیجئے، کسی کی غیبت نہ کیجئے، کسی سے انتقام نہ لیجئے، نظر بد نہ ڈالئے، لوگوں کے ساتھ ایثار کیجئے، اللہ کی مخلوق سے محبت کیجئے، تقویٰ

وطہارت اختیار کیجئے' حسن سلوک وتواضع کی عادت ڈالئے' یہ سب انسانیت کے جوہر ہیں' جب تک یہ سب حاصل نہیں ہوجاتے آپ انسان نہیں ہوپاتے اوران سب کا نباہنا اہتمام کے بغیر تو کیا غایت اہتمام کے ساتھ بھی بڑا مشکل ہے' غرض فضائل جتنے بھی ہیں ان کے حاصل کرنے کیلئے اور رذائل جس قدر بھی ہیں ان کے چھوڑنے کیلئے اہتمام ایک لازمی شرط ہے۔

ایک بات اور بھی ہے کہ ان سب باتوں کا تعلق خدا کی مخلوق سے ہے' اس لئے ان میں ہمیشہ دوسروں کی رعایت بھی کرنی پڑتی ہے' ہم جھوٹ نہ بولیں تو اس کا مخلوق ہی سے واسطہ ہے' غیبت نہ کریں تو مخلوق ہی سے واسطہ ہے' یعنی ہمارے سب اعمال مخلوق ہی کے مصرف کے ہیں' جیسے حسنات ہیں ان کا بھی واسطہ مخلوق سے تعلق رکھتی ہیں اور جتنے رذائل ہیں جتنے حسنات ہیں ان کا بھی واسطہ مخلوق ہی سے پڑتا ہے لیکن یہ چار اعمال باطنہ جو میں بیان کرنے والا ہوں ان کا تعلق بلاواسطہ محض اپنے خالق کے ساتھ ہے یہ سب ہیں تو فطرت انسانی بلکہ ایک صحیح انسان' ایک صحیح مسلمان کی فطرت سلیمہ کا لازمہ ہیں' یہ چاروں بجالانا ہم سب پر فرض ہے' یہ چار واجب بھی ہیں کیونکہ یہ بھی اللہ تعالیٰ ہی کے احکام ہیں جن کو یہ چار گراں قدر اعمال باطنی ہیں' عبدیت ان ہی اعمال کی روح رواں ہیں۔

۱-شکر ادا کرنا ۲-صبر کرنا ۳-توبہ کرنا ۴-پناہ مانگنا

یہ سب کتاب معروف معمولات یومیہ میں شامل ہیں مگر آج میں ان چاروں اعمال باطنی کے متعلق دوسرے انداز سے بات کرنا چاہتا ہوں۔

پہلی بات

احساس نعمت اور جذبہ ادائے شکر ایک بہت ہی شریف ولطیف جذبہ ہے' جو احساس استحضار نعمت' خود حصول نعمت پر خود بخود دل میں پیدا ہوتا ہے' حقیقی اور واسطہ نعمت پر خود بخود نظر جاتی ہے' یہ بندے کا اختیار ہے جو دل کو اپنے منعم کی طرف متوجہ کراتا ہے' مثلاً کوئی خوش کن بات ہوگئی یا کوئی پسندیدہ چیز مل گئی' غرض کوئی بھی ظاہری یا باطنی نعمت حاصل ہوگئی اور دل میں جذبہ احسان مندی پیدا ہوا' ہم نے شکر ادا کردیا "اللھم لک الشکر و لک

الحمد" یہ بات اب ہم کس سے کہیں گے؟ اس میں کسی سے کہنے والی بات بھی کون سی ہے' مالک کی طرف سے عطا ہے' لطف و کرم ہے اور بندہ اس سے متاثر ہو کر دل ہی دل میں سپاس گزار ہے' حصول نعمت پر ادائے شکر تو ایک فطری امر ہے' جذبہ شرافت و انسانیت ہے' سلامتی فہم کا تقاضا ہے' ہر اس نعمت پر جو آپ سے اور ہم سے وابستہ ہے اور ادائے شکر کی عادت ڈالئے دل سے بھی اور زبان سے بھی شکر ادا کیجئے تو شیطان کے مکائد سے محفوظ رہئے گا' اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبول و محبوب بھی ہو جائے گا۔

ادائے شکر بس دل ہی کی بات ہے' ایک پوشیدہ راز ہے' اس کی پوشیدگی کا بھی عجیب عالم ہے اور اعمال تو ظاہر ہو جاتے ہیں' آپ کہہ سکتے ہیں کہ فلاں شخص میں یہ خوبی ہے کہ غیبت نہیں کرتا' فلاں میں یہ وصف ہے کہ مہمان نواز ہے' فلاں میں یہ عیب ہے کہ لوگوں سے بدخواہی کرتا ہے' وغیرہ وغیرہ' غرض ہر شخص میں خوبیوں کے جوہر بھی ہوتے ہیں اور برائیوں کے عنصر بھی' یہ سب ظاہر بھی ہو جاتے ہیں لیکن جذبہ شکر دل کا مخفی جذبہ ہے یہ کسی پر ظاہر نہیں ہوتا۔

صبر

دوسری بات ہے صبر' رنج و غم کے وقت لوگ عموماً کہہ دیا کرتے ہیں "صبر کرو" ارے بندہ نواز آپ تو کہہ کر چلے گئے' یہ تو وہی جانے جس پر گزر گئی کہ صبر ہوتا کیا ہے؟ یہ کہہ دینا کون سا مشکل کام ہے کہ صبر کیجئے مگر اس سے پوچھئے جس پر مصیبت نازل ہو رہی ہے' ایسے میں تو صرف یہی ایک صورت ہے کہ یہ سمجھ کر اپنا دل ٹھنڈا کرے کہ یہ سب میرے رب کی طرف سے ہے اور میرا رب بڑا رحیم و کریم ہے' اس کی طرف سے جو بھی ہے سراسر رحمت ہے' منجملہ دیگر معنی کے صبر کے ایک معنی یہ بھی ہیں کہ ہر غیر اختیاری ناگواری کو منجانب اللہ مان کر دل کو راضی کر لیا جائے' رہا ناگواری کا تدارک' بیماری کا علاج' پریشانیوں کو زائل کرنے کی فکر و تدبیر سو یہ تو ہماری فطرت ہے اور صبر کے منافی بھی ہرگز نہیں بلکہ ان کو اختیار کرنے کے ہم شرعاً مکلف ہیں۔

صبر کا تعلق بھی دل کے جذبات سے ہے' اسے کیا کوئی کہے اور کیونکر کہے' یہ تو ہم جانیں یا ہمارے اللہ میاں اور انہوں نے وعدہ فرمایا ہے "ان اللّٰہ مع الصابرین" عالم امکان میں اس سے بڑا انعام و احسان کروں گا۔

توبہ

یہ بھی فطرت سلیمہ کا ایک تقاضا ہے کہ جب ہم سے کوئی خطاء لغزش یا گناہ کا صدور ہو جاتا ہے تو دل میں ایک خلش ندامت سی پیدا ہوتی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ معذرت خواہی اور تدارک کا جذبہ بھی عود کر آتا ہے اس وقت صرف اعمال باطنی کے متعلق عرض کر رہا ہوں اس کی مثال یوں سمجھئے کہ کہیں ہماری نیت بگڑ گئی اور ہم نے کہا "لاحول ولا قوۃ" کیا واہیات خیال آ گیا کہیں کہیں نظر بہک گئی اور ہم نے استغفر اللہ کیا۔ نازیبا حرکت ہوگئی اب یہ بات کسی اور سے آپ کیا کہیں گے؟ ذرا غور کیجئے کہ عالم تعلقات میں ایسا بھی کوئی ہے جس سے آپ یہ کہہ سکتے ہوں یا جس پر ظاہر کر سکتے ہوں کہ کہیں آپ کی نظر بہک گئی کہیں نیت بگڑ گئی کسی کیخلاف انتقامی جذبہ پیدا ہو کسی کی حالت کو دیکھ کر دل میں حسد پیدا ہوا کہیں اپنے زعم باطل میں کسی کو اپنے سے حقیر سمجھا غرض یہ سب ایسے خفی جذبات واحساسات ہیں کہ ان کا علم سوائے اللہ تعالیٰ کے جو "عَلِیْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ" ہیں کسی کو نہیں ہو سکتا اور صرف وہی ہیں جو ہماری خیانت عین سے بھی واقف ہیں اور خیانت صدر سے بھی اس لئے ہم ندامت قلب سے انہیں سے رجوع کرتے ہیں اور رقت قلب کے ساتھ معافی مانگتے ہیں یہی توبۃ النصوح ہے۔

آپ کے اور ہمارے دلوں میں ہوتا کیا رہتا ہے؟ یہی خیالات کی جھلکیں آتی رہی ہیں کبھی کوئی جھلک آ گئی اور کبھی کوئی جہاں ذرا سی لغزش ہوئی معاً منہ سے استغفار کر لیا جب کوئی ناروا خیال آیا نادم ہو گئے "لاحول ولا قوۃ" کیا مناسب بات ہے اس معاً استغفار اور فوری ندامت سے آپ جانتے ہیں کیا ہوا؟ دنیا کی رسوائی اور مواخذہ آخرت کا خوف پیدا ہوا دل میں ایک عجز و نیاز کی کیفیت پیدا ہوئی اور اپنے مالک تواب الرحیم کی طرف رجوع ہونے کی توفیق ہوگئی یہی ایمان کا تقاضا ہے۔

استعاذہ یعنی طلب پناہ

یہ چوتھی چیز ہے اس کو چوتھا عمل باطن کہہ لیجئے یہ ہے پناہ مانگنا جب بھی مستقبل کے لئے

کوئی وحشت ناک خیال آیا کہ کہیں یہ نہ ہوجائے کہیں وہ نہ ہوجائے اور آپ نے فوراً کہا "یا اللہ! اپنی پناہ میں رکھئے" کوئی ہیبت ناک منظر سامنے آیا اور ہمارے منہ سے بے اختیار نکل گیا۔

اللھم احفظنا اللھم اعوذبک من الفتن ما ظھر منھا وما بطن

یہ بھی ایسی ہی بات ہے جس کا کسی کے سامنے اظہار ممکن نہیں، کسی اندیشے و خطرے سے جی گھبرا گیا، دل پر وحشت طاری ہوگئی اب یہ کسی پر ظاہر کرنا بھی چاہیں تو کیونکر کریں؟ ایک درجہ میں ظاہر کر بھی لیں تو بات کیا بنے؟ ایسی صورت میں انسان کے پاس چارہ ہی کیا رہ جاتا ہے کہ اپنے مالک حقیقی ہی سے پناہ مانگے۔

شکر، صبر، توبہ اور طلب پناہ یہی چار چیزیں جن کے متعلق بزرگان دین نے فرمایا ہے یہ کہ عبدیت کے مرتبے ہیں، بندگی کے زینے ہیں، جس کسی کو کوئی درجہ و مقام ملا ہے وہ ان ہی کے وسیلہ سے ملا ہے، یہ جو فرمایا کہ عبدیت و بندگی کے زینے ہیں سو اس میں بھی عجیب حکمت سربستہ ہے، یہ بندگی کیا ہے؟ عجز محض و نیاز محض ہے۔

اب شکر کو لیجئے، ظاہر ہے آپ شکر اسی وقت ادا کریں گے جب آپ کو کوئی بات حسب دلخواہ میسر آجائے، اس سے ثابت ہوا کہ اس چیز کے حاصل ہونے سے پہلے آپ اس کے حاجت مند تھے اور حاصل کرنے سے عاجز بھی، اگر عاجز نہ ہوئے تو اپنی پسندیدہ و مطلوبہ چیز کے حصول میں اب تک انتظار ہی کیوں کرتے، اب یہ کس قدر خوشی کی بات ہوئی کہ جس چیز کے آپ محتاج بھی تھے اور حصول سے عاجز بھی آپ کو مل گئی وہ چیز خواہ ضرورت کی ہو یا راحت یا اضافہ کی، اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے کوئی ذریعہ پیدا فرمادیا یا بلاواسطہ ہی وہ چیز آپ کو عطا فرمادی، جیسے گرمی تھی، حبس تھا اور یکا یک ٹھنڈی ہوا چلنے لگی، آپ کو اس سے فرحت و مسرت ہوئی دل سے نکلا "اللھم لک الشکر و لک الحمد" یا اللہ آپ کا شکر و احسان ہے، بڑا کرم ہے آپ نے حاجت روائی فرمائی ورنہ ہم تو حاجت مند بھی تھے اور عاجز محض بھی، گویا یہ ہمارا عجز ہی تھا جس نے ہم میں جذبہ نیاز مندی پیدا کیا اور ہم سے شکر ادا کروادیا اور اگر غور کیجئے تو شکر ادا کرنے میں بھی عجز معلوم ہوتا ہے کہ ہم سے اللہ تعالیٰ کی عنایات اور احسانات کے شایان شان شکر ادا نہیں ہوسکتا، اس میں ہم عاجز محض ہیں، یہی عبدیت ہے۔

اس کے بعد صبر کو لیجئے' یہ بندگی کا دوسرا زینہ ہے' صبر بھی غیر اختیاری بات ہے ورنہ ظاہر جس پر آپ کو اختیار ہوتا اس مصیبت یا ناگواری کو آپ اپنے پاس آنے ہی کیوں دیتے۔ انسان صبر تو وہیں کرتا ہے جہاں وہ مجبور ہو' اسے نہ روکنے کی طاقت ہو نہ رفع کرنے کا اختیار' جب خود کو عاجز محض اور مجبور مطلق پائے گا تو تب ہی بے اختیار کہے گا

"رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا، رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا"

یا اللہ! ہم پر ایسا بوجھ نہ ڈالئے' "اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ" یہ سب تو اسی وقت کہے گا جب مصیبت آ پڑے' پریشانی لاحق ہو اور خود بے بس لاچار ہو' انسان صبر وہیں کرتا ہے جہاں وہ بے اختیار ہو اور عاجز محض ہو اور اس عجز محض کے ساتھ یہ بھی جانتا ہو کہ ....کوئی چارہ ساز کار بھی ہے کوئی عقدہ کشا عاجز نواز بھی ہے تو گویا صبر نام ہوا اپنے عجز اپنی مجبوری و بیچارگی کو اپنے مولا کے سامنے نیاز مندانہ ظاہر کرنے کا اور یہی سراسر بندگی کی حقیقت ہے' ہماری یہ عاجزی اور بے چارگی اور اس پر مالک حقیقی کا یہ انعام کہ انہوں نے ہمارے عجز کو اپنی کبریائی کی طرف متوجہ ہونے کی توفیق عطا فرمائی' یہ کتنا بڑا مقام شکر ہے' اس میں بھی وہ حقیقت عجز ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی ہو کر جیسا صبر کرنا چاہئے ہم سے اس درجہ کا صبر بھی نہیں بن پڑتا' وہ بھی انہیں کی اطاعت و توفیق پر منحصر ہے۔

تیسرا زینہ توبہ ہے' توبہ واستغفار آپ کس چیز پر کرتے ہیں؟ ظاہر ہے کہ وہ گناہ ہے یا خطاء ونسیان اور گناہ کرنے کی دو ہی صورتیں ہو سکتی ہیں یا تو آپ غفلت میں کر رہے ہیں یا دیدہ دانستہ' اگر غفلت میں کر رہے ہیں تو یہ غفلت تو ہے ہی عجز و مجبوی کر رہے ہیں' اس کی خبر نہیں اور اگر جان بوجھ کر کر رہے ہیں تب بھی عاجز ہیں کہ نفس و شیطان کے غلبہ نے اس حد تک مجبور کر دیا ہے کہ جانتے ہیں یہ بات بری ہے' نقصان دہ ہے' زہر قاتل ہے' پھر بھی باز نہیں رہ سکتے' اتنے بے بس کہ خود اپنے نفس پر بھی اختیار نہیں' مثلاً جانتے ہیں جھوٹ بولنا بری بات ہے' اس میں بڑی رسوائی ہے' پھر بھی بولے جا رہے ہیں' کیسا عجز ہے' کس قدر مجبوری' کیسی لاچاری ہے کہ خود اپنے نفس کے لذات و تقاضے روکے نہیں رکتے۔

جان بوجھ کر ہوں یا غفلت ونسیان میں گناہ تو کر لیا' غلطی تو ہو گئی' داغ تو لگ گیا اب

اس کو مٹائیے؟ ہم تو اس کے ارتکاب ہی میں عاجز تھے تو مٹانے میں اور بھی زیادہ عاجز و مجبور ہوئے' ہماری عاجزی نے ایک بار پھر ہمیں اسی عاجز نواز کے قدموں میں پہنچا دیا' ہم پھر اسی غفار الذنوب اور ستار العیوب کی طرف رجوع ہو گئے' اس کے قدموں پر سر رکھ دیا' قلب نادم ہوا' آنکھ بھر آئی اور ہم نے عرض کیا "اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِی، رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَیْرُ الرّٰحِمِیْنَ"

ندامت قلب اور عجز و نیاز کیساتھ طلب مغفرت میں نکلی ہوئی آنسو کی دو بوندوں نے ہمارے دامن کے سارے داغ دھو دیئے' گناہوں کے دفتر کی تمام سیاہی کو انکی رحمت و مغفرت نے دھو ڈالا۔

حدیث شریف کا مضمون

بندہ جب توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ اس طرح بخش دیتے ہیں کہ کراماً کاتبین کے دفتر سے بھی مٹا دیتے ہیں' اس جگہ بھی محو فرما دیتے ہیں جہاں سرزد ہوا' اس عضو سے بھی پاک کر دیتے ہیں جس سے سرزد ہوا۔

توبہ کے متعلق ایک بڑی ہی لطیف اور نازک بات اور بھی ہے کہ توبہ سے بندہ کے ذمہ اللہ تعالیٰ کے جو دو خاص حقوق ہیں یعنی ان کی عظمت کا حق اور ان کی محبت کا حق دونوں ادا ہوتے ہیں' وہ اس طرح کہ بندہ نے گناہ کیا تو گویا اس نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی کی اور جب اس کا احساس ہوا تو دل میں اللہ تعالیٰ کی اور ان کے احکام کی عظمت کا حق ادا کیا اور توبہ کرنے کے بعد اس کی قبولیت اور اللہ تعالیٰ کی رحمت و مغفرت کا امیدوار ہوا کیونکہ وہ جانتا ہے کہ مولائے کریم اس کے مربی ہیں' بڑے شفیق ہیں' بڑے ہی رحیم ہیں' بڑے محبت کرنیوالے ہیں تو گویا بندہ کے اس جذبہ امید سے اللہ تعالیٰ کی محبت کا حق ادا ہوا۔

چوتھی بات یا چوتھا زینہ پناہ طلبی ہے' اس میں بھی وہی بے اختیاری ہے' اپنے اختیار میں ہوتا تو خود ہی کیوں نہ تدارک کر لیتے کسی اور سے پناہ مانگنے کی نوبت ہی کیوں آتی' اپنی جان' مال عزت و آبرو کے نقصانات کے متعلق طرح طرح کے ایسے اندیشے و خطرے جن سے بچنے اور جنہیں دفع کرنے کی ہم میں قدرت و صلاحیت نہ ہو ہماری عاجزی اور بے بسی کی بین دلیل ہے اور ایسے موقعوں پر ہم اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتے ہیں یعنی پھر اس مولا و ناصر کی طرف رجوع کرتے

ہیں، غرض ہر حال میں اپنا صرف عجز ہی عجز ہے، اختیار کچھ بھی نہیں، **لاحول ولا قوۃ الا باللّٰہ**"

اے اللہ! ہم کوئی نیک کام کر سکتے ہیں اور نہ برائی سے بچ سکتے ہیں بغیر آپ کی اعانت وامداد کے، اس لئے آپ ہی سے پناہ کے طالب ہیں، آپ ہم کو ظاہری اور باطنی نقصانات و خدشات سے محفوظ و مامون فرمالیجئے، ہم آپ کے عاجز بندے ہیں اور آپ عاجز نواز ہیں۔

اب معلوم ہوا کہ ان چاروں اعمال میں حقیقت نیاز مندی و عبودیت ہے بلکہ یہ چاروں اعمال باطنی یعنی شکر، صبر، استغفار و استعاذہ تمام تر عبدیت ہی عبدیت ہیں، اسی لئے ان پر عمل کرنا ہم پر فرض و واجب ہے۔ ایک اور خوبی یہ بھی ہے کہ اور اعمال میں وقت و مقام کی قید سے ہوسکتی ہے انہیں ملتوی بھی کیا جاسکتا ہے، ان کی ادائیگی میں کوتاہی، بے پروائی اور کسل بھی ممکن ہے، یہ بھی ممکن ہے کہ خلوص نہ ہو، عجب وریا کی شمولیت بھی ہو جائے لیکن ان اعمال باطنی میں ایسی کوئی بات نہیں، پھر وہ دوسرے اعمال ظاہر بھی ہوسکتے ہیں، یہ اعمال و جذبات ایسے ہیں کہ جن کی کسی کو کوئی خبر نہیں ہوتی، ان کا معاملہ تو براہ راست اسی ذات گرامی سے ہے جو علیم بذات الصدور اور لطیف و خبیر بھی ہے۔ ہم ہیں اور ہمارے اللہ میاں ہیں، کوئی واسطہ درمیان میں نہیں "لا الہ الا اللہ"، تعلق مع اللہ کا کتنا بڑا یہ مقام ہے۔ سبحان اللہ!

جہاں میں ہوں نہ میرا منتہائے آرزو کوئی
یہ میرے شوق بے حد نے کہاں پہنچا دیا مجھ کو

اس شوق بے حد کو کون پہنچ سکتا ہے، تمام عارفین و کاملین سب ان ہی چار باتوں پر عمل کر کے مدارج عالیہ اور مقامات رفیعہ پر پہنچے ہیں، آپ کی ہماری نظریں محدود ہیں، انعامات الٰہیہ کے ادراک اور مشاہدہ تک نہیں پہنچتیں، ان کی نگاہ پہنچ جاتی ہے، یہی حالات و واقعات زندگی ان کے ساتھ بھی ہیں، ان ہی حوادث سے وہ بھی گزرتے ہیں لیکن وہ اپنی قوت ایمانی اور انوار روحانی کی وجہ سے اپنے اپنے موقع و محل پر توبہ استغفار کر لیتے ہیں، پناہ مانگ لیتے ہیں، صبر کر لیتے ہیں اور شکر ادا کرتے ہیں اور ان کو اس کے صلہ میں ایسی بے پایاں نعمت، اتنی بے بہا دولت، عبدیت و بندگی کا ایک اعلیٰ و ارفع مقام عطا ہوتا ہے کہ جو فرشتوں کو بھی میسر نہیں۔

فرشتے حق تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس تو بیان کرتے ہیں لیکن ان کے پاس صبر کہاں، وہ گناہ

ہی سے ناشی نہیں تو توبہ واستغفار کس بات پر کریں گے‘ یہ شان تو اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر اپنے بندہ مومن کو عطا فرمائی ہے کہ وہ اپنے بندوں کو جو تائبین و نادمین ہیں‘ اسماء گرامی کا مورد بتاتے ہیں..........اپنی غفاریت کا..........اپنی توابیت کا..........جو مومن نہیں ان سے تو بحث ہی نہیں کہ وہ "کَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ" جانور بلکہ جانوروں سے بھی بدتر ہیں‘ ہم آپ تو مومن ہیں‘ شکر احسان ہے اللہ تعالیٰ کا کہ انہوں نے ہمیں دولت ایمان سے مشرف فرمایا اور کرم بالائے کرم کہ عبدیت و بندگی کے بلند تر مقامات تک پہنچنے کے لئے ہمیں یہ چار زینے بھی عطا فرمائے‘ اب بس قدم رکھتے جایئے اور آگے بڑھتے جایئے‘ کتنی صاف بات ہے‘ کیسا کھلا راستہ جنہوں نے بھی قدم بڑھائے وہ عرش تک جا پہنچے‘ مختصر یہ کہ یہی وہ چار مخصوص اعمال باطنی ہیں جنہیں ایک بندہ عاجز کو اپنے مالک حقیقی کے ساتھ صحیح اور مستحکم تعلق پیدا کرنے میں بڑا قوی دخل ہے۔

ایک حقیقت یہ بھی ہے کہ یہ چاروں اعمال باطنی آپس میں اس قدر ممزوج ہیں کہ ہر معاملے میں بیک وقت کام کرتے ہیں۔

مثلاً آپ نے کسی معاملہ میں اللہ تعالیٰ کی کسی نعمت پر شکر ادا کیا‘ یہ شکر ہوا‘ پھر اس نعمت کے ناجائز استعمال سے نفس کو روکا‘ یہ صبر ہوا‘ پھر اس احساس پر کہ شکر کا حق ادا نہ ہوا‘ استغفار کیا‘ یہ استغفار ہوا‘ پھر اس نعمت کے زوال کے اندیشے سے پناہ مانگی یہ استعاذہ ہوا۔

اسی طرح صبر کو قیاس کر لیجئے کہ مثلاً کوئی بیماری آ گئی تو اس کو منجانب اللہ سمجھ کر اس پر صبر کیا‘ ساتھ ہی یہ تصور کیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے سینکڑوں ایسی بیماریوں سے بچایا ہے جو موجودہ بیماری سے شدید تر ہیں اور اس بیماری میں بھی بے شمار نعمتیں مجھے حاصل ہیں جو نہ ہوتیں تو یہ بیماری کہیں زیادہ تکلیف دہ ہوتی‘ اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا پھر شکر اور صبر کا حق ادا نہ ہونے پر استغفار کیا‘ پھر اس اندیشہ سے کہ یہ تکلیف دائمی نہ ہو جائے‘ اس سے بڑی تکلیف آ جائے‘ اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگی یہ استعاذہ ہو گیا۔

اسی طرح اپنے گناہوں پر ندامت کی بناء پر آپ استغفار کر رہے تھے‘ ساتھ ہی اس بات پر کہ اللہ تعالیٰ نے استغفار کی توفیق بخشی‘ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا پھر اس توبہ کی مخالفت کیلئے نفس میں کوئی

تقاضا ابھرا تو اس پر عمل کرنے سے نفس کو روکا تو وہ صبر ہو گیا' پھر اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگی کہ میں اس توبہ اور استغفار کے تقاضوں کیخلاف نفس اور شیطان سے کہیں مغلوب نہ ہو جاؤں تو یہ استعاذہ ہو گا۔

اسی طرح آپ آئندہ پیش آنے والی آفتوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگ رہے تھے' اس کے ساتھ ہی اس خیال سے کہ اب تک اللہ تعالیٰ نے ان آفتوں سے محفوظ رکھا ہے' اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا' پھر صبر و شکر کا حق ادا نہ ہو سکنے پر استغفار کیا۔

غرض شکر کا موقع ہو یا صبر کا' استغفار کا موقع ہو یا استعاذہ کا' اگر وجدان صحیح ہو تو ان تمام مواقع پر غیر محسوس طریقہ پر ان چاروں کیفیات کی شمولیت رہتی ہے' ان چاروں اعمال باطنی میں شکر ایک ایسا عمل ہے اس کے مرتبہ بلند کی نہ کوئی حد ہے نہ نہایت' دوسری تینوں باتوں یعنی صبر' توبہ اور پناہ طلبی کے تعلق حیات دنیا ہی تک ہے' دنیا میں توبہ ہر قدم پر موجود رہتی ہے' زندگی بھران ہی سے سابقہ ہے لیکن زندگی کے ساتھ یہ بھی ختم ہو جاتی ہیں اور جذبہ شکر ایک ایسا ابدی اور سرمدی جذبہ عمل ہے جو آخرت و جنت تک ہمارے ساتھ جاتا ہے۔

مسلمان کا جب آخری وقت آتا ہے تو فرشتے آکر مبارکباد دیتے ہیں اور کہتے ہیں خدا کا شکر ادا کرو کہ تم صاحب ایمان ہو اور ایمان ہی پر تمہارا خاتمہ ہو رہا ہے۔ اب تمہارے لئے کوئی غم نہ ہو گا نہ کوئی خوف۔ "لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ" اب تم ایسی سرمدوں میں داخل ہو رہے ہو جہاں بشارت ہی بشارت ہے' رحمت ہی رحمت ہے۔

غم ہی نہ رہا تو صبر کس بات پر؟ استغفار بھی ختم ہو جائے گی کہ وہ ماضی سے وابستہ تھی اور موت کے بعد دنیا میں کوئی بھی نہ رہے گا' جس کے لئے پناہ مانگنے کی ضرورت ہو' حادثات و سانحات دنیا سے پناہ مانگی تھی وہ تو زندگی کے ساتھ ہی ختم ہو جائیں گے' آخرت کے لئے جتنی پناہ مانگ سکتے تھے مانگ چکے' موت کے وقت سے سکرات سے' قبر کے عذاب سے' برزخ کے فتنوں سے' عذاب حشر سے' عذاب نار سے' غرض سب ہی سے پناہ مانگ چکے' اب تو وہاں جا رہے ہیں جہاں کے لئے پناہ مانگ رکھی ہے۔

ایک بات اور بھی ہے کہ موت کے وقت اللہ تعالیٰ مومن کے دل سے دنیا کی جائز محبت

بھی سلب فرما لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی محبت کے غلبہ ہی میں اس کا دم نکلتا ہے' اللہ تعالیٰ ہم سب کو سلامتی ایمان عطا فرمائیں' ان شاء اللہ ایمان سلامت ہی رہے گا' اعمال تو ہمارے تھے' ان کا چنداں اعتبار نہیں' ایسے ان اعمال کا نقص بھی اسی دولت ایمانیہ ہی کی بدولت توبہ و استغفار سے رفع ہوجاتا ہے اور ایمان ان کی عطا ہے' عطائے کامل ہے' اس لئے ان کی عطا ہونے سے زوال نہیں ہے' یہ بات اور ہے کہ درجات ایمانیہ مختلف ہیں' اس کا قوی اور ضعیف ہونا اپنے اپنے درجہ پر ممکن ہے مگر فی نفسہ ایمان جس کے پاس بھی ہے اپنی جگہ کامل ہے۔

حسن مکمل حسن ہے یعنی حسن جہل سے کامل ہے ۔۔۔ عشق مل عشق ہے یعنی عشق میں کامل کوئی نہیں

یہ کوئی بات نہیں ہے اپنی رحمت کے راز خود اللہ تعالیٰ ہی نے کھول دیئے ہیں' انہیں ہم پر رحم ہی فرمانا تھا جو انہوں نے ہمیں ایمان عطا فرمایا' ہم ایمان لے آئے اور ہم نے سر تسلیم خم کردیا..........اب اس کا صلہ کے کہئے

شاید یہ تسلیم محبت کا صلہ ہے؟ ۔۔۔ ہر دولت حسن دو جہاں میرے لئے ہے

دونوں جہاں کی نعمتیں اب ہمارے لئے ہیں اور جہاں عطائے نعمت ہے وہیں ادائے شکر بھی..........!

مومن جب جنت میں داخل ہوں گے تو کہیں گے "الحمدلله رب العالمين" پھر جنت میں کیا ہوگا؟ ہر روز نئی نعمت ہوگی' ہر نعمت ہمیں اپنے عجز و بندگی اور ان کی کبریائی و بندہ نوازی کی طرف متوجہ کرے گی' ہم ہر نعمت پر شکر ادا کریں گے اور ہر ادائے شکر پر وہ نعمت مزید عطا فرمائیں گے' یہی ان کا وعدہ ہے "شکر ادا کرتے جاؤ' آگے بڑھتے جاؤ' نعمت کی کوئی انتہا ہے نہ شکر کی کوئی حد..........سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْم

اَللّٰهُمَّ اعنا عَلٰى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحسن عِبَادتك اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّىْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَيْهِ، رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا، اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمِ، بِحُرْمَةِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم

وصایا

(سبل السلام)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

۱- وقت: زندگی کا بڑا قیمتی سرمایہ ہے' اس لئے اس کی بڑی قدر کرنا چاہیے' اس کے لئے ضروری ہے کہ صبح وشام تک زندگی میں جس قدر مشاغل ہیں ان کے لئے نظام الاوقات مرتب کیا جائے تا کہ ہر کام مناسب وقت پر آسانی سے ہوجائے۔

۲- کچھ وقت بلکہ سب سے بہتر وقت نماز فجر کے بعد ذکر اللہ کے لئے اور اوراد و وظائف' تلاوت کلام پاک' ماثورہ دعاؤں کے لئے مقرر کرنا چاہیے' یہ معمولات اس قدر مختصر ہونے چاہئیں کہ ان پر بلا تکلف دوام ہو سکے۔

۳- اتباع سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نیت سے کچھ وقت اپنے گھر کے اندر اپنے اہل وعیال کے ساتھ صرف کرنا چاہیے اس سے ان کو تقویت اور انشراح رہتا ہے اور خود اپنی زندگی میں بھی ان کے ساتھ انس ومحبت پیدا ہونے سے نشاط خاطر ہے اور بہت سے امور خانہ داری اور حسن انتظام میں مدد ملتی ہے' حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اہل وعیال کے ساتھ شفقت ومحبت اور حسن سلوک کے لئے خاص طور پر بہت تاکید فرمائی ہے۔

۴- اللہ تعالیٰ نے اپنے حقوق کے بعد والدین کے حقوق واجب کیے ہیں' ان کی زندگی میں ان کی خدمت کرنا' ان کو دماغی وجسمانی راحت پہنچانا' ان کو ہر طرح سے خوش رکھنا اور ان

کی دعائیں حاصل کرنا شرعاً واجب ہے' ان کی وفات کے بعد التزاماً ان کے لئے ایصال ثواب کرتے رہنا' تلاوت کلام مجید' نوافل اور دیگر اوراد مسنونہ سے بھی اور مالی صدقہ خیرات سے بھی خصوصاً خیرات جاریہ سے' اولاد کا صالح ہونا اور نیک اعمال کا عادی ہونا خود مرحوم والدین کے لئے خیرات جاریہ ہی کا درجہ رکھتا ہے' حدیث شریف میں ہے کہ ہر ہفتہ اولاد کے اعمال ان کے والدین کے سامنے عالم برزخ میں پیش کیے جاتے ہیں۔ اچھے اعمال سے ان کو خوشی اور برے اعمال سے رنج ہوتا ہے اس لئے بڑے اہتمام کی ضرورت ہے کہ والدین کی روح کو اذیت نہ پہنچے بلکہ اس کا خیال رکھنا چاہیے کہ نیک اعمال سے اور ایصال ثواب سے ان کو نفع پہنچے۔

۵- بھائیوں کا آپس میں محبت قائم رکھنا بہت ہی ضروری ہے ورنہ تمام زندگی لطف حاصل نہیں ہوتا اور زندگی میں قوت نہیں محسوس ہوتی ' بڑی تباہی کی علامت ہے کہ بھائی بھائی آپس میں اتفاق نہ رکھ سکیں' سارا فساد بچوں سے' بیویوں سے شروع ہوتا ہے اور آپس میں غلط فہمیوں اور بدمزگی پیدا ہونے لگتی ہے' خوب سمجھ لیا جائے عقل اسی واسطے ہے کہ پہلے سے اندازہ کر لے کہ یہ فتنہ شروع ہی نہ ہونے پائے ورنہ آخر میں جب دل برے ہونے لگتے ہیں اس وقت جذبات سے متاثر ہو کر عقل بھی ماؤف ہو جاتی ہے اور یہی خانہ بربادی کا باعث ہوتی ہے' ہر شخص کو فرداً فرداً رواداری' ایثار' چشم پوشی اور معمولی معمولی باتوں کو درگزر کرنے کی عادت ڈالنا چاہیے' اس طرح آپس میں محبت قائم رہتی ہے اور جو معاملہ غلط فہمی پر مبنی ہو اس کو فوراً صاف کر لینا چاہیے اور قصور ہو تو اعتراف کر لے اور معافی مانگ لے۔

٦- اولاد کی پرورش و نگہداشت بہت اہم ذمہ داری ہے ان کو ابتداء ہی سے جب ان میں سمجھ پیدا ہونے لگے' اللہ اور رسول کا نام سکھانا شروع کر دینا چاہیے' پھر ابتدائی عمر میں قرآن شریف کا ختم کرانا اور ضروری مسائل پاکی اور ناپاکی کے جائز و ناجائز' حلال اور حرام چیزوں سے ضرور مطلع کر دینا چاہیے' پھر ابتداء ہی سے نماز کی عادت ڈالنا چاہیے' ان کا لباس پوشاک صرف اسلامی طرز کا رکھنا چاہیے' ان کے اخلاق کی نگرانی رکھنا چاہیے ' ان کو نشست و برخاست اور کھانے پینے کے آداب سکھانا چاہئیں' دین و دنیا کی ضروری تعلیم و تربیت کا خاص طور پر اہتمام رکھنا چاہیے' بری صحبتوں سے ان کو خاص طور پر بچانے کی فکر رکھنا

چاہیے' اس کے علاوہ اور رشتہ داروں کے ساتھ بھی حسن سلوک کا معاملہ کرنا چاہیے۔

۷- گھر کا معاشرہ بالکل اسلامی طرز کا رکھنا اس زمانے میں واجب ہے۔

۸- تصاویر اور ریڈیو' ٹیلیویژن ہرگز گھروں میں نہ ہونا چاہیے' اس سے نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کے اخلاق ضرور خراب ہوتے ہیں۔

۹- شریف گھر کی عورتوں میں آج کل کے معاشرے میں آزادی بہت بڑھتی جارہی ہے' روایات شرم وحیات اور پردہ داری ختم ہوتے جارہے ہیں' محرم ونامحرم کا امتیاز ختم ہوتا جارہا ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ ناگفتنی واقعات کثرت سے رونما ہورہے ہیں' جنسی قانون' فطرت کبھی نہیں بدل سکتا' اس لئے سخت احتیاط کی ضرورت ہے۔

۱۰- جن عزیز واقارب سے صلہ رحمی کا تعلق ہے ان کا حق ادا کرنا بھی واجب ہے اور شریعت میں اس کی بڑی اہمیت ہے' ایک حدیث شریف کا مفہوم یہ ہے کہ صلہ رحمی صرف یہی نہیں ہے کہ آپس میں حسن سلوک کا معاملہ رکھا جائے' یہ تو غیر شخص سے بھی کرنا چاہیے' صلہ رحمی یہ ہے کہ اگر ایک فریق قرشتہ توڑے تو تم رشتہ جوڑو' ایک شخص نے اگر حق ادا نہیں کیا تو دوسرا اپنا حق ادا کرنے سے بری نہیں ہوسکتا' اگر کسی رشتہ دار نے معاملات خراب کیے یا کوئی اذیت پہنچائی تو یہ اس کا فعل ہے تم کو چاہیے کہ تم اس کو درگزر کرو اور اس سے انتقام نہ لو' اس کی بدگوئی نہ کرو اور اگر اس پر کوئی وقت پڑے تو سخنے قدمے' درمے اس کی مدد کرو' یہی طریقہ حق ادا کرنے اور رشتہ جوڑنے کا ہے' اگر ہوسکے تو جلد اس سے مفاہمت کرلو' اس میں بڑی عافیت ہے اور بڑا ثواب ہے' شریعت میں حقوق العباد کی بہت زیادہ اہمیت ہے' احادیث میں اس کے لئے بہت تاکید آئی ہے' اگر کوئی (عزیز یا صاحب معاملہ) اپنے قصور کا اعتراف کر کے معافی چاہے تو شریعت کا حکم ہے کہ ضرور معاف کر دینا چاہیے ورنہ سخت گناہ ہے اسی طرح اگر اپنا قصور ہو تو ضرور معافی مانگ لینا چاہیے' خواہ کتنا ہی نفس تاویل کرے اور خفت محسوس کرے' اگر معافی مانگنے پر دوسرا فریق معاف نہ کرے تو وہ گنہگار ہوگا اور معافی مانگنے والے سے عنداللہ اب کوئی مواخذہ نہ ہوگا۔ فقط

۱۱- پڑوسیوں سے بھی بہت خوشگوار تعلقات رکھنا چاہیے اور ہمیشہ اس کا اہتمام رکھنا چاہیے کہ تمہاری وجہ سے ان کو کسی طرح کی اذیت نہ پہنچے اور اگر ان سے تم کو کوئی اذیت پہنچے تو ضبط وتحمل

سے اور درگزر کرنے سے کام لیا جائے اور جلد ان سے خوش اسلوبی سے مفاہمت کر لی جائے۔

۱۲- شادی اور غم کی تقریبات میں جہاں ہر طرح کی بدعات اور خلاف شرع باتیں ہوتی ہیں جہاں تک ممکن ہو سکے ان میں شرکت سے اجتناب کیا جائے اور خود اپنے یہاں سختی سے شرع پر عمل کیا جائے کیونکہ خلاف شرع امور میں کبھی برکت نہیں ہوتی بلکہ بیشتر دنیاوی نقصان کے علاوہ مواخذہ آخرت کا باعث ہوتے ہیں۔

۱۳- اپنے گھر کے ماحول کو تمام تر اسلامی بنانا چاہیے ورنہ آئندہ نسلیں اس سے بالکل بیگانہ ہو جائیں گی اور اس سے دین و دنیا کے بے شمار مفاسد پیدا ہوں گے' اپنا رہنا سہنا' لباس' پوشاک' وضع قطع' کھانا پینا' سب شریعت و سنت کے مطابق ہونا چاہیے' گھر کے استعمال کا سامان بھی سادہ اور پاک صاف ہونا چاہیے' حیثیت سے زیادہ قیمتی سامان جو محض نمائش کے لئے ہو اس کا مہیا کرنا اسراف بے جا ہے اور پریشانی کا باعث ہوتا ہے کیونکہ ہمیشہ اس کی حفاظت کا خیال رکھنا پڑتا ہے' کبھی ان میں اضافے کی ہوس اور کبھی ان کے خراب ہو جانے کا خدشہ قلب کو مشوش رکھتا ہے' قناعت تو ضرورت سامان ہی میں نصیب ہوتی ہے' مغربی تہذیب کی لعنت ہمارے معاشرے کو اس قدر مسموم کرتی جا رہی ہے کہ ہم غیر شعوری طور پر اس میں مبتلا ہو کر اپنے شعائر اور شعور اسلامی سے محروم ہوتے جا رہے ہیں' وقار اسلامی اور روایات خاندانی اور لوازمات شرافت کو ضرور برقرار رکھنا چاہیے ورنہ دنیا میں بھی خواری ہے اور آخرت میں بھی خسران ہے اگر انجام کار پر غور کیا جائے تو یہ بات خود عقل تسلیم کر لے گی۔

۱۴- جسمانی صحت و تندرستی بڑی قابل حفاظت نعمت ہے' اس کے زائل ہونے سے طبیعت میں سکون باقی نہیں رہتا' اس کے تحفظ کے لئے خاص اہتمام رکھنا چاہیے اور اس کے اہتمام کے لئے نظام الاوقات کا قائم رکھنا نہایت ضروری ہے' یعنی وقت کے تعین کے ساتھ کھانا' پینا' سونا' آرام کرنا' تفریح کرنا' کچھ ہلکی سی ورزش کرنا' ان سب کے لئے روزمرہ کی زندگی میں وقت کا تعین ضروری ہے تاکہ ہر بات اپنے وقت پر ادا کرنے کی عادت ہو جائے' اگر خدانخواستہ کوئی بیماری لاحق ہو جائے تو اس سے بے فکری نہ کی جائے اور جلد اس کا تدارک کر لیا جائے ورنہ بعض وقت مرض پیچیدہ اور دشوار العلاج ہو جاتا ہے۔

۱۵- تعلقات زندگی کے ساتھ وابستہ ہیں لیکن ان کو بھی بہت ہی ضروری تعلقات پر بقدر ضرورت محدود رکھا جائے' غیر ضروری تعلقات خواہ اعزہ اور اقرباء سے ہوں یا دوست احباب سے ہوں یا کاروباری زندگی میں ہوں کسی نہ کسی درجے میں ضرور پریشان کن ثابت ہوتے ہیں کیونکہ سب کا حق ادا کرنا عادتاً دشوار ہوتا ہے' اس وجہ سے قلب مشوش رہتا ہے کیونکہ ایسے غیر ضروری تعلقات میں اکثر اپنے کسی عذر کی وجہ سے دوسرے کی توقعات کو پورا نہ کر سکنے کی وجہ سے تو اس کو رنج و شکایت ہوتی ہے اور پھر خود اپنے کو بھی ندامت و خفت ہوتی ہے محض رسمی تعلق اور دوستی رکھنے والے اکثر بے جا مروت سے فائدہ اٹھاتے ہیں' جن سے بعض وقت مالی نقصان اٹھانا پڑتا ہے یا عافیت سوز معاملہ درپیش ہو جاتا ہے ہر شخص پر اعتماد نہ کرنا چاہیے۔

۱۶- جہاں تک ممکن ہو احکامات شریعت اور اتباع سنت کا ہر معاملہ زندگی میں اہتمام رکھنا چاہیے۔

۱۷- ہمیشہ نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرنا چاہیے' دوستوں کے انتخاب میں بڑی احتیاط کی ضرورت ہے' ظاہری اخلاق سے متاثر نہ ہونا چاہیے بلکہ اصل معیار صداقت و خلوص تو دینداری اور صفائی معاملات ہے۔

۱۸- جن لوگوں سے زندگی میں برابر سابقہ پڑتا ہے ان کو بھی خوف سمجھ کر منتخب کر لینا چاہیے مثلاً ڈاکٹر' حکیم' وکیل' تاجر وغیرہ۔

۱۹- اپنے خانگی حالات اور راز کی بات ہرگز کبھی کسی سے نہ کہنا چاہیے' خصوصاً عورتوں سے۔

۲۰- غیر ضروری مشاغل بھی جمعیت خاطر کو برباد کرنے والے ہوا کرتے ہیں مثلاً خواہ مخواہ دوسروں کے معاملات میں دخل دینا یا کسی کی خاطر مروت سے کسی کام کی ذمہ داری لے لینا مروتاً امانت رکھنا یا کسی کی ضمانت کرنا کیونکہ فی زمانہ چیزیں بھی اکثر مفسدہ سے خالی نہیں ہوتیں' توقعات کے خلاف ہونے سے باہمی شکایات کے دفتر کھل جاتے ہیں لہٰذا اپنی جمعیت خاطر برباد ہو جاتی ہے۔

۲۱- مشغلہ اخبار بینی یا غیر ضروری کتابوں کا مطالعہ کرنا یا رسمی تقریبات میں شرکت کرنا یا فضول لایعنی تفریحات میں وقت صرف کرنا' ان امور میں جو وقت ضائع ہوتا ہے اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ضروری باتیں سرانجام دینے سے رہ جاتی ہیں اور طبیعت میں فکر و تشویش پیدا ہو جاتی ہے۔

۲۲-اپنے کسی اہم کام کے پورا کرنے کے لئے کسی ناتجربہ کار آدمی کے مشورے پر بلا سمجھے عمل کرنا یا کسی آدمی پر محض حسن ظن کی وجہ سے اعتبار کرلینا اکثر دل کی پراگندگی کا باعث ہوتا ہے اور نقصان بھی اٹھانا پڑتا ہے۔

۲۳-بغیر شدید ضرورت کے قرض لینا اور خصوصاً جب کہ وقت پر ادائیگی کا کوئی یقینی ذریعہ نہ ہو تو بجائے قرض لینے کے کچھ دنوں تنگی و کلفت برداشت کرلینا زیادہ بہتر ہے یا مروتاً قرض دینا جبکہ خود اس کی استطاعت نہ ہو اکثر شدید خفت اور کلفت کا باعث ہوتا ہے اس لئے شروع ہی میں کچھ بے مروتی سے کام لیا جائے' اسی میں مصلحت ہے۔

۲۴-دین و دنیا کا اگر کوئی اہم معاملہ پیش ہو تو کسی ہمدرد مخلص اہل علم و اہل تجربہ سے ضرور مشورہ کرلینا چاہیے اور سب سے زیادہ ضروری بات تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے مسنونہ استخارہ کرلینا چاہیے یعنی بعد نماز عشاء دو رکعت نماز پڑھ کر دعائے استخارہ پڑھی جائے۔

۲۵-اس زمانے میں جب کہ دلوں میں خلوص نہیں ہے اور معاملات میں صفائی نہیں ہے کسی کی مالی امانت رکھنا بھی بعض وقت پریشانی خاطر کا باعث ہو جاتا ہے اس لئے رسمی تعلقات والوں کی امانت کبھی نہ رکھنا چاہیے اور جو امانت رکھی جائے تو امانت رکھوانے والے کی تحریری یادداشت مع تاریخ کے ضرور لے لینا چاہیے۔

۲۶-اس طرح زمانے میں ہر شخص کی ضمانت بھی نہ کرنا چاہیے' کسی کی بے جا مروت سے بعض وقت ضمانت کر لینے سے بہت سے خطرات و پریشانی سے سامنا کرنا پڑتا ہے۔

۲۷-روزمرہ کی زندگی میں کچھ ایسے حالات و واقعات بھی وابستہ رہتے ہیں جو بالکل غیر اختیاری اور اپنی تقصیرات و معاشی اور شامت اعمال سے پناہ مانگنا چاہیے اور صدقہ و خیرات کرنا چاہیے۔ ایسا کرنے سے مصائب و آلام صورتاً قائم رہیں لیکن رضائے الٰہی پر دل ضرور مطمئن ہو جاتا ہے اور یہ بڑی نعمت ہے۔

۲۸-دینی معلومات کا حاصل کرنا بھی نہایت اشد ضروری ہے کیونکہ بغیر اس علم کے زندگی کا مقصد متعین نہیں ہوتا' چند کتابوں کا مطالعہ بہت اہم اور ضروری ہے مثلاً سیرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم' حالات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم و حالات بزرگان دین' تاریخ اسلام'

حضرت حکیم الامت شاہ محمد اشرف علی تھانوی قدس سرہ العزیز کی تصانیف خصوصاً مواعظ و ملفوظات بہشتی زیور وغیرہ ان کے مطالعہ سے دین و دنیا کی بہت گرانقدر کافی وشافی معلومات حاصل ہوتی ہیں، فضول اور بے مصرف کتابیں مثلاً اخبار ناول رسالے وغیرہ پڑھنے میں وقت ضائع نہ کرنا چاہیے، ان سے قلب میں ظلمت اور عقل فہم میں پستی پیدا ہوتی ہے اور دوسرے مذاہب کی کتابیں تو ہرگز نہ پڑھنا چاہئیں کیونکہ بغیر اپنے مذہب کے علم کے راسخ ہونے کے دوسرے مذاہب کے عقائد اور فلسفہ سے ذہن ضرور منتشر ہوتا ہے اور گمراہی کا اندیشہ ہے، اپنے مذہب میں اگر کوئی اشکال وشک پیدا ہو تو ضرور کسی اہل علم سے حل کر لینا چاہیے۔

۲۹-چند اہم اعمال باطنی

(الف) اپنے موجودہ حالات پر قناعت کر کے ہر وقت شکر ادا کرتے رہنا، اپنے رہنے سہنے، اپنی ضروریات زندگی، اپنے ماحول، اپنے اہل وعیال پر ہر وقت نظر رکھے اور سمجھے کہ جو بھی موجودہ حالت ہے اس میں سب سے بڑی نعمت تو سلامتی ایمان و دین اسلام پر ہونا ہے جو بغیر کسی استحقاق کے اللہ تعالیٰ نے ہم کو عطا فرمایا ہے۔ پھر اپنے وجود کی نعمتوں پر نظر کرے، اپنے ماحول کی راحتوں پر نظر ڈالے، اپنے اہل وعیال کی عافیت کو دیکھے، دوسروں سے اپنے تعلقات کی خوشگواری کا اندازہ کرے اور پھر دل کی گہرائیوں کے ساتھ ان انعامات الٰہیہ پر شکر ادا کرے، اس کے علاوہ جو بھی موجودہ حالت ہے اگر غور کرے تو لاکھوں مخلوق خدا اس سے محروم ہیں، اس حالت کو محسن اللہ تعالیٰ کا فضل سمجھ کر شکر ادا کرے، اسی طرح ایک ایک چیز پر قدر کے ساتھ نظر ڈالنے کی عادت ڈالے، یہ کیمیا کا نسخہ ہے اس پر عمل کر کے دیکھا جائے، اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ جب تم ہماری نعمتوں پر شکر ادا کرو گے تو ہم ان نعمتوں میں ضرور اضافہ، برکت اور ترقی عطا فرماویں گے۔

(ب) اپنی کوتاہیوں، لغزشوں، غفلت اور معاصی کا احساس کر کے ہمیشہ استغفار کرتا رہے، اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ جو بندے اپنے اعمال پر نادم ہوتے رہتے ہیں اور توبہ کرتے ہیں ان کے ساتھ رحمت ومغفرت کا معاملہ کیا جاتا ہے، استغفار بہت بڑی نعمت اور بہت بڑی پناہ ہے، اللہ تعالیٰ اپنے شرمسار گنہگار بندوں کو بہت پسند فرماتے ہیں اور ان کے ساتھ بڑا رحمت اور مغفرت کا معاملہ ہوتا ہے، ان کے سامنے اپنے گناہوں اور کوتاہیوں کا اقرار

کرتے رہنا چاہیے' توبہ واستغفار خاتمہ بالخیر ہونے کے لئے بڑی قوی علامت ہے۔

(ج) اس زمانے میں فتنہ وفساد اس قدر کثرت سے ہوگئے ہیں اور ہر شعبہ زندگی میں غیر محسوس طریقے سے بددینی اور دنیا کی ہلاکت کے سامان پیدا ہوتے جارہے ہیں جس کا اندازہ مشکل ہے' مزید برآں اور بھی ہزاروں قسم کے فتنے ہیں جو صریحاً دین اسلام کے خلاف ہونے کی وجہ سے دنیا کی عافیت بھی خراب کر رہے ہیں' معاملات گندے اور خود غرضی کے اور دوسروں کی نقصان رسانی کے ہو رہے ہیں' معاشرے میں مغربی تہذیب کی لعنت دن بدن مسلط ہوتی جارہی ہے' رہنا سہنا' کھانا پینا' لباس' پوشاک سب نمائشی اور پر تکلف اور اقتصادی و معاشی اعتبار سے نہایت تباہ کن ہیں' ہزاروں بیماریاں نئی نئی پیدا ہوتی جارہی ہیں' غذائیں' ہوائیں' فضائیں سب گندی ہو رہی ہیں' نئی نئی دواؤں اور انجکشنوں سے بیماریاں پیچیدہ تر ہوتی جارہی ہیں' ہر طرف دھوکہ' فریب' وعدہ خلافی' اخلاق سوز اعمال رونما ہو رہے ہیں' سب سے زیادہ خطرناک فتنے دین کے فتنے ہیں' روز بروز نوجوان طبقہ خصوصاً دین اسلام سے بیگانہ ہی نہیں بلکہ اپنی جہالت وحماقت اور اپنی نفسانی وشہوانی لذت میں مدہوشی کے سبب سے دین کا مخالف اور دشمن ہوتا جارہا ہے' پاکی وطہارت کا فقدان ہی نہیں بلکہ اس کی اہمیت ہی سے ذہن خالی ہوتے جارہے ہیں' اللہ ورسول کے ارشادات سے کماحقہ ناواقفیت ہونے کی وجہ سے اسلام کو ناقابل عمل مذہب تصور کیا جارہا ہے۔ تہذیب حاضرہ کی ہر مخرب اخلاق بات کو ترجیح دی جاتی ہے۔ عریانی' بے شرمی' بے پردگی' رقص و سرود' فحش وعریاں تصاویر کا استعمال عام ہوتا جارہا ہے' ہر نوجوان جس نے کچھ بھی انگریزی اور مغربی تہذیب کا اثر لیا ہے' مذہب میں ترمیم کرنے پر آمادہ ہے یا اس کے اصول پر بے تکلف اعتراضات وشبہات پیدا کرنے لگتا ہے' نتیجہ یہ ہو رہا ہے کہ اسلام کے بنیادی اصول سے بالکل ہٹ کر ایک ملحدانہ زندگی کی لہر معاشرے میں روز بروز ترقی کے ساتھ رگ وپے میں سرایت کرتی جارہی ہے' اس کا علاج یہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ مطالعہ خوب غور سے دینی کتب کا کیا جائے۔ خصوصاً صحت عقائد جن امور پر منحصر ہے پھر معاملات وعبادات و اسلامی معاشرہ' اسلامی اخلاقیات کو اچھی طرح ذہن نشین کیا جائے' اس کے لئے سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ کی (مکمل) سیرۃ النبی اور خطبات مدراس ضرور قابل مطالعہ ہیں۔ ان

کے مطالعہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صحیح مقام نبوت و منصب تبلیغ واضح ہوتا ہے' حضرت مولانا تھانوی رحمتہ اللہ علیہ کے مطبوعہ مواعظ پڑھنا دین اسلام کا صحیح علم حاصل کرنے کے لئے اس زمانے میں بہت ضروری ہے' اس کے علاوہ روزانہ صبح و شام نماز کے بعد اللہ تعالیٰ سے ہر ظاہری و باطنی اور ارضی و سماوی فتنوں سے اپنے لئے اور اپنے متعلقین کے لئے اور عام مسلمانوں کے لئے پناہ مانگتا رہے' ان شاء اللہ ہر طرح محفوظ رہے گا۔

۳۰- امور متذکرہ بالا پر عمل کرنے کیلئے ضروری ہے کہ بار بار ان کو پڑھا جائے' خصوصاً جن باتوں پر اب تک عمل نہیں ہے ان پر نشان لگا لیا جائے اور ان پر عمل کرنے کا اہتمام شروع کر دیا جائے' کسی بات کو بار بار پڑھنا یا اس کا تکرار کرتے رہنے سے عادتاً ایسا ہوتا ہے' وقت پر وہ بات یاد آ جاتی ہے اس وقت ضرورت ہے کہ ہمت کر کے اس پر عمل کر لیا جائے' کچھ دنوں تک ایسا کرنے سے پھر خود بخود طبیعت میں اس پر عمل کرنے کا داعیہ پیدا ہونے لگتا ہے۔

۳۱- تجربہ شاہد ہے اور عقل کا تقاضا بھی یہی ہے کہ اگر کوئی علم یا فن حاصل کرنا ہے تو کسی تجربہ کار مربی کی سخت ضرورت ہے تا کہ اس کی تعلیم و تربیت سے مقصود حاصل ہو سکے' ایسا علم و فن ہمیشہ معتبر اور مستند اور بلا ضرر ہوتا ہے اس لئے دنیا و آخرت کا صحیح علم حاصل کرنے کے لئے کسی اللہ والے سے ضرور تعلق رکھنا چاہیے' اللہ والے کی شناخت یہ ہے کہ وہ بزرگ بظاہر متبع شریعت و سنت ہوں اور صاحب علم ظاہر و باطن شفیق و خیر خواہ ہوں' بزرگوں سے تعلق رکھنے کے یہ معنی ہیں کہ ان کی صحبت میں گاہ گاہ حاضر ہوتا رہے' اگر دور ہوں تو ان سے خط و کتابت رکھنا ان سے دین کی بات دریافت کرتے رہنا اور ان کے مشورے پر عمل کرنا اور اپنے باطن کے نقائص کو لکھنا اور ان کے دور کرنے کی تدابیر پر عمل کرنا ہر حال ان سے دعا کراتے رہنا اپنی روزمرہ کی زندگی میں جو شرعی خلاف ورزی ہو اس کے متعلق دریافت کرنا اور وہ جو کچھ تجویز کریں اس پر اہتماماً عمل کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو فہم سلیم عطا فرماویں اور اپنی زندگی کو خوشگوار' پر سکون اور پر عافیت بنانے کی توفیق عطا فرماویں۔

افادات عارفی

گہ مست فتد برگل و گہ برسرِ خارے
دیوانہ شد از جلوہ حسن تو بہارے
عمر بھر گلچینیاں کی ہیں ریاض حسن میں
کون سا وہ پھول ہے جو میرے دامن میں نہیں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

جناب ڈاکٹر صاحب رحمہ اللہ کی مجالس میں افادات عارفی سے جو میں نے وقتاً فوقتاً خوشہ چینی کی ہے اس کا جو کچھ ذخیرہ میرے پاس جمع ہے اس کو مختلف عنوانات کے تحت مرتب کر کے ہدیہ ناظرین کر رہا ہوں، اللہ تعالیٰ نافعیت وشرف قبولیت عطا فرماویں۔ آمین

حسب ذیل مضامین حضرت حکیم الامت کے ارشادات کی تشریح ہیں۔ (مسعود احسن عفی عنہ)

علم وعمل

علمے کہ رہ حق نہ نماید جہالت است

ایک دن اہل مجلس سے حضرت ڈاکٹر عبدالحئی صاحب مدظلہ نے ارشاد فرمایا کہ ہم لوگ یہاں اسی لئے جمع ہوتے ہیں کہ دین کا کچھ علم حاصل کریں اور اس پر عمل کرنے کا سلیقہ سیکھیں لیکن ہمارا یہ مقصود اسی وقت حاصل ہوسکتا ہے کہ پہلے اچھی طرح اس مقصود کی حقیقت کو سمجھ لیا جائے تاکہ صحیح علم دین حاصل ہونے پر اس کے مطابق صحیح عمل کی توفیق ہو۔

مجھے اس معاملہ میں جن باتوں سے نفع تام حاصل ہوا ہے میں وہی باتیں آپ کے

سامنے بیان کرتا رہتا ہوں' اس لئے کہ

خواہی کہ متمتع از نعمت دنیا باخلق کرم کن چو خدا باتو کرم کرد

میں نے جو کچھ بھی دین کے علم وعمل کا سرمایہ حاصل کیا ہے وہ سب اپنے پیر ومرشد حضرت حکیم الامت شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہ العزیز کی تعلیم وتربیت سے ان کی تصانیف سے ان کے مواعظ وملفوظات سے حاصل کیا ہے اور جو کچھ بھی مجھ کو نفع ہوا ہے سب ہی ان کی مربیانہ شفقت اور توجہات بزرگانہ ثمرہ وبرکت ہے۔

الحمدلله علی ذالک حمداً کثیراً کثیرا

میں آپ کو بھی اس نعمت عظمٰی کی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں اور ایسا کرنے ہی میں میرے لئے سعادت فلاح ہے اگر میری ساری زندگی اس کام میں صرف ہوجائے زہے قسمت اور اس کا مصداق بن جائے

ما عمر خویش صرف رہ یاز کردہ ایم کارے کہ کردہ ایم ہمی کار کردہ ایم

چنانچہ اپنی استعداد وقابلیت کے مطابق حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ ہی کے مسلک اور مذاق وانداز تعلیم وتربیت کی وضاحت اپنے لفظوں میں کرتا رہتا ہوں' اللہ تعالیٰ مجھ کو اور آپ سب کو فہم سلیم' علم صحیح اور توفیق اعمال صالحہ عطا فرماویں۔ آمین۔

قابل مطالعہ کتب

میں آپ سے اکثر اس معاملہ میں تاکید کرتا رہتا ہوں کہ آپ سب حضرت حکیم الامت کی چند خاص تصانیف ضرور مطالعہ میں رکھیں' مثلاً نشر الطیب فی ذکر الحبیب صلی اللہ علیہ وسلم' حیوۃ المسلمین' تعلیم الدین' جزاء اعمال'' فروغ الایمان' بہشتی زیور و گوہر وغیرہ اور کثرت سے حضرت کے مواعظ وملفوظات کا مطالعہ کریں ان شاء اللہ آپ کو شریعت وسنت وطریقت کا کافی وشافی علم حاصل ہوگا اور اس کے مطابق آپ کی روزمرہ کی زندگی کے لئے ایک جامع اور نافع ضابطہ حیات اور دستور العمل میسر ہوگا' دین کے ان تینوں شعبوں کے تمام چھوٹے بڑے جزئیات پر حضرت نے بڑے مفصل اور مفید وعظ فرمائے ہیں جن میں اصلاح عقائد واعمال' اصلاح معاملات' اصلاح معاشرات واصلاح اخلاقیات کی بڑی وضاحت فرمائی ہے۔

چنانچہ ان تصانیف و مواعظ کے مطالعہ سے آپ کو معلوم ہوگا کہ دین نام ہے علم و عمل کا' یہ دونوں آپس میں لازم و ملزوم ہیں۔ ایمان حاصل ہونے پر اس کے مطابق عمل کرنا فرض و واجب ہے اور اسی حقیقت کا نام اسلام ہے' اس لئے اس حقیقت کو خوب اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے کیونکہ دین کے صحیح علم کے بغیر ایمان بھی خطرے میں آجاتا ہے۔

اس کے متعلق اس وقت آپ کے سامنے کچھ اجمالاً بیان کرنا چاہتا ہوں' امید ہے کہ اس قدر بھی کسی نہ کسی درجہ میں مفید ہوگا اور جو بھی سمجھ لے اور جسے بھی توفیق عمل ہو جائے اور اس کی خوبی قسمت ہے' جتنے لوگ بھی خواب غفلت سے بیدار ہو جائیں' جتنوں کو بھی اپنی اور اپنے متعلقین کی سلامتی دین و ایمان کی فکر و اہتمام ہو جائے' اتنے ہی ہم اپنے فرض تبلیغ سے سبکدوش ہوں گے' اس لئے اس کی ضرورت ہے کہ دین کے علم و عمل اور اس کی حقیقت کی طرف ہماری توجہ ہو' اللہ تعالیٰ کے احکامات کی عظمت دل میں پیدا ہو اور آخرت میں اعمال نیک اور اعمال بد پر جزا و سزا کی حقیقت سمجھ میں آجائے' جنت کے حصول کی ترغیب اور عذاب جہنم سے بچنے کے لئے دل میں خوف پیدا ہو' یہاں دنیا میں خواہ کتنی ہی غفلت و بے پروائی دین سے برتی جائے لیکن اس کا خمیازہ دنیا کی ذلت کے ساتھ ساتھ آخرت میں بھی عذاب دوزخ لازمی اور یقینی ہے اس لئے دنیا کی اہمیت و حقیقت کو سمجھئے اور اپنی اور اپنے متعلقین کی نجات کا سامان درست کیجئے۔

اسلام کی جامعیت

دین اور اسلام کی تعریف اس طرح کی جاسکتی ہے کہ یہ مرکب ہے شریعت' سنت اور طریقت کا' یہ تینوں چیزیں آپس میں کچھ اس طرح ایک دوسرے کے ساتھ ملی جلی ہوئی ہیں کہ ان کا جدا کرنا ناممکن ہے۔ ہاں یہ اور بات ہے کہ ان کی وضاحت کیلئے جداگانہ عنوانات اختیار کر لئے جاویں' ان تینوں چیزوں پر عمل کرنا ہم پر فرض ہے اگر ان میں سے ایک میں بھی کمی یا کوتاہی ہے تو اسی قدر ہمارا دین ناقص ہوگا اس کی تفصیل یوں سمجھئے کہ اصل چیز تو شریعت ہے یعنی احکامات الٰہیہ جو مجموعہ ہے۔ ظاہری و باطنی اوامر نواہی کا' ان پر کس طرح عمل کیا جائے وہ طریقہ حضور معلم اولین و آخرین صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کا ہے اور اتباع سنت کیلئے ضرورت ہے حدود کے اندر عمل کرنے کی تو وہ حدود معلوم ہوتے ہیں۔ طریقت کی روشنی میں جہاں

شیطان اور نفس کے مکائد اور تلبسات کے ساتھ اعمال میں افراط و تفریط پیدا نہ ہونے پائے اور سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کامل حاصل کرو "فاتبعونی یحببکم اللہ" کا مصداق بن جائے۔ حقیقت یہ ہے کہ طریق سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہی اصل واحد صراط مستقیم ہے اور یہ صراط مستقیم اللہ جل شانہ کا قائم کیا ہوا دین ہے جس کے متعلق فرماتے ہیں "اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا"

ہمارے اسلاف کا کمال دین

جن لوگوں نے شریعت پر سنت کی روشنی میں طریقت کے اصول پیش نظر رکھ کر عمل کیا انہوں نے کچھ ایمان کی حلاوت پائی اور اسلام کے برکات کا مشاہدہ کیا ایسے صالحین اور کاملین حضرات ہر زمانے میں کم ہی رہے لیکن یہی وہ برگزیدہ صفات ہستیاں ہیں جن سے ہمیشہ عامتہ المسلمین رشد و ہدایت کی سعادت و دولت حاصل کرتے رہتے ہیں جس طرح علوم شریعت.......... کے حاصل کرنے کیلئے درسگاہیں قائم ہیں اسی طرح علوم طریقت کیلئے یہی تربیت گاہیں ہوتی تھیں ان کے معلم وہی لوگ ہوتے تھے جن کو مصلح باطن و مرشد طریق کہا جاتا ہے اور یہی بزرگ مسیحائے روحانی ہوتے ہیں۔ ان تربیت گاہوں سے ہر طرح کے طالبین حق خواہ بقدر ضرورت علم دین رکھنے والے آدمی ہوں یا فارغ عالم سب ہی فیضیاب ہوتے تھے' سب ہی کی اصلاح و تربیت ہوتی اور تزکیہ نفس ہوتا رہتا تھا اور ان کے تمام اعمال و عبادات و معاملات و معاشرات اور اخلاقیات' اسوہ حسنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں ڈھالے جاتے تھے۔ ایسے تربیت یافتہ صالحین و عابدین میں علمائے شریعت کا بڑا امتیاز درجہ ہوتا ہے آپ بزرگان دین کے حالات پڑھیں تو معلوم ہوگا کہ کیسے کیسے جید علماء نے علوم تفاسیر و احادیث اور فقہ سے فارغ التحصیل ہو کر اپنے علوم ظاہری کو اعمال باطنہ سے مزین و مجلی کرنے کیلئے ان مشائخ طریق کے سامنے عقیدت مندانہ زانوائے ادب تہیہ کیا ہے پھر ان کی تعلیم و تربیت سے نفس کو احکامات الٰہیہ کا مطیع و فرمانبردار بنانے کیلئے انہوں نے مجاہدے اور ریاضتیں کی ہیں۔ پھر یہی وہ لوگ ہیں جو علوم ظاہر و اعمال باطنی کے صحیح مقام پر فائز المرام ہوئے ہیں۔ ایسے ہی علماء کو علمائے ربانی و حقانی کہا جاتا ہے ان ہی کے متعلق ارشاد ہے کہ اللہ

تعالیٰ سے خشیت رکھنے والے علماء ہی ہوتے ہیں لیکن اس زمانے میں ایسی تربیت گاہیں شاید ختم ہی ہو چکی ہیں یا ہوں تو شاذ و نادر ہوں گی۔ یہ ان لوگوں کا ذکر تھا جنہوں نے علماً وعملاً دین کامل کا حق ادا کیا اور اپنے کارنامہ حیات سے اسلام کا صحیح معیار اور لازوال مثال قائم کی ہے۔

حریفاں بادہ ہا خوردند و رفتند   تہی خم خانہ ہا کردند و رفتند

ظاہر و باطن دونوں کی اصلاح کی ضرورت

اب ان لوگوں کو دیکھئے جنہوں نے ظاہری علوم درسی تو حاصل کر لئے لیکن ان کے مطابق اعمال درست کرنے کا کوئی اہتمام نہیں کیا۔ صرف شریعت کی چند عبادات کے فرائض و واجبات رسمی طور پر ادا کرنے ہی کو کافی سمجھا نہ تو انہوں نے اپنے حاصل کئے ہوئے علم شریعت کو اتباع سنت کے مطابق پاکیزہ بنانے کی ضرورت سمجھی، ایسے لوگ زعم علمی کی وجہ سے خود بینی و انانیت وغرور میں مبتلا ہو جاتے ہیں نہ ان کے معاملات میں صفائی ہوتی ہے نہ دیانتداری، نہ حقوق العباد کی اہمیت سمجھتے ہیں، نہ ان کو ادا کرنے کی پرواہ کرتے ہیں اس کے علاوہ اور بھی طرح طرح کے رذائل باطنی میں مبتلا ہوتے ہیں، ایسے ہی لوگ اپنی مولویانہ وضع قطع سے لوگوں کو دھوکا دیتے ہیں اور اپنے اطوار و کردار کی وجہ سے دین کے متعلق عام طور پر لوگوں میں بدگمانیاں پیدا کرتے ہیں اور بدنام کنندہ نکونامے چند کا مصداق ہوتے ہیں۔

یہ دین کے معاملہ کس قدر بڑا ظلم ہے اللہ تعالیٰ محفوظ رکھیں یہاں تک ایک بات قابل تنبیہ ہے وہ یہ کہ بایں ہمہ چونکہ دین کی نسبت ان سے وابستہ ہے اس لئے دین کی عظمت کا تقاضا یہ ہے کہ ان کا احترام کیا جائے اور ایسے ظاہر پسند اہل علم کے متعلق بھی کوئی ایسی بات نہ کی جائے جو خلاف ادب ہو ان کے اعمال کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے حوالے ہے۔

دنیادار سجادہ نشین

اب ذرا ان لوگوں کو بھی دیکھئے جن کو مسلمان سمجھا جاتا ہے اور وہ نام نہاد دیندار کہے جاتے ہیں جن کو شریعت، سنت و طریقت کا نہ علم کے اعتبار سے نہ عمل کے اعتبار سے کوئی دور کا بھی واسطہ ہے۔ یہ صوفیائے طریق کے بہروپئے ہوتے ہیں اور فقیری و درویشی کا دم بھرتے

ہیں خود بھی گمراہ اور خلق کو بھی گمراہ کرتے ہیں اپنی وضع قطع اور تسبیح وسجادہ سے محض اپنے دنیاوی مفاد شکم پروری اور اغراض فاسدہ کیلئے لوگوں کو دھوکہ دینے کیلئے خدائی رازدار بنے بیٹھے ہیں۔ غیر اسلامی عملیات، تعویذ گنڈوں کا ڈھونگ رچا کر طریقت کے ناموس کو بدنام کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان آدم زاد شیاطین کی فریب کاری سے مسلمانوں کو محفوظ فرماویں۔

جدید تعلیم یافتہ طبقہ کی حالت زار

اسی طرح ایک اور طبقہ قابل عبرت ہے وہ انگریزی تعلیم یافتہ مغرب زدہ ذہنیت کے لوگ ہیں بجز اس کے کہ وہ ایک مسلمان گھر میں پیدا ہوئے ہیں ان کو اسلام کے علم وعمل سے دور کا بھی کوئی علاقہ نہیں، ان کے تمام تر اعمال زندگی یہودیت ونصرانیت کے تہذیب ومعاشرہ میں ڈھلے ہوئے ہیں ان کی وضع قطع لباس وپوشاک اور اطوار وکردار سب غیر اسلامی ہیں اور ستم بالائے ستم یہ ہے کہ نام نہاد مسلمان ہوتے ہوئے بھی ان کو صرف اسلام سے مغائرت ہی نہیں بلکہ نفرت ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت عطا فرماویں اس کا سبب کیا ہے؟ اس کا سبب بڑا قابل افسوس ہے کہ اس طبقہ کے افراد کو نہ گھر ہی میں اسلامی خوبیوں کی پرورش ہوتی ہے اور نہ تعلیم گاہوں میں ان کو صحیح اسلامی تعلیم حاصل کرنے کے مواقع ہوتے ہیں۔ ان نادانوں کو اس کا بھی احساس نہیں ہوتا کہ اگر وہ مسلمان گھر میں پیدا ہوئے ہیں تو اتنا تو معلوم کریں کہ اسلام کیا ہے؟ شارع اسلام کون ہے؟ کتاب اللہ کیا چیز ہے؟ اس طرف ان کو متوجہ کرنے کیلئے کوئی بھی تو محرک نہیں بلکہ برخلاف اس کے تمام تعلیم گاہوں میں اور معاشرہ تہذیب وتمدن کی فضاؤں میں زندقہ والحاد، لاقانونیت، آزادی عورتوں کی بے پردگی، مخلوط تعلیم، بے شرمی، بے حیائی بدرجہ حیوانیت کا دور دورہ ہے۔ فواحشات ومنکرات کے مخرب اخلاق لٹریچر کی فراوانی ہے، سینما، ریڈیو، ٹی وی، رسالے، ناول اور اخبارات اس قسم کے جاذب لذات نفسانی وشہوانی مضامین اور عریاں تصاویر سے بھرے ہوئے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہے کہ انجام سے بے خبر حواس باختہ نوجوان نسلیں ان کا شکار ہو کر برباد ہو رہی ہیں اور وہ اپنے اس مادی ونفسانی علم وعمل میں اس قدر مدہوش ہیں کہ اگر ان کو متوجہ کیا جاتا ہے کہ یہ کچھ انسانیت وشرافت اور شعار وشعور اسلام کے خلاف باتیں ہیں اللہ اور رسول کے احکامات ان باتوں کو حرام وناجائز قرار دیتے

ہیں تو ان کا یہی فتویٰ ہوتا ہے کہ موجودہ حالات و معاشرے میں اسلام ایک ناقابل عمل مذہب ہے اس نام نہاد مہذب دنیا میں اس کا کوئی مقام نہیں۔ اسلام ان کیلئے اس لئے ناقابل عمل مذہب ہے کہ وہ خواہشات اور ناپاک وحرام لذات نفسانی وشہوانی میں مبتلا ہونے سے روکتا ہے اور ان کی نظر میں یہی سب باتیں متاع زندگی اور حاصل زندگی ہیں۔ "اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ" اب اس کا کیا جواب اور کیا علاج؟

فریضہ تبلیغ

میں نے آپ کے سامنے دین سے برگشتگی اور اسلام کے بنیادی علم وعمل سے بیگانگی کے نتائج کے متعلق کچھ اجمالی باتیں اس لئے بیان کی ہیں کہ ہم آپ ان پیش نظر حقائق سے عبرت حاصل کریں اور جس قدر ممکن ہو اس کے خلاف جدوجہد کریں' ہر دیندار آدمی پر اس وقت اپنے اپنے دائرہ اثر میں دین اسلام کی تبلیغ فرض ہے۔

الحمدللہ ابھی تک ایسا ہی اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ہے کہ دین کی حفاظت اور اس کی تبلیغ کا سلسلہ بھی قائم ہے اکثر اہل علم اور اہل باطن جس قدر بھی ان کے امکان میں ہے اپنی تقریر و تحریر سے مسلمانوں کے رشد وہدایت کی مساعی میں مشغول ہیں اور مسلمانوں کو روز بروز تنزل اور خرابی دنیا و دین کے اسباب سے متنبہ کر رہے ہیں اور ان کے تدارک کی تدبیریں اور طریقے بتلا رہے ہیں مگر ان کا اثر اس قدر خفیف ہے کہ صرف بہت ہی مختصر دائرہ تک محدود ہے اس لئے اس کے بڑھانے اور موثر بنانے کی سخت ضرورت ہے ہم اور آپ سب خود بھی اپنے علم و دین وعمل کو صحیح و قوی بنائیں اور اپنے عزیز واقارب اور دوست احباب تک اس کو پھیلانے کی ہمہ وقت فکر رکھیں۔

تالیفات حکیم الامت کی اہمیت

اس زمانے کے قطب الارشاد مجدد اعظم حکیم الامت قدس سرہ العزیز نے ان تمام مذکورہ بالا حالات کا اندازہ فرما کر خواص وعام سب کیلئے ایک مختصر مگر جامع ونافع نصاب تعلیم مقرر کر دیا ہے جس میں دین کے متعلق تمام ضروری معلومات جمع کر دی گئی ہیں۔

ان چھوٹی چھوٹی سی کتابوں کو ہر شخص بآسانی پڑھ سکتا ہے اور سمجھ سکتا ہے اور اس کے

مطابق عمل بھی کر سکتا ہے ان کے علاوہ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کے مواعظ و ملفوظات کا مطالعہ بھی بہت ہی نافع ثابت ہوتا ہے۔

اکثر دین کی کتابیں ایسی ہوتی ہیں کہ جن کے مضامین عام فہم نہیں ہوتے پھر اس کے علاوہ دینی کتابوں کا انتخاب جن کے مصنف اہل حق ہوں فی زمانہ بڑی مشکل بات ہے اس کے لئے کسی صاحب علم سے جس سے عقیدت ہو مشورے کی سخت ضرورت ہے لیکن ہمارے حضرت والا رحمتہ اللہ علیہ کے مواعظ بہت عام فہم اور دل نشین ہیں جن لوگوں نے بھی پڑھا ان کو بہت نفع ہوا اور کتاب ''تعلیم الدین'' تو حضرت والا کی ایک کرامت ہے اس کتاب میں دین کے تمام شعبوں کی ضروری ضروری باتیں جمع کر دی گئی ہیں اور وہ سب اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات مبارک کا دل آویز خلاصہ ہے گویا دریا کو کوزے میں بند کر دیا ہے۔

اسی طرح کتاب بہشتی زیور میں تمام اہم اور ضروری مسائل فقہ کے علاوہ دنیا و آخرت کی ہمہ گیر معلومات کلام اللہ اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سند کے ساتھ جمع کر دی گئی ہیں اور یہی خصوصیات کتاب حیوۃ المسلمین کی ہے اس کے مطالعہ سے شریعت' سنت اور طریقت کی تمام ضروری باتیں واضح اور قابل عمل ہو جاتی ہیں۔ دین کا حاصل کر لینا صرف یہی نہیں کہ کتابیں پڑھ لیں بلکہ علم کے مطابق عمل کرنا بھی ضروری ہے اس لئے اپنے علم و عمل کا جائزہ لینا ہے اور دیکھنا یہ ہے کہ ہمارے عقائد صحیح ہیں یا نہیں' ہماری عبادات صحیح طریقے سے ادا ہوتی ہیں یا نہیں' ہمارے معاملات معاشرے اور اخلاق شریعت و سنت کے مطابق ہیں یا نہیں' یہی باتیں ضروریات دین ہیں' یعنی دنیا و آخرت کا سرمایہ ہیں۔

اعمال صالحہ کے اہتمام کی ضرورت

ایمان لانے کے بعد عمل صالحہ کا اہتمام ہم پر فرض ہے اس لئے ایک نظر اپنی زندگی پر ڈال کر دیکھ لیجئے پھر آپ کے تمام اعمال ظاہر و باطن انشاء اللہ تعالیٰ درست ہو جائیں گے' مثلاً نماز ادا کرتے وقت ہمارا کپڑا ناپاک ہے اور رخ بھی قبلہ کی طرف نہیں ہے تو ظاہر ہے

کہ نماز تو نہ ہوگی اسی طرح اگر ہم نے اپنے معاملات و معاشرہ اور اخلاق درست نہ کئے اور صرف اوراد و وظائف اور عبادات کو رسمی طور پر ادا کرتے رہے تو کبھی شرافت نفس اور انسانیت پیدا نہیں ہو سکتی ہم بزعم خود اپنی عبادات پر مطمئن ہیں لیکن ہماری ذات سے ان سب کو تکلیف و ناگواری ہو رہی ہے جن سے ہمارا معاملات و معاشرہ میں تعلق ہے کیونکہ ہمارے رزائل انہیں تعلقات کے محرکات سے ابھرتے ہیں اور ان کے تقاضے پر ہم اپنے رزائل کی اصلاح کریں اور اپنی ذات سے کسی کو تکلیف نہ پہنچنے دیں اور اپنے حسنات میں پختگی پیدا کریں تاکہ اپنی اور اپنے متعلقین کی زندگی خوشگواری سے بسر ہو اور اتباع سنت کا زیادہ سے زیادہ اہتمام کریں تاکہ عنداللہ محبوب و مقبول ہوں پھر ان شاء اللہ تعالیٰ ہمارے جتنے اعمال صالحہ ہیں وہی راحت خلق اور رضائے الٰہی کا باعث بنیں گے اور اس کے برعکس ہماری بداعمالیوں اور فسق و فجور کے بدلہ میں دنیا میں بھی آزاد اور پراگندگی اور آخرت میں بھی دردناک عذاب اور طرح طرح کی جسمانی ہیبت ناک سزائیں ہوں گی' عیاذ باللہ۔

یہاں کی بداعمالیوں اور فسق و فجور مثلاً رشوت' بے پردگی اور بے حیائی' سود' شراب' سینما اور گانے بجانے کا شوق' مغربی انداز کی وضع قطع ہماری شامت اعمال کی صورتیں ہیں جن کا آخرت میں ''جہنم'' نام ہے۔ کتابوں میں اس کی تفصیل پڑھئے تاکہ آنکھیں کھل جائیں اور یہ غفلت و بے حسی دور ہو اور داعیہ اعمال صالحہ پیدا ہوں لیکن فہم دین کا اعمال صالحہ کی توفیق ہونا' اچھے اخلاق کا حاصل ہونا اور برے اخلاق سے نجات ملنا' بغیر کسی مرشد و مصلح کے عادتاً ناممکن ہے کیونکہ نفس کبھی خود اپنے اختیار سے قابو نہیں آتا اس کیلئے تو کسی نشتر زن کی ضرورت ہے۔

نفس نتواں کشت الا ظل پیر　　دامن آں نفس کش را سخت گیر

صحبت اہل اللہ سے ہمارا علم و عمل معتبر اور قابل اطمینان ہو جاتا ہے۔

بے عنایات حق و خاصان حق　　گر ملک باشد سیہ ہستش ورق

محاسبہ نفس

فرمایا کہ انسان اس زندگی میں کیسے کیسے علوم حاصل کر لیتا ہے لیکن اگر علم حاصل نہیں

کرتا تو خود اپنی نفس کا علم حاصل نہیں کرتا۔

نہیں جاتی کہاں تک عقل انسانی نہیں جاتی   مگر اس سے حقیقت اپنی پہچانی نہیں جاتی

اگر نفس کا علم صحیح ہو جائے تو حقیقت زندگی کا راز منکشف ہو جائے۔ شرف انسانیت حاصل ہو جائے' اپنے خالق کی معرفت نصیب ہو جائے' عالم کائنات آئینہ مشاہدہ حق بن جائے لیکن یہ علم نفس حاصل ہوتا ہے محققین و عارفین اہل اللہ کے فیضان نظر کرم سے بطور خود جن لوگوں نے اس میں غور وخوض کیا وہ ہمیشہ زندقہ والحاد میں مبتلا ہو گئے لیکن اس پر آشوب وہنگامہ پرور دنیا میں اور ہماری اس مشغول اور حواس باختہ زندگی میں کس کو ہوش کہ اس کی ضرورت واہمیت محسوس کرے۔ نتیجہ ظاہر ہے کہ انسان اس دور حاضر میں' اس نام نہاد مہذب دنیا میں جانوروں کی طرح زندگی بسر کر رہا ہے۔ شیطان کے قوی اور لذیذ محرکات سے ہمارے نفس کے تمام رزائل اور خباثت نہایت آزادانہ طور پر روبکار ہیں اور ہم مقصود حیات سے غافل و بے خبر ہو کر عافیت سوز ساز وسامان کے ساتھ زندگی گزار رہے ہیں' خود بھی کلفت وآلام میں مبتلا ہیں اور دوسروں کیلئے وجہ آزار ہیں۔

ہم آپ سے یہ باتیں کر رہے ہیں آپ سن لیں ورنہ ایسی باتیں کون سنتا ہے مذاق دین ہی مسخ ہو چکا ہے اور یہ سب فسق وفجور' طغیان عصیسان کا خمیازہ ہے خیر' اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اب بھی کچھ لوگ ہیں جن کو خدا کا خوف وفکر آخرت ہے اور دین کی عظمت ومحبت ان کے دل میں ہے' کیا عجب میری باتیں آپ لوگوں کے لئے سبق آموز ہوں۔

محاسبہ نفس کی ضرورت واہمیت

محاسبہ نفس بڑی اور ضروری چیز ہے بغیر اس کے شعور زندگی پیدا نہیں ہوتا اور نہ شرف انسانیت نصیب ہوتا ہے' روزانہ کچھ وقت فرصت نکال کر تھوڑی دیر خلوت میں بیٹھ جائیں اور اپنے روزمرہ کی صبح سے شام تک کی زندگی کے معاملات پر ایک سرسری نظر ڈالیں اور دیکھیں کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد اور حقوق النفس کس طرح ادا کرتے ہیں جہاں جہاں خامیاں اور کوتاہیاں نظر آئیں ان کے تدارک کیلئے خاص طور پر توجہ اور اہتمام کا قصد کریں اور اللہ تعالیٰ سے اپنی کمزوریوں کے رفع ہونے کیلئے دعا کریں اور مواخذہ آخرت سے پناہ مانگیں ان شاء

اللہ تعالیٰ اپنی کمزوریوں سے کچھ ہی عرصہ میں نفع محسوس ہونے لگے گا' زندگی خوشگوار اور منظم ہو جائے گی اور خود بخود طبیعت لغویات اور فضولیات سے متنفر ہونے لگے گی اور خوش اخلاقی کی کیفیت پیدا ہونے لگے گی اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور عبادات میں لذت محسوس ہونے لگے گی ہمارا دل جو عبادات وطاعات میں نہیں لگتا ہے یا ان میں کوئی کیفیت محسوس نہیں ہوتی اس کا زیادہ تر سبب یہی ہے کہ ہماری زندگی کے اثرات جاری رہتے ہیں اور فضولیات ولغویات سے دل پر غبار رہتا ہے اور باطن کی صلاحیتیں برباد ہوتی ہیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اس طرح جیسا کہ ابھی عرض کیا ہے مراقبہ نفس کی عادت ڈالنے سے حیات طیبہ حاصل ہوگی' کام کرنے ہی سے ہوتا ہے محض سمجھ سے یا تمناؤں سے نفع نہیں' اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائیں۔

ہم کو چاہئے کہ اپنے نفس کا ہمیشہ محاسبہ کرتے رہیں اور غور کریں کہ ہمارے آپس کے معاملات میں اور باہمی تعلقات میں کس طرح کے محرکات ہوتے ہیں جن سے ہمارے اچھے اور برے جذبات ابھرتے رہتے ہیں پھر ہم کو اس کی فکر ہونے لگی کہ برے محرکات سے اجتناب کیا جائے اگر ان سے بچنا مشکل معلوم ہوگا تو پھر اس کیلئے مجاہدہ کا جذبہ پیدا ہوگا تاکہ برے محرکات کے اثرات سے محفوظ رہا جائے اور ایسے ماحول سے الگ رہا جائے جس سے ہمارے جذبات متاثر ہوتے ہیں۔

حاصل تصوف

حقیقت یہ ہے کہ محرک چاہے کتنا ہی خراب ہو اور قوی ہو لیکن جذبات اگر تربیت یافتہ ہیں تو نقصان کا خوف نہیں ہوتا اور اس کے برعکس محرک کتنا ہی ضعیف ہو جذبات اگر تربیت یافتہ نہیں تو بہت خطرناک ہوتا ہے لیکن جذبات کی تربیت ہوتی ہے' پاکیزہ ماحول سے اور بزرگان دین کی صحبت سے جس کی برکت سے دل میں دین کی عظمت ومحبت پیدا ہوتی ہے آئینہ اگر مکدر ہے تو صحیح عکس نہ آئے گا پھر کیوں نہ اسے مصفا کرلیا جائے آپ اپنے جذبات کی اصلاح کرلیں پھر سب محرکات آپ کیلئے معین ومعاون ہونگے تعلق مع اللہ اور ترقی باطن کیلئے صوفیائے کرام کے یہاں ان ہی جذبات کی تہذیب وتربیت ہوتی ہے' انہی کا تزکیہ کیا

جاتا ہے اور جو جذبات شرافت میں ہیں انہیں بیدار کیا جاتا ہے' مثلاً ایک گندے گنہگار شرابی شخص کو آپ نے دیکھا کہ یہ ایک محرک ہوا اس سے آپ کا جذبہ نفرت بیدار ہوا اور اس کے اس ناپاک عمل سے آپ نے سخت نفرت اپنے دل میں محسوس کی' میں کہتا ہوں کہ آپ کا یہ تاثر بالکل ٹھیک ہے مگر آپ کی اس شخص پر صرف ایک حیثیت پر نظر گئی اور ایک جذبہ آپ کا بیدار ہوا یہ تو اس کا عمل ہے جس سے آپ متنفر ہیں دوسری اس بداعمال کی ذات ہے اس کی ذات پر شفقت کا جذبہ کیوں بیدار نہ ہوا اور کچھ نہیں تو کم از کم اس کیلئے دعا تو کرتے کہ اے اللہ یہ آپ ہی کا بندہ ہے ایک رذیلہ میں مبتلا ہے اس کی اصلاح فرمایئے اس پر رحم فرمایئے' اس طرح اس کے اعمال محرک ہوئے' جذبہ نفرت کے اور اس کی ذات محرک ہونی چاہئے' جذبہ شفقت کی اور یہ دونوں جذبے ہی اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے ابھرنے چاہئیں' جہاں ہمارا کوئی ظاہری یا باطنی عمل خالصتاً اللہ تعالیٰ کے لئے ہوتا ہے وہی حاصل تصوف ہے۔

وہی اخلاص تقویٰ ہے۔

اگر کسی عمل میں ناگواری ہے تو صبر کرو اگر فرحت ہے تو شکر کرو اور اس طرح ہر معاملہ زندگی میں صبر و شکر کو اپنی عادت ثانیہ بنالو پھر نفس کیلئے ہر محرک نعمت معلوم ہوگا پھر آپ شاکر وذاکر ہو کر زندگی گزاریں گے جو حقیقت میں حیات طیبہ ہے۔

حضرت حاجی صاحب رحمہ اللہ نے ایک مرتبہ ہمارے حضرت والا سے فرمایا کہ میاں اشرف علی ٹھنڈا پانی پیا کرو ہر بن سے الحمدللہ نکلے گا اور پھر فرمایا کہ ٹھنڈا پانی تو اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے ہی پیاس بھی نعمت ہے کیونکہ اس کی وجہ سے ٹھنڈے پانی کی قدر ہو رہی ہے سبحان اللہ۔

حقیقت سلوک

فرمایا کہ ایک دفعہ ہمارے حضرت نے ایک بڑی جامع اور گر کی بات فرمائی کہ ''کسی کو کسی سے تکلیف نہ پہنچے یہ کل سلوک ہے۔''

جب بندہ اپنے مالک کو خوش کرنے کا قصد کرتا ہے اور اپنے اعمال کو مرضیات الٰہی کے مطابق بنانے کی کوشش کرتا ہے تو اسی کا نام سلوک ہے اس لئے یہ صاف بات ہے کہ سالک کسی کی اذیت کا سبب بن کر محبوب کی رضا کا مورد نہیں بن سکتا۔ دراصل ہمارے رزائل ہی

ہیں جو دوسرے کی اذیت کا سبب بن جایا کرتے ہیں۔ ہمارے عام رذائل گویا مخلوق خدا کو ایذا رسانی کا باعث ہوتے ہیں تاوقتیکہ ان کا ازالہ نہ ہو جائے اور مصرف درست نہ ہو جائے ہمارے جتنے ملکات باطنیہ ہیں جب مخلوق کے ساتھ معاملہ ہوتا ہے جبھی وہ ابھرتے ہیں۔ عام تعلقات میں مکائد نفس کی سب قلعی کھل جاتی ہے اس لئے دیکھنا یہ ہے کہ ہم مخلوق کی اذیت کا باعث ہو رہے ہیں یا راحت کا؟ کیونکہ اسی فکر و اہتمام میں آداب انسانیت مضمر ہیں اور اس تعلق مع الخلق میں دیکھنا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کر رہے ہیں یا نہیں کیونکہ اسی میں احساس عبدیت بیدار ہوتا ہے۔

مجاہدہ

پھر جب اس کا اہتمام کیا جائے گا کہیں دوسرے کو ہماری وجہ سے کوئی اذیت نہ پہنچے تو اس کیلئے مجاہدہ کرنا پڑے گا' نفسانی تقاضوں کو روکنا پڑے گا غصہ سے درگزر کرنا ہو گا' شہوتوں کو دبانا پڑے گا ریا کاری سے بچنا پڑے گا' نظروں کو نیچا رکھنا پڑے گا فضول گوئی' تفاخر' تکبر اور غیبت وغیرہ سے حسد کی گندگی سے اور عدم صفائی معاملات سے احتراز کرنا پڑے گا کیونکہ یہی امور کسی نہ کسی طرح دوسروں کی اذیتوں کا سبب بن جاتے ہیں اس لئے ان سے پرہیز کرنا پڑے گا۔

حفاظت حقوق

کسی اہل تعلق کی حق تلفی یقیناً اس کی اذیت کا باعث بنتی ہے حقوق دو قسم کے ہیں حق اللہ اور حق العباد' سالک کے ہر حق واجب کو اپنے اپنے مقام پر ادا کرنا ضروری ہے اور اس کا خیال رکھنا ہے کہ کوئی بات ایسی سرزد نہ ہو جائے جو اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عتاب اور مخلوق کی اذیت کا باعث ہو جائے۔

شیوہ عشق نہیں حسن کو رسوا کرنا دیکھنا بھی تو انہیں دور سے دیکھا کرنا

اصلاح اخلاق

تمام حسنات کا اپنے اندر پیدا کرنا تا کہ مخلوق کو ہم سے راحت پہنچے اور اس ذریعہ سے

ہم کو رضائے الٰہی نصیب ہو اور تمام رزائل کا امالہ کرنا تا کہ مخلوق خدا ہمارے نفس کے شرور سے حفاظت میں رہے اور ہماری وجہ سے اس کو کوئی تکلیف و پریشانی نہ ہو کل سلوک نہیں تو اور کیا ہے۔ اصل میں لمحات فکر یہ ہم کو نہیں ملتے کہ ہم ان باتوں پر غور کریں۔ آخر ایک مجدد نے اس کو کل سلوک کیسے کہہ دیا' غور طلب بات ہے کہ غور کرنے سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ تمام سلوک اور شریعت کا مقصد یہی ہے کہ حقوق کی ادائیگی بکمالہ ہو جائے۔

اس طرح کے بعد مرنے کے کوئی تو یاد گاہ گاہ کرے

بہشت آں جا کہ آزارے نباشد کسے رابا کسے کارے نباشد

دربار رسالت کی سند

اور یہ سب کچھ استنباط ہے' حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک عمل سے قربان جائیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اداؤں کے کہ جب عشاء کے بعد آپ دولت خانہ میں تشریف لاتے تو بہت آہستہ سے فرماتے "السلام علیکم و رحمه الله وبر کاته" اس طرح کہ جو سوئے ہوئے ہیں وہ بیدار نہ ہوں اور جو جاگے ہوئے ہوں وہ سن سکیں' یہ سند ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کی اور ہماری تمام معاشرت معاملات اور اخلاقیات کی بنیاد یہی ہے کہ کسی کو کسی سے تکلیف نہ پہنچے۔

کیسے افسوس کی بات ہے کہ رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی اور مردم آزار عجیب ہی بات ہے۔ لوگ اوراد و وظائف کا تو اہتمام کرتے ہیں عبادات نافلہ میں غلو کرتے ہیں' حقائق و معارف کی باتیں کرتے ہیں اور ان کی لذات میں محو رہتے ہیں لیکن اپنے اہل و عیال اور متعلقین اور اہل معاملہ کے ساتھ ان کی مزاج کی رعایت اور ان کی راحت کی کوئی فکر نہیں رکھتے' ان کی اس پر نظر نہیں ہوتی کہ حقوق واجبہ کے ادا نہ کرنے سے فریق ثانی کو کس قدر کلفت اور اذیت ہوتی ہے جو ایک درجہ میں صریحاً ظلم ہے جب اس بات کا خیال ہے اور نہ اس کی اہمیت تو تم کیا سلوک طے کرو گے اور کیا اللہ تعالیٰ کو راضی کرو گے' اللہ تعالیٰ تو جب ہی راضی ہونگے جب تم ان کی مخلوق کے حقوق شرع کے

مطابق اپنے اخلاصِ عمل اور حسنِ سلوک سے ادا کرتے رہو جو لوگ ایذا رسانی کو سلوک کا مانع نہیں سمجھتے وہ لوگ دائماً محروم سلوک ہی رہتے ہیں اور ان کو غایت مقصود یعنی تقویٰ کی ہوا تک نہیں لگتی۔ بات یہ ہے کہ ناقص نیت اور فاسد مقصد کے ساتھ اوراد و وظائف اختیار کرتے ہیں بس اس میں الجھ کر رہ جاتے ہیں اس سے آگے نظر ہی نہیں جاتی، اللہ تعالیٰ مدارج بلند فرمائے ہمارے حضرت کے کہ ہم کو مزاجِ دین سے آشنا کر گئے، طریقت کو بے غبار کر گئے، زندگی کا معیار بتلا گئے اور رسمی خانقاہیت کی گمراہیوں سے نکال کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چوکھٹ پر لا کھڑا کر دیا۔

جزاک اللہ کہ چشم باز کر دی مرا با جانِ جاں ہمراز کر دی

استقامتِ دین

فرمایا کہ زندگی کی بہترین اور اہم ترین چیز نظم الاوقات ہے اس سے ہر طرح کے دین اور دنیا کے کاموں میں بڑی سہولت اور برکت پیدا ہو جاتی ہے، زندگی کا ہر لمحہ اپنے ساتھ کسی نہ کسی حق واجب کی ادائیگی کا مطالبہ لے آتا ہے لہٰذا جو ضروری کام کرتا ہوں وقت و فرصت کے زمانے میں اپنے وقت کر لینے کی عادت ڈال لے، ورنہ یہ زندگی تو گزر جانے والی ہے۔ گزر جائے گی۔

میں دیکھتا ہوں رہ گیا نیرنگ صبح و شام عمر فسانہ ساز گزرتی چلی گئی

وقت کا حق اور تقاضا پورا کرنا اسی وقت ممکن ہے جو نظم الاوقات پر عمل کرنے کی سختی سے عادت ڈالی جائے اس پر چند دنوں تک مجاہدہ کیا جائے پھر یہ حالت ہو جاتی ہے کہ اگر وقت پر کام نہ کیا جائے تو دل بے چین رہتا ہے پھر اس کام کے کر لینے ہی کے بعد سکون قلب ہوتا ہے جو فرائض و واجبات وقت پر ادا نہیں ہوتے اور ان کی تلافی مافات نہیں کی جاتی تو ان کا وبال و تاسف ہی باقی رہ جاتا ہے۔ کلام پاک میں ہے کہ موت کے وقت بندہ کہے گا۔ رَبِّ لَوْ لَآ اَخَّرْتَنِيْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ

ترجمہ:۔ ”اے میرے پروردگار کاش کہ آپ مجھے کچھ دنوں کے لئے مہلت دے دیتے تاکہ میں خوب صدقہ خیرات کرتا اور نیکو کاروں میں شمار ہوتا۔“

اعمال حسنہ کا جامع تصوف

بس اب تم سمجھ لو کہ مہلت مل گئی اس لئے کہ لو جو کچھ تلافی مافات کرنا ہے ہم اس وقت مختلف مشاغل کے لوگ یہاں جمع ہیں اپنی اپنی حالت کو دیکھ لو اور ایک نظر ڈال کر گزشتہ زندگی کا جائزہ لو‘ یہ بہت سی کوتاہیوں اور گندگیوں سے آلودہ نظر آئے گی جو دنیا و آخرت دونوں میں بہت بڑے نقصان و خسران کا باعث ہیں جلد از جلد اس کا تدارک و تلافی کر لی جائے اور توبہ و استغفار سے اپنے ماضی و مستقبل کو صاف کر لیا جائے۔ توفیق ندامت قلب کے ساتھ توبہ استغفار اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا انعام ہے اسی سے حالات زندگی بہتر ہوتے چلے جاتے ہیں اور بندگی کا رخ درست ہو جاتا ہے اس کو کام میں لاؤ اور لغویت‘ معصیت اور غفلت جو زندگی میں داخل ہو چکی ہیں ان کو ترک کر دو‘ پھر یہی ہماری گھریلو زندگی کاروبار‘ کھانا پینا‘ دوست احباب‘ عزیز و اقارب کے ساتھ تعلقات و معاملات سب اعمال حسنہ ہیں اب اس طرح ہماری زندگی حیات طیبہ ہے اور ہم سیدھے اور پر عافیت راستہ پر ہیں۔ الحمد للہ

ترک غفلت کا اہتمام

یہ واقعات اور لمحات زندگی ہیں تعلقات ہیں معاملات ہیں ان سب کے کچھ مطالبات ہیں ان سب تغیرات اور حالات کے اندر جیسا جیسا وقت آتا جائے اس کا حق ادا کرتا جائے کبھی کچھ موقع شکر ہے کبھی موقع صبر ہے اور یہ دونوں اللہ تعالیٰ کی رضا کے مقام ہیں۔ انسان بہر حال انسان ہے خطا و نسیان اس کی فطرت میں ہے مگر یہ قصد و اہتمام کہ اگر غفلتیں یا لغزشیں ہم سے صادر ہوئیں تو ان شاء اللہ تعالیٰ نادم ہو کر توبہ کر لیں گے تو پھر یہ لغزشیں بھی ہماری محسن ہیں ان سے باز رہنے کیلئے مجاہدہ کرنا پڑتا ہے دل میں خشیت الٰہی پیدا ہوتی ہے ان ہی سے متاثر ہو کر ان کے تدارک کیلئے عجز و نیاز کی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ جس سے قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے اور حیات طیبہ میں مزید اضافہ ہوتا ہے اس لئے کہ ہم اپنی لغزشوں پر نادم ہیں‘ شرمسار ہیں استغفار کر رہے ہیں تلافی مافات میں لگے رہتے ہیں اور یہ سب کچھ بھی عین ان کی رضا کے مطابق ہی ہے۔

سب کام اپنے ہیں اس کے دلخواہ الحمد للہ الحمد للہ

جب یہ حالتیں راسخ ہو جاتی ہیں ان ہی کو اصطلاح طریق میں ''مقامات'' کہتے ہیں' مقام کے معنی ہیں ملکات حسنہ کا امور طبیعہ کا بن جانا' ان میں تردد نہ ہونا' تذبذب نہ ہونا' استحکام ہو جانا اور اہتمام کرتے کرتے اہتمام کی عادت ہو جانا' چاہے کوئی کیفیت ہو یا نہ ہو عمل پر دوام رہے۔ یعنی اپنی سی کئے جا...... بنے یا نہ بنے

اہتمام اور انجام

ہم تو صرف اہتمام کے مکلف ہیں انجام کے مکلف نہیں' انجام کی کامیابی تو ان کی عطا ہے جب ہم شرعی دستور العمل پر ظاہراً و باطناً عمل پیرا ہیں۔ فرائض و واجبات اور اتباع سنت کے اہتمام میں مشغول ہیں تو تصور میں لائیے کہ جب اس دستور العمل کو خوب سوچ سمجھ کر ہم نے اپنی زندگی کا نصب العین بنا لیا ہے کیا اس میں کسی تغیر کا بھی ارادہ ہے؟ بالکل نہیں ہے؟

الاستقامت فوق الکرامت

سو سال کی زندگی ہو تب بھی یہی کرتے اور ابد الآباد کی ہوتی تب بھی یہی کرتے' جب یہ ہے تو اس کا صلہ بھی ان شاء اللہ تعالیٰ ابد الاباد رضا کا مقام جنت ہے۔

ارے قصداً اہتمام و استقامت ہی سے اللہ میاں راضی ہوتے ہیں جو کام کرنے کا ہے ہم وہی تو کرتے ہیں اب پچاس قدم پر جان نکل جائے یا سو قدم پر' ہم تو مکلف تھے اہتمام کے آگے ہم کو کیا معلوم کہ موت ابھی آ جائے گی یا کب آئے گی۔

اتنا تو آسان طریقہ پھر مایوسی کی کیا بات ہے' راہ پر پڑ جانے کے بعد بڑی بیکار بات ہے یہ کہتے رہنا کہ دیکھیں انجام کیا ہو' ہم تو بڑے گناہ گار و سیاہ کار ہیں' یہ بڑی ناقدری ہے اللہ تعالیٰ کے وعدہ رحمت و مغفرت کی۔

اللہ کی وسعت رحمت

یہ عادت تو چھوڑ ہی دینی چاہئے' اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر ایمان رکھنا واجب ہے جو علیم و خبیر ہے اس کے سامنے اپنا حال تباہ سب کچھ پیش کر دیا اپنے کئے پر نادم ہو چکے' اب ان کی

رحمت کی طرف دیکھو کیسے کیسے سرکش لوگوں کو رجوع الی اللہ ہونے پر معافی ملتی ہے اور اب تک مل چکی ہے ادائے شکر نہ کرو گے تو اللہ تعالیٰ کے انعامات سے محروم رہو گے اور پھر اپنی عبادات وتقویٰ پر بھی ناز کی کوئی بات نہیں یہ تو اللہ تعالیٰ کی دین اور عطا ہے جس کی توفیق بغیر ہمارے کسی استحقاق کے نصیب ہوگئی۔

غافل مرد کہ کب مردان زہدرا   درسنگلاخ بادیہ پاہا بریدہ اند
نامید ہم مباش کہ رندان بادہ نوش   ناگاہ بیک خروش بمنزل رسیدہ اند

حضرت ایک خروش کافی ہے ناامید کس بات کی اور مایوس کیوں ہو رہے ہو۔

تمام اہل وجدان اور اہل عرفان نے سارے مقامات عبدیت طے کر کے بتا دیا کہ کرنے کے کام یہی فرائض وواجبات ہیں اور ان میں کوتاہی اور خامی پر ان کا تدارک اور توبہ استغفار ہے ہزار سال زندہ رہو تو کیا اور پچاس سال تک زندہ رہو تو کیا صراط مستقیم پر رہنے والوں کو ان ہی اعمال کے اہتمام کی ضرورت ہے۔ الحمد للہ! اہتمام کرنے والے محروم نہیں ہم بڑے خوش نصیب ہیں کہ اپنے اہتمام عمل سے اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق سے بڑے بڑے محققین و عارفین کے ساتھ ہیں بڑے بڑے جلیل القدر پیغمبر صدیقین شہداء اور صالحین اسی راستہ پر چلے ہیں جس راہ پر اللہ تعالیٰ کے انعامات مرتب ہوتے ہیں۔

برصراط مستقیم اے دل کسے گمراہ نیست

طاعات وعبادات پر اور ادائے حقوق العباد پر دوام کی توفیق ہو جانا اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان وانعام ہے یہ سب ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی باتیں ہیں۔

غفلت زندگی

ایک مرتبہ حضرت ڈاکٹر صاحب قبلہ نے یہ شعر پڑھا

رات دن ہوں محوتن آرائی وتن پروری — وائے نادانی اسی کو زندگی سمجھا ہوں میں

فرمایا ہم سب کا اکثر بیشتر یہی حال ہے الا ماشاء اللہ کچھ ایسا وقت آ گیا ہے کہ طبیعتوں میں مال اندیشی کا مادہ ہی نہیں رہا اور یہ سب وبال ہے دین سے بیگانہ ہو جانے کا۔

توبہ واستغفار کی نعمت

حب جاہ، حب مال، حب شہوات، ان سب چیزوں میں نفس کیلئے اس قدر جاذبیت اور اس قدر نشہ ہے کہ جو اس میں مبتلا ہو گیا پھر اس کو ہوش باقی نہیں رہتا ہے نہ اپنی انسانیت کا، نہ اپنی شرافت کا، عیاذاً باللہ ایسے لوگوں کے حالات زندگی کو دیکھو اور ان سے عبرت حاصل کرو، دیکھو کہ ان لوگوں کی سرمستی کا خمیازہ کیا ہوتا ہے، دین و دنیا کی تباہی اور بربادی، ذلت ونکبت، پریشان حالی، اپنی زندگی خود ایک آزار اور دوسروں کی نظر میں بھی ذلیل وخوار اگر ایسی حالت میں بھی ہوش آ جائے اور اپنے کئے پر پشیمانی وندامت پیدا ہو جائے اور اللہ تعالیٰ سے توبہ واستغفار کی توفیق نصیب ہو جائے تو یہ بھی بڑی نعمت اور دولت ہے۔ ایسی حالت میں ہی کسی اللہ والے کی توجہ اور دستگیری کی ضرورت ہے ورنہ آدمی خسر الدنیا والاخرہ ہی کا مصداق ہوتا ہے۔

اس لئے عقل کا یہی تقاضا ہے کہ نفس وشیطان کے مکائد سے بچنے کیلئے کسی اللہ والے کے دامن سے وابستہ رہے کیونکہ زندگی میں ہر شخص کو کسی نہ کسی طرح ان آفات میں مبتلا ہو جانے کا خطرہ ہے۔

غفلت کی مذمت اور رجوع الی اللہ کی ترغیب

زندگی کی تغیرات بڑے سبق آموز ہوا کرتے ہیں مختلف حالات دیندار ہو یا دنیادار

سب پر گزرتے ہیں' ایک وقت ہوتا ہے تعلقات بڑھانے میں مزہ آتا ہے دوسرے وقت تعلقات گھٹانے میں لطف ہوتا ہے' پہلے مسلمان اگر عمر کے ایک حصہ کو لہو ولعب میں صرف بھی کر دیتے تھے تو آخر میں اکثر اللہ کی طرف متوجہ ہو جاتے اور اپنی آخرت سنوار لیا کرتے تھے وجہ اس کی یہ تھی کہ زیادہ تر دین کے چرچے تھے اور ابتدائی تعلیم بڑی ٹھوس اور مذہبی ہوتی تھی۔

انگریز اسلام کا پرانا دشمن' اس نے سرکاری ملازمت کیلئے عمر کی قید لگا دی' مسلمان کو فکر معاش میں الجھا دیا کہ عربی (یا صرف قرآن ہی) اگر پڑھیں گے تو ملازمت کیلئے عمر نہ رہے گی۔ کمبخت نے نہ دین کا چھوڑا نہ دنیا کا رکھا جب گیا تو ہی غلامانہ ذہنیت پیدا کر گیا پہلے مسلمان بچوں کیلئے ابتدائی کتابیں بڑی ایمان افروز ہوتی تھیں۔ پہلا جملہ "راہ نجات" کا ہمیں یاد ہے یہ تھا "عزیزو سمجھو تم اس بات کو مسلمان ہونا بڑی نعمت ہے" آج بلی اور کتے ابتداء میں بچوں کو رٹوائے جاتے ہیں اور جب بڑے ہو گئے تو انسان نما حیوان بن کر رہ گئے۔

جن لوگوں کو ابتدائی عمر میں دینی ذوق پیدا نہیں کرایا جاتا وہ غریب ساری عمر جانوروں کی طرح بسر کرتے ہیں حظ نفس اور غفلت کے دھندوں میں مبتلا رہتے ہیں بڑا خوش نصیب ہے وہ جسے اب بھی کچھ ہوش آ جائے آخرت کے معاملات بڑے سنگین ہیں ان سے بے خبری بڑے خسران کا سبب ہے۔

بے صرفہ ہی گزرتی ہے' ہو کیوں نہ عمر خضر حضرت بھی کل کہیں گے کہ ہم کیا کیا کئے

اللہ تعالیٰ کی معرفت تو بہت دور کی بات ہے' اپنا ہی حق ادا نہیں ہوتا' کوئی پاکیزہ زندگی ہو کچھ لطف زندگی ہو کچھ تو ہو جس کے لئے سرمایہ وقت کھو رہے ہو۔

احساس زندگی ہے نہ کچھ لطف زندگی ہم کیا جئے کہ مائل خواب گراں رہے

حدیث دیگراں کب تک اپنی ہی آپ بیتی عبرت کیلئے کچھ کم موثر نہیں' اپنی حالت کا جائزہ لو سب کچھ معلوم ہو جائیگا' اگر آخرت پر ایمان ہے تو جتنا سوچو گے اتنا ہی عمر رفتہ پر افسوس اور قلق ہو گا اور سوچتے سوچتے اگر ناامید ہونے لگو اور یاس غالب آنے لگے تو یہ بھی غلط ہے۔

سنبھلنے دے مجھے اے ناامیدی کیا قیامت ہے کہ دامان خیال یار چھوٹا جائے مجھ سے

غفلت کا وقت تو خیر گزر ہی گیا مگر کس کا دامن ہاتھ میں ہے' یہ تو دیکھو کہ تم کو حضور صلی

اللہ علیہ وسلم کے امتی ہونے کا شرف حاصل ہے جو رحمت للعالمین ہیں اس کا شکرادا کرو اور باقی زندگی اوراس کی قدردانی میں گزار دو۔

وقت طلوع دیکھا وقت غروب دیکھا اب فکر آخرت ہے دنیا کو خوب دیکھا

اس قدردانی کا حق اسی طرح ادا ہوگا کہ اپنے صبح سے شام تک کے تمام اعمال کو سنت کے مطابق بناؤ۔ اپنی عبادات میں معاملات میں' معاشرات میں اخلاقیات میں اسی کا اہتمام کرو' خواہ کتنے ہی موانعات درپیش ہوں' تم اس سعادت کو ہاتھ سے نہ جانے دو' کچھ دنوں تک نفس اور ماحول کے خلاف کرنے میں دشواری اور پریشانی ہوگی اس کیلئے مجاہدہ کرو' ہر مشکل کو برداشت کرو' انشاء اللہ تعالیٰ تمہاری اس فکر وسعی میں اللہ تعالیٰ کی اعانت شامل ہوگی اور تمہاری زندگی بڑی پرکیف اور پرعافیت ہو جائے گی تم میں شرافت وانسانیت کے جذبات پیدا ہونگے اور تم محبوب خدا اور رسول ہو جاؤ گے اور مخلوق خدا تم کو عزت واحترام کی نظر سے دیکھنے لگی۔

عجز و نیاز

ایک بار فرمایا ہر وقت اپنے آپ کو گنہگار سمجھتے رہنا اور گنہگار کہتے رہنا کچھ اچھی بات نہیں' گناہ تو ایک ناپاک عمل ہے کیوں اپنے آپ کو ناپاک بنا رکھا ہے جب اس سے پاکی حاصل کرنے کی تدبیر بھی معلوم ہے کیا تم کو اس بات کا یقین نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے توبہ و استغفار سے سب گناہ معاف کردیئے ہیں پھر جب احساس ہے کہ ہم گناہ کا ارتکاب کر چکے ہیں تو پھر فوراً توبہ کیجئے اور پاک وصاف ہو جایئے' گناہ تو لذت ہی کے دھوکے میں کیا جاتا ہے لیکن اس کے بعد کیا آپ اپنے آپ کو گنہگار کہنے میں بھی لذت محسوس کرتے ہیں' اگر ایسا ہے تو بات بڑی خطرناک ہے اس سے تو توبہ کی بھی توفیق نہ ہوگی اور اگر آپ خود کو گنہگار بطور تواضع کہتے ہیں تو یہ تواضع کا غلط مفہوم اور غلط استعمال ہے نہ اس میں آپ کے لئے کوئی خوبی ہے نہ مخاطب پر اس کا اثر' سچ پوچھئے تو یہ ایک ریاکارانہ انداز گفتگو ہے جو آپس کے تعلقات میں ایک مسلمان کیلئے نہایت نامناسب بات ہے اس کو ضرور ترک کردینا چاہئے۔

آپ گناہ اور توبہ کے متعلق یہ بات خوب یاد رکھیں کہ اگر آپ سے گناہ صادر ہو گیا ہو اس کا احساس ہوا کہ برا ہوا تو فوراً آپ بارگاہ الٰہی میں گردن جھکا کر ندامت لے کر چلے گئے

تو یقین رکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے معاف کر دیا اور وہ گناہ جن کو آپ پتھر کی لکیر سمجھ رہے تھے سب مٹا دیئے گئے کیونکہ خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ شرمسار اور نادم بندے کی توبہ وندامت سے سب گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

توبہ کے بعد مستقبل کی خبر لیجئے اور اپنی باقی ماندہ قوت وصحت کو دل ودماغ کو عبادت میں لگایئے اور جتنا بن پڑے اس کو غنیمت سمجھئے' حقوق العباد ذمہ ہیں' قضا نمازیں ذمہ ہیں' روزے ہیں سب کا حساب کتاب کر کے کاغذ پر لکھ لیجئے اور ایک ایک دو دو آسانی سے اہتمام کے ساتھ ادا کرتے رہیئے اور اب روز کے روز کا حساب رکھئے' دن بھر کے اعمال کا محاسبہ کرتے رہئے کوئی گناہ ہو جائے تو توبہ کر لیجئے' دنیا سے جاتے وقت ممکن ہے ایک آدھ وقت کا مطالبہ رہ جائے کیونکہ پچھلے گناہوں سے تو معافی مانگ ہی لی تھی یہ وقتی گناہ اللہ تعالیٰ کے رحم وکرم سے امید ہے کہ یہ بھی معاف ہو جائے گا۔

اب حسرت نہ کرو ماضی پر کہ ہائے یہ نہیں کر سکے وہ نہیں کر سکے اللہ تعالیٰ کے وعدہ معافی کے بعد اب اور کیا چاہتے ہو؟ کونسی پسند کے منتظر ہو کون کہہ دے کہ معاف کر دیا؟

ہر چیز میں اللہ تعالیٰ نے کچھ خواص رکھے ہیں ندامت کی ایک خاصیت ہی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کو جذب کرتی ہے دل سے ایک استغفار تمام زندگی کے نشیب وفراز کو ہموار کر دیتا ہے۔ ظاہر وباطن میں تغیر پیدا ہو جاتا ہے ذوق بدل جاتے ہیں اور انسانیت کی تکمیل ہو جاتی ہے۔

رحمت حق بہانہ می جوید

انکی رحمت کیلئے تو بہانہ چاہئے اب وقت ہے اپنے عجز ونیاز کا عذر پیش کرنے کا تم اپنی استطاعت کے مطابق رحمت ومغفرت کی احتیاج پیش کرو اب جو وقت دیا گیا ہے وہ تلافی مافات کیلئے دیا گیا ہے اس لئے نہیں کہ ہائے ہائے کرتے رہو اور خود کو گنہگار کہتے پھرو' آپ صاحب ایمان ہیں توبہ کے بعد پاک وصاف ہو کر معزز محترم بنا دیئے گئے' اللہ تعالیٰ نے اپنی دوستی کا شرف عطا فرمایا' اب کیوں خود کو ذلیل وخوار کرتے پھر رہے ہو' لوگوں کے سامنے یہ ندامت قلبی جس سے توبہ کی توفیق ہوئی اس کی قدر کرو اور شکر ادا کرو یہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے۔

دیکھئے تو سہی ایک شخص نے ساری زندگی معاصی وغفلت میں گزار دی اب ہوش آیا آخرت میں مواخذہ کا خوف پیدا ہوا اب اس نے اللہ تعالیٰ سے ندامت وشرمندگی کے ساتھ توبہ واستغفار شروع کی اور قبولیت توبہ کیلئے اللہ تعالیٰ سے امیدوار مغفرت ورحمت ہو گیا تو اب یہ شخص اس ندامت وتوبہ کی توفیق کی برکت سے ان لوگوں میں آ کر شامل ہو گیا جو عابدین اور صالحین ہیں مگر اپنی طاعات کو عبادت کی تقصیر پر بارگاہ الٰہی میں شرمندہ ہو کر نقص عبادت پر توبہ کر رہے ہیں۔

اللہ کی رحمت اور ہماری غفلت

ذرا اس بات کو سامنے رکھو کہ تم تو اپنی معصیت وغفلت پر توبہ کر رہے ہو کہ افسوس ہم نے وقت کی قدر نہ کی، نفس وشیطان کے فریب میں آ کر لذات نفسانی شہوانی میں مبتلا ہو گئے، اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ہزاروں نعمتوں کو غلط موقع پر استعمال کیا اور اپنی روح کو نقصان پہنچایا اب یہ احساس جس قدر قوی ہے اسی قدر زیادہ تضرع والحاح کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے توبہ استغفار کر رہے ہو اور ادھر بڑے بڑے عابد وزاہد اس پر نادم وشرمندہ ہیں بلکہ لرزاں وترساں ہیں کہ وہ اپنی طاعت وعبادت میں ہزاروں کوتاہیاں اور لغزشیں محسوس کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی عظمت ومحبت کا حق ادا نہ کرنے پر نادم ہیں حضوری کے وقت کیا منہ دکھائیں گے۔ اللہ میاں کی بھی عجیب بارگاہ ہے عبادت گزار اور اطاعت گزار بھی نادم وتائب ہو کر حاضر ہو رہے ہیں اور غافل گنہگار بھی نادم وتائب ہو کر حاضر ہو رہے ہیں، مغفرت ورحمت سے کسی کے ایمانی وروحانی مدارج بلند ہو رہے ہیں، تسلیم رضا کے انعامات تقسیم ہو رہے ہیں اور دولت قرب سے سرفراز کئے جا رہے ہیں اور کسی کے ساتھ یہ معاملہ ہو رہا ہے کہ توبہ وندامت کی وجہ سے مغفرت ورحمت حق اس کے قلب وروح سے ظلمت وگندگی دور کر رہی ہے بگڑی ہوئی استعداد وصلاحیت درست کر رہی ہے اور اپنا تعلق خاص عطا فرما رہی ہے۔

سبحان الله وبحمده سبحان الله العظيم

غرض کہ ایک کے حسنات کی تکمیل ہو گئی دوسرے کے سیئات مٹ گئے اور حسنات لکھے گئے یہ دونوں کا ماضی مصفیٰ، مزکی مجلی اور اعمال حسنہ سے مزین ہے اور جگمگا رہا ہے توبۃ النصوح کے بعد تاسف ماضی سے کوئی تعلق نہ رہا نقص عبادات کا نہ ظلمت معاصی کا وہاں تو جو کچھ ہے رحمت

ہی رحمت ہے ماضی میں اب نہ کسی کا تقدس کارفرما ہے کہ ناز کی گنجائش ہو نہ کسی کی گندگی کی باقی ہے کہ مایوس ہو اب شیطان ماضی کے اچھے مناظر دکھائے یا برے کبھی فریب میں نہ آنا۔

ہمارے حضرت کا ارشاد ہے کہ صالحین و کاملین کی نجات ہوگی وہاں انشاء اللہ تعالیٰ تائبین کی بھی ہوگی' سبحان اللہ وبحمدہ

ماضی کا دامن معصیت کتنا ہی وسیع تھا اس ندامت کی برکت سے ابر رحمت اور اس کے گوشہ گوشہ میں پہنچ گیا عمر بھر کے میل کچیل اور روسیاہی کو پاک صاف کر دیا۔ نشیب و فراز ہموار ہو گئے ظلمتیں چھٹ گئیں' اللہ تعالیٰ نے ایک نئی بصیرت' بینائی اور نیا مذاق عطا فرمایا' اب یہ نئی زندگی ہے آگے چلو مستقبل کا انتظام کرو' پاک و صاف اور نورانی چیزوں کو دیکھو انوار کے مقامات کا اور اچھے محرکات کا تذکرہ اور موجودہ انعامات الٰہیہ کا مشاہدہ کرو اور تجلی گاہ رحمت و مغفرت کی طرف بڑھو۔

سَابِقُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ......الخ

ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ......الخ

اب توبہ کے بعد عبادت کی طرف متوجہ ہوئے تو یہاں بھی یہی حال ہے تمام اعمال ناقص ہیں خشوع و خضوع نہیں' صدق نہیں' اخلاق نہیں' رکوع نہیں' سجدہ نہیں' مگر تم گھبرانا مت اسی طرح کرتے رہنا تم ان کوتاہیوں کا اقرار تو کرلو تمہارے ظرف کے لئے اتنی ندامت بھی نعمت ہے مگر ہرگز ان اعمال کی تحقیر دل میں نہ لانا' البتہ ان کی روشنی کا ہمیشہ اہتمام کرتے رہنا' دیکھو اللہ تعالیٰ کے حکم کی عظمت وابستہ ہے اس نماز سے یہ کوئی معمولی بات نہیں تم عظمت الٰہی کا حق ادا کر رہے ہو اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہیئت پر نماز پڑھ رہے ہو' ان کی ہیئت کی نسبت وابستہ ہے اس نماز سے یہ ان کے اتباع کا حق ہے اس عمل سے محبوبیت حاصل ہو رہی ہے۔ مقام عبدیت اور مقام محبوبیت پر فائز ہو رہے ہو اور خیر القرون سے آج تک بڑے بڑے اولیاء صلحاء یہی کرتے آئے ہیں تم بھی یہی کر رہے ہو بس کمال کا خیال چھوڑ و لیکن اپنی استطاعت کے مطابق حصول کمال کیلئے سعی کرتے رہو ان ہی کوششوں کی برکت سے انشاء اللہ تعالیٰ سب کچھ مل جائے گا۔

اسلاف کا کمال

تمام صدیقین صالحین اور عابدین ساری ساری رات عبادت کر رہے ہیں اور صبح کو رو رہے ہیں استغفار کر رہے ہیں کہ کچھ بھی نہ کر پائے اور بنتی کس سے ہے جی...... سید الکاملین سردار انبیاء نے فرمایا **ماعبدناک حق عبادتک**

تو ان کی عظمت وجلال کے مطابق کسی سے بھی نہ بنی ان میں سے بنی نہ ہم سے بنے گی۔

بندہ ہماں بہ کہ ز تقصیر خویش عذر بدر گاہ خدا آورد
ورنہ سزا وار خدا وندیش کسی نتواند کہ بجا آورد

جب یہ بات ہے تو کمال کا خیال ہی چھوڑ دینا واجب ہے ہمارے حضرت فرماتے ہیں کہ اس کی مثال ایسا مریض ہے جس کی تندرستی سے تو مایوسی ہے مگر فکر صحت اور اس کی تدبیر کا ترک جائز نہیں سمجھا جاتا' اسی طرح تم بھی طلب اور سعی میں مصروف رہو اور اسی کو مقصود سمجھو کیونکہ طلب مقصود ہے' وصول مقصود نہیں کیونکہ وہ اختیاری ہے اور یہ غیر اختیاری۔

کب کس نے آج تک پایا مقام ناز دوست عمر بھر ذوق طلب آوارہ منزل سہی

جو کچھ بھی بن پڑ رہا ہے اس پر شکر ادا کرو اب اپنی طبیعت کو شکر کی طرف سے لاؤ' شکر ادا کرتے جاؤ اور ترقی کرتے جاؤ۔

اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا احسانات کا مشاہدہ کرو استعداد و قابلیت کی زیادتی کی دعا کرو دیکھو تم کتنے غفلت زدہ آدمی تھے اللہ تعالیٰ نے تمہیں رکوع وسجود کی توفیق دی اپنا قرب عطا فرمایا' توفیق اعمال پر شکر ادا کرو اس سے استعداد و قابلیت ترقی کرے گی اور پھر ان کی عطاء تو ناپیدا کنار ہے تم شکر ادا کرتے جاؤ اور بڑھتے جاؤ۔

لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ

دل کی رگ رگ میں محبت نے سما کر کیا کیا اک لہو کی بوند بحر بیکراں ہے آج کل

عمر بھر کہتے رہو الحمد للہ اور عمر بھر ترقی کرتے رہو اے اللہ آپ نے اپنی یاد کی اور طاعات کی توفیق فرما دی' الحمد للہ یہ بڑی دولت ہے میں تو اس قابل نہ تھا۔

ترے حسن کی عطا ہے ترے عشق کا صلہ ہے میری آہ صبح گاہی مرا نالہ شبانہ

صبح کو آہ و نالے اور ندامت قلب صلہ ہے ساری رات کی عبادات کا یہ شکستگی اور ندامت کے دو آنسو درنایاب ہیں' عبادت کر کے شکستہ حال ہوئے ہو رو رہے ہو اب عبدیت کے آثار شروع ہوئے ہیں' ہمارے حضرت فرماتے ہیں کہ عشق الٰہی جس طرح ظاہر ہو' ہونے دو' رونا آئے رولو چیخیں نکلیں نکلنے دو اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ رونا نہ آئے تو رونے کی صورت بنالو سبحان اللہ یہ روح کے آنسو ہیں' ساری ساری رات ان کو طرح طرح سے یاد کیا اب روح رو رہی ہے کہ کچھ حق نہ ادا کر پائے' کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ روح کی ندامت آنسوؤں سے بے نیاز ہوتی ہے۔

نا شناس چشم و لب بیگانہ شرح و بیاں   مضطرب سا ایک تقاضائے محبت دل میں

قبولیت کے آثار

یہ شکستگی' عجز و انکسار' گریہ و بکا سب قبولیت کے آثار ہیں' یہ ان کی رحمت کا اثر ہے تسلی فرما رہے ہیں' تم ہمارے بندے ہو' ہم سے معافی مانگ رہے ہو سب معاف ہے گھبرا کیوں رہے ہو؟ تم نے ہماری رضا کیلئے عبادتیں کیں' مجاہدے کئے' شکستہ ہو گئے' یہ سب قبول ہے وہ تسلی فرما رہے ہیں اور ادھر رونا آرہا ہے سوز ہے گداز ہے عبادت پیہم ہو رہی ہے یہی علامت قبولیت ہے اب تسکین کا درجہ چاہتے ہو۔

اللہ اللہ مومن کیلئے جو انعامات پردہ غیب میں پوشیدہ ہیں کیا کوئی تاب لاسکتا ہے انہیں دیکھنے کی' ارے ہوش و حواس درست نہ ہیں دماغ پھٹ جائیں وہ ستار ہیں صلہ دے رہے ہیں اور چھپا رہے ہیں' جس طرح لوگ گناہ کرتے ہیں اور وہ پردہ پوشی کرتے ہیں یہ راز کہیں اور جا کر کھلے گا تمہارے اعمال پر اللہ تعالیٰ ستاری کا پردہ ڈالے ہوئے ہیں تم صبر و شکر کے ساتھ اپنے اپنے کام میں لگے رہو' اللہ تعالیٰ کی تم پر رحمتیں نوازشیں ہیں اور تمہارا رخ ان کی رحمت کی طرف ہے۔

اگر کبھی اپنی عبادات و طاعات و اعمال صالحہ کی طرف خیال جانے لگے تب بھی نادم ہو اور قصوروار سمجھو کہ ہم کیا اس کی عظمت کا حق ادا کر سکتے ہیں جو بھی توفیق ہے سب ان کی عطا ہے ہمارے حضرت فرمایا کرتے تھے کہ لوگ خاص خاص چیزوں کو کمال سمجھتے ہیں کوئی عبادت کو' کوئی تقویٰ کو' مگر محققین سب سے بڑا کمال اس کو سمجھتے ہیں کہ بندہ اپنے نقائص کو پیش نظر

رکھے، ہماری طاعات یقیناً ناقص ہیں اور ان نقائص کے ساتھ کیا ناز کیا جاسکتا ہے کہ بلکہ طاعات کا حق ادا نہ کرسکنے پر شرمانے کی بات ہے اور نادم ہونا چاہئے شرف انسانیت بھی تو یہی ہے کہ بندہ اپنی کوتاہیوں پر نادم ہو حضرت آدم علیہ السلام کو سب سے پہلے یہی چیز تو عطا کی گئی تھی۔

میرے رب نے صرف ایک چیز سے مجھ کو منع کیا تھا وہی میں کر بیٹھا کیسی چوک ہوگئی، نسیان و غفلت سے کیا حرکت ہوگئی۔

دو چیزیں سامنے آ گئیں، عظمت الٰہی اور اپنی بے کسی اور غفلت بس نادم ہوگئے اور چلا اٹھے رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا راز زندگی جو ہے وہ یہی معرفت ہے تو ہے اور اعتراف قصور بڑی چیز ہے اور انسان کی عبدیت کا بڑا کمال ہے۔

معرفت انسان

فرشتوں نے انسان کے انہی فطری رزائل کو دیکھ کر کہا تھا کہ یہ تو خونریزی کرے گا مگر یہی رزائل انسان کو اللہ جل شانہ کے مورد مغفرت و رحمت بننے کی وجہ سے فرشتوں سے اونچا لے جانے والے بن گئے جتنی معرفت انسان کو اللہ تعالیٰ کے فضل اور غفور الرحیم ہونے کی ہے فرشتوں کو نہیں، حضرت آدم علیہ السلام سے ایک غلطی ہوگئی تھی، ان کو اس سے اس قدر فائدہ ہوا تھا اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں جذبہ ندامت اور تقاضائے طلب عفو و کرم عطا فرمایا اور اس میں اتنی قوت بھر دی کہ اسکے مقابلے میں شیطان کے تمام مکائد قیامت تک کیلئے ضعیف ہوگئے، بس جب عالم تعلقات میں ممنوعات اور مکروہات کے اندر آلودہ ہو جاؤ، یا کسی واقعہ سے ناگواری پیدا ہو تو استغفار کرو، نادم ہو اور اپنے مالک حقیقی کے سامنے اپنے جرم و غفلت کا اقرار کرلو، ندامت قلبی انسان کی فطرت کا بڑا جوہر ہے ارے کون ہوتا ہے نادم؟ کیا حیوان ہوتا ہے یا فرشتہ ہوتا ہے؟ یہ تو انسان ہی کو شرف بخشا گیا، ہم وہاں سے زعم محبت لے کر چلے تھے، دعوائے محبت لے آئے تھے، اب اس کی زندگی میں ہر عنوان سے عمر بھر اس کا حق ادا کرنا ہے اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائیں۔

عمر گرانمایہ

فرمایا کہ ایک صاحب کا خط آیا ہے کہ لکھا ہے کہ ضعیف ہوگیا ہوں دنیا کے کام کارہا

ہوں نہ آخرت کے کام' بہت بے چاری کے عالم میں دن کاٹ رہا ہوں بس وقت آخر کا انتظار ہے اللہ تعالیٰ خاتمہ بالخیر فرما دیں' واقعی یہ ایسا ہی وقت مجبوریوں اور معذوریوں کا ہوتا ہے لیکن ایسے وقت میں انسان اپنی گزشتہ زندگی کا جائزہ لے تو پھر یہ باقی ماندہ زندگی تلافی مافات کیلئے بہت غنیمت معلوم ہوگی اور جس قدر بھی اس کو اپنے ماضی نقصانات کا احساس ہوگا اسی قدر زیادہ مستقبل یعنی حیات بعد ممات کے لئے فکر و اہتمام ہوگا۔

ایکہ پنجاہ رفت در خوابی شاید ایں پنج روز دریابی

اس لئے وہ امور جن پر مواخذہ آخرت کا اندیشہ ہے اس آخر عمر میں ان پر خاص توجہ رکھنا چاہئے اور جس طرح بھی اور جس قدر بھی ممکن ہو ان کے تدارک کا اہتمام رکھا جائے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اس نیت اور اہتمام ہی سے اللہ تعالیٰ اس پر اپنا فضل و کرم فرماویں گے اور ان شاء اللہ تعالیٰ اس آخر کا یہ سرمایہ عمل ذخیرہ آخرت بن جائے گا۔

اس میں شک نہیں کہ جب عمر زیادہ ہو جاتی ہے تو بڑھاپے کی معذوریاں لاحق ہو جاتی ہیں' تاب و طاقت جواب دے جاتی ہے دوسروں کا محتاج ہونا پڑتا ہے' زندگی بے کیف ہو جاتی ہے اور بعض وقت انسان موت کو زندگی پر ترجیح دینے لگتا ہے مگر

حیات جاوداں میری نہ مرگ ناگہاں میری

انسان کے بس میں یہ بھی تو نہیں کہ مر جائے۔

مرگ بے ہنگام فانی وجہ تسکین ہو چکی
زندگی سے آپ گھبراتے ہیں گھبرایا کریں

آزار و آلام زندگی سے گھبرا کر موت کی تمنا کرنا شرعاً مکروہ و ممنوع ہے مسلمان کے لئے تو ہر حال میں اپنی توجہ اللہ تعالیٰ ہی کی طرف رکھنا واجب ہے' لا الہ الا اللہ یہی کلمہ سرمایہ تسکین ہے کوئی بھی عمر ہو' کیسا ہی حال ہو اس کے مطابق عمل کرنے کیلئے ہمارے پاس اللہ تعالیٰ اور اس کے مقبول نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بتایا ہوا دستور العمل موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے خالق ہیں' ہمارے مربی ہیں' ہمارے منعم ہیں' حاکم ہیں اور حکیم ہیں' جیسے چاہیں' حالات وارد کریں ہر حال میں ان کی رحمت ہی رحمت ہے یہ درماندگی بھی ان کی عطاء ہے۔

چارہ سازی کر رہا ہے انکا لطف دل نواز باعث صد عیش ہے یہ بے کسی میرے لئے

ان کے حضور میں بندہ کا یہ احساس بے کسی بڑی عجیب چیز ہے۔

مجھ کو تو اس مال محبت پر ناز ہے آخر نگاہ رحم کے قابل بنا دیا

رضائے الٰہی کی جستجو

لیکن دیکھنا یہ ہے کہ زندگی سے گھبرا کر موت کی تمنا کیوں کی جائے' یہ تمنا تو ایک غفلت زدہ دنیادار آدمی ہی کر سکتا ہے ایک صاحب ایمان کے دل میں ایسی تمنا پیدا ہی نہیں ہوتی' اس کے سامنے تو حیات بعد ممات کے لامتناہی فضائیں ہوتی ہیں اور اس کا اس پر ایمان ہوتا ہے کہ جنت کی یہ ابدی و سرمدی زندگی اس کو اسی وقت نصیب ہو سکتی ہے جب وہ اپنے حق الامکان وہاں کیلئے اعمال صالحہ کا سرمایہ زیادہ سے زیادہ جمع کر لے' اس لئے اس کے اپنے ماضی کی تمام غفلتوں اور کوتاہیوں کی تلافی مافات کی فکر لاحق ہوتی ہے اور اس کا اس باقی ماندہ زندگی کو بہت مغتنم اور قابل قدر سمجھتا ہے اور اپنے معبود حقیقی کو راضی کرنے کیلئے طاعات و عبادات میں مشغول ہو جاتا ہے وہ اس بات کا بھی اللہ تعالیٰ کا احسان مند ہوتا ہے کہ اس کے ذمہ سے بہت سے فرائض و واجبات مرتفع ہو گئے ہیں' اس کی ضعیفی' ناطاقتی' دل و دماغ اور اعضائے رئیسہ کا ضعف اس کے لئے عذر شرعی بن گیا' اب وہ مسجد تک جانے کی طاقت نہیں رکھتا' اب وہ کھڑے ہو کر نماز نہیں پڑھ سکتا' اب وہ مرض میں اضافہ کے ڈر سے وضو نہیں کر سکتا' اب وہ روزہ رکھنے کا متحمل نہیں ہو سکتا' اب وہ اعزہ و احباب اور پڑوسیوں کی عیادت و تعزیت کو نہیں جا سکتا' اب وہ غیر مستطیع ہونے کی حیثیت سے حج نہیں کر سکتا' زکوٰۃ نہیں دے سکتا' کسی کی اعانت و نصرت نہیں کر سکتا تو وہ اب اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان باتوں کا مکلف بھی نہیں' پھر اس کے علاوہ اس ضعیفی کی عمر تک پہنچتے پہنچتے وہ بہت سے فرائض ذمہ داریوں سے سبکدوش ہو چکتا ہے لڑکوں اور لڑکیوں کی پرورش' نگہداشت اور ان کی تعلیم و تربیت اور نکاح وغیرہ کی ذمہ داریوں سے فارغ ہو چکتا ہے بلکہ اس کے برعکس اس کی سعادت مند اولاد اپنے ضعیف والدین کی تمام ضروریات زندگی کے لئے کفیل ہو جاتے ہیں ان کی رحت رسائی اور دلجوئی میں مشغول ہو جاتے ہیں اس لئے اسباب دنیوی کی طرف

سے بھی زیادہ تر اس ضعیفی میں بے فکری ہو جاتی ہے

ان سب باتوں سے فراغت اور یکسوئی ہوتے ہوئے پھر بھی اس باقی ماندہ عمر عزیز میں کچھ نہ کچھ تو کرنا ہی ہے اور وہی کرنا ہے جو میں نے ابتداء میں بیان کر دیا ہے یعنی ماضی کیلئے تلافی مافات اور مستقبل کے وہ اعمال صالحہ پر اس کو قدرت ہو

ظاہر و باطنی اعمال

اب جبکہ اعمال ظاہری یعنی فرائض و واجبات ادا کرنے کی قوت و توفیق نہیں ہے تو پھر اعمال باطنی کے لئے اسی قدر زیادہ اشد ضرورت ہے وہ اعمال باطنی بھی اس کے فرائض و واجب ہیں کیونکہ مامور بہ ہیں یعنی ناگواریوں پر بیماری پر' تکالیف جسمانی پر تنگی و بے بسی پر صبر کرنا اور اللہ تعالیٰ سے طاقت تحمل طلب کرنا اور اذیت سے پناہ مانگنا' پھر ان کی تمام انعامات الٰہیہ پر نظر رکھنا جو اس کے گرد و پیش میں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے جمع فرما دیئے ہیں ان کا احساس و استحضار کرنا اور دل کی گہرائیوں سے اس پر شکر ادا کرنا جو واسطہ راحت ہیں ان کیلئے دعائے خیر کرنا اپنی اولاد کیلئے ہمہ وقت دعائے عافیت دارین کرنا ان کی سلامتی دین و ایمان اور توفیق اعمال صالحہ کیلئے دعا کرنا کیونکہ سوائے والدین کے کوئی اور ان کی اولاد کیلئے ایسی دعائیں نہیں کر سکتا جن میں سراسر خلوص و محبت کے جذبات کارفرما ہوں اور یہ کام بھی اس ضعیفی میں بڑا اہم فرض ہے چونکہ دعا بذات خود ایک اہم عبادت ہے

اس لئے ان خاص دعاؤں کے ساتھ اگر اپنے عزیز و اقارب دوست احباب اور جمیع مومنین و مومنات کیلئے بھی دعائے خیر کو اپنا وظیفہ بنالے تو یہ بھی بڑی سعادت ہے

آخری بات یہ ہے کہ ایک مسلمان جب اپنے عالم ضعیفی و معذوری میں اس طرح عبادات ظاہری و باطنی میں بقدر تاب و توانائی مشغول رہتا ہے وہ سراپا مورد رحمت الٰہی بن جاتا ہے اور یہی ایک مسلمان بندہ کیلئے معراج حیات طیبہ ہے اس کی شکستگی اور درماندگی' بے بسی اور بے چارگی اور عجز و نیا کا عالم اس کی عبدیت کا اعلیٰ مقام ہے

روایات میں ہے کہ ارمیا پیغمبر علیہ السلام کا ایک بار گزر چند قبروں پر ہوا جن کے

مردوں پر عذاب ہو رہا تھا پھر جب کچھ عرصہ کے بعد ادھر سے گزر ہوا تو عذاب کو سکون ہو گیا تھا عرض کی اے پروردگار اول سال جوان قبروں پر گزرا تھا تو ان کے مردے معذب ہو رہے تھے اور اس سال جو گزرا تو عذاب کو سکون ہو گیا آسمان سے ندا آئی اے ارمیا ان کے کفن پھٹ گئے اور بال جھڑ گئے اور قبریں ٹوٹ پھوٹ کر بے نشان ہو گئیں میں نے اس حالت میں ان کو دیکھا تو مجھ کو رحم آ گیا اور میں یہی معاملہ کرتا ہوں ان لوگوں کے ساتھ جن کی قبریں بے نشان ہو جائیں جن کے کفن پھٹ جائیں اور جن کے بال جھڑ جائیں دیکھئے شکستگی بے کسی اور گمنامی پر رحم کیا جا رہا ہے ہمارے داد صاحب نے خوب کہا ہے۔

سراپا چشم حسرت ہے مزار رخنہ دار اپنا کرم فرمایئے بس حد سے گزرا انتظار اپنا

ماضی و مستقبل اور خوف و رجا

ایک دن ڈاکٹر صاحب مدظلہ نہ جانے کسی خیال میں تھے کہ فرمانے لگے وقت جو گزرنا تھا وہ گزر گیا۔

یوں بیٹھے بیٹھے زیست کے دن ہو گئے تمام کشتی میں جیسے ساکن کشتی رواں رہے

وہ پچاس سال کی عمر ہو یا ساٹھ یا ستر کی' ایسا ہی معلوم ہوتا ہے

خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا

لیکن یہ خواب کس قدر وحشت انگیز ہے اور کس قدر عبرت خیز ہے جس میں غفلت' ظلمت' شہوانیت و نفسانیت ہی کے مناظر دکھائی دیتے ہیں جب یہ بات سامنے آتی ہے تو یہ بڑا معلوم ہوتا ہے یا اللہ یہ وقت کیسا گزر گیا کہ پتہ بھی نہ چلا' تمام تر گناہ ہی گناہ ہوتے رہے' صبح سے شام تک تمام تر غفلتوں اور لغویتوں ہی میں عمر بسر ہوئی اور جو کچھ بھی تھوڑی بہت عبادت بن پڑی وہ بھی ہر طرح کی خامیوں اور بے پرواہی اور بے خیالی سے بھری ہوئی' خیال ہوتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کی عبادات و طاعات اس طرح ادا کی جائیں جن میں نہ عظمت الٰہی کا حق ادا ہوا ہو اور نہ محبت الٰہی کا حق ادا ہوا ہو' اپنے عجز و نیاز بندگی کا احساس ہوا ہو' تو یہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق کی کس قدر ناقدری اور ناشکری ہے اور اس طرح عبادت ادا کرنا کس قدر گستاخی و بے ادبی والی بات ہے اب جب ان سب باتوں کے خیالات دل و دماغ پر چھانے لگے تو طبیعت بڑی گھبرائی اور بڑی بے چینی محسوس ہونے

لگی' یا اللہ اب کیا کریں جو کچھ ماضی میں گزر گیا وہی تو سرمایہ آخرت بنے گا اور یہ سرمایہ کتنا کھوٹا' کتنا نکما اور کتنا گندہ ہے یہ سب زندگی اللہ تعالیٰ کے احکامات کی خلاف ورزی پر اور نافرمانیوں ہی میں تو بسر ہوئی اور اللہ تعالیٰ کا قانون بدلا نہیں کرتا' اس غفلت زدہ زندگی پر ضرور مواخذہ ہوگا' ضرور سزا ملے گی' اب ان باتوں سے دل میں شدید خوف و یاس کا عالم پیدا ہوا اور دل دماغ بیکار ہو گئے لیکن اللہ تعالیٰ کا یہ بڑا فضل ہے کہ اس نے ہم کو اپنے نیک اور مقبول بندوں سے وابستہ کر دیا ہے ان کی تعلیم و تربیت کے اثرات بروئے کار آئے اور دل و دماغ مغفرت اور رحمت الٰہی کی طرف متوجہ ہوئے اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ یاد آ گیا۔

اے میرے بندو جنہوں نے اپنے نفس پر ظلم کیا ہے

یعنی چھوٹے اور بڑے گناہوں کا ارتکاب کیا اور اپنی زندگی کو برباد کر لیا' اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہ ہو اللہ تعالیٰ تمام گناہ معاف فرماوینگے کیونکہ وہ (ضرور) غفور اور رحیم ہیں۔ فقط

اللہ تعالیٰ کی کمال مغفرت

اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ خواہ کسی قسم کے ہوں معاف فرما دیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ کو اپنے نادم اور شرمندہ ہونے والے بندوں کے ساتھ بڑی محبت و شفقت ہے' دل ندامت کے جذبات میں ڈوب گیا' فوراً دل کی گہرائی سے توبہ اور استغفار کی توفیق نصیب ہوئی' ایسا معلوم ہوا کہ ماضی کے حالات پر غور کرنے سے خوف کا پیدا ہونا ایک طبعی امر ہے اور اس سے اپنے قصوروں پر نادم ہونا بھی انسان کی صحیح فطرت ہے تو ہماری غفلتوں اور معصیتوں کا زمانہ ہمارے اندازہ میں چاہئے جس قدر بھی طویل ہو حقیقتاً بہت ہی مختصر ہے اور ماضی کے خسارے کا تمام کارنامہ ایک جذبہ ندامت اور توبۃ النصوح سے دفعتہً بالکل کالعدم اور ختم ہو جاتا ہے۔

خوف و رجا

مومن کی ساری زندگی خوف و رجاء کے درمیان گزرتی ہے ہمارے حضرت رجاء کو غالب کرتے تھے اور خوف کو مغلوب فرماتے تھے کیونکہ خوف کا تعلق صرف ماضی سے ہے اور وہ محدود ہے اور رجاء کا تعلق مستقبل سے ہے اور مستقبل اللہ تعالیٰ کی رحمت کا اور یہ لامتناہی

ہے خوف محدود ہے وقتی اور عارضی ہے اور وہ اپنے ماضی سے متعلق ہے جس میں زیادہ تر اپنا ہی مشاہدہ اور مراقبہ ہے اپنی پچھلی زندگی چاہے جس طرح بھی بسر ہوئی ہو اس کی کوتاہیوں کے متعلق مواخذہ آخرت کے لئے خوف کا ہونا ضروری ہے۔

خیر گناہوں پر تو خوف ہونا ہی چاہئے لیکن جب اپنی عبادات پر نظر جاتی ہے تو اسکا اندازہ کر کے دل لرز جاتا ہے کہ ان میں بھی دانستہ و نادانستہ کس قدر شرمناک اور کس قدر افسوسناک خامیاں ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے امیدوار رہنا چاہئے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ ان سب کا تدارک بھی ندامت قلبی سے اور توبہ و استغفار سے ہو جائیگا' ماضی ایک محدود وقت تھا جو ختم ہو گیا۔

ندامت کے ساتھ توبہ کر کے سیدھے راستے پر آ گئے' ماضی کے خوف و خشیت نے دل کی استعداد و صلاحیت کو درست کر دیا' اب آئندہ زندگی میں نیک اعمال اور معاصی سے اجتناب کا اہتمام ہونے لگا۔

لیکن گناہوں یا عبادات کی خامیاں تو ندامت قلب اور توبۃ النصوح سے انشاء اللہ معاف ہو جائیں گی' اب اصل فکر و توجہ تو مستقبل کیلئے ہونا چاہئے' مستقبل کا تعلق خاص طور پر حیات بعد ممات کے ساتھ ہے جو لامتناہی اور ابدی ہے اس لئے بڑے اہمیت کے ساتھ مستقبل کو پاک و صاف بنانے کا اہتمام کرنا چاہئے۔

خود کو گناہ گار نہ کہیے

ہمارے حضرت والا فرمایا کرتے تھے کہ جب ماضی کی یاد آ جائے تو اس کے نقائص کی طرف ایک سرسری نظر ڈال کر "اللھم اغفرلی" کہہ لو اور رحمت لامتناہی کی طرف متوجہ ہو جاؤ' اپنا مراقبہ چھوڑ دو' ہم ایسے خطا کار ایسے زیاں کار ہیں' ہم سے کچھ بن نہ پڑا' ساری زندگی برباد ہو گئی' اب یہ کچھ نہ سوچو' تم توبۃ النصوح کر چکے ہو جو ان شاء اللہ ضرور قبول ہو گی' اب مستقبل میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کا مشاہدہ کرو کہ لذیذ بھی ہے اور مدید ہے' اگر غور کرو گے تو اپنی زندگی کے تمام ماحول میں تمام تعلقات و معاملات میں اللہ تعالیٰ کے انعامات و احسانات ہی نظر آئیں گے اور ان پر ادائے شکر کے تقاضے پیدا ہونگے اور اللہ تعالیٰ سے محبت کے جذبات ابھریں گے مگر مستقبل کا سارا دارومدار زمانہ حال پر ہے اس لئے ہمارے حال کا ہر لمحہ بڑا گرانقدر ہے اس کو تو

بہت ہی احتیاط اور اہتمام کے ساتھ استعمال کرنا چاہئے لیکن اس بات کا بغیر کسی مصلح کی نظر کیمیا کے اثر کے حاصل ہونا دشوار ہوتا ہے کیونکہ ہماری روزمرہ کی زندگی میں نفس وشیطان ہمارے دل ودماغ پر غفلت کے پردے ڈال کر طرح طرح کی فریب زدہ لذتوں میں مبتلا کر دیتے ہیں اور ہم کو نہ تو احساس ہوتا ہے اور نہ اس پر کوئی افسوس ہوتا ہے کہ ہم نے اپنے فسق وفجور سے اور عارضی شہوانی لذتوں سے روح کی پاکیزگی کو کس قدر نقصان پہنچالیا ہے۔

صحبت شیخ کی برکات

اگر کسی مصلح یا مرشد سے تعلق ہو تو اس کے فیضان صحبت سے اور تعلیم سے نفس وشیطان کے مکائد پر ہر وقت نظر رہنے لگتی ہے پھر اگر شیطان بہکاتا ہے تو فوراً متنبہ ہو جاتا ہے' نفس اگر شرارت کرتا ہے تو فوراً اس پر مجاہدہ کا تازیانہ لگایا جاتا ہے' نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ رفتہ رفتہ نفس کے تقاضے کمزور پڑ جاتے ہیں اور ملکات حسنہ کو ابھرنے کا موقع ملتا ہے نفس کے ساتھ مجاہدہ کرنے سے دل میں تقویٰ کی کیفیت پیدا ہونے لگتی ہے' روح میں تازگی اور پاکیزگی عود کرتی ہے' جذبات وخیالات میں لطافت ونفاست پیدا ہوتی ہے' ذکر اللہ اور عبادات کے اثرات راسخ ہونے لگتے ہیں' پھر قلب مصفی ومجلی میں مشاہدات حق کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے' حقائق معارف کا ورود ہوتا ہے جس کی بدولت تعلق مع اللہ کا احساس قوی ہونے لگتا ہے اور یہ سب کچھ ہمارے مستقبل کیلئے یعنی حیات بعد ممات کیلئے دولت لازوال کا سرمایہ بن جاتا ہے' اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرماویں...... آمین

اپنے ماضی و مستقبل کی ایسی مثال سمجھئے کہ جیسے ایک شخص ہے کہ بھٹکتا پھر رہا ہے بھیانک جنگل ہے اندھیری رات ہے' موذی جانوروں کا خوف ہے کہ اچانک بجلی چمکتی ہے اور وہ شاہراہ پر آ پہنچتا ہے تو اب اس کو اس وحشت ناک منظر سبق لے کر بیٹھنا نہ چاہئے' سرسری طور پر خیال کرے کہ کہاں سے نکل آئے ہیں' کیسے دردناک عذاب سے نجات ملی ہے' اللہ تعالیٰ کا شکرادا کرے۔

الحمدللہ اب شاہراہ پر آئے ہیں اور شاہراہ سیدھی جنت الفردوس تک پہنچتی ہے' بس

اپنے کلام میں لگے شکر ادا کرے اور سفر زندگی طے کرلے، اب انشاء اللہ حیات طیبہ کی لذت اور حلاوت اور طمانیت محسوس ہوگی۔

کرو گے یاد جب باتیں کرو گے

یہ سب حضرت والا کی بتائی ہوئی باتیں ہیں۔

حقیقت شکر

احساس شکر بڑی نعمت اور بڑی دولت ہے یہی روح معرفت اور جان محبت ہے اسی میں لذت زندگی اور حاصل بندگی ہے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا صحیح استعمال ہی عبادت ہے اور غلط استعمال مصیبت ہے، صحیح استعمال کے معنی قدر دانی نعمت ہے اور اسی قدر دانی کا نام شکر ہے، منعم حقیقی کا حق ہے کہ اس کی نعمتوں کی قدر کی جائے نعمتوں کی قدر کرنے اور اس کا شکر ادا کرنے ہی سے منعم کی معرفت و محبت دل میں پیدا ہوتی ہے۔

۱- شکر ادا ہوتا ہے زبان سے نعمتوں کے استحضار کے ساتھ۔

۲- دل سے یوں سمجھئے کہ یہ نعمت عطائے الٰہی ہے ورنہ میں اس کا ہرگز مستحق نہ تھا اور دل سے شکر اسی وقت ادا ہوسکتا ہے جب اپنی موجودہ حالت پر قناعت کامل حاصل ہو اور دل میں زیادہ ہوس نہ ہو۔

۳- نعمت موہوبہ کے صحیح استعمال سے یعنی جو نعمت جس مصرف کیلئے ہے اور اس کے استعمال کیلئے جو حدود شریعت وسنت نے قائم کئے ہیں اسی طرح اس کو استعمال میں لائے۔

۴- جو نعمت جس واسطہ سے ملی ہے اس واسطہ کی قدر کرنا اور اس کا شکر ادا کرنا اور اس کا احسان ماننا اور ہمیشہ کے معاملات وسلوک میں اس کا لحاظ رکھنا۔

۵- جن باطنی ملکات و ادراکات و احساسات سے نعمتوں کی لذت اور منفعت حاصل ہوتی ہے اصل میں وہی قابل شکر ہیں، مثلاً سماعت و بصارت و گویائی، اعضاء و جوارح کا صحیح و سالم اور فاعل ہونا، حقیقتاً یہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی بہت بڑی نعمت ہے، قابل قدر و لائق شکر ہے، اس طرح دماغ کا صحیح ہونا، قوی ہونا، ذہین و ذکی ہونا، علم صحیح سے مصفیٰ و مجلی ہونا،

اس طرح دل کا سلیم ہونا' قابلیت و استعداد و صلاحیت کا صحیح معیار پر ہونا ہزاروں نعمتوں کا سرچشمہ ہے اسی طرح جسمانی و فطری تقاضوں کا حدود کے اندر صحیح استعمال ہونا اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی صلاحیتوں کی قدردانی ہے لیکن اگر ان کا غیر صحیح مصرف ہو جائے اور غیر مناسب محل و موقع پر ان کا استعمال ہو جائے تو ندامت قلب کے ساتھ اس لغزش و کوتاہی پر توبہ کر لینے سے اس کی تلافی ہو جاتی ہے اور یہ توفیق توبہ بھی اور توبہ کے بعد اللہ تعالیٰ کا وعدہ مغفرت و رحمت بھی ان کی عطا ہے تو پھر اس عطائے نعمت پر بھی شکر واجب ہے۔

موجودہ ماحول اور ہمارے فرائض اور دستور العمل

ارشاد فرمایا کہ آج کل یہ عنوان میرے ذہن پر چھایا ہوا ہے کہ موجودہ معاشرہ کس قدر تباہ کن ہو رہا ہے' کیسی گندی فضاؤں میں ہم سانس لے رہے ہیں' آزادی اور بے حیائی بڑھتی چلی جا رہی ہے' دیکھنے اور سوچنے کی بات ہے کہ ان تمام مکروہات کو دیکھ کر ہماری غیرت اور حمیت کو جوش آتا ہے یا نہیں' اس کی طرف سے کیسی بے فکری ہے' نتیجہ کیا ہونے کو ہے؟ اس کا بالکل خیال نہیں' اگر آخرت کا خیال مستحضر ہو جائے تو کیا کوئی اطمینان سے بیٹھ سکتا ہے۔

پہلی آواز جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اٹھائی وہ یہی ہے کہ بے فکری کو دور کرو' آخرت کا معاملہ بڑا سنگین ہے اور یہ معاملہ یقیناً ہونے والا ہے' ہوشیار ہو جاؤ مگر کیا بتائیں یہ ہماری شامت اعمال ہے کہ ہمارا تعلق دین سے ضعیف ہوتا چلا جا رہا ہے۔ کہیں دین کے چرچے نہیں' اچھی صحبتیں نہیں' آخرت کے امور جو ہمارے سامنے درپیش ہیں ان سے بالکل غفلت ہے آج جو مکروہات اور منکرات اس سرزمین میں ہو رہے ہیں ان سے ہماری بے حسی کا جائزہ لیا جا رہا ہے' وجہ یہ ہے کہ ہم پر مجبوری کا اس قدر غلبہ ہو گیا ہے جیسے ہم ایک زبردست بوجھ میں دبے ہوئے ہوں' اس سے مفر کی کوئی صورت نہ ہو' زندگی برباد ہو رہی ہے مگر اس کا کوئی تدارک نہیں تمام ماحول گھرا ہوا ہے' عذاب سے اور ہم بے حس و حرکت ہیں' یہ بے حسی ہماری اور آپ کی خدانخواستہ کہیں رنگ نہ لے آئے اور ہم دین و دنیا کو غارت کر کے آخرت میں خسران عظیم کا مصداق نہ ہوں' اس لئے ابھی بھی وقت ہے پھر

دین متین کا سہارا حاصل کرو، خود کو اور اپنی نسلوں کو تباہی سے بچاؤ، اپنی زندگی سے چند لمحات فکر یہ نکال لو اور غور کرو کہ اب ہم کو کیا کرنا ہے۔

جسم آزادی میں پھونکی تو نے مجبوری کی روح

خیر جو چاہا کیا ...... اب یہ بتا ہم کیا کریں

ہمارا کیا اختیار ہے، ہم کو کیا کرنا چاہئے، کم از کم اپنی کمزوریوں اور مجبوریوں کو خدا کے سامنے پیش تو کرتے رہو کہ اے اللہ ہم مجبور ہیں، ہم کمزور ہیں، اپنے فضل و کرم سے ہماری نصرت فرمائیے۔ یہ پناہ مانگنے کا وقت ہے اللہ سے پناہ مانگو، قبل اس کے عذاب الٰہی ہم پر مسلط کر دیا جائے اس سے لرزاں ترساں ہو کر دعائیں تو مانگنا شروع کر دیں کہ اے اللہ! ہمیں عصیان وطغیان کے ماحول سے اپنی پناہ عطا فرمائیے، اے اللہ یہ ہماری بداعمالیوں کا وبال ہے ہم کو نجات عطا فرمائے۔

کبھی کبھی اپنی تنگ نظری کی وجہ سے یہ خیال ہوتا ہے کہ عالم میں کیا کیا ہلاکت کا سامان ہو رہا ہے اور میں کیا دعا مانگ رہا ہوں، میری کیا حقیقت ہے اور کیا ہستی لیکن بتانے والے نے بتایا ہے کہ خبردار کبھی مایوس نہ ہونا، دیکھو اللہ تعالیٰ کے اعلانات موجود ہیں، مایوسی کی کوئی وجہ نہیں، کلام الٰہی آیات رحمت سے بھرا ہوا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم غفور الرحیم ہیں، آجاؤ توبہ استغفار کرلو، ہماری طرف رجوع ہو جاؤ، ہماری رحمت و قدرت متوجہ سے بندوں کی طرف، پناہ مانگو پناہ ملے گی، رجوع الی اللہ ہونے سے ماحول کی تاثیریں اور خاصیتیں بدل جاتی ہیں توبہ استغفار اور ترک معاصی سے یہ گندہ ماحول پناہ مانگنے والوں کی ذات کیلئے پرعافیت ہو جائے گا، پھر انشاء اللہ پریشان و بے چین ہو کر رہو ہر رجوع ہونے والے شخص کو اس زمانے میں بھی حیات طیبہ نصیب ہو سکتی ہے۔

امور آخرت کے مناظر بڑے کٹھن اور سنگین ہیں، آپ وہاں اتنے مجبور ہونگے کہ کوئی تغیر پیدا نہیں کیا جا سکتا، قیامت کے ہولناک مناظر جو قرآن وحدیث میں آئے ہیں سب ہونے والے ہیں ان مناظر کو بدلنے کی آج قدرت دی گئی ہے آج موقع ہے پھر وہاں موقع نہ ملے گا اگر چاہتے ہو آخرت کے امور سے پناہ حاصل ہو جائے تو آج پناہ مانگ لو، جب

پناہ مانگنے سے آخرت کے عذاب سے پناہ مل سکتی ہے تو یہاں دنیا میں پناہ کیوں نہیں ملے گی' سو توبہ استغفار کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے رجوع ہونے کو' پناہ مانگنے کو اور درود شریف کو اپنا شعار بنالو اور اس کے بعد حسب استطاعت' صاحب قوت' اپنی قوت سے' صاحب زبان اپنی تقریر سے اور صاحب قلم اپنی تحریر سے اس باغیانہ ماحول کے مقابلہ میں اپنے اپنے دائرے میں حدود کے اندر رہ کر مسلمانوں کو غیرت دلائے اور حمیت دلائے اور اس غفلت کے خطرناک انجام سے متنبہ کرے پھر انشاء اللہ اس پراگندہ ماحول میں بھی آپ کو حیات طیبہ ملے گی' بہرحال توفیق کی عطا تو اللہ تعالیٰ ہی کے دست کرم و کرم بندہ نواز میں ہے۔

احساس فراغت

ارشاد فرمایا کہ فراغت قلب بڑی دولت ہے' میرا جی چاہتا ہے کہ آپ کے سامنے آج اسی کی کچھ اہمیت بیان کروں کیونکہ ہمارے حضرت کو فراغت قلبی' بڑے عزیز تھی اسی کا بڑا اہتمام فرماتے تھے اور اسی کی تعلیم فرماتے تھے' کبھی فرماتے تھے کہ مجھے وقت کی ناقدری سے بڑی تکلیف ہوتی ہے' نہ میں کسی کو کسی معاملہ میں منتظر رکھتا ہوں نہ کسی کا انتظار کرتا ہوں' چاہتا ہوں کہ جو بات ہو سلیقہ کی ہو اور وقت پر ہو جائے' دوسرے کو اذیت سے بچانا میرے ذوق میں کل سلوک ہے' کبھی فرماتے کہ میں جو تقاضے کے ساتھ حتی الامکان وقت پر ہر کام سے فارغ ہو جاتا ہوں وجہ اس کی یہ ہے کہ میں چاہتا ہوں کہ لمحات ایسے بھی ہوں کہ قلب غیر اللہ کے ساتھ مشغول نہ ہو' تاکہ اگر کبھی اللہ تعالیٰ کی یاد کی توفیق ہو جائے گا تو کوئی مانع نہ ہو' ایک مجدد وقت نے اس مشغول اور مختصر زندگی میں کیسی اہم بات کی طرف ہماری توجہ دلائی اور ساری زندگی اس کی اہمیت بیان فرماتے رہے اور خود اس پر عمل پیرا رہے' ذرا اپنا نظام الاوقات مقرر کر کے اور اس کے مطابق عمل کر کے دیکھو تو یہ کیسی بڑی نعمت ہے' نعمتوں کا مشاہدہ معیت الٰہیہ کا شرف' اللہ تعالیٰ سے مناجاتیں' تدبر' تفکر اپنی زندگی کا جائزہ وغیرہ یہ فراغت قلبی ہی کی تو برکتیں ہیں اگر قلب کو اللہ تعالیٰ کیلئے فارغ کیا جائے تو پھر توجہ الی اللہ کی توفیق ہوگی اور قلب تجلی گاہ حق بن جائے گا' یہ بات صرف سمجھ لینے سے کافی نہیں ہوتی بلکہ

اہتمام کے ساتھ عمل کرنے سے مقصود حاصل ہوتا ہے' اپنے قلب کو کم از کم تین منٹ روزانہ کوئی وقت مقرر کر کے مطلقاً فارغ رکھنے کی عادت ڈالو پھر اس کے ثمرات مشاہد ہوں گے۔

بفراغ دل زمانے نظرے بماہ روئے ۔۔۔ بہ ازاں کہ چتر شاہی ہمہ روز ہاؤ ہوئے

جس کسی کو بھی دین و دنیا کی نعمتوں کا احساس ہوا اور اس پر ادائے شکر کی توفیق اور ازدیار نعمت کا اندازہ ہوا' اس فراغت قلب کے بدولت ہوا' فراغت قلب کا ایک عنوان صحبت اہل اللہ بھی ہے اگر آپ تھوڑی دیر کیلئے علائق دنیا کو قطع کر کے فراغت قلب حاصل نہ کر لیتے تو آپ اہل اللہ کی مجلسوں میں جاتے ہی کیوں' ان کی مجلس میں آپ کو محبت الٰہیہ کی نعمت ملتی ہے آپ کو شرف مجالست حاصل ہوتا ہے بس فراغت قلبی کی قدر کرنا چاہئے اور اس کے حصول کی کوشش کرنی چاہئے' پھر تم اپنی زندگی میں تعلق مع اللہ کا مشاہدہ کرو گے اور فراغت قلبی کے میسر ہو جانے کے بعد عالم کائنات کے سب مظاہر اور مناظر قلبی کے لئے معاون ہو جاتے ہیں' پھر آسمانوں کی چیزیں اور زمین کی چیزیں' عالم تعلقات' دوست احباب' ناگواریاں' خوشگواریاں ان سب میں تجلیات الٰہیہ مشاہد ہوتے ہیں' ہماری تمام ظاہری اور باطنی قوتیں اور ہمارے تمام احساسات جذبات' ہمارے تمام حواس وادراکات تعلق مع اللہ کا ذریعہ بن جاتے ہیں اور رجحانات اٹھ جاتے ہیں ذرا اس کو حاصل کر کے تو دیکھو۔ **وما توفیقی الا باللّٰہ**

پس از سی سال این نکتہ محقق شد بہ خاقانی ۔۔۔ کہ یک دم با خدا بودن بہ از ملک سلیمانی

سعی اور اتمام

السعی منی والا تمام من اللّٰہ کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ ساری عمر اپنی استطاعت کے مطابق طاعات میں کوشش اور معاصی سے بچنے کا اہتمام رہے یہی بندگی کی شان' ورنہ ان کا حق کس سے ادا ہوا اور کون ادا کر سکتا ہے؟ کیونکہ تمہاری توجہ جتنی نسبت ہے عمل کی وہ تو تمام عمر ناقص ہی رہے گی' اتمام کرنے والے اللہ تعالیٰ ہیں اور ان کا اتمام کامل ہے' اب اپنا اپنا ظرف ہے اس میں بڑے بڑے ظرف والے' اہل معرفت' اہل مقامات اور

صاحب نسبت بھی ہیں اور چھوٹے ظرف والے بھی ہیں' تم اپنا ظرف دیکھو اور انعامات کا مشاہدہ کرو تا کہ شکر کی توفیق ہو۔

کیا غرض مجھ کو کس کے جام میں ہے کیسی ہے میرے پیانے میں لیکن حاصل مے خانہ ہے
(عارفی)

اس طرف دیکھو کہ ناقص سعی عمل پر اللہ تعالیٰ نے انتہائی کامل اہتمام فرمایا' پھر جس درجہ میں جاؤ گے اپنا ظرف کم اور عطا کامل نظر آئے گا اس سے مزید شکر کی توفیق ہو گی' استعداد ترقی کرے گی ظرف بھی بڑھے گا اور بڑے بڑے صاحب کمالات جن پر افضال اور انعامات الٰہیہ ہوئے ہیں ان میں شامل ہو جاؤ گے کچھ نہ کر پائے اور نعمتیں اندازہ سے باہر مل رہی ہیں اس پر گردن جھکا کر ندامت کے ساتھ شکر ادا کرو یہی وفا کی شان ہے' ارشاد فرمایا گیا ماعرفناک حق معرفتک اور اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں

"اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ"

ترجمہ:۔ آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت کو پورا کر دیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دولت اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم میں تقسیم فرمائی اور انہوں نے اس امانت کو قیامت تک کے امتیان محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچانے کا معتبر و مستند انتظام فرمادیا' پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس والوں میں جس طرح صدیق اکبر کامل ہیں' فضیلت کا معیار جدا ہے اسی طرح ایک بدوی بھی دولت ایمانیہ میں کامل ہے' ارشاد ہے اصحابی کالنجوم (ترجمہ) میرے صحابہ (ہدایت حاصل کرنے کیلئے) ستاروں کی طرح ہیں) سب جگمگا رہے ہیں' چھوٹے بڑے' اپنی اپنی جگہ پر ان کے مراتب الگ الگ' حیثیتیں جدا گانہ مگر سب کامل ہیں' جنت میں بھی سب کامل ہی ہوں گے' ناقص کوئی نہ ہو گا مگر مراتب اور مدارج میں زمین آسمان کا فرق ہو گا' ارے ان کے فضل سے ہر اہتمام کرنے والا امتی اپنی جگہ پر کامل ہے۔

اسی طرح شیخ کی مجلس میں مختلف استعداد کے لوگ ہیں' شیخ نے ایک کو درس و تدریس میں لگا دیا' ایک کو خانقاہ میں بٹھا دیا کسی کو مسجد میں امامت سپرد کر دی' کسی کو اذان دینے پر اور جھاڑو لگانے پر مامور کر دیا مگر یہ سب کامل ہیں' شیخ کے تعلق کے ساتھ' پھر اہتمام عمل میں کوئی

کسی حال میں ہے کوئی کسی حال میں۔

آپ کے جتنے ملازمین ہیں سب کو آپ سے تعلق ہے، سب اپنے اپنے درجہ میں مقرب ہیں اور اپنے اپنے منصب پر کامل ہیں، ہمارے حصہ میں فہم سلیم و اعمال صالحہ کی بدولت جو عرفان آیا ہے، ہمارے لئے کامل ہے آپ کے حصہ میں جو آیا ہے آپ کے لئے کامل ہے، اپنا اپنا رنگ ہے مگر عطاء ان کی ہر حال میں کامل ہے۔

ہر گلے را رنگ دبوئے دیگر است

بس سعی کی نسبت بندے کی طرف ہے اور ہمیشہ ناقص ہی رہے گی اور عطا ان کی طرف سے ہے یہ ہمیشہ کامل ہوگی۔

حسن کمال حسن ہے یعنی حسن جہاں ہے کامل ہے عشق مال عشق ہے یعنی عشق میں کامل کوئی نہیں

صبر و شکر

ڈاکٹر صاحب مدظلہ نے فرمایا کہ صبر و شکر اعمال باطنی کے بنیادی ستون ہیں ان کو حاصل کرنے کیلئے نفس کے ساتھ بڑا مجاہدہ کرنا پڑتا ہے اور کسی مرشد و مصلح کی تعلیم و تربیت ہی سے اس کا حاصل کرنا ممکن ہے۔

انسان کی ساری زندگی انہی دو باتوں سے مرکب ہے صبح سے شام تک یا تو اپنے حسب دلخواہ امور پیش آتے ہیں یا اپنے منشاء کے خلاف خوشگوار یا ناخوشگوار، خوشگوار پر شکر واجب ہے اور ناخوشگوار پر صبر واجب ہے، دونوں مامور بہ ہیں اور عبادت ہیں لیکن ہم لوگ اپنی روزمرہ کی زندگی کے مختلف مشاغل میں اس قدر مشغول اور حواس باختہ رہتے ہیں کہ نہ تو خوشگوار باتوں پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کی یاد اور توفیق ہوتی ہے اور نہ ناخوشگوار باتوں کو منجانب اللہ سمجھ کر صبر کی توفیق ہوتی ہے۔ ہمارے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے کمال شفقت و محبت سے ہماری فراموش کاری کا اندازہ فرما کر ان دونوں امور یعنی صبر و شکر کا حق ادا نہ کر سکنے پر اس کی تلافی کیلئے کیسی جامع دعا تجویز فرمائی ہے، چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک کے الفاظ ہیں اس لئے یقیناً مقبول ہیں۔

ان شاء اللہ تعالیٰ اس کا ورد ہی ہمارے لئے باعث شرف قبولیت ہوگا وہ دعا یہ ہے۔

فکم من نعمه انعمت بها علی قل لک بهاشکری و کم من بلیه ابتلیتنی بهاقل لک بها صبری فیاماً قل عند نعمه شکری فلم تحرمنی و یامن قل عند بلیه صبری فلم یحذلنی ویامن رانی علی الخطا یا فلم یفضحنی.

ترجمہ:۔ بہت سی ایسی نعمتیں ہیں کہ تو نے مجھے عطا فرمائیں مگر میرا شکران کے مقابلہ میں کم رہا اور بہت سی مصیبتیں ہیں کہ تو نے مجھے ان میں مبتلا کیا اور ان پر میرا صبر کم رہا' پس اے وہ کہ اس نعمت کے وقت میرا شکر کم رہا پھر بھی مجھے محروم نہیں کیا اور اے وہ کہ اس کی (دی ہوئی) مصیبت کے وقت میرا صبر کم رہا پھر میرا ساتھ نہ چھوڑا اور اے وہ کہ دیکھا مجھے گناہوں پر پھر بھی فضیحت نہ کیا مجھے۔

سوتم بھی مذکورہ بالا دعا کا مفہوم سمجھ کر التزاماً تلاوت کرتے رہو اور اللہ تعالیٰ سے قبولیت کے امیدوار رہو۔

دوسرے یہ کہ ایمان حاصل بڑی دولت ہے گو مدارج کمال چند در چند ہوں مگر ایمان جہاں ہے جس کے پاس ہے صحیح ہے اس کی استعداد کے موافق اس میں کوئی کمی نہیں لیکن ضعیف ہے یا قوی' یہ الگ چیز ہے ہم لوگوں کو چاہئے یہ کہہ لیجئے کہ ایمان کا کمال یا اعلیٰ درجہ حاصل نہیں یا یہ کہئے کہ ہمارا ایمان ضعیف ہے' بہرحال اس ضعف کو دور کرنے کیلئے یا اس کا اعلیٰ درجہ یعنی کمال حاصل کرنے کیلئے صحبت اہل اللہ کی ضرورت ہے' اہل اللہ کے فیضان صحبت سے قلب کی صلاحیتیں اور استعداد درست ہوتی ہیں اور ایمان کو تقویت پہنچتی ہے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں سن کر اور ان کے مطابق عمل کرنے سے کمال ایمان کا اعلیٰ درجہ خود بخود رفتہ رفتہ ہوتا رہتا ہے اور جب ایمان میں تقویت پیدا ہونے لگتی ہے پھر ناممکن ہے کہ مواقع صبر پر صبر نہ ہو اور حالات شکر پر شکر نہ ہو' لہٰذا صحبت اہل اللہ اختیار کرو' خود اللہ تعالیٰ نے نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرنے کیلئے تاکید فرمائی ہے۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ

معاملات اور معاشرت کی اصلاح پر توجہ

ایک سلسلہ گفتگو میں ارشاد فرمایا کہ پہلے مقصود کو سمجھ لو اچھی طرح سے کہ کیا ہے اور مقصود ہے کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا ہو جائیں۔ کیف سے‘ بے کیفی سے خوف سے‘ محبت سے‘ وساوس و خطرات کے ساتھ یا بے دلی سے‘ شرما حضوری سے کسی طرح ادا ہوں ادا ہو جائیں‘ جس طرح بعض مرتبہ حقوق اللہ کی ادائیگی میں دل نہیں لگتا ادا کرتے ہیں‘ اسی طرح حقوق العباد کے ادا کرنے کو بھی دل چاہے نہ چاہے ادا کرتے رہو‘ نماز میں وساوس و خطرات آتے ہیں تو پوچھا جاتا ہے کہ کس طرح ان کو دور کیا جائے‘ کیسے حضور قلب حاصل کیا؟ مگر حقوق العباد کی ادائیگی میں کبھی نہیں پوچھتے کیا اس میں وساوس نہیں آتے؟ کیا نفس و شیطان اس وقت چھوڑ دیتے ہیں؟ جب نماز پڑھتے ہو تو درجہ احسان حاصل کرنا چاہتے ہو‘ مگر جب معاملہ کرتے ہو؟ تب بھی اللہ میاں نظر آتے ہیں یا نہیں؟

عجیب بات ہے جو انوار کی جگہ ہے یعنی نماز وہاں تو وساوس کی شکایت اور معاملات کے ظلمت کدے میں سراپا انہماک‘ ارے جہاں گندگی ہے وہاں کیوں وساوس کا تذکرہ نہیں کرتے؟ تو یہاں چھڑکنے کی ضرورت ہے‘ معاملات اور معاشرت میں جو گندگیاں ہیں فاسد خیالات ہیں‘ بری نیتیں اور ناپاک ارادے ہیں‘ ان پر کیوں نظر نہیں جاتی اور نماز میں تو آپ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہیئت سے عظمت الٰہی کا حق ادا کرنے کیلئے کھڑے ہوتے ہیں‘ یہاں کیا شکایت یہ ہیئت تو خود مانع ہو رہی ہے منکرات سے۔

جب یقین کے ساتھ سمجھ لیا کہ مقصود صرف فرائض و واجبات کی ادائیگی ہے اور فرائض و واجبات جس طرح عبادات میں ہیں اسی طرح معاملات اور معاشرت میں بھی ہیں تو پھر کیسی ہی حالت ہو طبیعت میں غصہ ہو‘ کڑھن ہو‘ گرانی ہو‘ حق واجب ادا کر دیا جائے مقصود حاصل ہے‘ اصل مقام تو یہ ہے مجاہدہ نفس کا‘ یعنی معاملات و تعلقات مع الخلق‘ دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق وافر عطا فرماویں اور ہم ان کی مخلوق کا حق ادا کر کے ان کو راضی کر لیں۔

وقت کی اہمیت

فرمایا کہ ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو وقت کی بڑی قدر تھی معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے حضرت کی فطرت ہی میں وقت کی اہمیت کو مضمر کر دیا تھا حضرت کو ابتداء ہی سے وقت کے ایک ایک لمحہ کو صحیح اور برمحل استعمال کرنے کا اہتمام تھا چنانچہ اسی کی برکت ہے کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے رشد و ہدایت اور علوم دین کی تبلیغ و اشاعت کا ایک بہت گرانقدر اور بہت بڑا ذخیرہ ہمارے لئے اور آئندہ نسلوں کیلئے مہیا فرما دیا ہے' ہر وقت حضرت کی نظر گھڑی پر رہتی تھی اور نہایت سہولت اور بے تکلفی سے ہر کام کو جو نظام الاوقات کے تحت ہوتا تھا انجام دیتے تھے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ حضرت ہمہ وقت بالکل فارغ ہیں اور جو کام کر رہے ہیں نہ اس میں عجلت کا شائبہ ہے اور نہ اس میں کسی فکر و کاوش کا اثر ہے۔ ساری عمر اپنے تمام معمولات اور ضروریات زندگی کو مقررہ اوقات میں ایک ہی انداز میں ڈھال لیا تھا۔

فرصت کے بہانے کام نہ ٹالو

کسی کام کو جو دین اور دنیا کے لحاظ سے ضروری اور اہم ہو اس کو اس امید پر ملتوی کرنا کہ پھر کسی فرصت کے وقت اطمینان سے پورا کر لیں گے ایک بڑی سخت غلطی ہے کیونکہ جس کام کا تقاضا اور داعیہ اس وقت پیدا ہوا ہے اس کو اسی وقت انجام دینا چاہئے' پھر خدا معلوم موقع ملے یا نہ ملے اور اس کام کو وقت پر پورا نہ کرنے سے جو نقصان ہوتا ہے وہ اکثر ناقابل تلافی ہوتا ہے جس کیلئے انسان افسوس ہی کرتا رہتا ہے جس کا حاصل کچھ نہیں مگر ہم لوگ اکثر و بیشتر اپنے ضروری کاموں کو وقت کی قدر نہ ہونے کی وجہ سے ضائع کرتے رہتے ہیں اسی طرح ہماری ساری عمر غفلت اور اس کا خمیازہ بھگتنے میں بسر ہو جاتی ہے' سچی بات یہ ہے کہ وقت بڑے قدر کی چیز ہے بلکہ یوں سمجھو کہ دین اور دنیا کی دولت یہی ہے جس نے اس سے فائدہ اٹھایا اس کے دین کا بھی نفع ہوا اور دنیا کا بھی۔

زمانہ جوانی کی قدر

جوانی کا زمانہ اکثر غفلت کا زمانہ ہوتا ہے اور عاقبت اندیشی کی قابلیت کم لوگوں میں ہوتی ہے جب جوانی کے بعد اعصاب کمزور ہونے لگتے ہیں دل دماغ میں ضعف پیدا

ہو جاتا ہے طاقت اور ہمت جواب دے جاتی ہے اس وقت اکثر جب ہوش آتا ہے کہ ہماری پچھلی عمر بڑی کوتاہیوں اور خامیوں میں بسر ہوئی اور آخرت کے لئے ہمارے پاس کوئی سرمایہ نہیں ہے اب کیا کریں اور اگر کرنا بھی چاہیں تو اس کے لئے کوئی سامان نہیں ہے نہ دل ودماغ ہے اور نہ ہمت ہے نہ طاقت یہ بڑی مایوسی اور بے چارگی کا عالم ہوتا ہے۔

لیکن مسلمان کے لئے یہ اللہ تعالیٰ کا بڑا انعام اور احسان ہے کہ اس نے اپنے فضل و کرم سے مسلمانوں کی زندگی کے ہر لمحے کو قابل قدر بنادیا ہے' مسلمان جب چاہے ندامت قلب کے ساتھ اپنے آمرزگار اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو جائے اور اپنی غفلتوں کی کوتاہیوں کی اور خامیوں کی معافی چاہ لے اور تلافی کر لے۔

باز آباز آہر آنچہ ہستی باز آصدبار اگر تو بہ شکستی باز آ
ایں درگہ مادر گہ نومیدی نیست گر کافر و گبر و بت پرستی باز آ

اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ ہم توبہ کرنے والوں کے تمام گناہ معاف کر دیتے ہیں' ساری عمر غفلت میں گزرانے کے بعد اب آخر عمر میں اللہ تعالیٰ کی سنت یہ ہے کہ وہ چاہتے ہیں کہ ان کے مقبول بندوں سے تعلق پیدا کرو' وہ تمہیں اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی تدبیریں بتائیں گے اور جو کچھ نقصانات تم اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں اور غفلتوں کی وجہ سے اپنی روح کو پہنچا چکے ہو اس کی تلافی کیلئے تدبیریں بتائیں گے اور تمہاری مایوسیوں کو دور کر کے اللہ تعالیٰ کی رحمت اور مغفرت کا امیدوار بنائیں گے اور تم ان کی رہنمائی اور رہبری سے صراط مستقیم پر لگ جاؤ گے اور یہی علامت خاتمہ بخیر ہونے کی ہے۔

صحبت اہل اللہ کی ضرورت

اس لئے تم خواہ کسی حالت میں ہو اور زندگی کے کسی دور میں ہو آخرت کے معاملہ کیلئے کبھی مایوس نہ ہو' کسی "اللہ والے" سے تعلق رکھنا نہایت ضروری ہے تاکہ شیطان کے فریب اور نفس کی شرارت سے حفاظت رہے ورنہ شیطان اللہ تعالیٰ کی رحمت و مغفرت سے ناامید کر کے مسلمان کو کفر تک میں مبتلا کر دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی حفاظت عطاء فرماویں۔

خلاصہ یہ ہے کہ کسی "اللہ والے" سے تعلق پیدا کرو اور فرائض وواجبات ادا کرنے کا اہتمام اور

کچھ دیر ذکر اللہ یعنی ذکر لسانی اور ذکر قلبی کر لیا کرو' انشاء اللہ تعالیٰ روح میں قوت پیدا ہوگی ایک ایسا وقت ہوتا ہے جب انسان ضعیف اور ناتواں ہو جاتا ہے لیکن ذکر اللہ و طاعات و عبادات سے اس کی روح قوی اور جوان ہو جاتی ہے اور اس کو تعلق مع اللہ کی دولت نصیب ہوتی ہے اور یہ دولت مسلمان کی دنیا و آخرت کے لئے بڑا سرمایہ ہے' اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ہم سب کو نصیب فرمائیں۔

ہر چند پیر و خستہ و بس ناتواں شدم　　　ہر گاہ نظر بہ روئے تو کردم جواں شدم

پاس انفاس

فرمایا ہمارے حضرت نے پاس انفاس کے معنی سمجھائے ہیں کہ فکر و تامل کا نام ہمارے یہاں پاس انفاس ہے اللہ تعالیٰ کن باتوں سے راضی ہوتے ہیں اور کن باتوں سے ناراض' اپنے تمام حرکات و سکنات میں تمام معاملات و تعلقات میں اپنے نفس کو قابو میں رکھنا' حسنات و رزائل پر نظر رکھنا یہ پاس انفاس ہے' مثلاً زبان سے کوئی بے جا لفظ نکل گیا تو اس کے تدارک کی فکر ہو جائے توبہ کی طرف توجہ ہو یا کسی سے کوئی ناگواری پیش آئی' دل پر اس کا اثر ہوا' سوچے کہ کہیں ہم ہی سے تو کوئی زیادتی نہیں ہوگئی' دعا کرنے لگے یا اللہ دل میں قدورت نہ آنے پائے یا اللہ! جس سے مجھے ناگواری پیش آئی اسے معاف کر دیجئے' پاس انفاس کا یہ عمل بھی کر کے دیکھے باطن کی ترقی ہوتی ہے یا نہیں؟

عزیز من یہ نفس کہاں کہاں بھٹکتا ہے' کبھی کچھ اور دیر اپنے لمحات زندگی میں تامل کر کے تو دیکھئے' اگر کسی سے کچھ ناگواری پیش آ گئی تھی تو اب کیوں غصہ کے تاثرات لئے بیٹھے؟ توبہ تو کر لو' اس گندگی سے جس پر غصہ کیا ہے اس سے معافی مانگ لو اور تھوڑی دیر مراقبہ کر لو' یا اللہ بڑی نادانی ہوئی' معاف فرما دیجئے اور میرا دل صاف فرما دیجئے اوراد و وظائف کے ثمرات اسی طرح حاصل ہوتے ہیں' تقویٰ کی جھلکیاں یوں ہی پیدا ہوتی ہیں' میں نے یہ بات تو صرف مثال کیلئے بیان کی اسی طرح دوسری تمام باتوں میں اہتمام و احتیاط سے کام لینا ہے یہی پاس انفاس ہے یہی مجاہدہ ہے۔

تزکیہ نفس اسی طرح ہوتا ہے جب دل پر کسی معصیت کا دھبہ آ جائے فوراً دھولو'

ندامت قلب سے توبہ کرلو اور عمر بھر یہی کرنا ہے یہی کرتے رہو ان شاء اللہ اس سے کیفیت تقویٰ پیدا ہوگی اور تعلق مع اللہ نصیب ہوگا۔

غرض کہ اپنی آنکھ، کان، زبان اور دل سے جو اعمال صادر ہوتے ہیں ان کی نگرانی رکھنا اور ان کا اپنے اپنے موقع پر صحیح استعمال کرنا، حقیقت میں پاس انفاس یہی ہے، حضرت سارے مقامات باطن کے اسی طرح طے ہوجائیں گے۔ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ

ذکر و فکر اور مقام شکر

فرمایا ہم کو ذکر اللہ کی عادت ڈالنی چاہئے پھر اصل ذکر تو قلب ہی سے ہونا چاہئے لیکن پہلے زبان سے ہی کرتے رہیں، پھر ذکر لسانی کرتے کرتے کبھی دل تک بھی اس کے اثرات کی ایک آدھ دفعہ لہر پہنچ جاتی ہے اور ذکر قلبی کی دولت بھی رفتہ رفتہ میسر ہونے لگتی ہے جب ذکر لسانی کے ساتھ ذکر قلبی بھی جاری ہوجاتا ہے تو پھر تمام عالم امکان ہمارے لئے ذکر قلبی کا باعث اور محرک بن جاتا ہے جس طرح تسبیح مذکر ہے ذکر لسانی کیلئے اسی طرح اس کائنات کی ایک ایک شے ذکر قلبی کیلئے مذکر ہو جاتی ہے اور ہمارے تمام امور زندگی، معاملات، معاشرت اور ساحات وحوادث اور سامان عیش و راحت غرضیکہ گرد و پیش کی تمام چیزیں ذکر قلبی کی فضا میں مظاہر تجلیات الٰہیہ بن جاتی ہیں کیونکہ

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

ذکر قلبی دعوت فکر دیتا ہے احساس فکر اور تقاضائے فکر پیدا کرتا ہے بلکہ یہ کہنا چاہئے کہ فکر و تدبر کا مادہ جو خوابیدہ اور چھپا ہوا تھا اس کو ابھار دیتا ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنے صفات کا تمام مظاہر ہمارے لئے اپنی طرف متوجہ کرنے کے واسطے پیدا فرمائے ہیں جو لوگ دائماً ذکر فکر میں محو رہتے ہیں بے ساختہ اقرار کرتے ہیں " رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا " کہ اے رب آپ نے کوئی شے بیکار پیدا نہیں فرمائی اس طرح ہمارے حالات زندگی وہ کسی نوعیت کے ہوں خوشگوار سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں اور ان کے اندر جو حکمت و مشیت ہے وہ سراسر ہمارے لئے رحمت ہی رحمت ہے تجلی جمال بھی ہمارے لئے اور تجلی جلال بھی ہمارے لئے ان دونوں کے بغیر معرفت کی تکمیل نہیں ہوتی، شکر سے بھی معرفت پیدا ہوگی اور صبر سے بھی اور معرفت سے محبت

الٰہیہ حاصل ہوگی یہ محبت کی گرویدگی کس نے پیدا کردی انہیں گرم وسرد اور تلخ وشیریں حالات زندگی نے جبکہ ہم نے ان کو منجانب اللہ سمجھ کر ان پر صبر کیا یا شکر ادا کیا اور یہ صبر وشکر بھی اپنے اپنے مقام پر ذکر اللہ ہی کا درجہ رکھتے ہیں۔ یہ عیش ونشاط یہ رنج وغم اور زندگی کے نشیب وفراز سب انہی کے رحمت کے عنوانات ہیں اور سب انہی کے ذکر مع الفکر سے معمور ہیں۔

کوئی جو ناشناس ادا ہو تو کیا علاج ان کی نوازشوں میں تو کوئی کمی نہیں

بس کچھ دیوانوں کی طرح یہی رٹ لگانی چاہئے کہ یہ سب کچھ میرے لئے ہے عالم کائنات ہے اور میں ہوں جو کچھ ہو رہا ہے سب میرے لئے ہو رہا ہے ہر چیز اللہ تعالیٰ نے میرے لئے پیدا کی ہے زندگی کے لمحات کہہ رہے ہیں کہ ہم بھی موجود تم بھی موجود اپنا لو ہم کو یہی ہمارا مصرف ہے یہ لمحات اللہ تعالیٰ نے میرے لئے پیدا کئے ہیں اور اپنے تعلق اور معرفت کے لئے عطاء کئے ہیں۔ **اللھم لک الحمد و لک الشکر**

سورج طلوع ہو رہا ہے میرے لئے آج کائنات کو حیات نو عطاء کی جارہی ہے میرے وجود کیلئے میرے ہزاروں تقاضے پورے کرنے والی اور اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ کرنے والی چیزیں موجود ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ نے میرے لئے پیدا کی ہیں اس کی جھلک آئی اور شکر ادا کر لیا آتے آتے یہ جھلکیاں تند وتیز ہو جائیں گی اور آپ اپنے آپ کو انعامات الٰہیہ میں ڈوبا ہوا پائیں گے ان جھلکیوں کو پیدا کرنے کیلئے اپنی زندگی میں چند لمحات ضرور نکال لیجئے۔

اہل اللہ کی صحبتوں سے اور استحضار انعامات الٰہیہ سے قلب کی صلاحیتیں درست ہوتی ہیں ادراکات واحساسات بیدار ہوتے ہیں عالم موجودات میں یوں تو لاکھوں چیزیں یاد دہانی کیلئے موجود ہیں اگر ان میں سے چند کا شکر بھی ادا کرو گے کامیاب ہو جاؤ گے اور جس روز اس مراقبہ میں ہار جاؤ گے اسی روز دروازہ معرفت کا کھل جائے گا پکار اٹھو گے اے اللہ میں تو ان انعامات اور احسانات کا حق ادا نہیں کر سکتا۔

اے اللہ تو توفیق عطا فرما کہ میں آپ کی رضا کیلئے صحیح طور پر آپ کے انعامات اور احسانات کی قدردانی کے ساتھ یہ چیزیں استعمال کروں اے اللہ مجھے اپنا شکر گزار اور فرمانبردار بندہ بنا لیجئے یہی حاصل ہے طریق کا اور یہی ثمرہ ہے ذکر وفکر کا وَفِیْ ذَالِکَ لِکُلِّ صَبَّارٍ شَکُوْرٍ.

اصلاح کا آسان طریق

زندگی میں بہتر تغیر پیدا کرنے کے سلسلہ میں فرمایا ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ بندے کا معاملہ عجیب ہے۔ آج اپنی خامیوں پر نظر ڈال لو اور ارادہ کرلو اصلاح کا' بنالو فہرست کن کن کوتاہیوں میں مبتلا ہو' عبادت' معاملات' معاشرت و اخلاق سب میں کوتاہیوں کا جائزہ لے لو' اب دیکھو کن کن چیزوں کو چھوڑ سکتے ہو اور کن چیزوں کو نہیں چھوڑ سکتے جس کے سامنے جواب دہ ہو بس انہیں کے سامنے تنہائی میں کہہ لو کہ اے اللہ وضع قطع میں تغیر پیدا کرنا محال نظر آتا ہے اگرچہ میں یہ وضع پسند نہیں کرتا مگر خراب ماحول میں پرورش پائی ہے ایک عمر بسر کرچکا' بگڑ گیا' آپ سے بگڑی ہوئی استعداد کو بدل دیں' آپ کیلئے یہ آسان میرے لئے یہ محال نظر آتا ہے۔ تنہائی میں تہجد کے وقت اللہ میاں سے باتیں کرلیں اور کسی مخصوص وقت اور تنہائی کی بھی ضرورت نہیں' کوئی وقت ہو' تخلیہ تو اسی وقت ہی ہو جاتا ہے جب تم ان سے باتیں شروع کرو۔

اللہ تعالیٰ خود پسند فرماتے ہیں کہ یہ بدحواس پراگندہ بندے کچھ دیر تو ہماری طرف متوجہ ہو جائیں' دن میں رات میں جس وقت چاہیں بات کرلیں' ہمارے سامنے اقرار تو کرلیں اپنے عجز کا' کس چیز کو ناممکن سمجھتے ہو' وضع قطع میں تغیر تمہارے لئے ناممکن سہی مگر یہ تو ممکن ہے دو باتیں دو منٹ کیلئے اللہ تعالیٰ سے کرلیا کرو' کسی وقت ان سے یہ کہہ لیا کرو اے اللہ میں عاجز ہوں' ناتواں ہوں' نالائق ہوں' کچھ کرتے بن نہیں پڑتا' آپ ہی اپنا فضل فرماویں یہ تو کہہ لیا کرو کیا اتنا بھی نہ کرسکو گے؟ اتنا تو اختیار رکھتے ہو کہ زبان سے کہہ لو' دیکھو پھر تغیر ہوتا ہے یا نہیں' یہ نسخہ اکسیر ہمارے حضرت کا بتایا ہوا ہے۔

اس دربار میں معروض پیش کرنے والا کبھی نامراد نہیں ہوسکتا' ذرا طلب ظاہر کرکے مانگنے پر اترتو آؤ' پیش تو کرو کچھ' کیا کہنا ہے کام تو یونہی بنے گا عاجز و درماندہ ہو کر سامنے جاؤ' اے اللہ کوئی میری مدد نہیں کرسکتا سوائے آپ کے' آپ کی قدرت و جلال کے سامنے میں کیا سارا عالم عاجز ہے۔ اے اللہ میرا یہ حال ہے کہ اہل و عیال میرے دوست احباب میرے دل میرا نفس میرا اور اپنا ہوتے ہوئے پھر بھی یہ سب مجھ سے بیگانے' کوئی بھی اپنے

کہنے میں نہیں کوئی اپنا ہم نوا نہیں، تمام عالم تعلقات رکھتے ہوئے بھی تنہا ہوں، حیران و پریشان عاجز و درماندہ میرا کسی چیز پر قابو نہیں، آپ ہی اس ضعیف کی دستگیری فرمائیں، بس طلب ظاہر کرو، راستہ تو عرض معروض ہی سے کھلے گا الحاح وزاری کرو، اپنا حال کہتے رہو، پھر زندگی میں انقلاب آتا ہے یا نہیں مگر ہم میں یہ فہم ہی نہیں، یہ طلب ہی نہیں، طلب نہ ہونے پر فرماتے ہیں "اَنُلۡزِمُكُمُوۡهَا وَاَنۡتُمۡ لَهَا كٰرِهُوۡنَ" (ترجمہ) کیا ہم ہدایت کو تم پر چپکا دیں اور تم اس کو ناپسند کرتے رہو اس لئے خود بھی تو کچھ اپنی طلب ظاہر کرو یوں تو بغیر تمہاری طلب کے اور بغیر کسی استحقاق کے انہوں نے ہزاروں نعمتیں تم کو دے رکھی ہیں، بغیر طلب کے کہیں کچھ ملا ہے کسی کو؟

جب مانگو گے نہیں تو کوئی دے کیسے دے گا؟ تم کو اپنے عجز اور اپنے عاجز نواز پر نظر ہونا چاہیے۔ بس اسی طرح اپنی ایک ایک کوتاہی اور قصور کو بارگاہ الٰہی میں پیش کرتے رہو اور مناجات کرتے رہو اور اپنی کوتاہیوں کے تدارک کی طرف متوجہ رہو اور ان کو ترک کرنے کا اہتمام کرتے رہو۔

السعی منی والاتمام من اللہ تعالیٰ

ان شاء اللہ تعالیٰ ایک دن کامیاب ہو جاؤ گے۔

حیااور غیرت ایمانی

عارف باللہ حضرت ڈاکٹر عبدالحیٔ صاحب عارفی رحمہ اللہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہ کے خاص خلفا میں سے ہیں، موصوف ہر جمعہ اور اتوار کو اپنی قیام گاہ (شمالی ناظم آباد) پر اپنے متوسلین سے خطاب فرماتے ہیں آپ کی مجلس بڑی پُر اثر اور اصلاح اعمال واخلاق کے لئے نہایت کارگر ہوتی ہے، انہی مجلسوں میں سے ایک مجلس میں حضرت موصوف نے جو کچھ ارشاد فرمایا اس کا خلاصہ برادر محترم جناب ریاض الدین شمسی صاحب نے قلمبند کرلیا ہے ذیل میں وہ مضمون پیش خدمت ہے۔ (ادارہ)

اجزاء ایمان میں ایک بڑا اور اہم جزو شرم وحیا ہے۔ یہ ایک بڑا شعبہ ہے ایمان کا۔ حدیث شریف کا مضمون ہے کہ حیا ایمان کا نصف حصہ ہے، جب یہ ختم ہو جاتا ہے تو دوسرا حصہ خود بخود ختم ہو جاتا ہے۔

ذرا غور کیجئے اس زمانے میں مسلمانوں کے پاس حیا کہاں ہے کس کے پاس ہے، معاشرہ کی لعنتوں نے حیا کا مفہوم ہی ہمارے ذہنوں سے نکال دیا ہے اور ہم کو اس کا ذرا احساس نہیں۔ نصف ایمان تو ڈھایا جا چکا ہے پھر نصف کی بقا کی کیا صورت ہوگی؟ کبھی آپ نے اس بات پر غور کیا ہے؟

حیا کا فقدان

اب ڈھونڈیئے چل کر حیا کہاں ہے؟ کس جگہ ہے؟ سب سے پہلے اپنی طرف نظر ڈالئے۔ آپ کے نفس نے آپ کو اس چکر میں ڈال رکھا ہے کہ آپ تھوڑے بہت دیندار آدمی ہیں۔ نماز، روزہ فرائض واجبات ادا کر لیتے ہیں لیکن اس کے باوجود کیا آپ نے غور کیا

کہ آپ کہاں کہاں حیا سے کام لیتے ہیں؟ کہاں کہاں آپ کی نظر بہکتی ہے۔ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی صریح خلاف ورزی دیکھ کر کب آپ کو غیرت آتی ہے۔ خلاف شرع کام کرنے میں کب خود آپ کو شرم محسوس ہوتی ہے؟ بلکہ اس کے برخلاف جانتے بوجھتے غیر شرعی باتوں میں کتنی رغبت اور دلکشی محسوس کرتے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایمان کا دعویٰ کرتے ہوئے بھی جتنی غیرت ایمانی ہمارے پاس ہونی چاہیئے وہ نہیں ہے۔

اب ہم اس کی کیا تشریح کریں؟ ہر شخص خود اپنے دل کو ٹٹول کر دیکھ لے اپنی ہی ذات کو پہلے دیکھ لیں۔ پھر اپنے اہل وعیال پر نظر کریں۔ کیا ہمارے لڑکوں میں حیا ہے؟ کیا ہماری لڑکیوں میں حیا وشرم ہے۔ حیا تو کہیں بھی نہیں ہے۔ شرم وحیا سے سب کے سب بیگانہ اور آزاد ہیں۔ نفس وشیطان نے سب سے پہلے ہماری حمیت اور غیرت ایمانی پر ڈاکہ ڈالا ہے۔

آدھا ایمان تو جا چکا، اب اعمال وطاعات میں جان آئے تو کہاں سے؟

عورت کا سب سے بڑا شرف نسوانیت وحیا ہے، جس عورت میں حیا نہیں اس میں نسوانیت ہی باقی نہیں۔ سارے جسم کا پردہ اب تو قریب قریب اتر گیا ہے، عقلوں پر پڑ گیا۔ اب لباس پوشاک ہی دیکھ لیجئے، کھلا ہوا سر اور سینہ، غیر محرموں سے بے محابا ملنا جلنا، حیا کا تو نام بھی باقی نہیں رہا۔ اور یہ بے حیائی کے مناظر آج اچھے خاصے دیندار اور شریف گھرانوں میں بھی عام ہیں۔ الا ماشاء اللہ

اس کثرت کی بے حیائی نے ہم کو بے حس بنا دیا ہے۔ نہ گھروں میں حیا وشرم دکھائی دیتی ہے، نہ گھروں کے باہر، عورت کے منہ پر آج یہ الفاظ ہیں کہ وہ دن ختم ہوئے جب عورت گھروں کی چار دیواری میں چھپی بیٹھی رہتی تھی اب ہم بیدار ہو گئے ہیں۔ گھروں سے باہر نکلیں گے، ہر کام میں مردوں کے شانہ بشانہ حصہ لیں گے۔ ہم ہر طرح آزاد ہیں۔ ہم ترقی کی راہ میں مردوں سے آگے بڑھ کر اپنا مقام پیدا کر لیں گے۔ "اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ"

اللہ کے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کی پیشین گوئی فرمائی تھی وہ زمانہ آچکا ہے۔ سب سے زیادہ حصہ دوزخ میں عورتوں کا ہوگا۔ خدا کا قانون نافذ ہو چکا اس کو کوئی نہیں بدل سکتا، اب یہ سب عورتیں آزاد ہیں نفس اور شیطان جس طرف بھی انہیں لے جائے اور مردوں کا یہ عالم ہے کہ وہ خود عورتوں کی اس بے پردگی اور مغربی وضع قطع کے دلدادہ ہیں اور اس کو

تہذیب حاضر کا امتیاز سمجھتے ہیں، یادرکھو ایسے لوگوں کا ایمان خطرے میں پڑ گیا ہے۔

شیطان نے لاکھوں برس خدائے پاک کی عبادت کی لیکن جس وقت حضرت آدم کو خدا نے پیدا کیا تو یہ صاحب ہاتھ ملنے لگے کہ اب خدا کا خلیفہ پیدا ہو گیا لیکن جب عورت کی تخلیق ہوئی تو انہوں نے خوشی کے مارے بغلیں بجائیں کہ اب میرا کام ہو گیا یہی میرا آلہ کار بنے گی۔

رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں لوگوں کو پکڑ پکڑ کر گھسیٹتا ہوں اور لوگ زور وشور سے دوزخ کی طرف بھاگے چلے جارہے ہیں، یہ سب اس وقت کے حالات پر صادق آرہا ہے۔

بات نصف ایمان کی ہورہی تھی کہ حیاوشرم کو کہاں کہاں تلاش کرو گے؟ چلو ڈھونڈو چل کر، اپنی ذات کا جائزہ لے لیا، اپنے اہل وعیال پر نظر ڈال لی، اب ذرا گھر سے باہر جھانک کر دیکھو۔

مخلوط تعلیم کی تباہ کاریاں

اسکول کالجوں میں مخلوط تعلیم، جوان لڑکے جوان لڑکیاں سر کھلا، سینہ کھلا، نیم برہنہ لباس شرم وحیا سے بے نیاز بے باکانہ آپس میں ملتے جلتے ہیں، اس طرح تمام تعلیم گاہیں ایمانی واسلامی حمیت وغیرت سے بیگانہ ہو چکی ہیں، اور اس کو تہذیب حاضر کا سرمایہ ناز سمجھا جاتا ہے۔ کوئی ان سے پوچھے کیا تم مسلمان ہو اور کیا اسلام کا یہی تقاضا ہے؟

تجارت گاہوں پر نظر ڈالو، ناقص اشیاء، چور بازاری، ملاوٹ، ذخیرہ اندوزی کا بازار گرم ہے ان لوگوں میں انسانی محبت وغیرت کا شائبہ تک نہیں۔

دفاتر میں جا کر دیکھ لو؟ دھڑلے کے ساتھ بہ بانگ دہل رشوتیں لی جارہی ہیں، مخلوق خدا کو ستایا جارہا ہے، کیا ان کے پاس شرم وغیرت کا نام بھی ہے؟

جو محکمے عوام الناس کی فلاح وحفاظت کے تھے چاہے وہ ہسپتال ہوں، میونسپل ادارے ہوں، عدالتیں ہوں، ان سب میں حقوق تلفی ستم رانی اور ظلم کا دور دورہ ہے، شرم وحیا سب مٹ گئی ہے، نہ شرافت ہے نہ انسانیت، نہ ایمان ہے نہ اسلام، یوں کہنے کو سب مسلمان ہیں یہ سب سے زیادہ عبرت کی بات ہے کہ وہ ادارے جو ملک کے عوام کی راہ حیات متعین کرنے اور ان کی ترقی و بہبود کے ذمہ دار کہلاتے ہیں وہ بھی غیرت اسلامی بلکہ شرافت

انسانی سے یکسر عاری ہیں نہ ان کو برائیوں کے روکنے کی ہمت ہے، نہ غیرت بلکہ اس کے برعکس ان کے دماغ مغربی تہذیب وتمدن سے ماؤف ومسموم ہو چکے ہیں۔

مسخ عقل

حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب خداوند تعالیٰ کسی قوم پر عذاب نازل فرماتے ہیں تو ان کی عقلیں سلب کر لیتے ہیں، ہر بُری چیز ان کو اچھی معلوم ہوتی ہے، ہر بربادی کے سامان میں ان کو بہتری نظر آتی ہے، وہ نعوذ باللہ اسلامی شعائر وشعور کو اس زمانے میں ناقابل عمل سمجھتے ہیں اور اپنی شوئ قسمت سے اسلامی دستور کو بھی مغربیت اور لادینیت کے سانچہ میں ڈھالنا چاہتے ہیں۔ دوسروں پر بھی وہی مسلط کرنا چاہتے ہیں۔

ع خود تو ڈوبے ہیں صنم تم کو بھی لے ڈوبیں گے

اب میں کہاں تک تشریح کروں ہر شخص خود بحیثیت ایک مومن اور مسلمان کے اپنے اعمال کا اپنے کردار واطوار کا خود جائزہ لے کہیں بھی اسلامی وایمانی محبت کا شائبہ تک نہیں۔
ہم آپ لوگ جو کچھ نماز روزہ صدقہ تلاوت کر لیتے ہیں پھر بھی اپنے ماحول سے اتنے متاثر ہیں کہ اس بے حیائی کے خلاف آواز نہیں اٹھا سکتے، اتنے بے حس ہوتے جارہے ہیں کہ اس بے حیائی کو روکنے کے لئے کسی کو بھی توجہ نہیں ہوتی اور یہ بڑے خطرہ کی بات ہے۔
ہمارا آدھا ایمان تو ماؤف ہو چکا ہے، ہم بڑے دھوکے میں ہیں اگر کچھ عبادات طاعات کا موقع خدا نے دے دیا تو سمجھتے ہیں یہ سب کچھ ہے، اس میں تو شک نہیں کہ اس زمانے میں اتنا کچھ بھی بہت کچھ ہے، مگر بندہ نواز! ذرا سوچئے تو سہی آپ کو ایک سو روپے کا نوٹ دے دیا جائے اس کے ایک طرف سارے نقش ونگار اور نوٹ کی تمام تر خصوصیات موجود ہوں اور دوسری طرف آپ پلٹ کر دیکھیں تو کورا کاغذ، تو جناب اس نوٹ کا کیا کریں گے؟ اس نوٹ کی کیا قیمت ہے؟ کیا یہ ردی کی ٹوکری کی زینت بننے کے قابل نہیں؟ کیا یہ پھاڑ ڈالنے اور جلا دینے کے مطلب کا نہیں؟
تو صاحبو! پھر ہمارے اس ایمان کی کیا قیمت ہوگی جس کا نصف حصہ یعنی شرم وحیا ہم

سے بالکل ہی حذف ہو چکا ہو، ہم دوسری طرف سے بالکل کورے ہیں تو ان اعمال کا کیا وزن ہوگا؟ خدائے پاک کے سامنے کیا لے کر جاؤ گے کیا منہ دکھلاؤ گے اس پر بھی غور کیا ہے؟

دنیا میں جتنی بھی بُری چیزیں، جتنی بھی گمراہیاں ہیں ساری کی ساری شروع ہوتی ہیں بے حیائی اور بے شرمی سے ہم کیسے غافل ہیں کہ نہ ہم کو ان اعمال سے ڈر معلوم ہوتا ہے کہ جس میں ہم مبتلا ہیں نہ ان اعمال سے جس میں ہمارے اہل وعیال ہمارا ماحول سب مبتلا ہیں ،کیا وزن ہوگا ہمارے اس آدھے ایمان کا جس مین شرم وحیا کا بنیادی جزو نکل گیا ہو۔

دنیاوی عذاب

ذرا سوچ کر بتاؤ کون سے ایسے مواقع ہیں جہاں تمہاری گردن شرم سے جھک جاتی ہو؟ غور تو کرو کتنے فیصد ایسے مواقع ہیں جہاں خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام توڑتے ہوئے ہم کو کچھ بھی شرم محسوس ہوتی ہو ہمارا خیال ہے کہیں نہیں، پھر جو یہ عذاب الٰہی نازل ہو رہا ہے یہ گرانیاں بڑھ رہی ہیں یہ مظالم ہو رہے ہیں، یہ ناانصافیاں ہو رہی ہیں یہ انتشار خلفشار ہو رہا ہے یہ ہماری جان کا تحفظ ختم ہو چکا ہے اور یہ جو ہماری آبرو.........مٹ گئی ہے یہ جو ہم کو ہماری قوم وملک کو ذلت اٹھانی پڑ رہی ہے یہ جو ہماری شرافت انسانی ختم ہو چکی ہے اتنی باتیں ہوتے ہوئے بھی ہم کس بات پر مطمئن ہیں کیا اور کوئی انقلاب نہیں آسکتا، کیا ہم دنیا کی بربادیوں سے اور آخرت کے مواخذہ سے بچ سکیں گے، حشر کے دن جو عذاب ہوگا اس کا تو ہم تصور بھی نہیں کر سکتے، یہیں دنیا میں جو عذاب ہو رہا ہے اس کو ہی دیکھ کر عبرت حاصل کرلو، خدا کا قانون جاری ہو چکا ہے اس کو کوئی نہیں روک سکتا عذاب الٰہی آکر رہے گا۔

ارے کچھ اعمال ہماری زندگی میں ایسے ہوں گے جن کی وجہ سے اللہ پاک کے فضل و کرم سے ہم علانیہ عذاب میں مبتلا نہیں ہوئے مگر وبال اور شامت اعمال کیا کچھ کم ہیں۔

کیا خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلانات پر یقین نہیں حشر کے دن شافع محشر صلی اللہ علیہ وسلم تمام مؤمنین کو اپنے دست مبارک سے جام کوثر عطا فرمائیں گے ایک طبقہ مسلمانوں کا آئے گا اور عرض کرے گا یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم بھی آپ کے امتی ہیں ہمیں بھی جام کوثر عطا فرمایئے اس پر فرشتے کہیں گے یارسول اللہ (صلی اللہ

علیہ وسلم) یہ ہرگز آپ کے امتی نہیں ہیں یہ نام کے مسلمان تھے انہوں نے دین کو مسخ کر دیا تھا اور نئی باتیں ایجاد کیں، یہ دین کا مذاق اڑاتے تھے۔ آپ فرمائیں گے دور ہو جاؤ میرے سامنے سے ہٹا لو ان کو میرے سامنے سے یہ وہی لوگ ہوں گے جنھوں نے اپنا معاشرہ اپنی وضع قطع سب کفار سے ملالی ہوگی اور آپ کے احکام شرعیہ کی بے حرمتی کی ہوگی۔

ہماری حالت زار

آج ہم اپنی زندگی پر نظر ڈالیں کیا ہم اپنی وضع قطع اپنے پوشاک لباس سے اپنی رفتار گفتار سے اپنے اخلاق کردار سے کچھ اسلامی حدود کی پابندی کر رہے ہیں، ان کم بخت یہودی نصرانی طاقتوں نے میٹھا زہر دے کر ہماری عقلوں کو ماؤف کر دیا ہے ہم کو گندگی میں ملوث کر دیا ہے، ہمارے دین کی جڑیں کھوکھلی کر دیں، ہم کو اپنے مذہب سے بیگانہ کر دیا ہے اور پھر کتنے شرم کی بات ہے کہ وہ خود بھی کہتے ہیں اور ہماری زبانوں سے بھی کہلوا دیا کہ کہاں ہے تمہارا اسلام چودہ سو برس پہلے کا ذرا وہ آج کے زمانہ میں لا کر تو دکھلاؤ وہ تو آج کے زمانے میں قابل عمل ہی نہیں۔ نعوذ باللہ

غیر اسلامی اعمال میں اتنی لذت آئی کہ اپنی پاکیزگی طہارت سب کچھ بھول گئے، اب اس کا مزہ بھی یاد نہیں رہا، آج خود ہم پاکی اور طہارت کو نا قابل عمل کہتے ہیں، جیسے جمعدار، کہ گٹر صاف کرتے کرتے ان کے دماغ میں ایسی بو بس گئی ہے کہ کتنی بھی بدبو ہو ان کو ذرا ناگوار ی نہیں ہوتی بلکہ اسی بدبو میں وہ ہنستے کھیلتے کھاتے پیتے رہتے ہیں اور اپنے کام میں منہمک رہتے ہیں.......... ان کے پاس سے گزرنے والوں کو ایک لحہ اس تعفن میں ان کے پاس کھڑا رہنا گوارہ نہیں لیکن وہ اس کے خوگر ہو چکے ہیں ایسے ہی ہم آج خوگر ہو چکے ہیں ان خواہشات منکرات کے راگ راگنیوں کے فلم تصاویر کے محرم نامحرم کے اختلاط کے حلال وحرام سے بے نیاز، پاکیزگی اور طہارت سے محروم گندگی میں ملوث اور نفسانی شیطانی ناپاک و نجس لذات میں اتنے محو ہو گئے ہیں اور بے حسی اتنی ہے کہ یہ گندگیاں ذرا بری معلوم نہیں ہوتیں ہم خود پاک اور طیب زندگی کو نا قابل عمل کہنے لگے۔ ”اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ“

آپ نے جائزہ لے لیا متذکرہ بالا باتوں کا۔ اب اس کو سن کر اور دیکھ کر ہی رہ جانا کوئی معنی نہیں رکھتا بلکہ اس کو اپنے اوپر ڈھالنا ہے کہ کچھ نہ کچھ تغیر کرنا ہے اپنی زندگی میں یہ کہہ دینا

کہ ہمارا ماحول اور معاشرہ شیطانی ہے یہ کیسے بدلے گا یہ خود ایک شیطانی وسوسہ ہے، یہ بڑی کم ہمتی کی بات ہے تم خود اپنی ذات میں تغیر پیدا کرلو۔ کیوں فکر میں پڑتے ہو سارے جہان کی، بس ذرا ہمت سے کام لو اللہ پاک ایسی راہیں کھول دیں گے جن کا وہم وگمان بھی ہم کو نہ ہوگا۔

اگر ہوش سے کام لو تو جو قدم مغضوبین اور ضالین کے دائرے میں چلے گئے ہیں وہ بھی واپس آسکتے ہیں۔ تمام معاشرے کی گندگیاں چھوڑنے میں ہم کو بے اختیاری نظر آتی ہے لیکن ایسی عقل ماؤف ہوجانے کے بعد کیا ناپاکیاں پاک ہوجائیں گی یا پاک چیز پاک نہ رہے گی؟

بس کرنے کا کام یہ ہے کہ صرف اپنی ذات سے اور پھر اپنے اہل وعیال سے شروع کرو پہلے ان ناپاکیوں سے عقلاً پھر طبعاً نفرت پیدا کرو خدا کے سامنے پیش ہونے کا استحضار کرو آخرت کا خوف پیدا کرو، معاشرہ کے ہلاکت خیز انجام کو سامنے رکھو پھر اس کے مقابل طیب پاک چیزیں لاکر اس کے انوار وبرکات کا ذرا ان سے موازنہ کرو ان شاء اللہ خود ہی ان چیزوں سے نفرت پیدا ہوجائے گی۔

پہلے اس کے خلاف کچھ نفرت تو پیدا کرلو پھر اچھے اعمال طیب اور پاک زندگی کے حصول کے جذبات پیدا کرو اگر نہیں چھوٹیں گے تو نہ چھوڑ نا تم کم از کم اس کی برائیاں اور بے غیرتیاں ایک ایک کر کے سامنے تو لاؤ ان کے ہلاکت خیز انجام ان سے پیدا ہونے والے دنیا اور آخرت کی بربادی کے نتائج اور اس سے اٹھنے والی تعفن کا تو ادراک کرلو۔ فی الحال طبیعت اس کو قبول نہیں کرے گی عقل سے تو سمجھو سمجھاؤ اس کی اہمیت کو۔

ضعف ایمان کی علامات

حیا کی خاصیت تواضع اور انکساری ہے جتنی بے حیائی بڑھتی جائے گی اتنی تواضع اور انکساری ختم ہوتی جائے گی حیا اور غیرت جزو ایمان ہے اس کے بغیر ایمان ہی مکمل نہیں ہوتا اس حقیقت کو تو اپنے دل میں راسخ کرو۔ حیا اور شرم حفاظت کرتے ہیں ایمان کی جب یہی ختم ہوچکی تو پھر شکایت کس سے کہ ہمارا ایمان ضعیف ہوگیا۔

کم از کم تصور اور تخیل کو تو پہلے مضبوط کرلو۔ کن کن امور میں ہم بے حیا ہوگئے ہیں ان

کو سامنے لا کران سے نفرت تو پیدا کرو۔ جب کوئی چیز گم ہو جاتی ہے تو اس پر انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھتے ہیں بس ہماری شرم وحیا شرافت انسانی کا بڑا گرانقدر سرمایہ ایمانی ہم سے مفقود ہو چکا ہے اس کے لئے بارگاہ الٰہی میں عجز و نیاز سے انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھو اور پھر توبہ استغفار کرتے رہو، اپنی بے چارگی اپنے رب کے سامنے پیش کرو اور پھر خدا سے مانگو۔ خوب مانگو رو رو کر مانگو اس طرح تمہاری قوت ایمانیہ میں جان پڑے گی قوت مدافعت پیدا ہوگی اور تم اس طرح خواہشات منکرات کا مقابلہ کر سکو گے۔

یہ تصور سامنے رکھ کر مانگو کہ ہمارا اعمال کا سکہ ایک طرف سے بالکل کورا ہے اس کی کیا قدر و قیمت ہوگی۔ حالات کیسے ہی ناگفتہ بہ ہوں اللہ پاک ایسے ہی غفور و رحیم اور قادر مطلق ہیں کہ حالات کو بدلنے کیلئے انکو ذرا دیر نہیں لگتی انکی بارگاہ میں عرض کرو مناجات کرو ندامت کیساتھ مانگو۔

دعائیہ کلمات

یا اللہ ہماری بے غیرتی کو معاف فرما دیجئے اور ہمارے اہل و عیال تمام مسلمان بھائیوں کو معاف فرما دیجئے ہماری قوم کو اس بے حسی اور غفلت کا احساس عطا فرما دیجئے یا اللہ جن لعنتوں میں ہم گرفتار ہیں ان سے ہم کو رہائی دلایئے ہم کو شامت اعمال سے بچا لیجئے۔ معاشرہ کی ہلاکت خیزیوں سے ہم کو بچا لیجئے، شرم و غیرت اسلامی حمیت ہمارے دلوں میں عطا کیجئے، ہم کو دشمنان دین اور نفس و شیطان کے دھوکے سے بچا لیجئے، ہم کو دنیا و آخرت کی ہلاکت و بربادی سے بچا لیجئے، ہمارے ایمان کی حفاظت فرمایئے ہماری قوم کے غیور جوانمرد جو ہماری بے حمیتی اور بے غیرتی کی وجہ سے کافروں کی قید و بند میں سختیاں برداشت کر رہے ہیں ان کو رہائی عطا فرما دیجئے، ہمارے ہر طبقے کے لوگوں کو ہدایت عطا فرما دیجئے، ہماری زندگیوں کو خوشگوار بنا دیجئے، ہم کو حیات طیبہ عطا فرما دیجئے، ہماری جملہ حاجات کو پورا فرما دیجئے، ہم کو اسلام پر قائم اور خاتمہ ایمان پر فرمایئے۔ آمین یا رب العالمین۔

ترتیب: جناب ریاض الدین شمسی، کراچی

(صفر ۱۴۱۴ھ) (اگست ۱۹۹۳ء) جلد نمبر ۵۶، شمارہ نمبر ۲، ماہنامہ بینات، کراچی)

سیلاب فنا اور سفینہ نوح علیہ السلام

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

اس ہلاکت و بربادی کے دور میں کچھ ایسے اللہ والے بھی موجود ہیں جن کے دم قدم سے اب بھی انوار الٰہی کی تجلیات کا ظہور ہوتا ہے اور تعلیم و تلقین کا سلسلہ جاری ہے۔ ایسی ہی ایک مجلس عارفانہ کا اجمالی خاکہ سطور ذیل میں درج ہے۔ حضرت ڈاکٹر عبدالحیٔ صاحب عارفی قدس سرہ نے بروز جمعہ ۲۴/اگست ۱۹۷۳ء اپنے احباب کو یوں مخاطب کیا۔

''آج کل جو وحشت ناک خبریں سیلاب کی موصول ہو رہی ہیں سب کو معلوم ہیں حالات بہت ہی نازک و سنگین ہیں اللہ پاک رحم فرمائیں۔ یہ بات خیال و گمان میں بھی نہ تھی۔ دریاؤں نے سمندر کی شکل اختیار کر لی ہے، پانی زمین سے اُبلتا چلا آ رہا ہے، ایک عالمگیر سیلاب ہے، تمام پنجاب سے لے کر سندھ تک جگہ جگہ پورے پورے دیہات اور قصبے زیر آب ہو گئے ہیں۔ سیلاب بڑھتا ہی چلا جا رہا ہے۔ اس کے متعلق کون کہہ سکتا ہے کہ کب یہ سلسلہ ختم ہوگا اور جب ختم ہوگا تب کیا ہوگا۔ بیماریاں، وبائیں، قحط اور اس کے نتائج، ایک عذاب در عذاب یہ ہے کہ اتنی تباہ کاریاں ہو رہی ہیں۔ جان و مال تلف ہو رہے ہیں لیکن کوئی عبرت ہم لوگ نہیں لیتے۔ کیا ہمارے ذمہ صرف اس کا تذکرہ کرنا اور اس پر اظہار افسوس کر کے واویلا مچا کر رہ جانا ہی ہے، کیا اس سے کچھ سبق لینا ہمارے ذمہ نہیں؟ مگر عام طور پر ایک غفلت چھائی ہوئی ہے۔ ایک بے حسی کا دور دورہ ہے، دل میں کوئی جذبہ ہی پیدا نہیں ہوتا، عذاب الٰہی کی صورتیں سامنے ہیں اور ہم سب اپنی بداعمالیوں و کفران طغیان میں مشغول ہیں۔

حقیقی مددگار کی طرف رجوع کرنے کی ضرورت

جن منکرات، فواحشات، بے حیائی کے اعمال پر عذاب الٰہی نازل ہوا ہے، چاہئے تو یہ تھا کہ ہم ان بداعمالیوں سے توبہ کر کے انہیں چھوڑ دیتے مگر ستم بالائے ستم یہ کہ عذاب الٰہی کو متوجہ کرنے اور بڑھانے والی باتیں اسی شدومد کے ساتھ جاری ہیں۔ کہتے ہیں کہ سینما اور ٹی وی، قوالیوں اور گانوں کی آمدنی سے سیلاب فنڈ اکٹھا کیا جائے گا۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ اور سنا ہے کہ غیر ممالک سے امداد مانگ کر ریلیف فنڈ قائم کیا جا رہا ہے، کتنے افسوس کی بات ہے کہ حقیقی مددگار کو بھول گئے سب پر بھروسہ کرتے ہیں اور اللہ پاک کی قدرت کاملہ اور مشیت کی طرف رجوع نہیں کرتے، جس کی طرف سے یہ عذاب نازل ہوا ہے اور وہی ذات ہے جو پھر تمہاری دعاؤں التجاؤں پر رحم وکرم فرما کر اس عذاب سے نجات دلا سکتی ہے جو ہر چیز پر قادر ہے۔ ہماری نظریں اب بھی اس کی طرف نہیں یہ بذات خود عذاب در عذاب نہیں تو اور کیا ہے۔

یہ عذاب الٰہی کے مناظر دیکھنے والے، یہ سیلاب کی تباہ کاریوں کا اندازہ لگانے والے کہنے کو تو یوں کہتے ہیں کہ یہ قہر الٰہی ہے مگر اس سے بچنے کی حقیقی صورت ان کی سمجھ میں نہیں آتی کسی اور کو یہ کیا بتلائیں گے۔

قہر الٰہی کو دعوت دینے والے اسباب

ان سے پوچھا جائے کہ اگر یہ قہر الٰہی اور عذاب الٰہی اور اس کے ساتھ ساتھ قہر الٰہی کو متوجہ کرنے والی تمام باتیں بھی موجود ہوں تو خدا کے لئے یہ تو بتائیں کہ کس خدا پر ایمان لائے ہیں کس کلام پاک پر ان کا یقین ہے اور کس رسول کی امت میں ہیں کیا ان کا خدا ان کی مذہبی کتاب ان کے رسول اس بات کی اجازت دیتے ہیں اور اس بات کو جائز قرار دیتے ہیں کہ سب فواحشات، منکرات، بے ہودگیاں، ناپاکیاں، بے ہودہ عیش وعشرت کی تفریحات، ریڈیو پر گانے، ٹیلی ویژن پر حیا سوز اور غیرت سوز مناظر مخرب اخلاق تصاویر، فلمیں، کتابیں، لٹریچر آزادانہ شراب نوشی، سود و قمار، چور بازاریاں، رشوت ناانصافیاں سب جاری رہیں اور ان سب کے ہوتے ہوئے اللہ پاک اپنا عذاب ہٹالیں گے، کیا ان کو

اس کا یقین ہے کہ یہ سب مذکورہ بالا باتیں مزید قہر الٰہی کا باعث نہ ہوں گی، اور اگر ان کو اطمینان ہے کہ یہ سب کچھ ہوتا رہے گا اور ان کی زندگی اور حالات میں کوئی خلل واقع نہ ہوگا اور وہ امن وامان قائم کرسکیں گے تو وہ خود اپنے گریبان میں سر ڈال کر اس کا فیصلہ کرلیں۔

قدرت کے قانون اٹل ہیں۔ اس میں کبھی فرق نہیں آتا۔ ایسی بداعمالیوں پر ایسا قہر الٰہی نازل ہونا ضروری ہے اور یہ ہو کر رہے گا۔ اللہ پاک نے اپنے کلام پاک میں جگہ جگہ اس کا ذکر فرمایا ہے کہ یہ ساری تباہ کاریاں تمہارے اپنے ہاتھوں کئے ہوئے اعمال کے بدلہ میں ظہور میں آتی ہیں اور پھر اس کا تدارک بھی بتلا دیا ہے کہ ایسے موقعوں پر ہم سے رجوع کرو۔ ہم سے نجات طلب کرو، ہم ہر شے پر قادر ہیں۔

حضرت یونس علیہ السلام کی قوم نے نافرمانی کی اور اپنے نبی سے کہا کہ اگر تم سچے ہو تو ہم پر آسمان سے عذاب لاؤ، چنانچہ اللہ پاک نے خبر دی کہ عذاب آنے والا ہے اور حضرت یونس علیہ السلام بموجب حکم الٰہی کے اس بستی سے نکل گئے مگر عذاب نہیں آیا۔ کیوں؟ اس لئے کہ ان کے جانے کے بعد ان کی قوم نے اللہ پاک سے توبہ کی پناہ مانگی اور دعائیں کیں۔ اللہ پاک نے اس عذاب کو ٹال دیا۔

یہ طوفان اور سیلاب سب اللہ پاک ہی کے حکم سے ہے اور اسی کے حکم سے ٹلے گا، اگر ہم سچی توبہ کریں اور رجوع الی اللہ کریں تو ان شاء اللہ ضرور وہ اس قہر سے ہم کو بچا لے گا۔

حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹا اپنے باپ کے مسلک پر نہ تھا، وہ اپنی بداعمالیوں اور خدا سے نافرمانی کی بدولت باوجود نبی کی اولاد ہونے کے طوفان سے نہ بچ سکا۔

اللہ تعالیٰ نے یہ سب واقعات اُمتیانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی عبرت کے لئے اپنے کلام پاک میں ذکر فرمائے ہیں۔ اب یہ دیکھ لیجئے کہ اُمت مفتونہ کا آج کیا حال ہے۔ اندیشہ تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ پاک ہی رحم فرمائیں۔ پچھتر ۷۵ فیصد مسلمان تہذیب حاضرہ اور موجودہ معاشرہ کی لعنت میں گرفتار ہو کر اپنے آپ کو اس شرف نسبت اسلام سے محروم ہی کر چکے ہیں اور اپنے آپ کو فساق و فجار کے زمرہ میں داخل کر کے کھلی ہوئی اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں اور احکام الٰہی سے بغاوت کی وجہ سے عذاب الٰہی کے مستحق ہو رہے ہیں۔

فواحش ومنکرات کی کثرت

کھلی ہوئی بات ہے کہ جب فواحشات ومنکرات اتنے بڑھ جائیں تو ارباب حل وعقد ہی جن کے دلوں میں خدا کا خوف ہو اگر چاہیں تو ان بے حیائی کے کاموں اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں سے روک سکتے ہیں، وہ صاحب اختیار ہیں اور ان پر ایسا کرنا فرض وواجب ہے مگر جب وہ اتنے بے حس ہو چکے ہوں اور صرف عالم اسباب پر ہی ان کی نظریں جم گئی ہوں ، جب خدا کی عظمت اور ہیبت ان کے دلوں سے نکل چکی ہو پھر ان کو مواخذہ آخرت سے بچانے والی اور کون سی بات ہوگی۔ خسر الدنیا والآخرہ۔

دوسرا طبقہ مبلغین اور مصلحین کا ہے۔ یہ حامل دین ہیں۔ یہ مسلمانوں کو ان کی شامت اعمال اور اصلاح اعمال کی تدابیر بتلاتے مگر ان کی زبانیں بھی گنگ ہیں الا ماشاء اللہ، وہ بھی سمجھا سکتے ہیں کہ کن وجوہات کی بناء پر عذاب آرہے ہیں، اور اس کا کیا تدارک کرنا چاہیئے مگر ان کو مصالحت درپیش ہیں یہ بھی ہماری شامت اعمال ہے۔

اس کے بعد اہل قلم حضرات ہیں جو ناولوں، افسانوں اور فضولیات میں اپنے قلم گھستے رہتے ہیں مگر عبرت دلانے اور اسلامی شعور کو بیدار کرنے کیلئے کسی قسم کا قلم نہیں اٹھتا، یاد رکھو یہ سب کے سب جوابدہ ہوں گے، خدا کے سامنے اور حشر کے دن ان سے سوال ہوگا کہ اپنے اختیارات کو کہاں تک کام میں لائے اور ملک وقوم کی اصلاح حالات کیلئے کیا تدابیر اختیار کیں۔

ایسے ہی مواقع کے لئے اور ایسے ہی حادثات وانقلابات کے ظاہر ہونے پر خود اللہ پاک فرماتے ہیں کہ ہم تم کو مصیبت اور سختی میں اس لئے پکڑتے ہیں تاکہ تم عبرت لو اور تضرع وزاری کرو اور پھر یقین دلاتے ہیں کہ ہم سے بڑا نجات دینے والا کون ہوگا اور فرماتے ہیں کہ ہم نے ہمیشہ ایمان والوں کی مدد کی اور اسی طرح ہم ہمیشہ مسلمانوں کو نجات دیں گے اور فرماتے ہیں کہ ہم کو جب بندہ پکارتا ہے تو ہم اس کی دعا سنتے ہیں۔

مگر آج کل عام مسلمانوں کا دعاؤں پر سے یقین اٹھ چکا ہے۔ الا ماشاء اللہ یہ ذہنیت ہو چکی ہے کہ دعا کرنا فعل عبث ہے اور ناکارہ لوگوں کا کام ہے۔ اصل چیز تدبیر ہے۔ ان نادانوں

سے پوچھو تدابیر تو تم سب کر ہی رہے ہو اس سے کیا نتیجہ نکلا اللہ پاک تو خود تم کو تدابیر کرنے کا حکم فرماتے ہیں لیکن اس کے ساتھ ہی توبہ استغفار کرنے اور اپنی طرف متوجہ ہونے کا بھی تو مطالبہ فرماتے ہیں اور بغیر اس کے تمام تدابیر کو غیر مؤثر بتلا رہے ہیں لیکن عبرت کی بات ہے کہ آج اکثر عام و خاص مسلمانوں کے دلوں میں نہ خدا کی عظمت ہے، نہ ان کی رحمت کاملہ اور قدرت کاملہ پر یقین۔ اسی واسطے تمام عالم اسباب کی قوتوں سے سر ٹکرا رہے ہیں اور برباد ہو رہے ہیں۔

کس قدر عبرت کی بات ہے کہ ریڈیو پر سیلاب کی تباہ کاریوں اور بربادیوں کی خبریں نشر کی جاتی ہیں اور اس کے فوراً ہی بعد آپ سنیں گے وہی راگ راگنیاں اور فلمی گانے وہی لغو اور حیا سوز ڈرامے افسانے شروع ہو جاتے ہیں۔

یہ بھی مناظر ہمارے اور آپ کے سامنے ہیں کہ جگہ جگہ تفریحات و تقریبات کے اجتماع ہو رہے ہیں اور کسی کو اس کا احساس تک نہیں کہ کتنی کثیر مخلوقِ خدا سیلاب کی تباہ کاریوں سے برباد و ہلاک ہو رہی ہے اور کن کن آزار و مصائب میں ہمارے بھائی بہنیں مبتلا ہیں۔ فَاعْتَبِرُوْا یٰٓاُولِی الْاَبْصَارِ.

ہمارے دلوں میں ذرا ہمدردی کا شائبہ تک نہیں ہماری خوشیاں اسی طرح ہیں اور خدا کا خوف تک نہیں۔ کیا یہ بھی عذاب الٰہی نہیں کہ ہم سے جذبات انسانیت ہی سلب کر لئے گئے ہیں اور عقلیں مسخ ہو چکی ہیں۔"

یہ تو کم و بیش وہ حالات تھے جو آپ کے سامنے رکھ دیئے اور ان سے زیادہ خود آپ لوگ جانتے ہیں۔ مگر سوال یہ ہے کہ آخراب ہم کیا کریں؟

غیر مسلموں کی تقلید کی بربادی

"یہ بات بھی خوب سمجھ لیجئے کہ بحیثیت ایک مسلمان کے ہم کو اس پر یقین رکھنا بھی لازمی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے معاملات زندگی کے لئے کچھ اور ہی قانون اور احکامات نافذ فرمائے ہیں اور غیر مسلم، کفار و مشرکین کے معاملات زندگی کے لئے دوسرا قانون ہے۔ مسلمانوں کے لئے اس دنیاوی زندگی کے بعد دوسری ابدی زندگی ہے جہاں ان کے لئے ابدی

راحت کا سامان ہے اور مشرکین و کفار کے لئے دوسری زندگی میں ان کے کفر و شرک کی بدولت ابدی عذاب ہے۔ اس لئے کفار و مشرکین کو جن امور میں یہاں فراغت و وسعت دے دی گئی ہے اگر مسلمان بھی ان کی تقلید کر کے وہ بات حاصل کرنا چاہیں گے تو قیامت تک کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ مسلمانوں کے لئے تو غیر مسلم کی تقلید میں تباہی و بربادی ہی مقدر ہے۔

آخری بات یہ ہے کہ اگر پاکستان کے مسلمانوں نے اس قہر الٰہی سے نجات حاصل کرنے کی کوشش نہ کی اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کے احکامات کی نافرمانیاں ہوتی رہیں تو ایسے ہی انقلاب شد و مد کے ساتھ آتے رہیں گے۔ یہی تباہ کاریاں ظاہر ہوں گی، اسی طرح دشمنان اسلام اپنی سازشوں سے نقصان پہنچاتے رہیں گے اور اسی طرح ملک میں نفاق و انتشار جاری وساری رہے گا۔ دنیا کی کوئی قوت اس کو نہیں روک سکتی۔ اللّٰھم احفظنا۔

پس اگر ہم کو اس ہلاکت و تباہی سے کچھ عبرت ہو جائے اور ہم منکرات وفواحشات سے بچ جائیں، خدا کی حرام کی ہوئی چیزوں، شراب، رشوت، سود، قمار، گانے بجانے، تصاویر، لغویات برائیوں سے اپنی ذات کو بچالیں اور آنے والے انقلاب کی تباہ کاریوں کا اندیشہ پیدا ہو جائے تو یہی نہایت ضروری تنبیہ ہے۔

سب کی طرف مت دیکھو، سب اس میں مبتلا ہیں تو ہوا کریں۔ تم سے صرف تمہارے اعمال کی باز پرس ہوگی، تم روز محشر کیا جواب دو گے، تم خود خدا کے قہر سے پناہ مانگو۔ اپنے بچنے کی فکر کرلو۔ اپنے اہل و عیال، متعلقین، دوست احباب کو اس سے بچانے کی کوشش کرو اور اس کام میں بھی اللہ تعالیٰ کے رحم و کرم سے اعانت طلب کرو۔ ایاک نعبدو ایاک نستعین۔

تمہارے پاس اتنا بڑا وسیلہ ہے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسی وسیلہ کو خدا کے حضور میں پیش کرو۔ اپنے اعمال پر نادم ہو جاؤ، تائب ہو جاؤ اور خدا کے حضور میں دعائیں عرض کرو۔ یا اللہ ہم اپنی شامت اعمال میں گھر چکے ہیں۔ ہم کو چاروں طرف سے گرانیوں، بیماریوں، پریشانیوں، دشمنوں کی ریشہ دوانیوں اور سیلاب وطوفانوں نے گھیر رکھا ہے اور ہم کو کہیں پناہ نہیں ملتی سوائے آپ کے۔

دُعائیہ کلمات

یا اللہ! ہم کو اعتراف ہے اپنے گناہوں کا، ہم توبہ کرتے ہیں، اپنی حالت پر شرمسار ہیں، ہم کو آخرت کا خوف ہے، ہم کو معاف کردیجئے۔

یا اللہ! آپ نے اپنے فضل وکرم سے ہم کو اپنی طرف متوجہ ہونے کی توفیق عطا فرمائی ہے تو ہم کو معاف ہی کردیجئے، ہماری لغزشوں، کوتاہیوں کو درگذر ہی فرمادیجئے۔ ہمارے ملک سے فواحشات ومنکرات جو آپ کے قہر کو متوجہ کرنے والی چیزیں ہیں ان سے نجات عطا فرمادیجئے۔ یا اللہ ہماری جان، مال عزت آبرو کی حفاظت فرمائیے۔ یا اللہ آپ کا قہر متوجہ ہو چکا ہے، ہم اسی کے مستحق تھے مگر اب ہم توبہ کرتے ہیں۔ صدقہ واسطہ دیتے ہیں، آپ کے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا، ہم کو معاف ہی کردیجئے، ہم کو دین کی فہم عطا فرمائیے۔ ہم کو ہدایت کا نور عطا فرمائیے، ہم کو بداعمالیوں سے چھڑا کر نیک اعمال کی توفیق عطا کردیجئے۔ ہم کو حیات طیبہ نصیب فرمائیے اور ہمارے ملک کو اندرونی اور بیرونی سازشوں سے پاک کردیجئے۔ ہم کو ارضی وسماوی آفات سے بچائیے، اس سیلاب اور طوفان سے بچائیے جو لوگ اس سیلاب میں ہلاک وتباہ ہو چکے ہیں ان کی مغفرت فرمادیجئے، جو اس سے متاثر ہو چکے ہیں ان کو اپنی حفاظت میں لے لیجئے اور ان کی حاجت کو غیب سے پورا کیجئے، ان کو آئندہ ہلاکت و بربادی سے بچائیے، جو لوگ بچ گئے ہیں ان کی حفاظت فرمائیے ہم کو اسلام پر قائم رکھیئے اور خاتمہ ایمان پر فرمائیے۔ آمین، یارب العالمین بحق سید المرسلین صلی اللہ علیہ واصحابہ وسلم اجمعین۔

مُوجبِ قُرب کیفیات نہیں بلکہ اعمال ہیں

مجلس: بروز پیر ۱۴۰۳ھ مطابق مارچ ۱۹۸۳ء
ضبط وترتیب: مولانا منظور احمد الحسینی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

تصوف کی خاص خاص باتیں جو روح رواں ہیں جی چاہتا ہے کہ آپ حضرات سے عرض کروں۔ آٹھویں دن آپ حضرات سے ملاقات ہوتی ہے، میری طبیعت کبھی حاضر ہوتی ہے کبھی نہیں۔ آج کل ہر طرف یورش افکار سے پریشانی ہے جس کے اثرات سب پر ہیں مگر مجھے آپ کو کچھ باتیں سنانی ہیں جو بڑی پیاری ہیں ان کے سنانے کو دل چاہتا ہے۔

کب تک آخر یورش افکار کی باتیں کریں آؤ اب کچھ دیر بزمِ یار کی باتیں کریں
اپنے دل کو اپنی خلوت کا بنا کر ہم نشیں چپکے چپکے حسنِ عشقِ یار کی باتیں کریں

"ایک صاحب کا آج خط آیا جس میں انہوں نے ہمارے اور آپ کے لئے ایک مضمون پیش کر دیا۔ انہوں نے لکھا کہ جب میں ذکر کرنے بیٹھتا ہوں تو خانہ کعبہ کی تشبیہ اور انوارات سامنے آجاتے ہیں، دوسری طرف نظر کرتا ہوں تو روضۂ اقدس ایک نور کی شکل میں سامنے پاتا ہوں، بس پھر میں ان انوار میں محو ہو جاتا ہوں، جب ذکر چھیڑتا ہوں، سامنے یہی کیفیت آجاتی ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عرش معظم پر میرا سر سجدے میں ہے۔" اس خط کو دیکھ کر (اور اس کے مضمون کو پڑھ کر) ذہن اس طرف منتقل ہوا کہ آپ حضرات کی خدمت میں اس سلسلہ میں چند امور بیان کر دوں جو حضرت تھانویؒ کے ذریعہ معلوم ہوئے۔ لیکن

کر بھی سکوں گا تذکرہ میں بزمِ یار کا اندازہ کر رہا ہوں میں، دلِ بے قرار کا

اس خط میں انوار و کیفیات کا ذکر ہے۔ یہ کیفیات، ذوقیات مکاشفات ایک بڑا مسئلہ ہے، اپنی جگہ سب برحق ہیں، لیکن ان کا کیا درجہ ہے کیا حقیقت و اصلیت ہے؟ ہمارے حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ یہ تمام چیزیں گو محمود ہیں مگر مقصود نہیں۔

اس کی تشریح یہ ہے کہ ہر چیز کے ثمرات ہوا کرتے ہیں۔ اچھے کلمات کے بھی ثمرات ہیں۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ صرف الفاظ ہیں حالانکہ وہ تجلیات سے معمور ہیں، اللہ کا ذکر، اللہ کا کلام تجلیات سے معمور ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت تجلیات سے معمور ہے۔ ہر طرف تجلیات ہی تجلیات ہیں۔ اسی طرح اوامر و نواہی بھی تجلیات سے معمور ہیں۔ جو شخص خلوص دل سے ذکر کر رہا ہو تو اس کو اس ذکر پر ثمرات ضرور مرتب ہوں گے۔ کیونکہ ذکر تجلیات سے معمور ہے۔ لا الٰہ الا اللہ معمولی الفاظ نہیں ہیں۔ ان میں نور ہی نور ہے۔ کثرت ذکر اور تکرار ذکر سے انسان اس کی حقیقت کا ادراک کرتا ہے اور انوارات مشاہد ہونے لگتے ہیں۔ اسی طرح کلام اللہ کی تلاوت میں انوارات ہیں۔ اسی وجہ سے تلاوت کرتے وقت اہل علم کا ذہن ایسے ایسے معانی کی طرف منتقل ہو جاتا ہے کہ خود ان کو حیرت ہوتی ہے۔ اسی طرح تسبیحات میں انوارات ہیں اور بعض اوقات وہ مشاہد ہونے لگتے ہیں۔

ثمرات کی حقیقت

یہ انوارات، ذکر، تلاوت اور تسبیح کے ثمرات ہیں لیکن یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ ثمرات بدرجہ بشارت اور نیک فال ہیں، ترقی باطن کا سبب نہیں، ان ثمرات کے جو مشاہدات ہو رہے ہیں، یہ ذکر و تلاوت کے اندر جو تجلیات و انوارات ہیں ان کا ظہور ہو رہا ہے، ذکر خود ایک عمل ہے، وہ عمل ترقی کا باعث ہے نہ اس سے پیدا ہونے والے ثمرات و انوارات۔

اسی طرح سے اچھے اچھے خواب نظر آتے ہیں، بڑی بڑی بشارتیں ہوتی ہیں، خانہ کعبہ و روضہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان دونوں کی تجلیات نظر آتی ہیں، مگر یہ صرف قرب کے ثمرات ہیں خود موجب قرب و ترقی نہیں ہیں، ذکر و تلاوت خود موجب ترقی و قرب ہے تو معلوم ہوا کہ جو چیز غیر اختیاری طور پر مشاہدہ ہو جائے وہ بدرجہ بشارت اور ذریعہ مسرت تو ہے مگر وجہ ترقی نہیں، وجہ ترقی عمل

ہے۔(عمل سے ترقی ہوتی ہے نہ کہ مشاہدات ومبشرات سے) خواہ وہ ظاہری ہوں یا باطنی۔

یہ بات بھی معلوم ہونی چاہیئے کہ یہ مشاہدات اپنے اختیارات سے نہیں ہوتے اور وہ چیز جو اپنے اختیار سے نہ ہو وہ وجہ ترقی نہیں، ہاں جو چیز ہمارے اختیار میں ہو وہ وجہ ترقی ہوتی ہے۔ چنانچہ اوامر کا ماننا ہمارے اختیار میں ہے اسی ماننے میں ہمیں ترقی ہوگی باقی اس امتثال پر انوار کا اظہار ہونا غیر اختیاری ہے مثلاً کسی کو نظر شہوانی ہے، اس نے اللہ کا حکم سمجھ کر اس کو روک لیا، یہ عمل باعث ترقی ہے خواہ اس پر کسی کو انوارات شاہد ہوں یا نہ ہوں، جس کو مشاہد ہو جائیں، الحمدللہ اچھی بات ہے وہ اس کے لئے درجہ بشارت اور نیک فال ہیں اسی طرح نواہی سے اجتناب و پرہیز ایک مستقل عمل اور باعث ترقی ہے۔ اسی طرح سے استغراق، کشف وکرامات کا ظہور بھی غیر اختیاری طور پر ہوتا ہے، یہ امور بھی وجہ شرف ضرور ہیں مگر وجہ ترقی وتعلق مع اللہ نہیں، تعلق مع اللہ عمل سے پیدا ہوتا ہے اور بڑھتا ہے۔

مزد آں گرفت برادر ! کہ کار کرد

اس کی مثال یوں ہے جیسے کسی محکمے کا ایک عہدیدار ہے جو بہت خوش اخلاق اور خوش اطوار ہے۔ لوگ اس کی بہت تعریف کرتے ہیں کہ بڑا اچھا آدمی، دیانت دار ہے لیکن اس کی ترقی نہیں ہوتی چاہے صدر مملکت بھی اس کی خوش اخلاقی کی تعریف کریں، چاہے وزراء اور عوام کیوں نہ کریں۔ یہ صرف اس کے لئے بشارت ہے.......... ترقی تو کارکردگی دفتری کام کی استعداد اور صلاحیت پر ہوگی۔ ترقی عمل سے ہوتی ہے چاہے وہ ناقص تر کیوں نہ ہو۔

اسی طرح سے جتنے آپ صوفی نہیں، لوگ آپ کا ہاتھ چومیں، چاہے جتنی تجلیات نظر آئیں، اس سے ہرگز ترقی نہیں ہوگی، ترقی عنداللہ کام کرنے سے ہوگی۔

میں اپنے بارے میں کہتا ہوں میرا معاملہ تو اس سلسلے میں ٹھوس ہے۔ خدا معلوم میرے دل پر کیا کیفیت ہے ہزار بشارتیں آپ سنا جائیں، خواب سنائیں مگر مجھ پر کچھ اثر نہیں ہوتا، ایک صاحب نے مجھے اپنا خواب بیان کیا کہ میں نے آپ کو نہایت اچھے عمدہ، سفید لباس میں دیکھا اور یہ دیکھا کہ آپ امامت کرا رہے ہیں میں نے (جواباً) کہا کہ آپ کو مبارک ہو، کیونکہ یہ میری چیز نہیں ہے، یہ آپ کا دیکھنا ہے میرا نہیں، میرے ساتھ تو میرا

عمل ہے چاہے وہ ناقص کیوں نہ ہو، اپنے عمل کو دیکھوں کہ لوگوں کی بشارتوں کو دیکھوں۔

ایک ناقص طرح، بے دلی، بے رغبتی اور کسل کے ساتھ سبحان اللہ، الحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر پڑھتے جایئے۔ اس کے انوار و تجلیات آپ کو نظر آئیں یا نہ آئیں لیکن ترقی ضرور ہوگی، عند اللہ قرب ضرور حاصل ہوگا، یہ نہیں کہ تم نے ذکر اللہ کیا اور وہ بے کار چلا گیا، اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمہارا عمل مقبول اور محمود ہے کیونکہ یہ اتباع سنت کے مطابق ہے۔

فلاح تو اس پر مرتب ہو کے رہے گی۔ اب اگر فلاح کی تجلیات نظر آ گئیں تو وہ موجب قرب نہیں بلکہ فلاح و قرب کا ثمرہ ہے جو مطلوب نہیں۔ ہمارا مطلوب اور ہماری منزل قرب خداوندی ہے اور وہ آپ کو ذکر اللہ سے حاصل ہے چاہے وہ ذکر بے دلی اور بے کیفی سے ہو، چاہے عمر بھر ایک تجلی بھی نظر نہ آئے، عمر بھر تلاوت و تسبیح کے انوار نظر نہ آئیں، عند اللہ یہ تلاوت مقبول ہے، نمازیں مقبول ہیں، ذکر اللہ مقبول ہے اور اللہ تعالیٰ کو یہی پسند ہے، کیونکہ یہ عمل منزل تک پہنچانے والا ہے

مثلاً ہم نے لاہور جانا ہے وہ ہماری منزل ہے، راستے میں ایک جگہ ہم نے ایک باغ دیکھا، اس میں طرح طرح کے پھول کھلے ہوئے ہیں، باغ و بہار کے جلوے نظر آ رہے ہیں، ہم نے سوچا اچھی جگہ پہنچ گئے، اب وہاں ہماری دعوتیں ہو رہی ہیں، خاطر مدارات ہو رہی ہیں مگر دیکھنا تو یہ ہے کہ منزل تو کھوٹی ہوگئی، ہمیں اپنی دھن سے اپنے مقصود کی طرف رواں دواں رہنا چاہیئے۔

مجھ کو منزل کی طلب ہے اور نہ منزل کا پتہ
ایک دھن ہے اور اسی دھن میں چلا جاتا ہوں میں

بنیادی امر تو راستہ چلنا اور طے کرنا ہے...... کامیابی تو کام سے ہوگی نہ کہ حسن کلام سے ہوگی، کوشش و اہتمام سے ہوگی۔

منزل کی طرف قدم اٹھانے سے ترقی ہوتی ہے نہ کہ گل و گلزار کی سیر و سیاحت سے ...... آپ حضرات اس بات کو خوب سمجھ لیں، ہزار کیفیتیں طاری ہوں، ہزار انوارات موجود ہوں، سب اللہ کا احسان ہے، شکر کرنا چاہیئے ، سب کچھ صحیح ہے لیکن اگر کچھ دیر اس میں محو ہو گئے، اس میں استغراق ہو گیا تو سمجھ لیجئے کہ اتنی دیر معطل ہو گئے، اور بے بسی کے ساتھ،

بے رغبتی کے ساتھ، کسل مندی کے ساتھ قدم اٹھ رہے ہیں، تو سمجھئے کہ ترقی ہو رہی ہے، قرب خداوندی حاصل ہو رہا ہے، کبھی اپنی اس حالت کی ناقدری نہ کرو صرف عمل کو دیکھو کہ اس کی توفیق ہے یا نہیں، اگر توفیق ہے چلو ناقص ہی سہی معتبر ہے۔

ہے قدم راہِ طلب پر گو وہ ناقص ہی سہی کچھ تو حاصل کر رہے ہیں سعی لاحاصل سہی

ہمیں تو مقصود منزل تک پہنچنا ہے ان کا قرب اور رضا حاصل کرنی ہے۔ ہم کیفیات و ذوقیات کی طرف کیوں متوجہ ہو جائیں۔

بعض بعض مرتبہ ایسا بھی ہوتا ہے یہ ذاکر و شاغل شخص یہ سمجھتا ہے کہ مجھ پر تجلیات کا ظہور ہوا یہ چیزیں نظر آئیں وہ چیزیں نظر آئیں اس پر وہ خوش ہوتا ہے حالانکہ بعض اوقات یہ سب شیطانی تصرف ہوتا ہے، شیطان بھی اس میں دھوکہ دے دیتا ہے، اس لئے تجلیات، کیفیات، مکاشفات کو مکمل طور پر معتبر نہ سمجھا جائے، قابل اعتبار تو آپ کے قدم ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم کے مطابق ہیں یا نہیں۔

انوارات کی حقیقت

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا واقعہ ہے آپؒ نے ایک مرتبہ چالیس دن حجرے میں بیٹھ کر چلہ کھینچا۔ یہ اس وقت نفس کی درستی کے لئے مجاہدے تھے، جب چالیس دن مکمل ہو گئے تو آپ نے نماز شکرانہ ادا کی اور کہا الحمدللہ میں نے آج اپنا عمل پورا کر لیا، اسی وقت تمام حجرہ انوار سے روشن ہو گیا اور آواز آئی اے عبدالقادر! تم نے ہمیں خوش کر دیا ہم تم کو انعام عطا کرتے ہیں جو کسی کو نہیں ملا اور ہم نے اپنی رحمت سے تمہارے لئے مناسب سمجھا کہ (تمہیں) اپنے مقبول ترین بندوں میں شامل کیا جائے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ اب ہم تم کو اس امور شریعت کا مکلف نہیں کرتے تمہارے واجبات اور فرائض مستحبات میں داخل کر دیئے گئے۔ واجبات و فرائض چاہے ادا کریں یا نہ کریں برابر ہے۔ آپ نے کہا لا الٰہ الا اللہ ، جس امر سے انبیاء علیہم السلام غیر مکلف نہیں ہو سکتے، میں کیسے غیر مکلف ہو گیا، فرائض و واجبات، درجہ مستحبات میں کسی پیغمبر کے لئے نہیں ہوئے، میرے لئے یہ کیسے ہو گیا، فوراً زور سے لاحول اور استغفر اللہ پڑھا وہ نور غائب ہو گیا، آواز آئی اے عبدالقادر! اس منزل

پر ہم نے نہ جانے کتنوں کو گمراہ کر دیا لیکن آج تم کو تمہارے علم نے بچالیا۔ آپؒ نے کہا اے شیطان! تو پھر دھوکہ دے رہا ہے، میرے علم نے نہیں بلکہ میرے اللہ نے مجھ کو بچالیا، تو بھائی ان تجلیات سے دھوکہ نہیں کھانا چاہیئے۔

شیطان کو اللہ تعالیٰ نے بڑا تصرف دیا ہے اگر اتنا تصرف نہ ہوتا تو بڑے بڑے عارفین کو کیسے دھوکہ دیتا۔

حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ شیطان بہت بڑا عالم ہے۔ عالموں کو عالم بن کر دھوکہ دیتا ہے، بہت بڑا عارف ہے، عارفوں کو عارف بن کر دھوکہ دیتا ہے اور بڑا بھاری عابد ہے کہ سو برس تک سجدے میں سر رکھے رہا۔

گیا شیطان مارا ایک سجدے کے نہ کرنے میں — اگر لاکھوں برس سجدے میں سر مارا تو کیا مارا

ایک اہم نکتہ

شیطان میں تین عین ہیں یعنی عابد بہت بڑا ہے، عالم بہت بڑا ہے، عارف بہت بڑا ہے لیکن چوتھا عین نہیں ہے یعنی عاشق نہیں ہے۔ اگر عاشق ہوتا تو سجدہ ضرور کرتا، بھائی ہم کو نہ عابد بننا ہے، نہ عارف بننا ہے، صرف عاشق بننا ہے ہم عاشق بنیں تاکہ ہمارا اللہ میاں سے محبت کا ایسا علاقہ اور واسطہ رہے جو کبھی منقطع نہ ہو، پھر اللہ میاں نے فرمایا کہ اگر تم مجھ سے محبت کرنا چاہتے ہو تو بس یہ کرو کہ میرے محبوب کی اتباع کرو، جس نے میرے محبوب کی اتباع کی وہ میرا محبوب ہے۔

اب دوسرا رخ انقباض لیجئے یہ حالت بظاہر مردود معلوم ہوتی ہے ایسی کیفیت طاری ہوتی ہے معلوم ہوتا ہے جیسے ہم مردود ہو گئے ہیں نہ عبادات میں دل لگتا ہے نہ طاعت میں نہ دعا مانگنے میں ایک عجیب بے بسی اور بے کسی کی کیفیت طاری ہے سب کچھ ہیچ معلوم ہوتا ہے۔ ستم بالائے ستم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے بھی ناامید ہیں، دل میں انکاری خیالات آنے لگتے ہیں کہ اللہ میاں ہیں بھی کہ نہیں کبھی دل میں خیال آتا ہے کہ ہم کتنے دنوں سے سر مار رہے ہیں کچھ کیفیتیں معلوم ہوتیں، کچھ اثرات تو قبولیت کے معلوم ہوتے، کچھ بھی حاصل معلوم نہیں ہوتا۔

یارانِ تیز گام نے منزل کو جالیا — ہم خفتہ ساماں منتظرِ کارواں رہے

شیطانی وساوس کا علاج

بڑی بے کیفی ہے نفس و شیطان ایسے ایسے وساوس لا رہے ہیں ایسے ایسے گندے خیالات لا رہے ہیں، جی چاہتا ہے کہ سب چھوڑ چھاڑ دوں، بھائی کیا حاصل اس عبادت سے جس کا کوئی ثمرہ ہی نہیں ملتا، ایک دو دن کیا برس ہا برس گزر گئے کبھی تو کچھ معلوم ہوتا، صرف نماز پڑھ لیتے ہیں، دیگر اعمال کر لیتے ہیں، رمضان کے دن آتے ہیں تو روزے رکھ لیتے ہیں، تہجد پڑھ لیتے ہیں غرضیکہ ایک عادت سی ہوگئی ہے، نہ تہجد کے ثمرات معلوم ہوتے ہیں نہ نوافل کے، نہ کلام اللہ میں جی لگتا ہے، نہ اس کے معانی سمجھ میں آتے ہیں، بس ہماری یہ حالت ہے، ایک مسلمان گھر میں پیدا ہوئے ایک ضابطے کی زندگی گزار رہے ہیں، کبھی یہ خیال آتا ہے فلاں بزرگ سے تعلق ہوگیا ہے، کتنے دنوں سے ان کی خدمت بھی کر رہے ہیں، ہمیں تو کچھ حاصل ہوا نہیں فلاں صاحب تو ولی اللہ ہو گئے، فلاں کو خلافت مل گئی، ہم تو جیسے تھے ویسے کے ویسے ہی رہ گئے، یا تو ہم مردود ہیں، یا یہ چیزیں بے حقیقت ہیں۔

نفس و شیطان نے یہاں تک یاس کا درجہ پیدا کر دیا کہ اللہ کی رحمت سے مایوس ہو گئے۔ ایک شخص نے حضرت تھانویؒ کی خدمت میں اسی قسم کا خط لکھا کہ ”مجھے بظاہر توحید میں انکار ہے، آخرۃ میں بھی انکار ہے، مگر عادۃً کرتا رہتا ہوں۔ حضرت کو خط لکھتا ہوں تو عادۃً لکھتا ہوں مگر تسکین نہیں ہوتی۔ بہت لمبا خط ہے، آخر میں لکھا سب کچھ عادتاً کرتا ہوں مگر مجھے عادت پسند ہے۔“ یہ طویل خط ”بصائر حکیم الامت“ میں درج ہے، حضرت تھانویؒ نے فرمایا اس آخری فقرے میں سارے خط کا جواب ہے۔ یہ جملہ ایمان نہیں کہہ رہا تو اور کون کہہ رہا ہے؟

انقباض کی حالت اور ایسے خیالات سے اللہ تعالیٰ سے تعلق میں کوئی فرق نہیں آتا، نہ ترقی باطن میں کوئی کمزوری پڑتی ہے، ایسا شخص مردود نہیں ہوتا، بے دلی، بے رغبتی انقباض کی حالت میں جو شخص اللہ تعالیٰ کے احکام بجالائے چاہے ثمرات عمر بھر نہ دیکھے یہ مقبول ترین بندہ خدا ہے۔

جبہ سائی سے اگر کچھ نہیں حاصل نہ سہی ۔۔۔ کس طرح چھوڑ دے سنگ در جاناں کوئی

مقامات صبر و شکر

انقباض کی حالت خیر اور ترقی کی طرف لے جانے والی ہے کیونکہ اس حالت میں صبر

کا مقام حاصل ہوتا ہے اور صبر بہت بڑا مقام ہے اگر شکر ہی شکر کے حالات رہیں انقباض نہ ہو، قلب پر گرانی نہ ہو تو ترقی کیسے ہو، کئی مرتبہ ایسا ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی بند رہی۔ اس فترۃ وحی کے زمانہ میں اگرچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معمولات اور تبلیغ کے امور میں کوئی فرق نہ آیا۔ پھر بھی اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت انقباض ہوا، مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو فرمایا کہ یہ انقباضی حالت بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ضروری تھی تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو صبر کا اعلیٰ ترین مقام حاصل ہو جائے۔ وحی کے بند ہونے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت صبر کرنا پڑا، مشرکین کے طعنے سہنے پڑے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے یہ ایسا وقت تھا کہ کلیجہ پھٹ پھٹ جائے، مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبر کیا، اس سے بڑھ کر اور کوئی صبر کا مقام نہیں کہ اس کو دوسری طرح سمجھئے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اونچے اونچے مراتب و مدارج عطا فرمائے اور فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے بڑے نبی اور رسول ہیں خاتم النبیین ہیں۔ رحمۃ للعالمین ہیں، شفیع المذنبین ہیں۔ یہ سب مقامات مقامات شکر ہیں۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے اونچا مقام دینا چاہتا ہوں اور وہ مقام، مقام صبر ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ انقباضی کیفیت انبیاء کرامؑ پر بھی طاری ہوتی ہے۔ یہ حالت اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندہ کے لئے ایک انعام ہے۔

ایک اور طرح سے سمجھئے.......... اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا:

"وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ" دوسری جگہ فرمایا: "اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ" اس معیت کے درجات مختلف ہیں جتنے بڑے درجات ہوں گے، اسی اعتبار سے معیت ہوگی، مخصوص ترین معیت جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک تھی وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کی گئی اور اس کی صورت فترۃ وحی کی شکل میں ظہور پذیر ہوئی۔ اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت انقباض ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو انتہائی اونچا مقام صبر حاصل ہوا۔

بسط و قبض کی کیفیت غیر اختیاری ہوتی ہے، نہ قبض پر ہم کو اختیار اور نہ بسط پر، اور جو امور غیر اختیاری ہوں ہم ان کے مکلف بھی نہیں، ثمرہ دینے والا جانتا ہے کہ شکر کا کیا مقام ہے اور اس کا کتنا بدلہ ملنا چاہیئے۔ قبض کی حالت طاری کرنے والا جانتا ہے کہ اس کے لئے یہ ضروری ہے اس

کے لئے کیا اجر ہونا چاہیئے۔ تو بھائی دونوں چیزیں ضروری ہیں، قبض سے مردودیت نہیں ہوتی بلکہ تعلق مع اللہ قوی ہوتا ہے۔ اگر اس حالت میں سارے اعمال جاری رہیں (چاہے وہ ناقص ہی کیوں نہ ہوں) وہ برابر ترقی کا سبب ہوتے ہیں ان سے قرب الٰہی ضرور حاصل ہوتا رہتا ہے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ نماز میں دل نہیں لگتا، ذکر میں دل نہیں لگتا، ان کو کہا جائے نماز چھوڑ دو، وہ کہتے ہیں نماز چھوڑ بھی نہیں سکتے۔ فرمایا یہی چھوڑ نہ سکنا مقبولیت کی علامت ہے۔ ایک صاحب کہنے لگے میں ایسی نمازیں پڑھتا ہوں جس میں تمام شیطانی وساوس ہوتے ہیں ہم نے کہا کہ اچھا پھر چھوڑ دیجئے، وہ کہنے لگا یہ چھوڑنے والا مسئلہ نہیں ہوسکتا، میں نے کہا یہی مقبولیت کی علامت ہے۔ غالب کہتا ہے۔

موجِ خوں سر سے گزر ہی کیوں نہ جائے
آستان یار سے اُٹھ جائیں کیا

یہ آستانہ ایسا ہے کہ عالم امکان میں جس سے بڑھ کر کوئی نہیں، اس کو چھوڑ کر کہاں جاسکتے ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں نہ تم چھوڑ سکتے ہو، نہ ہم چھڑواتے ہیں نہ ہی چھڑوانا چاہتے ہیں، یہ مسئلہ یوں ہی رہے گا۔ بس اپنے اعمال کے نقص پر استغفار کرتے رہیے۔ خبردار کبھی مایوس نہ ہونا چاہیئے۔ ان شاء اللہ یہ اعمال ضرور مقبول ہیں۔ دل فدائے شد جاں

الحمدللہ آج دونوں باتوں (بسط و قبض) کی وضاحت ہوگئی۔ ذوقیات، کیفیات اور ثمرات کبھی مرتب ہوتے ہیں کبھی نہیں، یہ ہوں یا نہ ہوں ان کو مت دیکھو صرف عمل کو دیکھو چاہے وہ ناقص ہی کیوں نہ ہو۔ کیونکہ کامل عمل کرنا کسی کی مجال نہیں جیسا کہ سب سے کامل نے فرمادیا ''ماعبدناک حق عبادتک'' جب ایک دفعہ اس کی نفی ہوگئی تو عالم امکان میں اب کوئی درجہ کمال تک عمل میں نہیں پہنچ سکتا، اسی طرح ''ما عرفناک حق معرفتک'' میں بھی نفی ہوگئی۔ بس عبادت کرتے رہو، نمازیں پڑھتے رہو، ناقص سمجھ کر توبہ کرتے رہو، اللہ جل شانہ نے تمام توہمات، تمام خدشات، تمام وساوس اور تمام شیطانی تصرفات کو ختم کرنے کے لئے استغفار بتایا ہے، اب جب استغفر اللہ کہا تو پاک ہوگئے،

میں ایک دن پہلے بھی کہہ رہا تھا کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کو لازم پکڑ لیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز سے فارغ ہو کر تین دفعہ استغفار پڑھتے تھے۔ آپ بھی اس عمل کو لازم پکڑ لیں، یہ اس لئے پڑھے تا کہ عبادت کی کما حقہ، تکمیل ہو جائے۔ جب آپ نے استغفار کر لیا، اب چاہے جتنے وساوس خطرات آ چکے ہوں، جتنی بے دلی ہو چکی ہو، جہاں کہیں دماغ بھٹک چکا ہو، پروانہ کریں، ہر امتی کے لئے یہ بات بتلا دی گئی، اس طرح سے ہر نمازی کو اپنی نماز کامل کرنے کی توفیق ہو سکتی ہے۔

اب دعا کیجئے

یا اللہ! جو کچھ سنا اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرما، اس پر دوام و استحکام عطا فرما! یا اللہ نفس و شیطان کے مکائد سے محفوظ فرما کہ یہ ہمیں متزلزل نہ کرنے پائیں، یا اللہ اپنے نبیٔ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی توفیق مرحمت فرما۔

یا اللہ! ہماری تمنائے زندگی یہی ہے کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلتے رہیں چاہے بے دلی یا بے رغبتی یا کچھ ہو۔ یا اللہ ہم کو اعمال حسنہ کی توفیق عطا فرمایئے، یا اللہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں پر ثابت قدم رکھیئے۔ مایوسیوں وغیرہ سے ہم کو بچا لیجئے۔ یا اللہ ہم ان بشارتوں کا تحمل نہ کر سکیں گے۔ اگر یہ عطا ہوں تو پھر ثابت قدم رکھیئے۔ یا اللہ ہمیں صرف آپ کی ذات عالیہ کی طرف متوجہ رکھیئے۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ.

(بشکریہ "البلاغ" کراچی۔ اپریل ۸۳ء)

اعمال حسنہ کا بیان

جمعۃ المبارک ۵/ جون ۱۹۷۰ء

ان شاء اللہ ارادہ یہی ہے کہ حضرتؒ کے ملفوظات پڑھے جائیں اور ان کی تشریح کی جائے۔ ان سے بہت نفع ہوتا ہے۔ اس لئے ہم جو ضرورت محسوس کرتے ہیں اس کے متعلق کچھ بتاتے ہیں اللہ پاک ہم کو ہدایت فرمائے۔ معاشرہ کی خرابیوں کی تو بہت تکرار ہو چکی۔

فکر اصلاح کی دعوت

اب اپنی حالت پر غور کر کے دیکھنا یہ ہے کہ کیا واقعی ہم ایسے کام کر رہے ہیں جو نجات کے لئے کافی ہوں، ہماری عمریں اتنی گزر گئیں، یہ سمجھ میں ہی نہیں آتا تھا کہ مسلمان اور دوزخ میں کیا تعلق ہے۔ لیکن اب طبیعت میں کچھ ایسا غلبہ ہو گیا ہے خوف کا کہ ہم کو دنیا میں ہی جہنم کا ماحول نظر آتا ہے، پھر آخر ہم کیا کریں۔ سب سے بڑی چیز آج ہم پر یہ غالب ہے کہ آخرت کا کوئی مفہوم ہمارے ذہن میں نہیں ہے۔ اس سے کسی کو انکار نہیں کہ مرنا ضرور ہے، اور آخرت یقینی ہے لیکن کیا یہ معاملہ بہت آسان ہے۔ اس کی فکر اور اہتمام کرنا چاہیئے۔ جو نعمتیں ہم کو خدا نے دے رکھی ہیں پہلے تو ان کا شکر ادا کرنا چاہیئے پھر تھوڑی دیر اپنے ماحول کے متعلق یہ سوچیں کہ یا اللہ یہ سب کیا ہو رہا ہے، پھر جب آخرت ضروری ہے۔ جنت دوزخ لازمی ہیں تو عذاب حشر عذاب برزخ کیا ہوگا۔ پھر قبر میں کیا ہوگا اور موت کے وقت سکرات میں کیا ہوگا اس کا استحضار کیجئے۔

اتباع سنت کی برکات

بات یہ ہے کہ آخری کی یہ سب باتیں مستحضر ہوتی ہیں کچھ نیک لوگوں کی صحبت سے

اور کتب بینی سے تو جہاں کہیں دین کی باتوں کی تعلیم و تلقین ہوتی ہو، وہاں جانا لازمی کر لو۔ یہ بھی خدا کا احسان عظیم ہے کہ ہم آپ کو حضرت والاؒ سے نسبت ہے۔ ممکن ہے کہیں اور بھی ایسی مجالس ہوتی ہوں۔ ہر فرد کو اگر اپنی آخرت بنانا ہے تو ایسی مجالس میں ضرور جائے۔ اگر ہم لوگ بھی اللہ کی مرضیات کو سمجھ لیں اور جو بھی اپنی زندگی ان کے مطابق بنا سکے تو یہ بڑے کام کی چیز ہے۔ ہم کو تو اپنے اعمال کا اہتمام کرنا ہے کہ ہمارا اٹھنا بیٹھنا، کھانا پینا سب اتباع شریعت کے مطابق ہو جائے۔ دین پر عمل کرنے والی کون سی چیزیں ہیں اور چھوڑنے والی کون سی یہ سب جانتے ہیں۔ مگر عمل کرنا ارادہ اور ہمت پر موقوف ہے مثلاً جب ہم زمین پر دستر خوان بچھا کر کھا سکتے ہیں اور اس کا علم ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح بیٹھ کر تناول فرمایا تو اس کے خلاف جس طرح بھی کھا لیں لیکن سنت سے محرومی یقینی ہے۔ اسی طرح ہر کام میں یہ سوچ لیا کہ اس میں کیا حرج ہے۔ ارے یہ سب سے بڑا حرج ہے کہ خلاف ورزی ہو رہی ہے۔ اللہ کے احکام کی اور سنت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ اللہ تعالیٰ تو حکم دیں کہ اطاعت کرو ہمارے رسول کی اور تم اپنے اعمال کی تاویلات میں لگے رہے۔ مسواک نہیں کی اور منجن مل لیا تو کیا حرج ہے، ارے تم لاکھ ٹوتھ پیسٹ برش لگا لو مسواک کی برکات حاصل کبھی نہیں ہو سکتیں۔

آخرت یقینی ہے اور جو چھوٹے سے چھوٹا عمل ذرہ برابر ہوگا، برائی کا یا بھلائی کا اس کا بدلہ ضرور ملے گا۔ شر کے ذرات اگر غالب آ جائیں تو خیر کے ذرات کم وزن ہو جائیں گے ہم جہاں تک ہو سکے چھوٹے سے چھوٹا عمل بھی چھوٹا سمجھ کر نہ چھوڑیں۔ خدا معلوم کس وقت موت آ جائے اور وہ ہمارا آخری عمل ہو۔

زندگی کا جائزہ و محاسبہ

اپنی زندگی کا جائزہ لو کون کون سی مکروہات تمہاری روزمرہ زندگی میں داخل ہیں روزانہ اس کو سوچو کبھی چھوڑنے کی توفیق بھی مل جائے گی۔ اللہ پاک ہدایت دیتے ہیں اس کو جو ہدایت چاہتا ہے، ہم لوگ آج کتنے بھی غفلت زدہ سہی لیکن ہم خدا سے ہدایت مانگیں اور کچھ لمحات ایسے مقرر کر لیں اور خدا سے کہیں کہ یا اللہ ہم کو ڈر لگتا ہے نزع کے وقت کیا ہوگا، قبر میں کیا ہوگا،

تو جب روزانہ کہنا شروع کردو گے تو اللہ تعالیٰ تم کو شرح صدر عطا فرمادیں گے، تم اپنا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کردو اور کہہ دو یا اللہ میں ان چیزوں کا طالب ہوں، اور یہ مکروہات مجھ سے نہیں چھوٹتیں اور آپ قادر مطلق ہیں۔ اللہ پاک سے کہہ کر تو دیکھو، کوشش تو کرو، مانگو تو سہی۔

احسان کا درجہ تو بڑے لوگوں کو ہی حاصل ہے تم صرف نماز اور عبادات کو ہی سمجھ کر ادا کرلو۔ نماز سے پہلے کہتے ہو کہ "میں نے اپنا رخ اللہ تعالیٰ کی طرف کرلیا اور میں توحید کا قائل ہوں اور مشرکین میں سے نہیں ہوں، یہ تم نے کیا کہہ دیا۔ خالق ارض وسموٰت کی طرف منہ کرلیا کہ میں نہایت عاجز کمزور اور کم ہمت ہوں اور اس پر قادر نہیں کہ تجھ جیسے خالق جو زمین وآسمان کا مالک ہے، اس کے سامنے آؤں اور دنیا کے دھندوں سے منہ پھیر لوں میں آپ سے التجا کررہا ہوں کہ آپ نے نماز کے وقت میرا رخ اپنی طرف کرالیا تو زندگی کے ہر مرحلے میں میرا رخ آپ ہی کی طرف ہو چونکہ تمام مخلوق آپ ہی کی طرف متوجہ ہے آپ ہی کے حکم پر جنبش کائنات کا دارومدار ہے۔

یہ جو تم نے نماز سے پہلے چند کلمات کہہ لئے، کیا دعویٰ کرلیا کہ میری نماز میری قربانی میرا مرنا میرا جینا سب اللہ کے لئے ہے۔ یہ سوچا بھی کیا کہہ رہے ہو ابھی تو نماز شروع بھی نہیں ہوئی، اللہ پاک تو دلوں کے بھید جانتا ہے تم نے اپنا سب کچھ اللہ کو سونپ دیا۔ یہ بے خبری سے کہہ رہے ہو یا کچھ سوچ کر بھی کہہ رہے ہو۔ جب سمجھا ہی نہیں تھا تو زبان سے کیوں کہا، خدا کرے مجھے بھی توفیق ہو اس پر عمل کی، اس کی حقیقت سمجھنے کی چیز ہے تو تم نے اتنا بڑا دعویٰ کرلیا کہ سب کچھ اللہ کے لئے ہے اور کیا ایسا کرسکو گے ہرگز نہیں، نہ آج تک ایسا بن سکا ہے نہ بن سکے گا۔ بجز توفیق الٰہی یہ ممکن نہیں۔

خدا کے حضور مناجات

تو اب خدا سے کہو کہ یا اللہ میں عاجز ہوں اپنے اعمال بہتر بنانا چاہتا ہوں، اور بنا نہیں سکتا۔ جن لوگوں نے اے اللہ آپ کی مرضی پر عمل کیا انہوں نے اپنی زندگی بنالی جو کہا وہ عمل کرکے دکھایا یا اللہ مجھے بھی ان بندوں میں شامل کرلیجئے، میں غافل ہوں چاہتا ہوں کہ میرا ہر عمل آپ کے لئے ہو لیکن مجھ سے ہوتا نہیں ہے۔ میرا ایمان ضعیف ہو گیا آپ مجھے توفیق دیجئے میں کہتا تو ہوں۔ "لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ" لیکن کیسے کروں گا سمجھ میں نہیں آتا اس طرح

کہتے رہو خدا سے اور پھر مردانہ وار اپنے دل میں ارادہ کرو کہ میں ایسے ہی کروں گا۔ تمام امور زندگی اور سب حقوق واجبہ نفس کے مخلوق کے اہل وعیال کے کاروبار کے ان سب کی ادائیگی کے لئے اللہ پاک نے قانون وضع فرمادیئے ہیں اور پاکیزگی اعمال اتباع شریعت میں ہے اور یہ پاک وصاف زندگی اللہ کے لئے ہے۔ مثلاً کبھی اس پر غور کیجئے دسترخوان پر نعمتیں رکھی ہیں، سب ہمارے لئے ہیں مگر اس میں کچھ ناپاک چیز رکھی ہو وہ ہمارے لئے نہیں ہے۔ اس طرح جو تقاضائے بشری ہیں وہ اللہ کی عطا ہیں، آنکھ، ناک، کان اور زبان سب اسی کی بخشش ہیں اب ان سے جو کام اللہ کی مرضی کے مطابق لیا جائے گا وہ سب ''لِلّٰهِ رِبِّ الْعٰلَمِيْنَ'' ہے اور جو ناپاک عمل ہے وہ شیطان کے لئے ہے۔ اعضائے انسانی تو بخشش ہیں اللہ پاک کی اور ان سے کام لیا جائے شیطان کے خوش کرنے کا کتنا غلط مصرف ہے۔ زبان، کان، آنکھ کا صحیح استعمال اللہ تعالیٰ کی منشا کے مطابق ہو۔ اور یہ دشوار بھی نہیں یہ معلوم ہونا چاہیے کہ جتنے انعامات اللہ پاک کے ہم کو ملے ہیں ان سے رضائے الٰہی کے مطابق کام لیا جائے یہی ہے ''لِلّٰهِ رِبِّ الْعٰلَمِيْنَ'' لیکن اس کے لئے مدد مانگو اللہ پاک سے اور بغیر توفیق الٰہی کے یہ کام انجام نہ پاسکے گا، جب نماز کا اہتمام کرنا ہے تو سب سے پہلے وضو کامل کرو اور وضو کامل تب ہوگا جب طہارت کامل ہو۔

ایک دفعہ نماز میں امام کو سہو ہوگیا۔ سلام پھیر کر انہوں نے مؤذن سے پوچھا کیا بے وضو اذان دے دی تھی، اللہ اللہ یہ لوگ تھے طہارت کامل والے، ان کی نظر کہاں تک پہنچتی تھی، ان کے ادراکات کس درجہ لطیف تھے، میں نے جو کچھ سنا ہے اپنے حضرتؒ سے ہی سنا ہے ان ہی کے فیض کا اثر ہے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے لے کر قیامت تک مسلمانوں کو جو کچھ ملا ہے وہ نماز ہی میں ملا ہے اور جو ملے گا نماز میں ملے گا۔ نماز کی حالت سجدہ میں بندہ کا سر خدائے پاک کے قدموں میں ہوتا ہے۔ اس حالت سے بڑھ کر اور کیا حالت ہوگی یہی معراج مومن ہے جب اللہ کا قرب حاصل ہوگیا تو جو کچھ بھی ملے وہ کم ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اللہ پاک کی باتیں ہوئیں اللہ پاک نے فرمایا میری یاد کے لئے نماز پڑھا کرو۔

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس دنیا میں وہ واحد ذات ہے جس کو کمال قرب

حاصل ہوا حق تعالیٰ کا اور وہ مقام نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کسی کو ملا ہے نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو ملے گا۔ جب حق تعالیٰ کے بارگاہ میں حضوری ہوئی تو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا اَلتَّحِيَاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلٰوةُ وَالطَّيِّبٰتُ پھر حق تعالیٰ نے فرمایا اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ ۔اب فرشتوں نے کہا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اور پھر یہ الفاظ جزو نماز بن گئے یہ انعام بارگاہ الٰہی سے آپ کے امتیوں کو ملا اور امت میں صالحین بھی ہیں اور غیر صالحین بھی لیکن آپ نے اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ علیحدہ علیحدہ کیوں فرمایا یہ ہمارے حضرت والاؒ کی ذوقی تفسیر ہے۔ صالحین پر تو سلام علیحدہ ہے اور علینا میں ہم غیر صالحین بندوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی شفقت کاملہ سے اپنے ساتھ شامل کر لیا اور یہ الفاظ ہر نماز میں پڑھے جاتے ہیں۔

تم اپنی نماز کو سنت کے مطابق بنالو ہیئت نبوی کے مطابق نماز ادا کرو جس طرح خشوع وخضوع کے ساتھ فرمایا ہے ایسی نماز ادا کرو اور اس میں ہیئت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیادہ اہمیت ہے اللہ پاک ہر عمل میں اپنے محبوب کی اتباع چاہتے ہیں۔ ظاہری صورت بھی ایک درجہ میں ہم سے ادا ہو گئی تو اللہ کا وعدہ ہے مقبول کرنے کا۔

اس لئے یہ کہنا بڑی ناقدری ہو گی کہ ہم اور ہماری نمازیں۔ ہاں نماز سمجھ کر ادا کرو اہتمام وقت اور شرائط کے ساتھ پڑھو اور جہاں تک بن پڑے مردوں کو با جماعت مسجد میں اور عورتوں کو گھروں کے اندر چھپی ہوئی جگہ پر نماز پڑھنا ضروری ہے مسجد جانے کے لئے جو قدم اٹھتا ہے ہر قدم پر نیکی ملتی ہے۔ ایک گناہ معاف ہوتا ہے، اور ایک درجہ بڑھتا ہے۔ ایک یہ پردہ اٹھ جائے کہ نماز با جماعت کی قیمت کیا ہے تو کوئی بھی اپنی پریشانیوں کی حالت میں نہ تو تعویذ گنڈا کرے اور نہ عملیات کی ضرورت رہے نماز میں امام کے پیچھے آمین کہنے کی توفیق ہوتی ہے جس کی آمین کے ساتھ فرشتے بھی آمین کہتے ہیں، اس سے بڑھ کر ہمارے لئے اور کیا سعادت ہو سکتی ہے۔

اب نماز کے بعد کی دعا کر لو اللہ پاک نے دعائیں بھی خود سکھا دیں اور ہر دعا ہمارے لئے بہتری کی ہے اور جامع ہے۔ یہ صرف وظیفہ کی طرح پڑھنا نہیں ہے بلکہ اس کو سمجھ کر

پڑھیئے۔اب ہم نے کہاں سے سیکھا یہ سب حضرتؒ کی بدولت ہے۔

دُعائیہ کلمات

ہم یہ دعا مانگ رہے ہیں رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً۔تم برسوں سے اسے پڑھ رہے ہو، یہ بھی نہیں سمجھتے کہ "حَسَنَۃ" کیا ہے۔اگر خدا تم سے پوچھے اے بندے میں تجھ کو کون سا حسنہ دوں اور کیا کیا حسنات دے رکھے ہیں تجھ کو معلوم بھی ہے۔ہم اپنے ذوق کے مطابق یہ بات کہہ رہے ہیں اب تفسیر تو اس کی علماء کرام ہی کریں گے۔اس کے معنی میں یوں کہتا ہوں کہ یا اللہ ہم کو تمام ضروریات زندگی اور تقاضائے بشری اس دنیا میں جو زندگی کے قائم رکھنے کے لئے ضروری ہیں کھانا پینا طعام لباس سب خالص پاک طاہر طیب عطا کیجئے، ہماری آنکھیں کان زبان وہ کام کریں جس طرح آپ کے احکام ہیں جب تک ہم دنیا میں زندہ رہیں ان اعضاء سے صادر ہونے والے سارے اعمال کو حسنہ کر دیجئے۔اور ناپاک چیزوں کے استعمال سے ہم کو بچا لیجئے، ساری پاکیزہ چیزیں حیوٰۃ دنیوی کے لئے سرمایہ ہیں اور اس سے روح کی بالیدگی حاصل ہوتی ہے۔ہم کو دنیا میں بھی اس کی ضرورت ہے اور روح جو نیکی اور اعمال صالح کے اثرات جذب کرتی ہے جب اس کو غذا پاکیزہ ملتی رہتی ہے اس میں انعامات الٰہی کا احساس و ادراک پیدا ہونے لگتا ہے۔تخیلات ارادے اور خواہشات سب پاکیزہ ہونے لگتے ہیں یہ سب حسنات ہیں اور اے اللہ میں حاجت مند ہوں ایسے حسنات کا گو میں اس کے لائق نہیں لیکن تجھ سے اے اللہ مانگتا ہوں اپنی رحمت سے یہ سب کچھ عطا فرمایئے۔

روح کو جنت کی نعمتیں استعمال کرنے کی صلاحیت جب ہی حاصل ہوگی جب یہ پاکیزگی خدائے کریم بخشیں اور پھر نزع میں قبر میں برزخ میں سب جگہ حسنات کی ضرورت ہے پھر حوض کوثر پر فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک سے جام کوثر اور شفاعتِ کبریٰ یہ سب حسنات آخرت کے ہیں اور بھی بہت ہیں اس کی تفصیل کلام پاک میں ہے۔

پھر وہاں کے عذابوں سے پناہ طلب کرو۔اس کی تفصیل بھی کتابوں میں لکھی ہے اور آخرت کے عذابوں سے پہلے۔اعمال دوزخ جو دنیا میں ہیں فسق و فجور لعنت زدہ معاشرہ چاروں طرف بے حیائی، بے غیرتی طغیان و کفران ان سب سے پناہ مانگو اپنے لئے پھر

اپنے اہل وعیال کے لئے جوان اعمال میں ملوث ہیں اور جن کو ہم بڑی رواداری سے دیکھتے ہیں اور جن کو ہم منع بھی کرنے کی قدرت نہیں رکھتے ان کو بھی اس دعا میں شامل کرلو۔

دُعائیہ کلمات

اب دعا مانگئے یا اللہ یہ آپ کا کلام ہے ہم اس کی تلاوت بھی کرتے ہیں اور مناجات بھی کرتے ہیں یا اللہ ہماری تمام ضروریات زندگی پاک طاہر طیب بنا دیجئے جو ہماری استطاعت سے باہر ہیں اس کے لئے بھی ہم پاکیزگی طلب کرتے ہیں جو بھی ناپاکی اور گندگیاں ہمارے معاشرہ اور اعمال میں داخل ہوگئی ہیں ان سب سے بچا کر ہم کو پاک صاف کردیجئے ہم کو ہمارے متعلقین کو سب کو عذاب جہنم سے بچالیجئے دنیا میں بھی حسنات عطا کیجئے اور حقیقی معنی جو کچھ بھی اس کے ہوں ہم کو اس دعا کے تمام اثرات برکات عطا کیجئے اور ہم لوگوں میں جو بیمار ہیں ان کو شفا دیجئے جو پریشان حال ہیں ان کی جملہ پریشانیاں دور کردیجئے جو بیروزگار ہیں ان کو روزگار عطا کیجئے۔ ہمارے لئے زندگی کی دشواریاں آسان کردیجئے۔ نفس وشیطان سے ہم کو بچالیجئے۔ ہم عاجز ہیں ہر معاملہ میں اپنے عجز کا استحضار ہوتا ہے ہم پر رحم فرمایئے ہم پر کرم کیجئے ہم کو معاف کردیجئے۔ صدقہ واسطہ اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا تمام وکمال رحمت سے ہم کو سب عطا فرمایئے۔

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ.

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ، آمِيْن يَارَبَّ الْعٰلَمِيْنَ.

علماء کرام کا احترام واجب ہے

جمعۃ المبارک ۲۲ رمئی ۱۹۷۰ء۔۱۵ ربیع الاول ۱۳۹۰ھ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

آج مغربیت نے وہ جال پھیلا رکھا ہے اور آج ہی نہیں ہمیشہ سے ساری دنیا کے مسلمانوں پر تباہی و بربادی کے سامان اکٹھے کئے جارہے ہیں۔ ساری دنیا کے فتنوں نے آماجگاہ بنا رکھا ہے اسلام اور مسلمانوں کو پہلے زمانہ میں جو فتنے اٹھتے تھے اس وقت قوت ایمانیہ بہت مضبوط تھی۔ بادشاہوں کے پاس بھی اور رعایا کے پاس بھی اور آج ہمارے پاس قوت ایمانیہ بہت کمزور ہے۔ دراصل فسق و فجور میں خاصیت ہے قوت ایمانیہ کو کمزور کرنے کی، اس لئے آج فتنوں کے مقابلہ میں ہم کو قوت مدافعت حاصل نہیں ہمارے حالات بدل گئے اور قوت ایمانیہ کمزور ہوگئی اور یہ فسق و فجور کی خاصیت ہے کہ دل کو کمزور اور قوت ایمانیہ کو ضعیف کردیتی ہے آج مسلمان بزدل بھی اسی لئے ہے کہ ایمان کمزور ہے۔

سب سے پہلے خبر لیجئے اس فسق و فجور کو روکنے کی اس کے لئے اقدام کیجئے یہ گانا بجانا ٹیلی ویژن، تصاویر اور مغربی طرز لباس، طرز رہائش، طرز طعام ایک ایک کرکے ان کی اصلاح کیجئے۔

چند فرائض اور واجبات کا ادا ہوتے رہنا خواہ وہ عادتاً ہی کیوں نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امید ہے کہ باعث نجات ہوجائے۔ لیکن دنیا کی فلاح مسلمانوں کی اپنی تہذیب کی انفرادیت اور مغربی طرز سے مغائرت ہی پر منحصر ہے جس وقت تک آپ اپنے معاشرہ کی اصلاح نہ کریں گے۔ یہ چیز درست نہ ہوگی۔ دوسرے یہ کہ ہمارا دین ہر شعبہ زندگی پر

حاوی ہے۔ خواہ سیاست یا معاشرت ہو یا معاملات و اخلاقیات ان کی درستی کے لئے دین میں ایسی مکمل تعلیم ہے کہ کسی غیر اسلامی شعائر کی طرف توجہ کرنے کی ضرورت ہی نہیں کیونکہ غیر اسلامی شعائر دنیا اور آخرت کے لحاظ سے ہر طرح اور حد درجہ مضر اور خطرناک ہیں آج ہم پر جو شامت اعمال مسلط ہے اس کا زیادہ تر سبب یہی چیزیں ہیں۔

آج کے دورِ سیاست میں ہم کو کیا کرنا ہے۔ اس کے متعلق تو ہمارے مقتدا اور علماء صاحبان کا فیصلہ ہی موجب ہدایت ہے لیکن ایک بات یہ ہے کہ آج علماء پر عام لوگ بے باکانہ زبان کھول دیتے ہیں۔ جو منہ میں آیا کہہ دیا یاد رکھو اس پر وعید آئی ہے۔ ہر شخص کا کام نہیں ان پر اعتراض کرنے کا، یہ کسی کو حق نہیں کہ ان پر اعتراض کرے ہاں کچھ شکوک و شبہات ہوں تو ان سے ہی جا کر پوچھ لو۔ دریافت کر لو شاید تسلی ہو جائے۔

ارے علماء کی قدر کرو یہ بھی خدا کی بڑی نعمت ہے۔ اب کون سے علماء قابل تقلید ہیں تو اس میں تھوڑی سی کاوش سے پتہ چل جاتا ہے۔ علماء حق الگ معلوم ہو جاتے ہیں اور جب تک معلوم نہ ہو کسی کے متعلق کچھ نہ کہو یہ اعتراض کی عادت چھوڑ دو۔ یوں بھی غیبت کرنا حرام ہے۔

انبیاء علیہم السلام کو نہ ماننے سے کفر لازم آتا ہے اور علماء کو نہ ماننے سے کفر تو لازم نہیں آتا لیکن اس سے گناہ ضرور لازم آتا ہے۔ آپ کسی عالم پر اعتقاد نہیں رکھتے نہ رکھئے لیکن ان کو برا نہ کہیے اس میں عظمت دین کی بے وقعتی ہے اور جب خدا نے آپ کو علم دیا ہے تو علماء حق کی پہچان ضرور کر سکتے ہیں۔ ایک صاحب نے سوال کیا کہ بہت سے علماء نے ایسی روش اختیار کر رکھی ہے کہ سارے معاشرہ پر اس کا بُرا اثر پڑتا ہے۔ فرمایا کہ ہاں وہ اگر ایسا کرتے ہیں تو ان کا یہ فعل حجت نہیں ہے۔ آپ کے لئے آپ کو علم ہے کہ شریعت کی رو سے یہ فعل برا ہے تو آپ نہ کیجئے اس فعل کو۔

بعض اخبار والے کہیں سے کوئی پرانا فوٹو کسی عالم کا حاصل کر لیتے ہیں اور ان کی تقریر اور مضمون کے ساتھ اس کو شائع کر دیتے ہیں۔ بعض علماء کے منع کرنے کے باوجود فوٹو گرافر نہیں مانتے۔ یہ چیزیں ہیں تو واقعی بچنے کی اور شریعت میں مصلحت کوشی کوئی چیز نہیں۔ تاویل کچھ نہیں چلتی لیکن اگر آپ کے پیشواؤں سے غلطی ہو جائے تو ان پر تعریض نہ کیجئے، انہوں نے جو کچھ کیا وہ ان کا فعل ہے لیکن کم از کم ان پر تعریض کا گناہ تو آپ اپنے سر نہ لیں اس سے دین کا وقار کم ہوتا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ ہم جوش میں آ کر ایک جماعت والے دوسری جماعت والوں پر خاص کر جن کو دین سے نسبت بھی ہو ان کو بُرا بھلا کہتے ہیں۔ کیچڑ اچھالتے ہیں۔ جو لوگ ایسا کرتے ان کو توبہ کرنا چاہیے۔ لوگ ان کے متعلق کہا کریں جو کچھ کہتے ہیں تم اپنی زبان سے کچھ نہ کہو بس تم اتباع حق کرتے رہو تم تحریر و تقریر نہیں کر سکتے خاموش تو رہ سکتے ہو۔ کیا تمہارے خاموش رہنے پر بھی کوئی حد لگا تا ہے۔

ہمارے حضرت مولانا تھانویؒ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ میرے دل میں علماء کی عظمت ہمیشہ سے بہت زیادہ ہے۔ میں ان کو حامل دین اور محافظ دین سمجھتا ہوں اور میرا تو یہ ذوق ہے کہ اگر تمام علماء اس مسلک کے ہو جائیں کہ وہ مجھ کو کافر کہیں پھر بھی میں اللہ تعالیٰ سے ان کی بقا کے لئے دعا کرتا رہوں گا۔ یہ بات میں اپنی وسعت نظری سے نہیں کہہ رہا ہوں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں میں جو بے دینی پیدا ہو گئی ہے۔ ان کے مقابلے میں علماء کی بقاء کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سمجھتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے کہ اپنے علماء اور بزرگوں کا احترام کریں۔ آمین۔

رَبَّنَا وَ لَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ج وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ. وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ. (سورۃ بقرہ آیت ۲۸۶)

تعلیمات عارفی رحمۃ اللہ علیہ

ذیل میں عارف باللہ حضرت اقدس ڈاکٹر مولانا محمد عبدالحیٔ رحمۃ اللہ علیہ، جو حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے خاص خلیفہ ہیں کے ارشادات و تعلیمات پیش کی جارہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عارفی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیم میں بہت برکت اور جاذبیت عطا فرمائی ہے۔ حضرت کی تعلیمات نہایت سہل اور عمل کرنے میں بہت آسان ہیں۔ تھوڑی سی توجہ اور دھیان سے انسان بلند مقامات اور پاکیزہ زندگی حاصل کر سکتا ہے۔ آج کے دور میں جبکہ ہر طرف یاس اور بے اطمینانی ہے۔ ان تعلیمات پر عمل کرنے سے پرسکون زندگی حاصل کر سکتا ہے۔ بقول کسے اگر کسی شخص کا خودکشی کا ارادہ ہے اور وہ حضرت کی مجلس میں تھوڑی دیر بھی بیٹھ جائے تو وہ اپنا خودکشی کا ارادہ ترک

کردے گا کیونکہ حضرت سراپا رحمت تھے اور اسی رحمت کا اثر حضرت کی تعلیمات میں بھی پایا جاتا ہے۔ اب حضرت کے بعد حضرت کی تعلیمات کو ہی حرز جاں بنانے کی ضرورت ہے۔ سلف صالحین نے بڑے بڑے مجاہدے اور ریاضتیں کر کے جو اعلیٰ مقامات حاصل کیے حضرت کی مختصر اور سہل تعلیمات سے ویسے ہی مرتبے حاصل کیے جاسکتے ہیں مثلاً فرمایا: "جب کبھی کسی بھی عضو سے کوئی گناہ صادر ہو جائے تو فوراً دل ہی دل میں ندامت سے "استغفار" کرلیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو بھی چھوٹی بڑی حسب منشا نعمت میسر ہو جائے چپکے چپکے اللہ تعالیٰ کی حمد اور شکر کرلیا جائے۔ روزمرہ زندگانی میں کئی ناگوار امور پیش آتے ہیں۔" صبر کر کے انا للّٰہ و انا الیہ راجعون کا ورد کرتے رہیں۔ مستقبل میں کسی بات سے تکلیف و پریشانی کا اندیشہ ہو تو اللہ تعالیٰ سے پناہ اور حفاظت مانگتے رہیں۔ فرمایا جس کسی کو جو کچھ بھی ملا ہے انہی باطنی اعمال استغفار، حمد و شکر، صبر و استعاذہ سے ملا ہے۔ یہ کیسے ہی آسان اور سہل باطنی اعمال ہیں۔ حضرت کی کل تعلیمات اسی سہولت اور آسانی کا مظہر ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان تعلیمات پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

۱- فرمایا کہ وقت کو اپنا تابع کر لو تو وقت تمہارا تابع ہو جائے گا اور کاموں میں برکت ہو جائے گی۔ ارادہ اور ہمت سے بڑے بڑے کام ہو جاتے ہیں۔

۲- فرمایا کہ نظام الاوقات بنانے اور اس کی پابندی کرنے کی برکت یہ ہے کہ ذرا سے وقت میں بہت سے کام ہو جاتے ہیں۔

۳- فرمایا کہ ہمت بڑی چیز ہے اس سے تمام مشکلات حل ہو جاتی ہیں اور عمل آسان ہو جاتا ہے۔

۴- فرمایا کہ میں نے دو گر ایسے سیکھے ہیں کہ ان سے مجھے زندگی کی تمام مشکلات میں آسانی ملی ہے۔ ایک ہمت اور دوسرے پابندی اوقات۔ ان دونوں چیزوں سے مشکل سے مشکل کام آسان ہو جاتے ہیں۔ میں نے زندگی کے ہر مرحلے میں ان سے کام لیا ہے۔

۵- فرمایا کہ وقت پر کام کرنے کی عادت ڈال لو، پھر وقت خود کام کرالیتا ہے۔

۶- فرمایا کہ وقت بڑا گرانقدر سرمایۂ زندگی ہے اگر وقت پر کام کرنے کی عادت پڑ گئی اور اس پر مداومت حاصل کر لی تو پھر وقت تمہارا خادم بن جائے گا۔

۷- فرمایا کہ زندگی میں تنظیم اوقات بڑی چیز ہے۔ دنیا میں جتنے بھی بڑے لوگ گذرے ہیں ان کی زندگی کے حالات اٹھا کر دیکھو تو یہی پتہ چلتا ہے کہ ان کی زندگی میں نظام الاوقات کی بڑی اہمیت رہی۔

۸- اپنی تصنیف کردہ کتاب ''معمولات یومیہ'' میں معمولات کے بارے میں فرمایا کہ ان معمولات کو اپنے پر لازم نہ کیا جائے بلکہ اس سلسلہ میں ان ہدایات پر عمل کیا جائے جو رسالہ میں تفصیل سے بیان کی گئی ہیں۔

۹- فرمایا کہ طالب اپنے لئے اتنے ہی معمولات اختیار کرے کہ جن پر دوام ہو سکے یعنی مسلسل روزانہ آرام واطمینان کے ساتھ ان پر عمل کر سکے۔

۱۰- فرمایا کہ اگر کبھی بہت ہی ضروری مشغولیت کی وجہ سے اپنے مقررہ اوقات میں مقررہ معمولات پورے نہ ہوں تو جب بھی وقت مل جائے ان کو پورا کر لیا جائے۔ یہ خیال نہ کیا جائے کہ چونکہ وقت پر یہ کام نہ ہو سکا تو بس چھوڑ دیا جائے۔ طالب وسالک کے لئے یہ بہت ہی نقصان دہ ہوتا ہے۔

۱۱- فرمایا کہ پورے معمولات پر اگر کسی روز قدرت نہ ہو تو انہیں مختصر کر دیا جائے۔ مثلاً اگر صبح ایک تسبیح ۱۰۰ کی پوری کرنی ہے اور کسی وجہ سے اتنا وقت نہیں ہے تو ایک سو کے بجائے ۳۳ مرتبہ، ۱۱ مرتبہ، ۷ مرتبہ، اگر اتنا بھی وقت نہیں تو صرف ۳ ہی مرتبہ پڑھ لینا چاہئے کلیتاً چھوڑا نہ جائے۔

۱۲- فرمایا کہ اگر کسی دن معمولات پورے ادا کرنے کی مہلت نہ ملے تو وقت معین پر جتنا بھی ممکن ہو اس پر عمل کر لیا جائے، ناغہ نہ کیا جائے کیونکہ ناغہ سے بے برکتی ہوتی ہے۔

۱۳- اوراد و وظائف کے سلسلے میں ایک بار فرمایا کہ میں نے دوستوں سے دو باتوں کی قید اٹھا دی ہے۔ ایک تعداد کی دوسرے وقت کی۔ فرمایا اوراد و وظائف کی تعداد کچھ مقرر نہیں ہے۔ تعداد مقرر کر دی جاتی ہے تسلی کے لئے تاکہ تسلی ہو جائے کہ ہم نے پڑھ لیا۔ مقصد تو رجوع الی اللہ ہے۔ ایک تسبیح پڑھ لی۔ موقع نہ ہوا تو ۳۳ مرتبہ پڑھ لیا۔ اتنا بھی موقع نہیں ملا تو ۱۱ مرتبہ پڑھ لیا۔ یہ بھی نہیں ہو سکا تو ۳ مرتبہ پڑھ لیا۔

۱۴- فرمایا کہ وظیفہ کے درمیان اگر کوئی ضروری کام آ جائے جو وقت کا تقاضا ہو اس کام کو کرنا چاہئے۔ وقت کا تقاضا واجب ہو جاتا ہے۔ اوراد و وظائف نوافل ہیں، مستحبات

ہیں تو فرض وواجب کو چھوڑ کر مستحبات میں نہیں پڑنا چاہیئے۔

۱۵- فرمایا کہ طالب علمی کے زمانہ سے جو معمولات شروع کئے وہ الحمدللہ آخر زندگی تک ہوتے رہے۔

۱۶- فرمایا کہ صبح وشام کی تسبیحات میں توانائی ہے قوت ہے جس طرح صبح کے ناشتہ کے بعد جسم میں طاقت توانائی آجاتی ہے کیونکہ اعضاء رئیسہ کو غذا پہنچ گئی، چنانچہ دن بھر کے جسمانی مشاغل انجام دینے میں وہ توانائی ممد ومعاون ہوتی ہے۔ اسی طرح تسبیح وتہلیل اور درود واستغفار سے روح کو غذا میسر ہوتی ہے اور اسی طرح روحانی قوت سے روزانہ کے معمولات بحسن وخوبی ادا ہوجاتے ہیں اور اجتناب المعاصی میں مقاومت نفس سہل ہوجاتی ہے۔

۱۷- فرمایا کہ ہمارے اوراد ووظائف بے جان ہیں اس میں جان کہاں سے آئے، یہ بھی اللہ میاں سے کہو یا اللہ ہماری عبادات بے روح ہیں اور ہم اس میں روح بھی پیدا نہیں کر سکتے لیکن آپ ہر چیز پر قادر ہیں اس میں روح پیدا فرمادیجئے۔

۱۸- فرمایا تسبیحات حصول مقصود کے لئے محض معین ومعاون ہیں، اصل مقصد رضائے الٰہی ہے، اصل تو اوامر ونواہی ہیں، اطاعت کرو اور معصیت سے بچو۔

۱۹- فرمایا کہ اذکار واوراد کا اصل فائدہ اس وقت ہوتا ہے جب انسان انہیں دھیان اور توجہ کے ساتھ پڑھے۔ شرع شروع میں دل نہیں لگتا لیکن مشق کرنے سے رفتہ رفتہ دھیان ہونے لگتا ہے۔

۲۰- فرمایا کہ جو لوگ زیادہ مصروفیات میں پھنسے ہوئے ہوں اگر ان کو اس طرح وقت نکالنا مشکل ہو تو وہ بھی اذکار واوراد سے بالکل محروم نہ رہیں بلکہ جس وقت موقع ملے یہ معمولات پورا کرلیں خواہ چلتے پھرتے ہی ہوں۔

۲۱- فرمایا کہ مستحب لفظ حبّ سے بنا ہے جس کے معنی محبت کے ہیں لہٰذا مستحب وہ عمل ہوگا جس پر پابندی کے ساتھ عمل کرنے سے بندہ اللہ کا محبوب ہوجائے گا اور محبت کی خاصیت یہ ہے کہ وہ دونوں جانب سے ہوتی ہے اس لئے بندہ محبّ بھی ہوجائے گا۔ گویا مستحبات پر عمل کرنے والے کو اللہ تعالیٰ کی محبت اور محبوبیت دونوں حاصل ہوجائیں گی اور جس کو اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل ہوجائے اور وہ خود بھی اللہ کا محبوب بندہ بن جائے تو اس سے

بڑا اعزاز عالم امکان میں کسی کو حاصل نہیں ہوسکتا۔

۲۲-فرمایا کہ کسی بھی مستحب کو چھوڑنا نہ چاہئیے کہ اس سے محرومی کا اندیشہ ہے خصوصاً مستحب کو ادنیٰ اور معمولی بات سمجھ کر چھوڑ دینا تو بڑی خطرناک بات ہے۔ اگر مستحب پر عمل کرنے سے کوئی عذر معقول پیش آجائے تو جس قدر بھی آسانی سے ممکن ہو اتنا ہی عمل کرلیا جائے، چھوڑا نہ جائے۔

۲۳-فرمایا کہ بزرگوں کا قول ہے کہ مستحبات ترک کرنے والا رفتہ رفتہ سنتوں کو ترک کر بیٹھتا ہے اور سنتوں کا چھوڑ دینا واجب کے چھوڑ دینے کا پیش خیمہ ہے اور واجبات کو چھوڑ دینے والا کسی نہ کسی وقت فرائض کو چھوڑ بیٹھے گا جو اس کے لئے دنیا و آخرت میں ہلاکت کا سبب ہے۔

۲۴-فرمایا کہ فرائض و واجبات کی ادائیگی تو ہر مسلمان کے ذمے لازم ہی ہے اور وہ حق عبدیت ہے لیکن نوافل و مستحبات حق محبت ہیں اور ان کی کبھی ناقدری نہیں کرنی چاہیے بلکہ حتی الوسع ان کی انجام دہی کا اہتمام کرنا چاہئیے۔

۲۵-فرمایا کہ بعض لوگ مستحبات کو اس لئے چھوڑ دیتے ہیں کہ یہ فرض و واجب نہیں ، میں کہتا ہوں فرض و واجب نہیں۔ مستحب تو ہیں تو مستحبات کرنے کے لئے ہوتے ہیں یا چھوڑنے کے لئے؟ یہ آپ سے کس نے کہہ دیا کہ مستحبات چھوڑنے کے لئے ہوتے ہیں؟ یہ مستحبات تو اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا عطیہ ہیں، دیکھئے یہ لفظ ''مستحب'' ''حب'' سے بنا ہے جس چیز کا مادہ اشتقاق ہی ''حب'' ہو وہ معمولی چیز کیسے ہوسکتی ہے؟

۲۶-فرمایا کہ فرائض و واجبات کی ادائیگی اللہ تعالیٰ کی عظمت کا حق ہے اور مستحبات پر عمل کرنا اللہ تعالیٰ کی محبت کا حق ہے، مستحبات کو معمولی چیز سمجھ کر ان میں سستی نہ کرنی چاہئیے مثلاً تحیۃ المسجد اور ماثورہ دعائیں وغیرہ۔ جب تک ان امور کا اہتمام نہ ہوگا آپ نہ سالک ہوسکتے ہیں نہ صوفی۔

۲۷-فرمایا کہ اتباع سنت کے بغیر کچھ حاصل نہیں ہوتا نہ منزل ملتی ہے نہ نجات اور نہ ترقیاں حاصل ہوتی ہیں نہ کمالات۔

۲۸-فرمایا کہ سنت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ایسا نور اور ایسی روشنی ہے جس سے ہر قسم کی تاریکیاں کافور ہوجاتی ہیں۔ یہ نور چمک رہا ہے اور چمکتا رہے گا جو شخص بھی اس کے نور کے سایہ میں آجائے گا خواہ وہ قصداً آیا ہو یا غیر ارادی طور سے، اپنے اختیار سے آیا ہو یا

غیر اختیاری طور سے، تو وہ ہر قسم کی تاریکی اور گمراہی سے محفوظ ہو گیا۔

۲۹- فرمایا کہ ہم اپنی ضروریات زندگی بہر حال پوری کرتے ہیں، کھاتے پیتے بھی ہیں، سوتے جاگتے بھی ہیں، چلتے پھرتے بھی ہیں اور لیٹتے بیٹھتے بھی ہیں بس اتنا کرلو کہ ہر ایسا کام کرنے سے پہلے اتباع سنت کی نیت کرلو۔ مثلاً حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانا کھایا ہے، ہم بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں کھا رہے ہیں، آپ نے پانی پیا ہے آپ کی اتباع میں ہم پی رہے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آرام فرمایا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں ہم بھی آرام کر رہے ہیں۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس کام کے کرنے کا انداز معلوم کر کے اس کو اختیار کرلو۔ اس اتباع کی برکت یہ ہوگی کہ اس کام کا ہر لمحہ عبادت میں لکھا جائے گا اور ہر کام میں اس قدر خیر و برکت اور نور حاصل ہوگا جس کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔

۳۰- فرمایا کہ حضرت حاجی صاحب کے طریق میں سالک کو بہت جلدی وصول ہو جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت کے طریق میں اتباع سنت بنیاد ہے اور یہ۔ ایسی بنیاد ہے کہ اس میں نہ تو شدید ریاضت کی ضرورت ہے اور نہ مجاہدات کی۔ بس کھلا ہوا روشن راستہ ہے جس میں سالک بے خوف و خطر چل کر منزل تک پہنچ جاتا ہے۔

۳۱- فرمایا کہ دین دراصل زاویہ نظر کی تبدیلی کا نام ہے۔ روزمرہ کے بیشتر کام اور مشاغل وہی باقی رہتے ہیں جو پہلے انجام دیئے جاتے تھے لیکن دین کے اہتمام سے ان کی انجام دہی کا زاویہ نگاہ بدل جاتا ہے اور اس تبدیلی کے نتیجے میں سارے کام جنہیں ہم دنیا کے کام کہتے ہیں اور سمجھتے ہیں عبادات اور جزو دین بن جاتے ہیں۔

۳۲- فرمایا کہ میں نے سالہا سال اس بات کی مشق کی ہے کہ صبح سے شام تک کی زندگی کا ہر کام اتباع سنت کی نیت سے کیا جائے اور مشق اس طرح کی ہے کہ لذیذ کھانا سامنے آیا، بھوک لگی ہوئی ہے دل چاہ رہا ہے کہ اسے کھائیں لیکن چند لمحوں کے لئے نفس کو کھانے سے روک لیا، نفس کی خواہش پر نہیں کھائیں گے، پھر سوچا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی نعمت اور ان کی عطا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت یہ تھی کہ نعمائے خداوندی کو شکر ادا کر کے استعمال فرماتے تھے، اب اس سنت کی اتباع میں کھائیں گے، گھر میں داخل ہوئے

بچہ پیارا معلوم ہوا، دل چاہا کہ اسے گود میں اٹھا کر اس سے دل بہلائیں لیکن چند لمحوں کے لئے نفس کو روکا کہ نفس کی خواہش پر اسے نہیں اٹھائیں گے پھر چند لمحوں بعد مراقبہ کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بچوں سے محبت فرماتے تھے اور انہیں کھلایا کرتے تھے اب آپ کی اس سنت کی اتباع میں اٹھائیں گے۔ ٹھنڈا پانی سامنے آیا پیاس لگی ہوئی ہے اور دل کی خواہش ہے کہ اسے جلدی سے پی لیا جائے لیکن کچھ وقفے کے لئے اپنے آپ کو روکا اور کہا کہ صرف دل کی خواہش پر پانی نہیں پئیں گے، پھر تھوڑے وقفے کے بعد استحضار کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ٹھنڈا پانی بہت مرغوب تھا اب آپ کی سنت کی اتباع میں پئیں گے اور انہیں آداب کے ساتھ پئیں گے جن کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم رعایت فرماتے تھے۔

۳۳۔ جب بیماری پیش آتی تو فرمایا کرتے کہ میں یہ نیت کر لیتا ہوں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی بیمار ہوئے ہیں، میری بیماری بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے اتباع میں ہے۔

۳۴۔ فرمایا کہ ایک رات مجھے اپنی موت کا خیال آیا تو بڑی وحشت ہونے لگی تھی، اچانک اللہ تعالیٰ نے دستگیری فرمائی اور ذہن میں آیا کہ یہ وہ راستہ ہے جس سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی دنیا سے تشریف لے گئے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے اتباع میں ہم بھی اسی راستہ سے چلے جائیں گے اور اتباع سنت میں جو کام بھی ہو اس میں شیطان سے حفاظت کا وعدہ ہے۔ فرمایا کہ یہ خیال آتے ہی سکون ہو گیا اور اس کے بعد سے آج تک کوئی فکر نہیں ہوئی۔

۳۵۔ فرمایا کہ اتباع سنت ایسی عظیم نعمت ہے کہ اگر بلا قصد و ارادہ بھی اس پر عمل ہو جائے تب بھی نفع سے خالی نہیں ہے اور فرمایا کہ اتباع سنت حق تعالیٰ تک پہنچنے اور ان کے نزدیک محبوب ہونے کا سب سے زیادہ محفوظ و مامون اور سہل ترین راستہ ہے۔

۳۶۔ فرمایا کہ ایک ایک سنت کو اپناؤ۔ اتباع سنت کو معمولی عمل نہ سمجھو۔ اللہ تعالیٰ کا اتباع سنت پر وعدہ ہے "یُحۡبِبۡکُمُ اللّٰهُ" (اللہ تعالیٰ تم سے محبت فرمائیں گے) عجیب انعام ہے ہماری اتباع سنت ناقص ہوگی مگر اللہ تعالیٰ جب محبت فرمائیں گے تو کامل فرمائیں گے کیونکہ وہ نقص سے پاک ہیں ان کا کوئی کام ناقص نہیں ہو سکتا۔

۳۷۔ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم محبتِ الٰہی کا مظہر اتم ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے

کائنات میں سب سے زیادہ حسین پیکر تخلیق فرما کر ہمارے سامنے پیش کر یا اور فرمایا کہ کیا تم ہم سے محبت رکھتے ہو؟ اگر ہم سے محبت رکھتے ہو تو ہمارے محبوب نبی اُمی صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم کو لازم پکڑلو۔ تم ہم سے کیا محبت کرو گے؟ اگر تم ہمارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کے سانچے میں ڈھل گئے تو ہم تم سے محبت کریں گے۔ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰه۔

۳۸—فرمایا کہ ساری شریعت کا خلاصہ حقوق وحدود ہیں آدمی یہ جان لے کہ شرعی حدود اور حقوق کیا کیا ہیں۔

۳۹—فرمایا کہ کیا مومن کی یہ شان ہے کہ اس کے اعمال بد باقی رہیں جن کی نحوست میں وہ مبتلا ہو۔ اُدھر مومن سے کوئی گناہ صادر ہوا۔ اُدھر اس نے توبہ واستغفار کر کے اسے معاف کرالیا۔ پھر شامت اعمال کہاں سے آ گئی۔ مزید فرمایا کہ اس خیال سے توبہ کرنی چاہیئے اس سے ایک تو مایوسی پیدا نہیں ہوتی ہے۔ دوسرے اللہ تعالیٰ کی جانب سے معافی ومغفرت میں شکوک وشبہات ظاہر نہیں ہوتے۔ اس لئے اگر کوئی برا کام ہو جائے تو دل بھر کے توبہ کرلو اور مطمئن ہو جاؤ۔

۴۰—فرمایا کرتے ہائے ہائے مت کرو، یہ نہ کہو کہ ”کچھ بن نہیں پڑتا“ ہم کیا کریں، کیسے کریں، کہاں تک کریں، حق تعالیٰ کی وسعت رحمت پر نظر رکھو سب کچھ بن پڑے گا، سب ٹھیک ہو جائے گا، اپنے ضعف وناتوانی کو نہ دیکھو ورنہ تو کچھ بھی نہ کر سکو گے، حق تعالیٰ پر نظر رکھو سب کچھ کر سکو گے، ان کو راضی رکھنے کی فکر کرتے رہو۔ ان شاء اللہ کامیاب ہو جاؤ گے۔

۴۱—فرمایا کہ بھائی اپنے آپ کو گناہگار کیوں کہتے ہو؟ جب اللہ تعالیٰ نے توبہ و استغفار کا دروازہ کھول رکھا ہے تو اس سے فائدہ کیوں نہیں اٹھاتے؟ یہ دروازہ تو اسی لئے ہے کہ کوئی مومن گناہگار نہ رہے۔“

۴۲—فرمایا کہ بھائی ہر وقت نفس وشیطان کے پیچھے بھی نہ پڑے رہا کرو۔ ایک لحاظ سے دیکھو تو یہ بھی ہمارے محسن ہیں، ان کے وساوس نہ ہوتے تو ہمارے درجات میں کیسے ترقی ہوتی؟ دیکھو یہ ہمیں گناہوں کی رغبت دلاتے ہیں مگر ہم عزم کر کے گناہ سے بچ جاتے ہیں تو ترک گناہ کا ثواب ہمارے نامۂ اعمال میں لکھ دیا جاتا ہے اور اگر خدانخواستہ گناہ سرزد ہو ہی ہو گیا تو ہم کو فوراً

ندامت ہوتی ہے، توبہ استغفار کرتے ہیں اپنی عاجزی اور نالائقی کا احساس پیدا ہوتا ہے، تقویٰ اور پرہیزگاری کا گھمنڈ ختم ہو جاتا ہے، دل میں شکستگی اور تواضع پیدا ہوتی ہے، یہی عبدیت ہے جو اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسند ہے تو دیکھو نفس و شیطان تو ہمارے لئے بلندی درجات اور اللہ تعالیٰ کے قرب کا ذریعہ بن جاتے ہیں، پس شرط یہ ہے کہ آدمی ان کی حیلہ سازیوں سے غافل نہ رہے۔

۴۳ - مزید فرمایا کہ لآ الٰہ الا اللہ اور استغفر اللہ سے شیطان کی کمر ٹوٹ جاتی ہے کیونکہ شیطان نے ایمان کو نقصان پہنچایا اس کی تلافی لآ الٰہ الا اللہ سے ہوگئی پھر اس نے اعمال کو نقصان پہنچایا اس کی تلافی استغفر اللہ سے ہوگئی۔

۴۴ - فرمایا کہ روزانہ رات کو سونے سے قبل دن بھر کے کاموں کا جائزہ لے لیا کرو کہ آج صبح سے شام تک کیا کیا؟ کون سے نیک کام کیے اور کون سے گناہ سرزد ہوئے؟ گناہوں پر استغفار اور نیکیوں پر اللہ کا شکر ادا کرو۔

۴۵ - فرمایا کہ یہ کہنا کہ ہم گنہگار ہیں بہت بُری بات ہے کیوں ہو گناہگار؟ گناہگار ہونا کوئی اچھی بات ہے؟ توبہ کرلو پاک صاف ہو جاؤ گے۔

۴۶ - فرمایا کہ صاحب ایمان کا ایک ایک لمحہ عبادت ہے، اگر اپنے کو معاصی سے، گناہ سے بچالے۔

۴۷ - فرمایا توبہ و استغفار کر لینے کے بعد کبھی بھی ناامید نہ ہونا۔ ہرگز نہیں، جب وہ خود حکم دیتے ہیں کہ توبہ کرو استغفار کرو تو ضرور معاف فرمائیں گے۔

۴۸ - فرمایا گناہ تو محدود ہیں اور رحمت خداوندی غیر محدود ہے تو محدود کا تو اتنا خیال کیا اور لامحدود رحمت پر نظر نہ کی۔ ''رحمتی وسعت کلّ شیٔ''

۴۹ - فرمایا دو چیزیں کرنے سے اللہ تعالیٰ کا تعلق پیدا ہوتا ہے، ایک تو اس کی نعمتوں پر شکر ادا کرنے سے اور دوسرے استغفار کرنے سے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے فَسَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّکَ وَاسۡتَغۡفِرۡهُ اِنَّهٗ کَانَ تَوَّابًا۔ اس لئے یہ دُعا پڑھو ''سُبۡحٰنَکَ اللّٰهُمَّ وَ بِحَمۡدِکَ اَسۡتَغۡفِرُکَ وَاَتُوۡبُ اِلَیۡکَ'' رات کو سوتے وقت تین چار مرتبہ پڑھ لیا کرو۔ ان شاء اللہ حق ادا ہو جائے گا۔

۵۰ - فرمایا کہ ہر عمل کا ردِعمل قانونِ قدرت ہے۔ یہ سمجھنا غلط ہے کہ اس فحاشی و

عریانی کا ردعمل نہ ہوگا، آج معاشرتی زندگی تباہ ہورہی ہے۔ زن وشوہر میں بنتی نہیں اولاد ماں باپ کی نافرمان ہے۔ بھائی بھائی کا دشمن ہے، لڑکیوں کی جوانی ڈھل رہی ہے لیکن کوئی رشتہ نہیں ملتا۔ دل بے چین ہے زندگی ناہموار ہے گھر کے گھر تباہ ہورہے ہیں۔ طلاقوں کی کثرت ہے اور خدا جانے کیا کیا ہے، یہ سب ردعمل ہے ان بے حجابیوں، عریانیوں اور فحاشیوں کا جو ہمارے معاشرے میں تیزی سے پھیل رہی ہیں۔ اللہ پناہ میں رکھے۔

۵۱- فرمایا کہ یہ تمام مصائب، ذلتیں، رسوائیاں، دلوں میں نفرتیں، باہمی جنگ وجدل اور نئی نئی مہلک بیماریاں، اتفاقات نہیں بلکہ عمل اور ردعمل یعنی "قانون مکافات" کے تحت ظاہر ہورہے ہیں۔ ہم نے جیسا کچھ کیا یا کررہے ہیں اس کے نتائج سامنے آرہے ہیں لیکن یہ دانشمندی کی بات نہیں کہ جن حالات ونتائج میں گرفتار ہیں ان کو اپنے اوپر مسلط کرلیں اور ان سے نکلنے کی فکر نہ کریں۔ اپنے مستقبل کو اگر درست کرنا ہے اور حالات حاضرہ کی تباہ کاریوں سے بچنا ہے تو اولاً ان گناہوں کو چھوڑیئے جو اس عذاب کا سبب ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ کے سامنے عجز ونیاز کے ساتھ سورہ بقرہ کی آخری آیت کی دعائیں کرتے رہیں ان شاء اللہ تمام بادل چھٹ جائیں گے۔

۵۲- فرمایا خدا کے لئے رائج الوقت چیزوں سے پرہیز کرو۔ اپنی آنکھوں کو بچاؤ، اپنی حیا کو قائم کرو، اپنی شرم وغیرت کو قائم کرو، بے غیرتی اور عریانی ابلیسی وشیطانی والی بات ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس آنکھ میں حیا نہیں اس کے پاس ایمان نہیں، حیا اور ایمان دونوں ایک چیز ہیں۔ حیا ڈھلی تو ایمان گیا، وہ عورت صحیح معنوں میں عورت نہیں جس کی آنکھوں میں حیا نہیں ہے وہ جانور ہے انسان نہیں ہے۔

۵۳- فرمایا کہ مجھے جو کچھ ملا ہے حضرت حکیم الامتؒ ہی کے توسل سے ملا ہے۔

۵۴- فرمایا کہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے مواعظ وملفوظات کا روزانہ مطالعہ کرتے رہیں اگرچہ ایک ہی صفحہ ہو۔

۵۵- فرمایا کہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے مواعظ وملفوظات تو علوم کا خزانہ ہیں۔ ایسے ایسے علمی مسائل اور اشکالات کا حل ان میں ملتا ہے۔ جو بڑی بڑی کتابوں کے مطالعہ کے بعد بھی حل نہیں ہوتے۔

۵۶- فرمایا کہ ہمارے حضرت اپنے وقت کے مجدد تھے اور اب تک جتنے مجدد ہوئے ہیں سب سے زیادہ مشقت حضرت والا نے برداشت کی۔ ہمارے حضرت ایسے وقت میں مجدد ہوئے جب سب سے زیادہ بگاڑ ہر گھر میں عام تھا جائز ناجائز کا اہتمام ہی نہ تھا، ہمارے حضرت نے عقائد، عبادات، معاملات معاشرت اور اخلاق کی بے مثل درستی فرمائی ہے۔

۵۷- فرمایا کہ ہمارے حضرت جیسا مجدد اب تک نہیں آیا۔ ہمارے حضرت کی تعلیمات عجیب وغریب ہیں زندگی کے ہر شعبہ میں کامل رہبری ملتی ہے۔

۵۸- فرمایا کہ ہمارے حضرت کے اسم مبارک کے ساتھ تحریر، تقریر اور بول چال میں مجدد الملت شامل کرنا اب بہت ضروری ہو گیا ہے۔

۵۹- فرمایا کہ حکیم الامت مجدد الملت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے مواعظ، ملفوظات اور دیگر تصانیف پڑھنے کے بعد ہماری کتاب اسوۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اہمیت سمجھ میں آئیگی۔

۶۰- فرمایا کہ ہر شخص کی صلاحیتیں جدا جدا ہوتی ہیں، اللہ سبحانہ تعالیٰ کو جس سے جو کام لینا ہوتا ہے ویسی ہی صلاحیتیں عطا فرماتے ہیں۔ ہمارے حضرت سے مجدد وقت کا کام لینا تھا اس لئے ویسی ہی صلاحیتیں عطا فرمائی اور مجدد دین سے بڑھ کر صلاحیتیں عطا فرمائیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ ہمارے حضرت کا فیض ہمیشہ جاری رہے گا۔

۶۱- فرمایا کہ اگر کسی کے پاس مطالعہ کے لئے زیادہ وقت نہ ہو تو کم از کم ہمارے حضرت کے چالیس وعظ دیکھ لے۔ ان شاء اللہ باطن میں انقلاب آ جائے گا۔

۶۲- فرمایا کہ ہمارے حضرت کا مذاق یہ تھا کہ ہمہ وقت اپنے نفس کا جائزہ اور محاسبہ فرماتے رہتے تھے۔ کبھی عمر بھر اس سے غافل نہیں رہے کہ کہیں میرا کردار میری گفتار سنت کے رنگ سے جدا تو نہیں ہے۔ تحدث بالنعمت کے طور پر کسی انعام الٰہی کا ذکر فرما رہے ہیں کہ خدا کا یہ فضل حاصل ہے اور ذرا سی کھٹک ہوئی فوراً استغفار کرتے۔

۶۳- فرمایا کہ ایک شخص حضرت والاؒ کے وعظ میں شامل ہوا تو وعظ سننے کے بعد فرمایا کہ ایسا وعظ ہم نے کبھی نہیں دیکھا جس کے ہر ہر لفظ میں اثر ہو۔

۶۴- فرمایا کہ اگر سامنے جا کر دیکھو تو بالکل حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کا

نمونہ تھے اور جو کتابوں میں لکھ دیا ہے وہ عمل کر کے دکھایا ہے۔

۶۵ —فرمایا کہ بیعت ایک معاہدہ ہوتا ہے کہ میں اس پر قائم رہوں گا اور اس سلسلے کے مسلک پر چلوں گا۔ بیعت کے بعد پھر اسی مسلک پر چلنا چاہئیے دوسرے مسلک پر نہ چلنا چاہیے، اگر چہ سب حق ہیں مگر جس پر چلنے کا وعدہ کیا ہے اس پر بیعت کی ہے اس کو کبھی نہ چھوڑنا چاہئیے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک تو اتنا مضبوط ہے اور مستند ہے کہ اس کو چھوڑ کر کہاں جائیں اگر کوئی جائے تو جائے۔ اس خود بینی وخود رائی کا ہم کیا کریں ایک مسلک کو اختیار کر کے اپنی رائے سے چلنا یہ کوئی چیز نہیں، بے ڈھنگا پن ہے۔ ہمارے حضرت مفتی صاحبؒ فرمایا کرتے "ہمارے حضرت کیا عجیب تھے اگر اب بھی حضرتؒ کو سمجھنا ہے تو ان کو ان کی تعلیم و تربیت سے سمجھیں۔ جب ان کی تعلیم و تربیت میں یہ کیفیت ہے تو اندازہ کرو کہ ان کی مجلس و وعظ میں کیا اثر ہوگا۔

۶۶ —فرمایا کہ جب بھی کسی چیز کی ضرورت ہو تو پہلے اپنے اللہ سے مانگیں پھر اس شخص سے کہیں جس سے وہ مل سکتی ہے۔

۶۷ —فرمایا کہ ہر کام سے پہلے "اِیَّاکَ نَعْبُدُوَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْن" کہنے کی عادت ڈالو۔ بلکہ ہر وقت دل ہی دل میں یہ رٹ لگاؤ کہ "یا اللہ! اب کیا کروں؟" پھر دیکھو کیا سے کیا ہو جاتا ہے۔

۶۸ —فرمایا کہ اگر گھر سے باہر جانا ہے تو پہلے اللہ تعالیٰ سے رجوع کر لو اے اللہ! میں باہر جا رہا ہوں، میری آمد و رفت کو عافیت و سلامتی اور خیر و برکت کے ساتھ پورا فرما دیجئے۔ کھانا کھانا ہے، پانی پینا ہے یا اور کوئی کام کرنا ہے تو اللہ تعالیٰ سے دل دل میں مناجات کرلو۔ فرمایا کرتے تھے شروع میں قدرے الجھن ہوگی لیکن کچھ عرصہ کے بعد یہ عادت میں داخل ہو جائے گا اور بلا تکلف ہر ہر لمحہ رجوع الی اللہ کی سعادت حاصل ہو جائے گی۔

۶۹ —فرمایا کہ جب بھی کوئی کام کرنا ہو بڑا ہو یا چھوٹا، آسان ہو یا مشکل، علمی ہو یا عملی، دینی ہو یا دنیوی فوراً دل ہی دل میں اللہ کی طرف رجوع ہو جائیں اور عرض کریں یا اللہ! آپ میری مدد فرمائیے، آسان فرما دیجئے، پورا فرما دیجئے، قبول فرما لیجئے، پھر دیکھئے آپ کے کاموں میں کیسی آسانی اور سہولت پیدا ہوتی ہے۔

۷۰- فرمایا کہ جب دعا مانگتے مانگتے تھک جاؤ تو یوں عرض کرو کہ اب آپ بدوں مانگے ہم کو سب دے دیجئے کیونکہ ہم تو تھک گئے اب مانگنے کی طاقت نہیں۔

۷۱- فرمایا ہر دعا میں یہ دعا بھی کرنی چاہئیے کہ اللہ تعالیٰ سے استقامت فی الدین و اہتمام دین اور مقبول عمل کی توفیق مل جائے۔

۷۲- فرمایا کہ جب دعائے مغفرت یا ایصال ثواب کرتا ہوں تو سب سے پہلے اپنے والدین کے لئے کرتا ہوں۔ پھر اپنے آباؤ اجداد اور جدات و امہات کے لئے، اس کے بعد اپنے اساتذہ اور مشائخ کے لئے پھر اپنے اہل وعیال اور دوسرے رشتہ داروں کے لئے، پھر اپنے خدام کیلئے کرتا ہوں، اس کے بعد اپنے خدام سے فرمایا کہ تم بھی اسی طرح کیا کرو۔

۷۳- فرمایا کہ اگر کوئی سخت مرض یا پریشانی ہوتو پانچ سو بار "یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ" پڑھ کر دعا کرنا چاہیے۔

۷۴- ایک صاحب نے کہا حضرت ایک سخت بلا آنے والی ہے فرمایا کہ ۷۸۶ مرتبہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور آیت الکرسی پڑھ کر یہ دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ اپنی تمام مخلوق کی جان و مال کو اس سے بچالیں اور تمام عالم کے مسلمانوں کے گھروں کا حصار کرلو۔

۷۵- ایک صاحب نے کہا کہ میرا تبادلہ بہت تکلیف دہ جگہ ہو رہا ہے تو فرمایا ہر نماز کے بعد یہ دعا پڑھیں۔ رَبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّ اَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّ اجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْکَ سُلْطَانًا نَّصِیْراً.

۷۶- تحدیث نعمت کے طور پر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ ناکارہ سے حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کے ذوق کو عام کرنے میں جو کام لیا ہے وہ آئندہ شاید کوئی نہ کر سکے۔ فرمایا کہ مجھ سے یہ باتیں سن لو۔ پھر کوئی سنانے والا بھی نہ ملے گا۔

۷۷- فرمایا کہ نسخہ لکھنے سے قبل اول اللہ سے رجوع کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ باری تعالیٰ اس دوا کو حکم تاثیر و شفا عطا فرما۔

۷۸- فرمایا کہ عقیدت کرنے والے تو بہت ہیں لیکن محبت کرنے والے کم ہیں۔

۷۹- فرمایا کہ وہ آدمی کس کام کا جو کسی کے کام نہ آئے۔

۸۰- فرمایا کہ میری باتیں سن لو، میرے بعد کہیں بھی سننے کو نہ ملیں گی۔

۸۱- فرمایا کہ میں نے عرصہ دراز تک اپنی نگاہوں کی اتنی حفاظت کی کہ مرد و عورت میرے لئے یکساں ہو گئے اور حضرت والا کا فیضانِ دعا کہ میرا دل اس معاملہ میں بالکل پتھر ہو گیا۔

۸۲- فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے جا رہے تھے، پیچھے پیچھے میں جا رہا تھا۔ حضرت کے قدم جہاں جہاں پڑتے تھے انہی نشانات پر میں بھی قدم رکھتا جا رہا تھا اور دل دل میں یہ دعا کرتا جاتا تھا کہ یا اللہ مجھے حضرت کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرما۔

۸۳- فرمایا کہ حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ بیان القرآن کی قدر اس کو ہوگی جو عربی کی تفسیریں دیکھے اس کے بعد اس کا مطالعہ کرے۔ میں نے بڑے بڑے اختلافی مسائل کو دو لفظ بڑھا کر حل کر دیا ہے۔

۸۴- فرمایا کہ ہمارے حضرت نے ۸۲ سال تک مسلسل دین کی خدمت کی ہے تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد ان کو کیا معلوم تھا کہ ان کو کتنا کام کرنا ہے۔ ان کی طرح ملفوظات کس کے لکھے گئے ہیں؟ طبیعت میں اتنی پختگی تھی کہ جو رنگ اول میں تھا وہی اخیر تک رہا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو بہت احساس تھا کہ دین کسی طرح لوگوں کے سینے میں ڈال دوں، لیکن لوگوں نے ان کی قدر نہ کی۔

۸۵- فرمایا کہ شیخ کا مذاق دیر سے معلوم ہوتا ہے اور دیر سے سمجھ میں آتا ہے لیکن شیخ کے رنگ میں رنگ جانا چاہئے۔

۸۶- فرمایا شیخ ایسا ہونا چاہئے جو متبع شریعت و سنت ہو جس کے پاس بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کی یاد تازہ ہو، دنیا سے نفرت ہو جائے ایسا اگر شیخ مل جائے تو غنیمت جانو اگر ایسا شیخ نہ ملے تو میری تعلیم و تربیت کو غور سے پڑھا کرو یہ بھی کافی ہے۔

۸۷- فرمایا کہ اگر کوئی ہمیں برا بھلا کہتا ہے تو اس سے ہمارے نفس کی اصلاح ہوتی ہے اور جو لوگ بڑی عقیدت سے لمبے چوڑے القاب لکھ بھیجتے ہیں ان سے نفس پھولتا ہے، برا بھلا کہنے والوں سے اس کا کفارہ ہو جاتا ہے۔

۸۸- فرمایا کہ ماں باپ کا بڑا حق ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے بعد انہی کا

حق آتا ہے اور اتنا عظیم حق ہے کہ تمام عمر اخلاص سے ان کی خدمت کرنے اور تمام عمران کے لئے دعائے رحمت ومغفرت کرنے کے باوجود ان کے حق کا عشر عشیر بھی ادا نہیں ہوتا، اس لئے میں نے اپنی تمام عمر کی مستحب عبادتوں کا ثواب اپنے والدین کے لئے وقف کر رکھا ہے۔

۸۹- فرمایا کہ آج اولاد کی بے راہ روی، نافرمانی اور اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بغاوت، والدین کی تربیت سے غفلت کا نتیجہ ہے۔ اس پرفتن دور میں گر اپنی دنیا اور آخرت کو درست رکھنا ہے تو اپنی اولاد کی دینی اور ایمانی تربیت کرنا چاہئے۔ افسوس اس پر ہے کہ والدین اپنی اولاد کی دنیا اچھی رکھنے کی پوری کوشش کرتے ہیں لیکن دین نہ تو اس کو سکھاتے ہیں اور نہ اس پر عمل کرانے کی طرف توجہ دیتے ہیں۔

۹۰- فرمایا کہ اولاد کے حقوق کی ادائیگی ان کی تربیت کرنے میں ہے۔ اولاد کی تربیت ایسی کرنی چاہئے کہ ان میں رجوع الی اللہ اور اتباع سنت کا جذبہ پیدا ہو اور بزرگوں کی تعظیم دل میں راسخ ہو۔

۹۱- فرمایا کہ کسی بچہ کی اصلاح کرنا ہو تو پہلے تنہائی میں اللہ سے جی بھر کے دعا کر لو کہ اے اللہ! میں آپ کا ضعیف اور ناتواں بندہ ہوں۔ آپ نے اولاد جیسی عظیم نعمت سے نوازا ہے اور اس کی اصلاح وتربیت کا فریضہ بھی مجھ ناتواں پر عائد کیا ہے نہ میری بات میں کوئی اثر ہے اور نہ مجھے تربیت کا ڈھنگ آتا ہے۔ میرے بچوں کے قلوب آپ کے قبضہ قدرت میں ہیں ان کے دلوں کو خیر کی طرف اور اپنی اور میری فرمانبرداری کی طرف اور اصلاح حال کی طرف پھیر دیجئے، دعا کرنے کے بعد بچہ کو سمجھایئے، نصیحت کیجئے اور اللہ پر توکل کر لیجئے، جب بھی نصیحت کرنا ہو اسی طرح عمل کیجئے اور ان کی عام اصلاح کے لئے نمازوں کے بعد دعا بھی کرتے رہیے۔ انشاء اللہ آپ کا مقصود حاصل ہو جائے گا۔

۹۲- فرمایا کہ اپنی اہلیہ کے ساتھ حسن سلوک کا اہتمام کیا جائے۔ اس بے چاری نے اپنے ماں باپ، بہن، بھائی اور دوسرے تمام رشتہ داروں کو چھوڑ کر تم کو اختیار کیا ہے، لہٰذا یہ تمام محبتیں تمہاری جانب سے اس کو ملنا چاہئیں۔ اس کی ایذاء پر صبر کرو گے تو اجر عظیم پاؤ گے، اس کے ناروا سلوک کی اصلاح تمہارے غیظ وغضب سے نہیں ہو سکتی بلکہ اس کا تیر بہدف نسخہ یہ

ہے کہ اس وقت اپنے غصہ کو پی جاؤ، پھر نرمی اور ہمدردی سے اس کی غلطی کی نشاندہی کرو۔ اگر اس میں ذرا بھی سلامتی ہے تو تمہاری اس نصیحت کو وہ قبول کر کے اپنی اصلاح کر لے گی۔

۹۳ – مزاحاً فرمایا کہ آپ کی اصل مصلح آپ کی بیوی ہے، اس سے اپنے اصلاح یافتہ ہونے کا سرٹیفکیٹ حاصل کرلو تو یقیناً وہ پکی سند ہے۔

۹۴ – فرمایا کہ جس کے ساتھ کوئی سلوک کرنا ہو تو اس سے عوض اور بدلے کا بالکل خواہاں نہ ہو، نہ امید رکھے نہ چاہے، بلکہ یہ خیال کرے کہ جس نے یہ تقاضائے محبت پیدا کیا ہے عوض اس سے ہی لیں گے، دینی محبت کا صلہ یہی ہے۔ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ۔

۹۵ – فرمایا متقی وہ شخص ہے جو نیکی کر کے اللہ تعالیٰ ہی سے عوض کا طالب ہو۔ مخلوق سے بدلہ طلب نہ کرے، نیکی کا تعلق مخلوق سے ہے ہی نہیں اور نہ کوئی مخلوق اس کا عوض دے سکتی ہے مخلوق سے توقع خام توقع ہے۔ تم نے محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کیا ہے اور احسان جتلانا تو بہت بری بات ہے، جذبہ محبت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے، اس کا شکر کرے اور مخلوقات سے اجر کو اٹھا کر رکھ دے۔

۹۶ – فرمایا اپنا جائزہ لیتے رہا کرو، ہماری عبادت کیسی ہے ہمارا معاملہ کیسا ہے، ہمارا اخلاق کیسا ہے، فرمایا اخلاق کا جائزہ لینا ہو تو کراچی کی بس میں سوار ہو جاؤ سب معلوم ہو جائیگا۔

۹۷ – فرمایا اپنی تمام زندگی اتباع سنت میں ڈھالو اپنا اخلاق معلوم کرنا ہو تو اپنی بیوی اور پڑوسی سے پوچھو۔ دوست کیا جانے اخلاق کو۔

۹۸ – فرمایا ملازم کو حقیر مت سمجھو وہ تمہارے معاوضے میں کام کرتا ہے۔ تنخواہ دینا تمہارا احسان نہیں ہے، وہ اپنے کام کے پیسے لیتا ہے۔

۹۹ – فرمایا کہ اگرچہ فقہی طور پر نوافل کی قضا نہیں ہے لیکن ایک سالک کو ایسے مواقع پر تلافی کے طور پر جب موقع ملے معمول کے نوافل ضرور پڑھ لینے چاہئیں، خواہ ان کا اصل وقت گزر گیا ہو۔ پھر اس پر فرمایا کہ حدیث میں ہے کہ اگر کوئی شخص کھانے کے آغاز میں بسم اللہ پڑھنا بھول جائے تو کھانے کے دوران بھی جب یاد آئے تو بِسْمِ اللّٰہِ اَوَّلَہٗ وَآخِرَہٗ پڑھ لینا چاہیے۔ بس اسی پر دوسری نوافل قیاس کر لینی چاہئیں۔

۱۰۰- فرمایا کہ رخصت کے مواقع پر رخصت پر ضرور عمل کرنا چاہیے۔ عزیمت اللہ تعالیٰ کی عظمت کا حق ہے تو رخصت اللہ تعالیٰ کی محبت کا حق ہے اس لئے رخصت پر عمل کرتے ہوئے کبھی دل تنگ نہ ہونا چاہئیے۔ حدیث میں بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ جس طرح اپنی عزیمت پر عمل کو پسند فرماتے ہیں اسی طرح رخصتوں پر عمل کو بھی پسند فرماتے ہیں۔

۱۰۱- فرمایا تشنگی اور چیز ہے اور ناکارگی کا احساس اور چیز ہے، تشنگی اچھی چیز ہے۔ احساس ناکارگی خطرناک ہے، گناہوں کا ارتکاب خطرناک ہے، اعمال صالحہ میں کمی اور کوتاہی کا احساس پسندیدہ ہے۔ یہ احساس کہ بن نہیں پڑتا یہ تشنگی ہے۔ یہ تکمیل کی طلب ہے تکمیل کسی کی نہیں ہوئی۔

تری شان بے نیازی کا مقام کس نے پایا مری سجدہ گاہ حیرت ترا حسن آستانہ

۱۰۲- فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر شخص کو جداگانہ صلاحیت اور ظرف عطا فرمایا ہے۔ اسی کے مطابق وہ مکلف بھی ہے اور اگر کوئی شخص اپنی صلاحیتوں کا شریعت کے مطابق پورا پورا صحیح استعمال کرے تو مقصود حاصل ہے۔ لہٰذا یہ دیکھو کہ اپنی صلاحیتوں کے مطابق تم کن امور کے مکلف ہو، بس ان کو انجام دینے کی فکر کرو۔ اور جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کی انجام دہی کی توفیق ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو اور بڑے لوگوں کے حالات سے ان کا مقابلہ کر کے ان کی ناقدری نہ کرو، کیونکہ تمہیں اپنی صلاحیت کے مطابق جن اعمال کی توفیق ہوئی ہے تمہارے لئے وہی عین کرم ہے۔ جب اس توفیق کی قدردانی کے ساتھ اس پر شکر ادا کرو گے تو "لازیدنکم" کے وعدے کے مطابق انشاء اللہ اس توفیق کو دوام و استحکام عطا ہوگا اور اپنے ظرف و صلاحیت کے مطابق ترقی کے مدارج بھی طے ہوں گے۔

۱۰۳- فرمایا کہ جب خلوص کیساتھ کوئی جذبہ پیدا ہو تو اسکو اول وقت ہی میں پورا کر لینا چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ براہ راست وہ جذبہ پیدا فرماتے ہیں اور وہی دل میں ڈال دیتے ہیں ایسا ارادہ دفعۃً وارد ہوتا ہے، اگر اسکو نہ کیا جائے تو وہ جاتا رہے گا، جذبہ خلوص کی قدر کرنی چاہیے۔ وارد کی پہچان یہ ہے کہ وہ مکرر ہوتا ہے۔ بار بار دل تقاضا کرتا ہے کہ نیک کام میں دیر نہ کرے۔

۱۰۴- فرمایا جنت میں رہنا لامتناہی ہے کیونکہ جنت کے دخول کا سبب ایمان ہے

اور صفت ایمان لامتناہی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات بھی لامتناہی ہیں۔ اور لامتناہی صفات پر ایمان لانا بھی لامتناہی ہے اور لامتناہی ایام تک ایمان رکھنے کا ارادہ ہے اسی لئے جنت کا دخول بھی لامتناہی ہوگا۔ باقی اعمال تو فانی ہیں، اس لئے اعمال پر دخول جنت موقوف نہیں ہے۔ ایمان کا تعلق اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ ہے اور اعمال کا تعلق ہمارے ساتھ ہے۔ باقی رہے معاصی وہ تو ایک استغفار میں ختم ہو جاتے ہیں۔

۱۰۵- فرمایا کہ چند باتیں تصوف کی مل گئی ہیں اور درویش بن گئے۔ اس طرح درویش نہیں بنتے۔ اگر ہلدی کی گانٹھ مل گئی تو بنئے ہی بن بیٹھے۔

۱۰۶- فرمایا جتنی عبادات پر نظر کریں گے اتنی ہی خامی پیدا ہوگی۔ معصیت کی تاویل کرنا بھی معصیت ہے جس نے اپنے آپ کو لغویات سے بچالیا اس نے بڑا کام کیا۔ غفلت صرف وہی بری ہے جو معصیت کی محرک ہے اور لغویات اس کام کو کہتے ہیں جس سے نہ دنیا کا نفع ہو نہ دین کا نفع ہو۔

۱۰۷- فرمایا ہم لوگ نوافل پرست ہیں نوافل ادا کرنے سے بزرگی ذہن میں بستی ہے فرائض میں تقدس کا پتہ بھی نہیں ہوتا۔

۱۰۸- فرمایا ایک لمحہ کے لئے کسی سے دین کا تخاطب ہو جائے تو غنیمت ہے سارے زمانے کے ہم مکلف نہیں کائنات عالم کا کہاں حق ادا ہو سکتا ہے اس کے لئے صرف استغفار ہے ہر کوتاہی کا علاج استغفار ہے۔

۱۰۹- فرمایا کسی عمل کی عادت ہو جانے کا نام مقام ہے مثلاً شکر کا اہتمام کیا، کرتے کرتے عادت ہوگئی، تو مقام شکر حاصل ہوگا۔

۱۱۰- فرمایا غفلت اس کو کہتے ہیں کہ آدمی اپنے خالق کو بھول جائے اور اپنی ہلاکت کے عمل کرے۔

۱۱۱- فرمایا کہ ہمت کا سرمایہ کسی کے پاس موجود ہے تو اس کا جائز استعمال ہونا چاہیے۔ ناجائز استعمال نہ ہونا چاہیے۔ ہمت اچھی چیز ہے مگر جب حدود کے اندر ہو۔ ہمت مرداں مدد خدا...... یہ تو صحیح ہے مگر جہاں ہمت کا مصرف صحیح ہو وہاں ہمت استعمال کرو

لیکن ہمت کرنے سے اگر اپنے نفس پر ظلم ہو رہا ہو تو اپنے نفس پر ظلم کر کے ہمت کرنا جائز نہیں۔

۱۱۲- فرمایا کہ ہمارے الفاظ فانی ہیں لیکن الفاظ کے معنی غیر فانی ہیں۔ جب ہم نے پڑھا "سُبْحٰنَکَ اللّٰھُمَّ وَ بِحَمْدِکَ اَسْتَغْفِرُکَ وَاَتُوْبُ اِلَیْکَ" تو الفاظ فنا ہو گئے لیکن الفاظ کی تاثیر جو تھی وہ غیر فانی ہو گئی وہ ہمارا سرمایہ ہے آخرت تک اور جنت تک، کیوں؟ اس لئے کہ تاثیر عطا الٰہی ہے اور عطا الٰہی غیر فانی ہے، ہمارا ہر عمل چاہے نماز ہو، روزہ ہو حج ہو، سب صورۃً فانی ہیں مگر ان کی حقیقت غیر فانی ہے کیونکہ وہ عطا الٰہی ہے۔ بھئی اچھے عمل کرتے رہو، شکر ادا کرتے رہو، توبہ کرتے رہو، عمر بھر یہی کرتے رہو، ایمان کامل ہو جائے گا۔

۱۱۳- فرمایا روحانیت، کیفیات، تصرف، محبوبیت، کشف اور کرامت کا نام نہیں بلکہ اسی گناہ سے بچنے کا نام ہے، اگر پانچوں وقت کی نمازیں پڑھ لیں گناہوں سے بچ گئے تو آپ سے بڑھ کر کوئی مادرزاد ولی نہیں۔

۱۱۴- فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ہم پر دو حق ہیں

(۱) عظمت (۲) محبت، انہی دونوں حقوق کی ادائیگی کا نام عبادت ہے۔

۱۱۵- ایک مرتبہ ایک صاحب نے حضرتؒ سے عرض کیا کہ "الحمدللہ احقر کو احسان کا درجہ حاصل ہو گیا ہے۔ حضرتؒ نے پوچھا کیا نماز میں؟ فرمانے لگے "جی ہاں" آپ نے فرمایا ماشاء اللہ بڑی مبارک بات ہے، لیکن ذرا اس کا بھی دھیان رہے کہ احسان کا یہ درجہ بیوی بچوں کے ساتھ معاملات میں بھی حاصل ہوا یا نہیں؟ پھر فرمایا کہ لوگ "احسان" کو نماز روزے اور اذکار و اوراد کے ساتھ خاص سمجھتے ہیں اور معاملات زندگی کو اس سے خارج سمجھتے ہیں۔ حالانکہ "احسان" جس طرح نماز روزے وغیرہ میں مطلوب ہے، مخلوق کے ساتھ، معاملات میں بھی مطلوب ہے۔

۱۱۶- فرمایا کہ اگر ہم اپنے ایمان اور اسلام کو محفوظ رکھنا چاہتے ہیں اور دنیا و آخرت کے خسران سے بچنا چاہتے ہیں تو جو طریقہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کاملہ سے ہمارے دین کی حفاظت کے لئے بتایا ہے اور اسے ہمارے لئے قوی و مستحکم قلعہ بتایا ہے اس کو عمل میں لاؤ اور وہ ہے "نماز"

۱۱۷- فرمایا کہ نماز دین کا ستون ہے، نماز ہی ایسی چیز ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے ایسی قوت رکھی ہے جس سے تقاضائے ایمانی پیدا ہوتے ہیں اور شرف انسانیت کا شعور پیدا

ہوتا ہے مگر ہم لوگوں نے اسے روزمرہ کا ایک معمولی عمل سمجھ لیا ہے اور اس کی کوئی قدر اور اہمیت ہماری نظر میں نہیں ہے اور یہ ہماری بڑی محرومی ہے۔

۱۱۸- فرمایا کہ حدیث شریف میں ہے کہ وصال کے وقت آخری وصیت جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمت کے لئے فرمائی وہ یہ تھی:

"اَلصَّلٰوۃُ اَلصَّلٰوۃُ وَمَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ."

یعنی نماز کی پابندی کرو، اور اپنے ماتحتوں کا خیال رکھو، یہ بات دو مرتبہ ارشاد فرمائی۔ اس سے نماز کی اہمیت کا اندازہ لگایئے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم آخری وقت میں نماز ہی کی تاکید فرمارہے ہیں، معلوم ہوا کہ ہمارا ایمان "صلوٰۃ" ہی کی پابندی سے محفوظ ہے، اسکی بڑی قدر کرو۔

۱۱۹- فرمایا کہ اکثر لوگ کہتے ہیں کہ صبح کی نماز نہیں بن پڑتی، تو بھائی اس میں قصور کس کا ہے، جب تم رات کے بارہ بجے تک اپنی تفریحات ولغویات میں مشغول رہو گے تو پھر صبح کیسے آنکھ کھلے گی، یہ سب نفس کی شرارت ہے کیونکہ تمہارے دل میں نماز کی کوئی اہمیت نہیں، اس لئے نفس ترک نماز کے لئے نامعقول عذر اور بہانے کرتا رہتا ہے۔

۱۲۰- فرمایا کہ نماز ترک کرنا کوئی معمولی بات نہیں ہے، یہ اللہ جل شانہ کی حکم عدولی ہے۔ دنیا میں بھی اس کا وبال بھگتنا پڑتا ہے اور آخرت میں اس کی بڑی سنگین سزا ہے، اپنے وقت کا انضباط کرلو، انشاء اللہ اس سے بڑی برکت ہوتی ہے اور سب ضروری کام آسانی سے ہوجاتے ہیں اور نمازیں وقت کی پابندی کے ساتھ ہوتی رہتی ہیں اور دل میں سکون رہتا ہے۔

۱۲۱- فرمایا کہ ایک نکتہ کی بات ہے کہ اہتمام کرکے اگر آخری سجدہ بھی اخلاص سے کرلیا تو پوری نماز مقبول ہوجائے گی۔ اخلاص پر فرمایا کہ بس اتنا استحضار کہ میرا یہ سجدہ صرف اللہ کیلئے ہے۔ فرمایا کہ اگر نماز کا آخری جزو بھی ایسے اخلاص سے ہوگیا تو بھی پوری نماز مقبول ہے۔

۱۲۲- فرمایا کہ زمانہ حال میں کوئی بات ناگوار پیش آرہی ہوگی یا پسندیدہ، ناگوار بات پر صبر اور پسندیدہ بات پر شکر کی عادت ڈالو، زمانہ ماضی کا خیال آئے تو اس پر استغفار کرتے رہو اور مستقبل میں کسی ناگوار بات کا اندیشہ سامنے آئے استعاذہ کرو (یعنی اس سے اللہ کی پناہ مانگو) اور خیر کی دعا کرو۔ اس طرح انسان کی زندگی کا کوئی لمحہ ان چار اعمال باطنہ سے خالی نہیں ہونا

چاہیے اور اگر ان اعمال کو ہمہ وقت انجام دینے کی مشق کر کے ان کی عادت ڈال لی جائے تو وہ "تعلق مع اللہ" جس کے حصول کے لئے لمبے چوڑے مجاہدات کئے جاتے ہیں وہ خود بخود حاصل ہو جائے گا۔ (ان اعمال باطنہ کی تفصیل حضرت کے رسالہ "معمولات یومیہ" میں موجود ہے)

۱۲۳- فرمایا کہ طریقت کے چاروں سلسلے ایسے ہی ہیں جیسے فقہ میں چار مشہور مذاہب حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی ہیں کہ ان سب کا مآخذ قرآن وسنت ہیں اور مقصد شریعت پر ٹھیک ٹھیک عمل کرنا ہے، صرف استنباط احکام کے طریقوں میں تھوڑا تھوڑا فرق ہے۔ ہمارے شیخ کے مرشد حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے ان چاروں سلسلوں میں سلوک طے فرما کر چاروں کو حالات زمانہ کے پیش نظر یک جا کر کے بہت آسان فرما دیا تھا۔ چنانچہ وہ اپنے مریدین کو بیک وقت چاروں سلسلوں میں بیعت فرمایا کرتے تھے، ہمارے شیخ ومرشد حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا یہی معمول تھا۔

۱۲۴- فرمایا کہ نوافل اور اذکار و اوراد سے قلب میں جو انوار پیدا ہوتے ہیں اس سے ایک روحانی طاقت پیدا ہوتی ہے لیکن اس طاقت کا استعمال بارگاہِ خلوت حق میں نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آنا، بے جا غصہ کو ضبط کرنا، بدنظری سے آنکھوں کو محفوظ رکھنا، مخلوق کی خطاؤں کو معاف کرنا، شہوت اور غضب سے مغلوب نہ ہونا، کسی کو حقیر نہ سمجھنا، انتقام نہ لینا، اپنے کو مخلوق خدا کا خادم سمجھنا، اکرام مومن کرنا، اپنے کو بڑا نہ سمجھنا وغیرہ وغیرہ میں ہے۔ اگر خلوت میں ذاکر شاغل ہے اور مخلوق خدا پر ظالم اور مغلوب الغضب ہے تو اس شخص نے روحانی طاقت کا صحیح استعمال نہیں کیا۔

۱۲۵- فرمایا کہ اللہ والوں سے محبت کے نتیجے میں ان شاء اللہ دنیا میں کسی نہ کسی وقت اصلاح حال اور آخرت میں نجات کی توقع ہوتی ہے لہٰذا جس حال میں بھی ہو انسان کو چاہئے کہ اللہ والوں سے اپنے آپ کو لگا لپٹا رکھے۔

۱۲۶- فرمایا کہ جب تک اللہ والوں کے ساتھ رشتہ قائم ہے اور قدم صراط مستقیم کی لائن پر ہیں ان شاء اللہ کسی نہ کسی صورت اپنی بوسیدگی کے باوجود منزل تک پہنچ جائیں گے۔ بس شرط یہ ہے کہ اپنے کنڈے کو اللہ والوں کے ساتھ وابستہ رکھیں، لہٰذا اس کنڈے کی

حفاظت کی بہت ضرورت ہے۔

۱۲۷-فرمایا "اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ" ایک دعا ہے اس کے بعد "اَلَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ" فرمادیا کہ جو لوگ "مُنْعَمْ عَلَيْهِمْ" ہیں ان کی راہ پر چلا لہٰذا جو ایسا مرشد مل جائے اسی کے پیچھے ہوجائے یہی صراط مستقیم ہے۔

۱۲۸-فرمایا کہ دو چیزیں بڑی ضروری ہیں کثرت ذکر و صحبت اہل اللہ "كُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِيْنَ" جن میں صفت صدق پیدا ہوگئی ہے ان کے ساتھ ہوجاؤ، صدق اخلاص سے اوپر ہے، معلوم ہوا کہ خلوص بھی کافی نہیں بلکہ صدق ہی ہونا چاہیے۔ بدعتی مخلص ہوتا ہے مگر صدق نہیں ہوتا۔

۱۲۹-فرمایا صاحب حال کو جو شیخ جواب دیتا ہے وہ منجانب اللہ ہوتا ہے۔

۱۳۰-فرمایا کہ سلسلے کے بزرگوں کے شجرے میں نام لینے اور ان کو ایصال ثواب کرنے سے روحانی فیض ہوتا ہے اور یہ بیعت کا سلسلہ بھی دست بدست اوپر تک پہنچتا ہے۔ حتیٰ کہ ارشاد خداوندی ہے۔ "اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ . يَدُاللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ" جو لوگ آپ سے بیعت کرتے ہیں وہ حق تعالیٰ ہی سے بیعت کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے۔

۱۳۱-فرمایا ہر عمل کی ایک خاصیت ہوتی ہے اور جب وہ خاصیت آدمی میں رونما ہوتی ہے تو عجب و ناز پیدا ہوتا ہے۔ اس لئے اجازت لی جاتی ہے تاکہ ناز نہ ہو کہ یوں سمجھے گا کہ فلاں شخص کی اجازت سے یہ کام کیا تھا یہ ان کی برکت ہے ان کی دعا کا اثر ہے، میں تو ان کا خادم ہوں۔

۱۳۲-فرمایا کہ اگر تم اللہ والا بننا چاہتے ہو تو کسی اللہ والے کے دل میں بیٹھ جاؤ اور اگر متقی بننا چاہتے ہو تو کسی متقی سے دوستی کرلو۔

۱۳۳-فرمایا اس کائنات میں انسان کے لئے سب سے بڑی دولت ایمان ہے۔ ایمان کیا کرتا ہے؟ ایمان یہ کرتا ہے کہ تمام نفس و شیطان کے طریقوں سے محفوظ رکھتا ہے۔

۱۳۴-فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمت کے لئے بے شمار دعائیں فرمائیں، البتہ ایک دعا کی فرمائش اُمت سے کی ہے کہ تم وہ دعا میرے لئے کرو، اور وہ یہی دعا ہے جو اذان کے بعد کی جاتی ہے، یہ ہمارے محسن اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمائش ہے۔

اس کا بہت اہتمام کرنا چاہیئے۔ان کے احسانات کا شکر تو ہم عمر بھر بھی ادا نہیں کر سکتے لیکن یہ ان کی محبت کا ادنیٰ حق ہے جسے ادا کرنا ہمارے لئے بڑی سعادت ہے۔

۱۳۵۔فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے کہ اذان کے بعد کا وقت، قبولیت دعا کا خاص وقت ہے۔ جبھی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت اپنے لیے دعا کی فرمائش کی، لہٰذا اس وقت کو بہت غنیمت جاننا چاہیے۔اس دعا کے فوراً بعد اپنے لئے بھی دعا کر لینی چاہیئے۔اللہ تعالیٰ کی رحمت سے قوی امید ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ اور طفیل میں ہماری یہ دعا بھی قبول ہو جائیگی۔

۱۳۶۔فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی محبت کا مصرف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور مخلوق خدا سے محبت کرو۔

۱۳۷۔فرمایا کہ دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ:

(i) اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا دھیان کرو اور ان پر شکر ادا کرتے رہو۔

(ii) اہل محبت کی صحبت اختیار کرو اور ان کے حالات واشعار اور کتابوں کو پڑھتے رہو۔

(iii) زندگی کے سب کاموں میں اتباع سنت کا اہتمام کرو۔

۱۳۸۔فرمایا کہ لوہا پارس پتھر کی خداداد خاصیت سے جس طرح سونا بن جاتا ہے۔ اسی طرح اللہ والوں کی صحبت میں منجانب اللہ ایسی خاصیت ہوتی ہے کہ انسان رفتہ رفتہ حقیقی معنوں میں انسان بن جاتا ہے۔

۱۳۹۔فرمایا محبت، تواضع کے ساتھ بے تکلف ہو جانے کا نام ہے۔

۱۴۰۔فرمایا کہ ایک عظیم منصب ایسا ہے کہ اس سے کوئی آپ کو معزول نہیں کر سکتا، کوئی اس پر حسد نہیں کر سکتا، کوئی اس کی راہ میں رکاوٹ نہیں ڈال سکتا، وہ منصب خدمت ہے۔خادم بن جاؤ، ہر کام میں دوسروں کی خدمت کی نیت کر لو، ساری خرابیاں مخدوم بننے سے پیدا ہوتی ہیں، خادم بننے میں کوئی خرابی ہے نہ جھگڑا، یہ منصب سب سے اعلیٰ ہے، کیونکہ اللہ میاں کو بندے کی عبدیت سب سے زیادہ محبوب ہے۔ **سید القوم خادمھم**، یہ منصب سب سے اعلیٰ بھی ہے اور سب سے زیادہ محفوظ بھی۔

۱۴۱۔فرمایا کہ ظاہر بین خشک علماء جو بزرگوں کی صحبت سے استفادہ نہیں کرتے ان

علماء میں الا ماشاء اللہ یہ امراض عموماً پائے جاتے ہیں۔

(الف) تاویل کوشی (یعنی اپنی غلطی اور کوتاہی کا اعتراف نہ کرنا اور اس کی تاویل کرنا)

(ب) جمد (یعنی حق پرستی کی بجائے اپنی رائے پر جمے رہنا)

(ج) خود بینی وخود رائی (یعنی اپنے کمالات پر ناز، اور خود جو بات سمجھ میں آجائے اس پر مطمئن ہو جانا، دوسروں کے مشورے کی پرواہ نہ کرنا)

(د) حب جاہ (یعنی لوگوں کے دلوں میں اپنی عظمت پیدا ہو جانے کی خواہش)

۱۴۲- فرمایا کہ زیادہ ٹریفک والی سڑک پر کسی کی دکان ہو ہر وقت اس پر شور رہے تو اس دکاندار کو کبھی تصور بھی نہیں آتا کہ جب تک شور ختم نہ ہو دکان کا کام کیسے کروں، شور کے باوجود کام جاری رکھتا ہے، ٹیلیفون اسی حالت میں کرتا بھی ہے سنتا بھی ہے، اسی طرح ہر قسم کے وساوس آتے جاتے رہیں ذاکر کو اپنے کام کی طرف متوجہ رہنا چاہئیے، اس شور کی طرف التفات ہی کیوں کیا جائے؟ اپنے کام سے کام رہنا چاہیے۔

۱۴۳- فرمایا کہ ہر نعمت پر شکر کی عادت ڈالئے اس پر ترقی نعمت کا وعدہ ہے اور معاصی سے بھی حفاظت رہے گی، شکر کی چار صورت ہے۔

(الف) احساس شکر یعنی دل میں یہ خیال کرنا کہ بدوں استحقاق عطا ہوا ہے یہ احساس شکر ہے۔

(ب) زبان سے اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ وَ لَکَ الشُّکْر کہنا۔

(ج) نعمت کا استعمال صحیح ہو مثلاً بینائی کو اچھے کاموں میں لگائے کسی کو حسد کی نظر سے، حقارت کی نظر سے، شہوت کی نظر سے اگر دیکھا تو یہ ناشکری ہوگی کیونکہ استعمال غلط ہو گیا۔

(د) نعمت جس واسطہ سے حاصل ہو اس کا بھی شکر ادا کرنا اور زبان سے جزاک اللہ کہنا، جو شخص شکر کے یہ چار اعمال کرے گا معاصی سے بھی محفوظ رہے گا۔

۱۴۴- فرمایا کہ فنائیت کا مطلب ہے ترک اعتراض، یعنی کسی پر اعتراض مت کرو، ناگوار امر پر صبر کرو اور ضبط سے کام لو، اس ترک اعتراض کا آخر مقام یہ ہوگا کہ ہر ناگوار امر کو مشیت ایزدی پر محمول کرتے ہوئے ناگواری نہیں ہوگی جو کام بھی ہوگا اور جس طرح بھی ہوگا اس کو منجاب اللہ تصور کرتے ہوئے خوش طبعی کے ساتھ قبول کر لو گے اور یہی مقام فنائیت ہے۔

۱۴۵- فرمایا کہ جب دو چیزوں سے کسی ایک چیز کا فوت ہونا لازمی ہو تو جس بات کی تلافی ممکن نہ ہو اس کو اختیار کر لیا جائے۔

۱۴۶- فرمایا کہ وہ لمحات زندگی کس کام کے جو کسی کی خدمت میں صرف نہ ہوں۔

۱۴۷- فرمایا کہ اپنی ہر ضرورت میں اللہ تعالیٰ سے رجوع کرو، ان سے مانگو اور دل کھول کر ان سے عرض معروض کرو، لگ لپٹ کر مانگو، بالکل اس طرح ضد کرو، جیسے ایک معصوم بچہ، اپنی ماں سے لجاجت، خوشامد اور عاجزی کے ساتھ ضد کرتا ہے۔

۱۴۸- فرمایا کہ گناہ تم سے نہیں چھوٹتے تو یہ بات بھی اللہ میاں سے کہو" کہ یا اللہ! میں حقیقتاً اس سے بچنا چاہتا ہوں مگر یہ معاشرہ مجھ کو مجبور کر دیتا ہے، یا اللہ! آپ میری مدد فرمایئے، اِیَّاکَ نَعۡبُدُوَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡن۔ کبھی رو رو کر خدا کے سامنے اپنی عاجزی ظاہر کرو، یقیناً راہ ملے گی، مگر طلب صادق پیدا کرو۔

۱۴۹- فرمایا کہ کس قدر عبرت ناک واقعہ ہے کہ نا عاقبت اندیش اور نام نہاد مسلمان اپنے دین کی خوبیوں اور صلاح و فلاح کی ناقدری کرتے ہوئے کفار و مشرکین کے ظاہری عیش و عشرت کے ساز و سامان کی طرف مائل ہوتے ہیں لیکن ذرا ان کی اندرونی زندگی کا بھی تو جائزہ لیجئے کہ امریکہ اور انگلینڈ والوں کی زندگی کیسی ہے؟ ان کی زندگی میں نہ حیا ہے نہ غیرت نہ شرافت ہے، نہ انسانیت، ناپاک جانوروں سے بدتر، قابل نفرت زندگی ہے۔

۱۵۰- فرمایا کہ امر بالمعروف کا مطلب یہ ہے کہ خیر خواہی کے ساتھ کسی کو بات کہنا ورنہ اگر خیر خواہی نہ ہو تو کبر ہے۔

۱۵۱- فرمایا یاس اور ناز دونوں سبب ہلاکت ہیں ان دونوں سے حفاظت شیخ کا ہونا ہے۔ خاتمہ بالخیر بڑی نعمت ہے اس کے لئے بھی شیخ کا ہونا بڑا ضرورت کا کام ہے۔ اس لئے کہ خاتمہ کے وقت جو جو وساوس شیطان ڈالے گا وہ سب وساوس و خطرات کا علاج شیخ سے کرا چکا ہے۔ اگر ہزار شیطان کہے گا تو خود شیخ کی بات یاد آ جائے گی۔

۱۵۲- فرمایا کہ ہمارے جتنے اعمال ہیں وہ ہماری طرف منسوب ہونے کے اعتبار سے بہر حال ناقص ہی رہیں گے یعنی ان میں کمال کا انتظار نہ ہونا چاہیے لیکن حق تعالیٰ

ان اعمال ناقصہ پر اجر اپنی شان کمال کے مطابق کامل ہی عنایت فرمائیں گے، ہم ناقص ہماری ہر چیز ناقص، حق تعالیٰ کامل ان کا ہر فعل کامل ہے۔

۱۵۳- فرمایا کہ میں ایسا طریقہ بتاتا ہوں کہ اس پر مسلسل عمل رہا تو انشاء اللہ ان تمام معاصی سے حفاظت ہو جائے گی۔ وہ طریقہ یہ ہے کہ روزانہ صبح کو نماز کے بعد یا تہجد کے بعد تھوڑی دیر کے لئے گوشہ نشینی میں بیٹھ کر اپنے رب سے اس طرح عرض معروض کریں کہ اے اللہ! میں آپ کا بندہ ضعیف و ناتواں ہوں آپ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت مرحومہ کا ناچیز فرد ہوں، نفس و شیطان میرے ساتھ لگے ہیں۔ معاشرہ گناہ آلود ہے، میں اگر گناہوں سے بچنا بھی چاہوں تو اس پر قادر نہیں۔ آپ میرے رب اور قادر مطلق ہیں آپ مجھے اور میرے اہل و عیال کو آج کے دن تمام گناہوں سے بچا لیجئے اور مجھ پر اپنا فضل فرمایئے۔ جی بھر کر اللہ تعالیٰ سے اسطرح عرض کریں اور شام کو اپنے تمام اعمال و اشغال کا سرسری جائزہ لے کر جن گناہوں سے اللہ تعالیٰ نے حفاظت فرمائی ہے اس انعام پر اللہ کا دل سے شکر ادا کریں اور اگر کسی گناہ میں ابتلاء ہو گیا ہے تو اس سے توبہ و استغفار کر لیں۔ روزانہ اس پر عمل کرتے رہیں انشاء اللہ گناہوں سے حفاظت بھی ہوگی اور روزانہ توبہ و استغفار سے کھاتہ بھی صاف ہوتا رہے گا۔ فرمایا کہ میں اللہ کی رحمت پر بھروسہ کر کے کہتا ہوں کہ اگر اس رات میں موت آ گئی تو انشاء اللہ شہادت کی موت ہوگی۔

۱۵۴- فرمایا جب بھی کوئی نیک کام کرو، کوئی عبادت کرو، احادیث پڑھو تو پہلے اسی طرح قلب کی طہارت حاصل کرو کہ یا اللہ ہمارے اندر جتنی کثافتیں ہیں ہمارے تخیل میں، ہمارے تصور میں، ہماری استعداد میں جتنی کثافتیں ہیں ہم سب صفائی چاہتے ہیں۔ استغفر اللہ. رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ۔

۱۵۵- فرمایا عبدیت کا اظہار شکر نعمت ہے اور شکر نعمت واجب ہے اور ناگوار حالات میں صبر واجب ہے۔ یہ دونوں مقام قرب ہیں۔

معمولاتِ یومیہ

عارف باللہ حضرت ڈاکٹر عبدالحیٔ عارفی رحمہ اللہ
کا رسالہ ''معمولاتِ یومیہ'' تلخیص کے ساتھ

(۱) آپ اپنے شب وروز کی ضروری مصروفیات کے پیش نظر ایک مستحکم نظام الاوقات بنایئے کیونکہ نظام الاوقات کے مطابق کام کرنے میں بڑی برکت ہوتی ہے تھوڑے وقت میں زیادہ کام ہوجاتا ہے اور اس کی برکت سے مشکل کام بھی آسان ہوجاتے ہیں۔

(۲) احکامات شرعیہ یعنی اوامر ونواہی پر عمل کرنا تو ہر حال میں فرض وواجب ہے۔ اس کے علاوہ:

(۳) حتی الامکان نماز باجماعت کا اہتمام کیجئے، شرعی عذر کے بغیر مسجد کی جماعت کو ترک کرنے سے احتراز کیجئے اور آداب مسجد کا خیال رکھئے۔

(۴) روزانہ فجر کی نماز کے بعد ورنہ اپنی سہولت کے مطابق کوئی اور وقت مقرر کر کے مندرجہ ذیل کاموں کو معمول بنالیجئے اور ان پر پابندی سے عمل کیجئے:

الف، تلاوت قرآن کریم روزانہ ایک پارہ۔ اگر یہ ممکن نہ ہو تو نصف پارہ اور اگر وہ بھی مشکل ہو تو ایک ربع۔ اس سے کم نہیں اور حتی المقدور تجوید سے تلاوت کا اہتمام کریں۔ اگر کسی روز اتفاق یا عذر کی بناپر تلاوت قرآن مجید کی فرصت نہ ملے تو دوسو مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھ کر اس کی تلافی کرلیا کریں۔

ب: تلاوت کے بعد روزانہ مناجات مقبول ایک منزل ورنہ نصف منزل۔ دعاؤں کے ترجمہ پر بھی نظر رکھیں۔

ج: سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ ....ایک تسبیح

د: سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُلِلّٰہِ وَلَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ ......ایک تسبیح

ہ: استغفار اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّی مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ .... ایک تسبیح

و: درود شریف اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ..................ایک تسبیح

ز: لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ..........................ایک تسبیح

ح: لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ دو ہزار مرتبہ ورنہ کم از کم پانچ سو مرتبہ۔

ط: ہر نماز کے بعد سورۂ فاتحہ، آیت الکرسی اور چاروں قل ایک ایک مرتبہ اور تسبیح فاطمی یعنی سُبْحَانَ اللّٰہِ ۳۳ بار..........اَلْحَمْدُلِلّٰہِ ۳۳ بار...........اَللّٰہُ اَکْبَرُ ۳۴ بار

ی: بعد نماز عشا (۱) سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ ایک تسبیح

(۲) سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُلِلّٰہِ وَلَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ ایک تسبیح

(۳) استغفار، ایک تسبیح۔ (۴) درود شریف، ایک تسبیح۔ سوتے وقت آیۃ الکرسی، سورۂ بقرہ کی آخری آیات اٰمَنَ الرَّسُوْلُ سے آخر تک، سورۂ آل عمران کی آخری آیات اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ سے لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ تک، سورۂ ملک ایک مرتبہ، سورۃ اخلاص سو مرتبہ (ورنہ ۳۳ بار، یا کم از کم ۱۱ بار) اور آخری دو سورتیں تین تین مرتبہ پڑھ کر اپنے اوپر دم کر لیں اور مکان کا حصار کر لیں۔

ان اعمال کے علاوہ چلتے پھرتے جب موقع مل جائے لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ اور کبھی کبھی اس کے ساتھ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ (صلی اللہ علیہ وسلم) پڑھتے رہیے نیز درود شریف کا جتنا ممکن ہو، کثرت سے وِرد رکھیے خواہ یہ ذکر محض زبانی ہو، لیکن ان شاء اللہ تعالیٰ اس کی عادت ڈالنے سے بالآخر یہ بات پیدا ہو جائے گی کہ زبان اور اعضاء خواہ کسی شغل میں ہوں دل میں ذکر اللہ رچ بس جائے گا۔

(۵) شب و روز کے مختلف اوقات میں جو ادعیہ ماثورہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں مثلاً کھانے کی دعا، مسجد میں جانے اور آنے کی دعا۔ سوتے وقت کی دعا، جاگنے کے وقت کی دعا وغیرہ ان کو یاد کر کے ان کے خاص مواقع پر پڑھنے کی عادت

ڈالیں۔ بعض دعائیں کتاب کے آخر میں درج ہیں۔

(۶) کبھی کبھی اللہ والوں کی صحبت میں جا کر بیٹھا کریں اور اپنا عام اٹھنا بیٹھنا بھی حتی الامکان متبع سنت نیک لوگوں کے ساتھ رکھیں ان سے نصیحت حاصل کریں اور دعا کرائیں۔

(۷) حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ کے مواعظ وملفوظات مطالعے میں رکھیں، اور روزانہ یہ مطالعہ ضرور کرلیا کریں خواہ روزانہ ایک ہی صفحہ کیوں نہ ہو۔ اس سے علم میں وسعت تازگی اور عمل کا جذبہ اور تقاضا پیدا ہوتا ہے۔

یہ چند معمولات تو اپنے اوپر لازم کر لیجئے یعنی ان کو اپنے شب وروز کی مصروفیات میں سرفہرست رکھ کر ہر حال میں ان کی پورے اہتمام کے ساتھ پابندی کیجئے اور ان کو دوسرے امور پر مقدم رکھئے کیونکہ اس سے مختصر معمولات ممکن نہیں۔ یہ سب اعمال مسنون اور مستند ہیں۔

چند مختصر بنیادی اور اہم اعمالِ باطنہ

یوں تو جن اعمال باطنہ کی تحصیل مطلوب ہے وہ بہت سے ہیں اور انہیں کسی شیخ کامل کی نگرانی میں رہ کر باقاعدہ حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔ لیکن میں ان میں سے چار ایسے اعمال بتاتا ہوں جو منجملہ احکامات الٰہیہ ہیں یعنی فرض وواجب ہیں اور جو سارے تصوف کی ایک حد تک اور اعمال ظاہرہ کی بلکہ پورے دین کی روح رواں اور بنیاد ہیں، عملاً نہایت آسان اور سریع التاثیر ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے کہ ان اعمال کے لئے کوئی خاص وقت یا شرائط مقرر نہیں۔ ان پر ہر حالت میں چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے عمل ہوسکتا ہے۔ عادت ڈالنا شرط ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ ان اعمال کی عادت اور دوام حاصل ہوجانے سے بہت سے رذائل خود بخود مضمحل اور مغلوب ہوجائیں گے اور بہت سے حسنات میں اضافہ وقوت پیدا ہوجائے گی۔ یہ چار اعمال مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) شکر (۲) صبر (۳) استغفار (۴) استعاذہ

ا۔ شکر: سب سے پہلے تو اس کا التزام کیجئے کہ صبح جاگنے پر اور رات میں سونے سے قبل اپنی ذات وماحول پر سرسری نظر ڈال کر اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ دین ودنیا کی نعمتوں کا استحضار کر کے اجمالاً شکر ادا کرلیا کریں۔ خصوصاً ایمان حاصل اور عافیت حاصل پر دل سے

شکرادا کریں اوران نعمتوں کے صحیح استعمال کا عزم رکھیں۔

اس کے علاوہ جس نعمت کا بھی استحضار ہوجائے دل میں چپکے سے شکرادا کر لیجئے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ وَلَکَ الشُّکْرُ۔

مثلاً جو بات بھی اپنے دلخواہ ہوجائے یا کوئی دعا قبول ہوجائے، جس بات سے بھی دل کو لذت ومسرت حاصل ہو جو بات بھی پسند آجائے اور خوشی ہو یا جس کار خیر کی بھی توفیق ہوجائے اس پر دل ہی دل میں شکرادا کرلیں۔ حد یہ ہے کہ اگر خدانخواستہ کوئی تکلیف یا پریشانی بھی لاحق ہوجائے تو اس کے تدارک سے پہلے اس پر نظر کرلیں کہ اللہ تعالیٰ نے بغیر کسی استحقاق کے گردوپیش میں کتنی نعمتیں عطا کررکھی ہیں جو تقویت قلب کا باعث ہیں اگر یہ نہ ہوتیں تو اس پریشانی اور تکلیف کی حالت کیا ہوتی؟ ان شاء اللہ تعالیٰ اس مراقبہ سے عقلاً سکون حاصل ہوجائے گا۔ گو طبعاً پریشانی یا تکلیف کا اثر باقی رہے۔ بلا مبالغہ اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتیں ہمہ وقت ہم کو حاصل ہیں۔ اگر ان سب پر ممکن نہیں تو کم ازکم کچھ پر تو شکرادا ہوجائے گا۔ اس طرح مشق کرنے سے انسان شکر کا ایسا عادی ہوجاتا ہے کہ ہر اچھی چیز پر دل ہی دل میں شکرادا کرتا رہتا ہے۔ کسی دوسرے کو پتہ بھی نہیں چلتا اور ایک عظیم الشان عبادت انجام پاتی رہتی ہے، اس سے درجات میں جو ترقی ہوتی ہے اس کا آپ اندازہ بھی نہیں کرسکتے۔ غرض انسان کو ایسا ہونا چاہئے کہ وہ جس حال میں ہو شکرادا کرتا رہے۔ شروع میں شاید یہ بات مشکل معلوم ہو لیکن مشق کرنے اور اکثر حالات میں اس کا خیال رکھنے سے اس کی عادت پڑجاتی ہے۔

یہ وہ عمل ہے کہ دین کے ہر شعبہ میں منجانب اللہ اس کا مطالبہ ہے اور ازدیاد برکات کا وعدہ ہے جس کی کوئی انتہا نہیں۔ اس عمل سے اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا ہوتی ہے اور تعلق مع اللہ قوی ہوتا ہے۔ اپنی حالت میں قناعت کی لذت محسوس ہوتی ہے اور زندگی پرعافیت ہوجاتی ہے یہ بھی اس عمل کی برکت ہے کہ شکر گزار آدمی سے گناہ بہت کم صادر ہوتے ہیں اور تکبر و حسد حرص وہوس اور اسراف وبخل وغیرہ کے مہلک امراض سے نجات رہتی ہے۔

۲۔ صبر: یہ عمل باطنی بہت اہم اور اشد ہے اور عالم تعلقات میں بہت مجاہدہ طلب ہے۔ اس میں قوت ایمانیہ کی منجانب اللہ آزمائش ہے۔ زندگی میں روزانہ دن رات نہ جانے کتنی باتیں ایسی ہوتی رہتی ہیں جو ہمیں ناگوار اور نفس پر شاق ہوتی ہیں۔ کبھی اپنی ذاتی یا کسی عزیز یا

دوست کی بیماری و پریشانی یا موت کا صدمہ لاحق ہوتا ہے، یا کسی مالی یا منصبی نقصان سے رنج ہوتا ہے یا کبھی خود اپنے نفس کے وساوس پر پریشان کرتے ہیں۔ غرض ہر ایسی بات جو قلبی سکون وعافیت کو درہم برہم کر دینے والی ہوتی ہے، صبر آزما ہوتی ہے۔ لیکن چونکہ غیر اختیاری ہوتی ہے اس لئے اس کے منجانب اللہ ہونے کا عقیدہ رکھنا واجب ہے، کیونکہ اس میں بہت سی حکمتیں اور رحمتیں شامل ہوتی ہیں۔ ایسے مواقع پر اللہ تعالیٰ ہی نے خود اپنے فضل وکرم سے طمانیت قلب کے لئے بڑا قوی التاثیر علاج تجویز فرمایا ہے کہ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھا جائے۔

اس سے عقلاً سکون اور طبعاً برداشت کی قوت پیدا ہوتی ہے۔ غرض کوئی بڑا صدمہ ہو یا معمولی ناگواری ایسے موقعوں پر کثرت سے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھا جائے۔ روایات سے یہاں تک ثابت ہے کہ اگر کوئی پچھلا واقعہ یاد آ جائے تو اس وقت بھی ان کلمات کے پڑھنے سے اسی قدر ثواب ملتا ہے جتنا کہ واقعہ کے وقت ملتا ہے۔

احادیث میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ادنیٰ ناگواری کو بھی مصیبت کے درجہ میں شمار فرمایا ہے۔ یہاں تک کہ وقتی طور پر چراغ گل ہونے پر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھا ہے کیونکہ اس پر کلام اللہ کا وعدہ صادق آتا ہے،

(یہی وہ لوگ ہیں جن پر ان کے پروردگار کی طرف سے سلامتیاں اور رحمتیں نازل ہوتی ہیں اور یہی لوگ سیدھی راہ پر ہیں۔)

یہ وہ عمل ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے خود اپنی معیت کا وعدہ فرمایا ہے کہ ہم صبر کرنے والوں کے ساتھ ہیں، اور صبر کرنے والوں پر اپنی صلوات اور رحمت خاصہ کے نازل فرمانے اور ان کے ہدایت یافتہ ہونے کی بشارت عطا فرمائی ہے۔ اس عمل سے زندگی میں استقامت وضبط وتحمل کا وقار پیدا ہوتا ہے۔ حوادثات کا مقابلہ کرنے کی قابلیت پیدا ہوتی ہے اور رضا بالقضا کی توفیق ہو جانا عبدیت وصبر کا بہت اعلیٰ مقام ہے۔ صبر کرنے والوں میں کبھی کسی سے اپنے نفس کے لئے غصہ اور انتقام کے جذبات پیدا نہیں ہوتے۔

۳۔ استغفار: تیسرا عمل استغفار ہے۔ یہ بھی ایک اہم عمل باطن ہے جس کے لئے کوئی وقت مقرر نہیں اور ہر وقت اس کی ضرورت ہے۔ انسان کے دل میں نہ جانے کتنے معصیت کے تقاضے اور فاسد خیالات پیدا ہوتے رہتے ہیں اور نہ جانے ان کی کتنی جھلکیں آتی رہتی ہیں اور نہ

جانے کتنے گناہ عمداً اور سہواً صادر ہوتے رہتے ہیں۔ بعض گناہ ایسے ہوتے ہیں جن کا ہمیں احساس تک نہیں ہوتا یا جن کو ہم گناہ ہی نہیں سمجھتے۔ ایسی تمام حالتوں میں جس وقت بھی تنبہ ہوجائے تو فوراً دل ہی دل میں نہایت ندامت اور شرمندگی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہوجائے اور کہے استغفر اللہ یا اللہ میں بہت نادم ہوں، مجھے معاف فرمادیجئے اور آئندہ اس سے محفوظ رکھئے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِی رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَیْرُ الرّٰاحِمِیْنَ.

یہ وہ عمل ہے کہ بندہ مورد بنتا ہے اللہ تعالیٰ کی مغفرت کاملہ ورحمت واسعہ کا۔ اس سے ندامت قلبی کے ساتھ احساس عبدیت پیدا ہوتا ہے، ایمان کی حفاظت ہوتی ہے اور دولت تقویٰ نصیب ہوتی ہے۔ ایسے شخص سے عمداً گناہ سرزد نہیں ہوتے اور مخلوق خدا کو اذیت نہیں پہنچتی۔ اللہ جل شانہ نے محض اپنے فضل وکرم سے اپنے خطا کار وعاجز بندوں کو فلاح دنیا و نجات آخرت حاصل کرنے کے لئے توبہ واستغفار کا وسیلہ عطا فرما کر بہت عظیم احسان فرمایا ہے۔ فَلِلّٰہِ الْحَمْدُ وَالشُّکْرُ۔

مشائخ طریق نے فرمایا ہے کہ اپنی گذشتہ عمر کے تمام گناہ صغیرہ ہوں خواہ کبیرہ، جس قدر بھی یاد آئیں ان کو مستحضر کرکے اللہ تعالیٰ سے دو چار مرتبہ خوب جی بھر کے نہایت ندامت و تضرع کے ساتھ توبہ واستغفار کرلے بس اس قدر کافی ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ سب گناہ معاف ہوجائیں گے آئندہ پھر ہرگز اس کا شغل نہ رکھے کہ بار بار ان گناہوں کو یاد کرکے پریشان ہو بلکہ جب خود سے کوئی گناہ یاد آجائے تو دل ہی دل میں ایک بار استغفار کرلے مگر حقوق العباد کو ہر حال میں جس صورت سے بھی ہوسکے حتی الامکان ادا کرنا یا معاف کرانا فرض وواجب ہے۔

۴۔ استعاذہ چوتھا عمل استعاذہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگنا یہ حادثات اور سانحات کی زندگی ہے اور ہر وقت نفس وشیطان سے سابقہ ہے۔ اس لئے ہمیشہ ان سب سے پناہ مانگتے رہنا چاہئے۔ معاملات اور تعلقات زندگی میں اکثر وبیشتر ایسے حالات بھی ہوتے ہیں جن کے متعلق مستقبل میں کچھ خدشات ہوں اور ان کے تدارک کے لئے کوئی تدبیر نہ سمجھ میں آئے اور نہ اپنے اختیار میں ہو تو ایسے وقت میں فطرۃً اپنے پروردگار سے پناہ مانگنے میں دل کو بڑی تقویت نصیب ہوتی ہے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ لَا مَلْجَا وَلَا مَنْجَا مِنَ اللّٰہِ اِلَّا اِلَیْہِ۔ (ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر نہ کسی برائی سے بچنا ممکن ہے نہ کسی بھلائی کے حاصل کرنے کی

طاقت، اللہ کے عذاب سے کوئی نجات اور پناہ کی جگہ بجز اللہ تعالیٰ کے نہیں) مثلاً دین و دنیا کے کسی معاملہ میں کسی شدید مضرت کا خدشہ ہو یا مالی نقصان کا یا کسی بیماری و پریشانی کے واقع ہونے کا یا ذریعۂ معاش میں خسارہ کا، یا کسی مقصود میں ناکامی کا اندیشہ ہو، یا کسی مخالف وحاسد کی ایذا رسانی سے جانی و مالی خطرہ لاحق ہو یا نفس وشیطان کی شرارت سے کسی ظاہری یا باطنی گناہ میں آلودہ ہوجانے یا امور آخرت میں مواخذہ کا اندیشہ ہو یا کوئی ناپاک خیال دل میں آجائے تو ایسی حالت میں فوراً دل ہی دل میں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہوجائے اور پناہ مانگے۔ چند بار استغفار کرے اور درود شریف پڑھ لے اور ان میں سے کسی کلمہ کا بھی ورد کرے۔

۱۔ اَللّٰھُمَّ اعْصِمْنِیْ مِنَ الشَّیْطٰنِ یا اللہ محفوظ رکھ مجھے شیطان سے۔

۲۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ یا اللہ میں مانگتا ہوں آپ سے آپ کا فضل

۳۔ اَللّٰھُمَّ عَافِنَا وَاعْفُ عَنَّا یا اللہ ہم کو عافیت عطا فرما اور ہم کو معاف فرما۔

۴۔ یَاحَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِکَ اَسْتَغِیْثُ

اے حی اے قیوم تیری رحمت کی طرف فریاد لاتا ہوں۔

بہتر یہ ہے کہ صبح کے معمولات کے بعد اس طرح دعا بھی کرلیا کریں۔ یا اللہ اپنا فضل وکرم فرمائیے۔ اور مجھے اور میرے متعلقین کو ہر طرح کی ظاہری وباطنی پریشانیوں سے محفوظ رکھئے ہر طرح کی فواحشات ومنکرات سے نفس وشیطان کے مکائد سے ارضی وسماوی آفات وسانحات سے ہر طرح کے سنگین حالات اور بیماریوں سے اور لوگوں کی ہر طرح کی ایذا رسانی سے بچا کر اپنی حفاظت عطا فرمائیے۔ آمین۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا.
اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ جَمِیْعِ الْفِتَنِ مَاظَھَرَ مِنْھَا وَمَا بَطَنَ.
اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّآمَّاتِ کُلِّھَا مِنْ شَرِّمَا خَلَقَ. وَاُفَوِّضُ اَمْرِی اِلَی اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ بَصِیْرٌ بِالْعِبَادِ.

ترجمہ: اے اللہ میں پناہ چاہتا ہوں تجھ سے اپنے نفس کی برائی اور اپنے برے اعمال سے، اے اللہ میں پناہ مانگتا ہوں تجھ سے تمام ظاہری اور باطنی فتنوں سے، میں پناہ پکڑتا ہوں اللہ تعالیٰ کے تمام کامل کلمات کے ساتھ تمام مخلوق کے شر سے اور سپرد کرتا ہوں اپنا

معاملہ اللہ تعالیٰ کے بے شک وہ بندوں کو خوب دیکھنے والا ہے۔

یہ وہ عمل ہے جس سے بندہ اللہ تعالیٰ کی عظمت اور شان ربوبیت و رحمانیت کا مشاہدہ کرتا ہے اور اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے حفاظت اور طمانیت قلب عطا ہوتی ہے اور توکل و تفویض کی دولت نصیب ہوتی ہے۔ ایسے لوگوں میں کسی کو ایذا رسانی کا جذبہ پیدا نہیں ہوتا۔ اسی طرح اگر کبھی کوئی مشکل درپیش ہو اور اس کے حل کی کوئی صورت یا تدبیر سمجھ میں نہ آتی ہو تو ہمارے حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ اس کے متعلق سوچو مت بس دل ہی دل میں دعا کرنے لگو۔ ان شاء اللہ تعالیٰ فکر سے نجات مل جائے گی اور سکون حاصل ہوگا اور کام بھی آسانی سے ہو جائے گا۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ چار ایسے اعمال جلیلہ ہیں کہ جب ان میں سے کسی کا بھی کسی وقت بھی کوئی محرک پیدا ہوتا ہے، آن واحد میں رجوع الی اللہ کی توفیق ہو جاتی ہے اور یہ ایک لازوال نعمت الٰہیہ ہے۔

ان چاروں اعمال کا ایک اجمالی مراقبہ معمولات یومیہ میں اس طرح شامل کیا جاسکتا ہے۔

(۱) ماضی کے لئے، اپنے تمام ظاہری و باطنی گناہوں پر خوب جی بھر کے ندامت قلب کے ساتھ توبہ و استغفار اور فوت شدہ فرائض و واجبات کی تلافی کی فکر و اہتمام اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت و قبولیت کے لئے دعا۔

(۲) حال کے لئے، (۱) موجودہ نعمتوں پر خواہ ظاہر کی ہوں یا باطن کی دل کی گہرائیوں سے ادائے شکر اور ان کے صحیح استعمال کا عزم اور عافیت کاملہ کے لئے دعا کرنا۔ (۲) غیر اختیاری تکالیف و ناگواریوں پر منجانب اللہ عین رحمت سمجھ کر صبر کرنا اور رضا بالقضاء و عطائے صبر جمیل اور سکون قلب کے لئے دعا کرنا۔ (۳) مستقبل کے لئے، حالات زندگی کے بدل جانے کے خوف سے اور سانحات و حادثات سے، دین و دنیا کے خسارہ سے۔ نفس و شیطان کے شر سے۔ عیش و عشرت کی غفلت کے خطرہ اور اندیشہ سے استعاذہ اور دین و دنیا کی فلاح اور خاتمہ بالخیر کے لئے دعا کرنا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ یہی مختصر اعمال حصول مقاصد کے لئے بالکل کافی و شافی ہیں۔ ان سب پر عمل کرنے کا قرآن و حدیث میں حکم ہے اور ان کے فضائل مذکور ہیں۔

علاوہ ازیں اور بھی چند اہم امور باطنی ایسے ہیں جو اکثر سالکین طریق کو پیش آتے

رہتے ہیں ان کے متعلق بھی کچھ اجمالی وضاحت کی ضرورت ہے۔

حقوق العباد کا معاملہ بہت اہم ہے۔ حقوق والدین حقوق زوجین، حقوق اولاد، حقوق الاقرباء اور حقوق المسلمین کے ادا کرنے کے لئے ہم شرعاً مکلف ہیں اس لئے محض اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے اہل تعلق سے بغیر کسی توقع کے نہایت فراخدلی اور ایثار کے ساتھ نیک برتاؤ حسن سلوک کا معاملہ کرنا چاہئے اور حتی الامکان کوشش کرنا چاہئے کہ اپنی ذات سے کسی کو معمولی سی بھی ناگواری نہ ہو۔

کبھی بھول کر کسی سے نہ کرو سلوک ایسا ۔۔۔ کہ جو تم سے کوئی کرتا تمہیں ناگوار ہوتا

اہل تعلقات کے ساتھ اگر کسی معاملہ میں کوئی غلطی ہو جائے تو معاف کر دینا چاہئے اور معافی مانگ لینا چاہئے اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی حکم ہے۔

اپنے متعلقین کو مطالبات دین کی تبلیغ ضرور کرتے رہنا چاہئے اور ان کی ہدایت کے لئے خدا سے دعا بھی کرنا چاہئے یہ بھی اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اور ہم پر واجب ہے۔

ضروری ہدایت

الحمد للہ مذکورہ بالا دستور العمل عام طالبان حق اور خصوصاً سلیم الطبع سالکین کے لئے ان شاء اللہ تعالیٰ اکثر و بیشتر حالات میں بالکل کافی وشافی ہے لیکن جیسا کہ میں نے ابتداء ہی میں بیان کیا ہے کہ انسان کی فطرت میں ایسے رذائل موجود ہوتے ہیں جو اس کے ظاہری اعمال پر اثر انداز رہتے ہیں اور اس کے معاملات زندگی کو درہم برہم کئے رہتے ہیں۔ بعض رذائل بہت قوی ہوتے ہیں جو بغیر مجاہدہ و ریاضت کے اصلاح پذیر نہیں ہوتے مثلاً تکبر، حسد، کینہ، حب جاہ، حب مال، غصہ، غیبت، بدنگاہی، شہوانی تقاضے وغیرہ۔ اس لئے ان کی تہذیب و ازالہ و امالہ کے لئے کسی معالج روحانی سے رجوع کرنا ناگزیر ہے۔ بغیر باقاعدہ تعلیم و تربیت باطن کے ان پر قابو پانا بہت دشوار ہے۔

اگر موجودہ زمانہ میں کوئی متبع شریعت وسنت شیخ نہ مل سکے تو پھر حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے خطبات و مواعظ کے علاوہ دوائے دل' اصلاح دل' سکون قلب' اصلاحی نصاب' اشرف السوانح خصوصا جلد دوم' اصلاح خواتین' مثالی خواتین وغیرہ جیسی مفید اصلاحی کتب اپنے مطالعہ میں رکھیں ورنہ کم از کم ماہنامہ ''محاسن اسلام'' باقاعدگی سے گھر بھر

میں پڑھا، سنا اور سنایا جائے بحمد اللہ اس کے مستقل مطالعہ سے ہزاروں مریضوں کو شفاء باطنی حاصل ہوئی ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اس پر عمل کرنے والا کبھی محروم نہ رہے گا۔

فرمایا کہ ''اگر کسی شخص کو کسی بزرگ سے بھی مناسبت نہ ہو اور نہ کسی سے مناسبت ہونے کی توقع رہے تو ایسے شخص کے لئے بھی میں نے ایک راہ نکال دی ہے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا راستہ ہے اس میں کوئی طالب حق محروم نہیں رہ سکتا۔ بس تم ضروری احکام کا علم حاصل کرتے رہو۔ مطالعہ سے خواہ اہل علم سے پوچھ پوچھ کر۔ اور سیدھا سادہ نماز روزہ ادا کرتے رہو۔ جو امراض نفس تم کو اپنے اندر محسوس ہوں ان کا علاج جہاں تک ہو سکے اپنی سمجھ کے مطابق بطور خود کرتے رہو اور جو بڑے بڑے گناہ ہیں ان سے بچتے رہو بقیہ سے استغفار کرتے رہو، اور دعا بھی کرتے رہو کہ اے اللہ ان کا بھی مجھے احساس ہونے لگے اور ان کے معالجات بھی میری سمجھ میں آنے لگیں۔ اگر مجھ میں سمجھنے کی استعداد نہ ہو تو بلا اسباب ہی محض اپنے فضل سے ان عیوب کی اصلاح کر دیجئے۔ بس یہ بھی ان شاء اللہ تعالیٰ نجات کے لئے بالکل کافی ہے اور نجات ہی مقصود ہے۔ اس سے زیادہ کے تم مکلف نہیں۔'' (اشرف السوانح ۲)

ایک مدت مدید تک اس پر عمل رکھا جائے۔ اللہ تعالیٰ کا رحم اور فضل و کرم ان شاء اللہ تعالیٰ شامل حال ہوگا اور شفاء باطن نصیب ہو جائے گی اور یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت واسعہ سے کچھ بعید نہیں۔

حاصل تصوف

''وہ ذرا سی بات جو حاصل ہے تصوف کا یہ ہے کہ جس طاعت میں سستی محسوس ہو سستی کا مقابلہ کر کے اس طاعت کو کرے اور جس گناہ کا تقاضا ہو، تقاضے کا مقابلہ کر کے اسے گناہ سے بچے جس کو یہ بات حاصل ہو گئی اسکو پھر کچھ بھی ضرورت نہیں کیونکہ یہی بات تعلق مع اللہ پیدا کرنے والی ہے اور یہی اس کی محافظ ہے اور یہی اس کو بڑھانے والی ہے۔

(حکیم الامت حضرت تھانویؒ)

منتخب
ملفوظات عارفی

شیطانی اور نفسانی اعمال سے بچنے کی تدبیر

فرمایا: غور سے سنو کہ تم کو کرنا کیا ہے۔ دو رکعت نماز خشوع و خضوع سے ادا کرو، پھر اپنے دل کو متوجہ کرو اور گڑگڑا کر اپنے مولا سے کہو۔ "اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ" اور کہو یا اللہ! میں عاجز ہوں میں مغلوب ہو گیا ہوں میں آپ کے دربار میں حاضر ہوا ہوں، آپ توبہ قبول کرنے والے ہیں یَا اَللّٰہُ یَا رَحۡمٰنُ یَا رَحِیۡمُ یَا حَیُّ یَا قَیُّوۡمُ بِرَحۡمَتِکَ اَسۡتَغِیۡثُ

یہ اسم اعظم ہے اس کو خوب پڑھو اور کہو یا اللہ جو کچھ میرے اوپر ہے میری شامت اعمال ہے۔ یا اللہ! اتنا بوجھ مجھ پر نہ ڈالئے کہ اُٹھائے نہ اُٹھ سکے اور یا اللہ! یہ مناجات آپ ہی نے عطا فرمائی ہے اپنے بندوں کو ہلاکت سے بچانے کے لیے۔ یا اللہ! آج دنیا جہنم کدہ بنی ہوئی ہے تمام تر نفسانی و شیطانی اعمال سے اور مجھ میں اتنی طاقت ایمانی نہیں۔ یا اللہ! مجھے تو دعا کرنا بھی نہیں آتی۔ یہ آپ ہی سکھلا رہے ہیں۔ یا اللہ! مجھے توبہ کرنا بھی نہیں آتی۔ یا اللہ! میں دل سے بھی نہیں کہہ رہا ہوں، صرف زبان سے کہہ رہا ہوں۔ یا اللہ! یہ گناہ بھی مجھ سے نہ چھوٹیں گے کچھ تو میں چھوڑ دوں گا اور بعض جو مجھ سے پھر بھی نہیں چھوٹیں گے پھر میں ڈرتا ہوں ان کے عذاب سے اور گناہ پھر گناہ ہی ہیں میں تو قدرت نہیں رکھتا کہ ان کو چھوڑنے کی۔ یا اللہ! آپ خود ہی چھڑا دیجئے، اپنی رحمت سے اور اپنے فضل و کرم سے آپ بچا لیجئے۔ آپ ہی ندامت کی توفیق دیجئے، آپ ہی ندامت قبول فرمالیجئے اور ان گناہوں سے میرے دل میں نفرت بٹھا دیجئے اور مواخذہ نہ فرمائیے اور عذاب سے بچا لیجئے۔

یا اللہ! ہماری حالت بڑی خراب ہے، ہم آپ کی رحمتوں سے محروم ہو گئے ہیں۔

شیطان ابلیس نے ہمارے نفس پر قبضہ کر رکھا ہے' ہم ذلیل وخوار ہو گئے ہیں' ہماری تمام بداعمالیاں معاف فرما دیجئے۔ ہم کو ہمارے اہل وعیال کو سارے عالم کے سارے مسلمانوں کو معاف فرما دیجئے اور شامت اعمال سے نجات عطا فرما دیجئے' ہم کو دنیا اور آخرت میں حیات طیبہ نصیب فرمائیے' ہماری عاقبت بخیر فرمائیے۔

حقوق العباد

اللہ تعالیٰ نے اپنے حقوق کے بعد والدین کے حقوق واجب کیے ہیں۔ ان کی زندگی میں ان کی خدمت کرنا' ان کو دماغی وجسمانی راحت پہنچانا' ان کو ہر طرح سے خوش رکھنا اور ان کی دعائیں حاصل کرنا شرعاً واجب ہے۔ ان کی وفات کے بعد التزاماً ان کے لیے ایصال ثواب کرتے رہنا' تلاوت کلام مجید' نوافل اور دیگر اوراد مسنونہ سے بھی اور مالی صدقہ وخیرات سے بھی۔ خصوصاً خیرات جاریہ سے' اولاد کا صالح ہونا اور نیک اعمال کا عادی ہونا خود مرحوم والدین کے لیے خیرات جاریہ کا درجہ رکھتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ ہر ہفتہ اولاد کے اعمال ان کے والدین کے سامنے عالم برزخ میں پیش کیے جاتے ہیں' اچھے اعمال سے ان کو خوشی اور برے اعمال سے رنج ہوتا ہے اس لیے بڑے اہتمام کی ضرورت ہے کہ والدین کی روح کو اذیت نہ پہنچے بلکہ اس کا خیال رکھنا چاہیے کہ نیک اعمال سے اور ایصال ثواب سے ان کو نفع پہنچے۔

بھائیوں میں آپس میں محبت قائم رکھنا بہت ضروری ہے ورنہ تمام زندگی لطف زندگی حاصل نہیں ہوتا اور زندگی میں قوت نہیں محسوس ہوتی' بڑی تباہی کی علامت ہے کہ بھائی بھائی آپس میں اتفاق نہ رکھ سکیں۔ سارا فساد بچوں سے' بیویوں سے شروع ہوتا ہے اور آپس میں غلط فہمی اور بدمزگی پیدا ہونے لگتی ہے' خوب سمجھ لیا جائے عقل اسی واسطے ہے کہ پہلے اندازہ کر لے کہ یہ فتنہ شروع ہی نہ ہونے پائے ورنہ آخر میں جب دل برے ہونے لگتے ہیں اس وقت جذبات سے متاثر عقل بھی ماؤف ہو جاتی ہے اور یہی خانہ بربادی کا باعث ہوتی ہے۔ ہر شخص کو فرداً فرداً رواداری' ایثار' چشم پوشی اور معمولی معمولی باتوں کو درگزر کرنے کی عادت ڈالنا چاہیے۔ اسی طرح آپس میں محبت قائم رہتی ہے اور جو معاملہ غلط فہمی پر مبنی ہو اس کو فوراً صاف کر لینا چاہیے اور قصور ہو تو اعتراف کر لے اور معافی مانگ لے۔

جن عزیز و اقارب سے صلہ رحمی کا تعلق ہے ان کا حق ادا کرنا بھی واجب ہے اور شریعت میں اس کی بڑی اہمیت ہے۔ایک حدیث شریف کا مفہوم یہ ہے کہ صلہ رحمی صرف یہی نہیں ہے کہ آپس میں حسن سلوک کا معاملہ رکھا جائے یہ تو غیر شخص سے بھی کرنا چاہیے۔ صلہ رحمی یہ ہے کہ اگر ایک فریق رشتہ توڑے تو تم رشتہ جوڑو۔ایک شخص نے اگر حق ادا نہیں کیا تو دوسرا اپنے حق ادا کرنے سے بری نہیں ہو سکتا۔اگر کسی رشتہ دار نے معاملات خراب کیے یا کوئی اذیت پہنچائی تو یہ اس کا فعل ہے تم کو چاہیے کہ تم اس کو درگزر کرو اور اس سے انتقام نہ لو۔اس کی بدگوئی نہ کرو اور اگر اس پر کوئی وقت پڑے تو سخنے' قدمے' درمے اس کی مدد کرو۔ یہی طریقہ حق ادا کرنے اور رشتہ جوڑنے کا ہے اگر ہو سکے تو جلد اس سے مفاہمت کرلو اس میں بڑی عافیت ہے اور بڑا ثواب ہے۔شریعت میں حقوق العباد کی بہت زیادہ اہمیت ہے۔ احادیث میں اس کے لیے بہت تاکید آئی ہے اور اگر کوئی عزیز (یا صاحب معاملہ) اپنے قصور کا اعتراف کر کے معافی چاہے تو شریعت کا حکم ہے کہ ضرور معاف کر دینا چاہیے ورنہ سخت گناہ ہے۔اسی طرح اگر اپنا قصور ہو تو ضرور معافی مانگ لینا چاہیے خواہ کتنا ہی نفس تاویل کرے اور خفت محسوس کرے' اگر معافی مانگنے پر دوسرا فریق معاف نہ کرے تو وہ گنہگار ہوگا اور معافی مانگنے والے سے عنداللہ اب کوئی مواخذہ نہ ہوگا۔

پڑوسیوں سے بھی بہت خوشگوار تعلقات رکھنا چاہئیں اور ہمیشہ اس کا اہتمام رکھنا چاہیے کہ تمہاری وجہ سے ان کو کسی طرح کی اذیت نہ پہنچے اور اگر ان سے تم کو کوئی اذیت پہنچے تو ضبط و تحمل اور درگزر سے کام لیا جائے اور جلد ان سے خوش اسلوبی سے مفاہمت کرلی جائے۔

سورج گرہن

فرمایا: آج ۳۰ جون ۱۹۵۴ء شام کو ٹھیک ۶ بجے سورج گرہن پڑا۔کہا جاتا ہے کہ اس قدر پورا گرہن برسوں کے بعد پڑتا ہے۔ ماہر فلکیات کا تخمینہ ہے کہ ایسا سورج گرہن پھر اب دو سو برس کے بعد پڑے گا۔واللہ اعلم بالصواب

خیال ہوا کہ یہ جو کچھ ہو رہا ہے اللہ تعالیٰ کی قدرت' حکمت و مصلحت سے ہو رہا ہے

اس میں یقیناً موجودات عالم کے لیے ضرور ہزاروں مصالح ہوں گے۔ خصوصاً بنی نوع انسان کے لیے بلاواسطہ یا بالواسطہ' بے حدو بے شمار منافع ہوں گے' خواہ انسانی عقل اس کا ادراک کر سکے یا نہ کر سکے' جی چاہا کہ یوں دعا مانگی جائے کہ یا اللہ! آپ علیم و حکیم ہیں اگر اس سورج گرہن سے ہمارے لیے کچھ مضرات ہی مرتب ہوتے ہوں تو اپنی مخلوق کو اس سے محفوظ رکھیں اور ہر حال میں ہم سے راضی رہیں۔ حدیث شریف میں ایسے مواقع پر کثرت سے توبہ واستغفار (اور صدقہ وخیرات) کی ہدایت ہے۔ نوافل بھی پڑھنا چاہیے اور اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگنا چاہیے۔

فکر آخرت

فکر آخرت کے متعلق فرمایا میں دیکھتا ہوں کہ میری غفلت بڑھتی جاتی ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ ادنیٰ سے ادنیٰ عذر پر اور معمولی سی ناسازی طبع پر معمولات کو ترک کر دیتا ہوں۔ اول تو معمولات ہیں ہی کیا اور پھر اس پر یہ طرہ ہے کہ اس میں کوتاہی کرتا رہتا ہوں۔ عمر ہے کہ گزرتی جارہی ہے' قویٰ اور اعضاء میں انحطاط پیدا ہوتا جارہا ہے اور یہ بے حسی ہے کہ کچھ آخرت کا استحضار ہے نہ وہاں کے لیے کوئی اہتمام عمل۔

منزل قریب تر ہے اور ایسی بے بسی ہے دشوار ہورہا ہے اب اِک قدم اُٹھانا

دنیا میں مشغولیت بڑھتی جاتی ہے' دنیا بھر کے افکار دل و دماغ پر مستولی رہتے ہیں لیکن نہیں فکر ہوتی تو اپنی عاقبت اور انجام زندگی کی۔ اللہ تعالیٰ ہمت و توفیق نصیب فرمائیں۔

عقائد وسنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

فرمایا: سب سے پہلے عقائد درست ہوں' سارا عالم کائنات اللہ پاک نے مسخر کر رکھا ہے اور ان کی تسخیر اللہ پاک نے اپنے فرمانبردار بندوں کے لیے اس طرح کی کہ اس کو ان تمام چیزوں سے راحت و چین ملے اور آخرت میں بھی اس کے درجات بڑھیں اور اگر نافرمانی کے راستے سے ان کی تسخیر کا فائدہ اُٹھایا تو دنیا میں راحت اور چین نہ ملے گا اور آخرت کا دائمی عذاب ہوگا۔

یہ کوئی چھپا ہوا راز نہیں ہے اللہ پاک نے دنیا بھی پیدا کی اور آخرت بھی اور کھول کر بتا دیا کہ دنیا صرف متاع غرور ہے اور اصل گھر تو آخرت کا ہے۔ تعجب ہے کہ جس آخرت کی زندگی میں کوئی تغیر نہ ہوگا۔ ایک بار جو نعمت مل گئی' ہمیشہ کے لیے رہے گی' اس کی طرف ہمارا کوئی دھیان نہیں اور تھوڑی سی زندگی جو لمحہ بہ لمحہ بدلتی رہتی ہے ہر آن متغیر ہے اس کے لیے ہماری کوششیں تمام عمر جاری رہتی ہیں۔

دوسری چیز سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور آج اس سے پچانوے فیصد لوگ ناواقف ہیں۔ اس کے بغیر ہم کو دین کیسے آئے گا؟ آج کل اُردو میں بھی سیرت کی بہت سی کتابیں ہیں پھر اس کے ساتھ سیرت صحابہ کرام رضی اللہ عنہ اور تاریخ اسلام اور اس کے بعد حضرت تھانوی کی تصانیف مواعظ و ملفوظات ہیں ان کو پڑھ کر ایمان میں بھی جلا ہوگی اور عمل کی توفیق ہوگی۔ لوگوں کو شوق ہوتا ہے دین کا تو کلام پاک کے ترجمے اور تفاسیر دیکھنا شروع کر دیتے ہیں۔ بعض تفاسیر صرف خواص کے لیے ہیں وہ آپ کی سمجھ میں نہیں آئیں گی۔ تلاوت کلام پاک خود ایک بابرکت چیز ہے' خواہ سمجھ کر ہو یا بے سمجھے دونوں طرح برکت آتی ہے۔

فسق و فجور کے اثرات

آج مغربیت نے وہ جال پھیلا رکھا ہے اور آج ہی نہیں ہمیشہ سے ساری دنیا کے مسلمانوں پر تباہی بربادی کے سامان اکٹھے کیے جا رہے ہیں' ساری دنیا کے فتنوں نے آماجگاہ بنا رکھا ہے اسلام اور مسلمانوں کو' پہلے زمانہ میں فتنے اُٹھتے تھے اس وقت قوت ایمانیہ بہت کمزور ہے۔ دراصل فسق و فجور میں خاصیت ہے قوت ایمانیہ کو کمزور کرنے کی اس لیے آج فتنوں کے مقابلے کے لیے ہم کو قوت مدافعت حاصل نہیں' ہمارے حالات بدل گئے اور قوت ایمانیہ کمزور ہوگئی اور یہ فسق و فجور کی خاصیت ہے کہ دل کو کمزور اور قوت ایمانیہ کو ضعیف کر دیتی ہے۔ آج مسلمان بزدل بھی اسی لیے ہیں۔

سب سے پہلے خبر لیجئے اس فسق و فجور کو روکنے کی اور اس کے لیے اقدام کیجئے' یہ گانا بجانا' ٹیلی ویژن' تصاویر اور مغربی طرز لباس' طرز رہائش' طرز طعام ایک ایک کر کے ان کی اصلاح کیجئے۔

چند فرائض اور واجبات کا ادا ہوتے رہنا خواہ عادتاً ہی کیوں نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی

رحمت سے اُمید ہے کہ باعث نجات ہو جائے لیکن دنیا کی فلاح مسلمانوں کی اپنی تہذیب کی انفرادیت اور مغربی طرز سے مغائرت ہی پر منحصر ہے جس وقت تک آپ اپنے معاشرے کی اصلاح نہ کریں گے یہ چیز درست نہ ہوگی۔ دوسرے یہ کہ ہمارا دین ہر شعبہ زندگی پر حاوی ہے' خواہ سیاست یا معاشرت ہو یا معاملات واخلاقیات' ان کی درستی کے لیے دین میں ایسی مکمل تعلیم ہے کہ کسی غیر اسلامی شعائر کی طرف توجہ کرنے کی ضرورت ہی نہیں کیونکہ غیر اسلامی شعائر دنیا اور آخرت کے لحاظ سے ہر طرح اور حد درجہ مضر اور خطرناک ہیں' آج ہم پر جو شامت اعمال مسلط ہے اس کا زیادہ تر سبب یہی چیزیں ہیں۔

علماء کا احترام

آج کے دور سیاست میں ہم کو کیا کرنا ہے' اس کے متعلق تو ہمارے مقتداء اور علماء صاحبان کا فیصلہ ہی موجب ہدایت ہے لیکن ایک بات یہ ہے کہ آج علماء پر عام لوگ بے باکانہ زبان کھول دیتے ہیں جو منہ میں آیا کہہ دیا۔ یاد رکھو! اس پر وعید آئی ہے ہر شخص کا کام نہیں ان پر اعتراض کرنے کا۔ یہ کسی کو حق نہیں کہ ان پر اعتراض کرے ہاں کچھ شکوک و شبہات ہوں تو ان سے ہی جا کر پوچھ لیا کرو۔

ارے علماء کی قدر کرو' یہ بھی خدا کی بڑی نعمت ہے' اب کون سے علماء قابل تقلید ہیں تو اس میں بھی تھوڑی سی کاوش سے پتہ چل جاتا ہے۔ علمائے حق الگ معلوم ہو جاتے ہیں اور جب تک معلوم نہ ہوں کسی کے متعلق کچھ نہ کہو یہ اعتراض کی عادت چھوڑ دو۔

انبیاء علیہم السلام کو نہ ماننے سے کفر لازم آتا ہے اور علماء کو نہ ماننے سے کفر تو لازم نہیں آتا لیکن اس سے گناہ ضرور لازم آتا ہے' آپ کسی عالم پر اعتقاد نہیں رکھتے نہ رکھئے لیکن ان کو برا نہ کہئے' اس میں عظمت دین کی بے وقعتی ہے اور جب خدا نے آپ کو علم دیا ہے تو علماء حق کی پہچان ضرور کر سکتے ہیں۔ ایک صاحب نے سوال کیا کہ بہت سے علماء نے ایسی روش اختیار کر رکھی ہے کہ سارے معاشرے پر اس کا برا اثر پڑتا ہے۔ فرمایا کہ ہاں اگر وہ ایسا کرتے ہیں تو ان کا یہ فعل حجت نہیں ہے آپ کے لیے۔ آپ کو علم ہے کہ شریعت کی رو سے

یہ فعل برا ہے تو آپ نہ کیجئے اس فعل کو۔

بعض اخبار والے کہیں سے کوئی پرانا فوٹو کسی عالم کا حاصل کر لیتے ہیں اور ان کی تقریر اور مضمون کے ساتھ اس کو شائع کر دیتے ہیں۔ بعض علماء کے منع کرنے کے باوجود فوٹو گرافر نہیں مانتے۔ یہ چیزیں ہیں تو واقعی بچنے کی اور شریعت میں مصلحت کوشی کوئی چیز نہیں' تاویل کچھ نہیں چلتی لیکن اگر آپ کے پیشواؤں سے غلطی ہو جائے تو ان پر تعرض نہ کیجئے۔ انہوں نے جو کچھ کیا وہ ان کا فعل ہے کم از کم ان پر تعریض کا گناہ تو آپ اپنے سر نہ لیں اس سے دین کا وقار کم ہوتا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ ہم جوش میں آ کر ایک جماعت والے دوسری جماعت والوں پر خاص کر جن کو دین سے نسبت بھی ہو ان کو برا بھلا کہتے ہیں' کیچڑ اُچھالتے ہیں جو لوگ ایسا کرتے ہیں ان کو توبہ کرنا چاہیے۔ لوگ ان کے متعلق کہا کریں جو کچھ کہتے ہیں۔ تم اپنی زبان سے کچھ نہ کہو' بس تم اتباع حق کرتے رہو' تم تحریر و تقریر نہیں کر سکتے' خاموش تو رہ سکتے ہو۔ کیا تمہارے خاموش ہونے پر بھی کوئی حد لگا تا ہے۔

خود احتسابی

آج زندگی کے عنوانات تو ختم ہوتے جا رہے ہیں اور موت کے عنوانات ان گنت پیدا ہوتے جا رہے ہیں' غفلت ان میں سے سب سے بڑا عنوان ہے ہم جو کچھ کر رہے ہیں بے سمجھی سے کر رہے ہیں' رسم کے طور پر کر رہے ہیں' خدا کے لیے اس کو سمجھ لو' تھوڑا سا خوف پیدا کر لو' بیدار ہو کر کر لو' اس کی ترکیب یہی ہے کہ تھوڑا سا وقت نکال کر اپنے حالات کا جائزہ لو۔ میں تو پہلے کہا کرتا تھا کہ اوراد و وظائف کم کر دیجئے۔ اب میں کہتا ہوں کہ کچھ دنوں کے لیے حذف کر دیجئے۔ درحقیقت ذکر و شغل بے معنی نہیں' ایک دفعہ بھی اللہ کا نام لے کر دیکھو اس کی بہت برکات ہیں لیکن کوئی وقت نکال کر اپنی زندگی کا جائزہ لو اس سے بہت فائدہ ہوگا۔ کسی خاص وقت میں بیٹھ کر اپنے کو مخاطب کریں اور خدا سے عجز و نیاز کے ساتھ گفتگو کریں توبہ کریں اور دعائیں کریں۔ یا اللہ! آج کی بد تہذیب اور بد اخلاق معاشرہ کی گندگیوں میں گھر گیا ہوں' میں آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا متمنی ہوں آپ ان کی اتباع کی توفیق نصیب کیجئے' کچھ دنوں کے لیے اوراد و وظائف چھوڑ دیجئے اور اس مراقبے کے لیے وقت نکالئے جس کو بھی

جو ملا ہے اسی غور و فکر سے ملا ہے۔ میں سوچتا ہوں یہ بزرگان دین عاقبت سے اتنا کیوں ڈرتے تھے؟ دراصل ساری زندگی کے افسانے گزر جاتے ہیں اب آنکھ بند ہوتے ہی ابدالاباد کی زندگی آنے والی ہے اس سے لرزہ براندام ہوتے ہیں چونکہ وہاں پھر کوئی عمل تو ہو نہیں سکتا' عمل کے لیے تو یہ عرصہ ہے اور یہ عرصہ زندگی نہایت مختصر اور وہاں کی زندگی بڑی قوی اور ہمیشہ رہنے والی ہے اور جو کچھ بھی ہو عذاب ہو یا عیش ہو مگر دائمی ہوگا۔

ایک دفعہ ہم قبرستان گئے' خیال آیا یہیں کہیں ہماری بھی قبر ہوگی۔ ایک قبر پر کتبہ لکھا تھا اے جانے والے آن کر دیکھ میں کس طرح خاک میں پڑا سو رہا ہوں۔ معلوم نہیں کیا حال ہوگا' انکا معلوم نہیں کفن بھی باقی ہے یا نہیں؟ معلوم نہیں بدن بھی باقی ہے یا صرف ہڈیاں پڑی ہیں' سب رگیں جو تنتی تھیں پانی ہو کر بہہ گئیں' اب کھوپڑی پڑی ہوئی ہے کوئی رگ و ریشہ نہیں' دماغ میں جو کچھ بھرا تھا سب کیڑے مکوڑے کھا گئے' مجھے ایسی عبرت ہوئی کہ اگر اس خاک کے اندر کسی کو آرام ہے تو صرف ایمان والوں کو' وہ دماغ و غلغلہ سب ختم ہو گیا' عیش کا پروردہ بدن تو خاک میں مل گیا' مگر مؤمن پر اللہ کا کرم بے حساب ہوتا ہے۔ صاحب ایمان اگر مرنے سے قبل توبہ کر لے اور کتنا ہی گناہ گار ہو اللہ پاک رحم فرما دیتے ہیں۔

ادب کی تعریف

ایک بار خصوصی مجلس میں چند علماء کرام اور مفتی عظام سے ڈاکٹر صاحب مخاطب تھے۔ آپ نے ایک سوال کیا کہ ادب کی تعریف دو لفظوں میں اس طرح کرو کہ اس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب دوسرے انبیاء علیہم السلام وصحابہ اجمعین' شیخ' استاذ' والدین اور دوسرے لوگوں کے علاوہ یہاں تک کہ جانوروں تک کے ادب کی تعریف ہو جائے۔ حاضرین سب خاموش رہ گئے تو ڈاکٹر صاحب نے خود ہی فرمایا کہ ادب کی تعریف یہ ہے کہ "رعایت حقوق' حفاظت حدود" یعنی ہر ایک کے ادب کی رعایت رکھی جائے مگر حدود سے تجاوز نہ کیا جائے جس کا جتنا حق ہے اس کا خیال اور رعایت ضرور کی جائے مگر اس حد تک نہ ہو کہ حدود سے تجاوز ہو جائے۔ مثلاً پیغمبر کا ادب تو ضروری ہے مگر حدود کے اندر ہی رہا جائے' ایسا نہ ہو کہ اسے اللہ تعالیٰ کے برابر کر دیا جائے۔

اسوۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی افادیت

فرمایا: الحمدللہ اللہ تعالیٰ نے مجھ ناکارہ سے ایک ایسا کام لیا جو بڑے بڑے علماء سے بھی نہ لیا اس کی وجہ میرا علم اور تفکر نہیں صرف اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کیونکہ علماء کرام کی نظریں بلند اور ارفع ہوتی ہیں' تحقیقات فقیہہ میں تدبر کرتے ہیں' اس لیے عوام الناس کے مسائل کا ان سے ذہول ہو جاتا ہے۔ الحمدللہ میری نظر میں عوام الناس کے تمام مسائل تھے' اس لیے ذوق یہ کہتا تھا کہ ایسی سیرت کی کتاب لکھی جائے جس کو پڑھنے کے بعد ہر عام آدمی اس کو سمجھے اور اس کو پڑھنے کے بعد اس کے اندر اتباع اعمال رسول کا عزم ہو جائے۔ الحمدللہ اس کتاب کے اندر عوام الناس کے مسائل تمام کے تمام آ گئے اور تقریباً نو سو عنوانات کے تحت دو ہزار صحاح احادیث کا ذخیرہ جمع ہو گیا۔ واللہ الموافق ایسی دوسری کوئی کتاب نہیں ملے گی جس کے اندر تمام مسائل ایک جگہ موجود ہوں صرف بہشتی زیور ہے لیکن اس کے اندر بھی مسائل فقہیہ زیادہ ہیں اس لیے ضرورت کے وقت کے علاوہ اس کو نہیں دیکھا جاتا لیکن اس کتاب کے اندر عام آدمی کے عمل کے لیے تمام ذخیرہ موجود ہے۔

عبادت گاہیں

فرمایا: تمام مسلمانوں کی تین عبادت گاہیں ہیں۔ (۱) ایک عبادت گاہ مسجد ہے جہاں اللہ تعالیٰ کے فرائض و واجبات ادا ہوتے ہیں۔ (۲) دوسری عبادت گاہ ہمارا گھر ہے۔ (۳) تیسری عبادت گاہ ہمارے کام کی جگہ ہے تو جس طرح پہلی عبادت گاہ مسجد سبق آموز ہے اس میں ہمارے لیے استقامت کا سبق ہے۔ اب یہ تینوں چیزیں آپ کو گھر کی عبادت گاہ میں ادا کرنی پڑیں گی۔ سب سے پہلے آپ کو صبر و تحمل اور استقامت سے کام لینا ہوگا اور اس طرح جہاں جھک جانے کا موقع ہوگا وہاں جھکنا پڑے گا' کبھی ان (اہلیہ) کی ناگواریوں کو سہہ کر عجز و نیاز کی باتیں کرنی ہوں گی' کہیں طبیعت کو نرم کرنا پڑے گا' کبھی لہجہ بدلنا پڑے گا اور وہ بھی تادیبانہ کہ نفسانیت سے اور کسی وقت بے بسی کا عالم ہو تو "لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ" پڑھتے ہوئے سجدے میں چلے جاؤ اور کہو یا اللہ! یہ معاملہ ایسا ہے جس میں آپ کی مدد کی ضرورت ہے میں

آپ کا بندہ ہوں آپ کی مدد چاہتا ہوں' اس طرح سے تیسری عبادت گاہ (دفتر وغیرہ) میں ایک ذوق اور جذبہ لے کر بیٹھو وہ جذبہ کیا ہے؟ اخلاص نیت اور جذبہ ایثار کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس وقت اس کام پر لگایا ہے مجھے خلوص و ایثار کے ساتھ کام کرنا چاہیے۔ شیطان کو قریب نہ آنے دو جہاں کہیں مخلوق سے واسطہ پڑتا ہو وہاں انتہائی تواضع سے کام لو' جھک جاؤ' جذبات کو انتہائی قابو میں رکھو' اگر جذبات بے قابو ہو جائیں تو اس کی تلافی کر لو۔

مؤمن کی نظر کا مرکز اسلام ہے

فرمایا: کسی کی نظر اسباب پر جائے تو جائے' وسائل و ذرائع پر نظر پڑے تو پڑے مگر مؤمن کی نظر کا مرکز اسلام اور ایمان ہوتا ہے' ہزار زمانہ اور ماحول اس کو جھنجھلائے' پریشان کرے' مگر اس کی نظر ہمیشہ قرآن پر ہوتی ہے۔

فرمایا: جب حضرت مولانا سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ ہجرت کر کے پاکستان تشریف لے آئے تو یہاں کے حالات کو دیکھ کر نا اُمید ہو گئے تھے۔ ایک دن تنہائی میں مجھ کو فرمانے لگے کہ ڈاکٹر صاحب! جو توقعات ہم لے کر آئے تھے وہ تو غلط ثابت ہوئیں۔

غلط بود آنچہ ماپنداشتیم

یہاں اسلام کا نام لے کر آئے تھے مگر یہاں اسلام کی کوئی چیز نہیں' مغربی ذہنیت والی باتیں ہیں جو لوگ برسر اقتدار آئے ہیں وہ صرف اسلام کا نام لیتے ہیں حالانکہ وہ اصل میں مغربی ذہن رکھتے ہیں۔ زندقہ اور الحاد کو لے کر آئے ہیں' اسلام کا صرف نام ہے۔ پھر فرمایا مگر نا اُمید ہونے کی بات نہیں' اللہ تعالیٰ جب کسی چیز کو وجود بخشتے ہیں تو اس کی نشو و نما بھی فرماتے ہیں اور وہ نشو و نما تدریجاً ہوتی ہے جیسے بچہ پیدا ہوتا ہے' اب اس کے پاس اعضاء سب ہوتے ہیں مگر نہ اس میں مکمل شعور ہوتا ہے نہ صلاحیت ہوتی ہے اور نہ اس میں کسی قسم کی خود اختیاری قابلیت ہوتی ہے مگر جب وہ بالغ ہوتا ہے تو جیسا اس کا حسب و نسب ہو' جیسی اس کی تعلیم و تربیت ہو' جیسا اس کا ماحول ہو' اس کے مطابق اس کے جوہر کھلتے ہیں' اب اللہ تعالیٰ نے پاکستان کو وجود دیا ہے تو قانون فطرت وہی رہے گا' ابتداء میں تخریب کاریاں بھی ہوں گی' اب یہ جو تم سب کچھ دیکھ رہے ہو' کچھ دنوں اور مدت تک یہ سب کھاد بن جائے گا'

تو جب تک نشو ونما کی قوتیں نہ پہنچائی جائیں' جب تک زمین میں صلاحیت پیدا نہ ہوگی اس وقت تک کچھ نہیں ہوگا تو کچھ دیر بعد پاکستان میں ایسا وقت آئے گا کہ اسلام سے مغایرت نہ رہے گی' منافقت' بیگانگی اور مغربیت' یہ سب چیزیں فنا ہو جائیں گی اور ان شاء اللہ ایک وقت ایسا ضرور آئے گا کہ اس سرزمین میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کی بارش ہوگی اس میں پودے پھوٹیں گے ان کی نشو ونما ہوگی' شاخیں نکلیں گی' پھول نکلیں گے' پھل آئیں گے' اللہ تعالیٰ کا قانون فطرت یہی ہے اب اس میں گفتگو نہیں کی جا سکتی۔

ایمان کی خاصیت مؤمن دوزخ میں نہیں جائیگا

فرمایا: ایک طرف زندقہ والحاد و بے دینی کا بازار گرم ہے' بے حیائی' بے شرمی' بے غیرتی کا سیلاب آ رہا ہے' دوسری طرف دار العلوم قائم ہیں' اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام پڑھایا جا رہا ہے۔ صوفیاء کرام کی مجالس قائم ہیں' زبان سے متوجہ الی اللہ ہونے کی ترکیبیں بتائی جا رہی ہیں۔ چاہے وہ سو میں ایک دو ہی مگر دیکھنا یہ ہے کہ کام تو ہو رہا ہے' اس گندے ماحول میں اس طور پر کام کا ہو جانا بڑی بات ہے۔ اگرچہ حلقہ ان کا محدود ہے لیکن اس کام کا وجود تو ہے اللہ تعالیٰ کا نام تو لیا جاتا ہے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ سلم کا ذکر تو کیا جاتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ دینی امور کا ان اداروں کی برکات سے وجود تو ہے یہ ادارے اگرچہ سو میں ایک کی حیثیت رکھتے ہیں مگر میں کہتا ہوں کہ ان ہی سے اس دنیا کی بقاء ہے۔ اللہ تعالیٰ کا احسان عظیم ہے کہ مسلمان چاہے جتنی بھی ان کی حالت ابتر ہو مگر وہ صاحب ایمان تو ہیں ایمان اللہ کی عطا ہے۔ ہمارے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دفعہ فرمایا ''میں پورے وثوق سے کہتا ہوں کہ کوئی مؤمن دوزخ میں نہیں جائے گا کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ جس کے قلب میں ذرہ برابر بھی ایمان ہوگا وہ دوزخ سے نجات پا جائے گا' ایمان بڑھتا بھی ہے گھٹتا بھی ہے' لہٰذا اس کی حفاظت ضروری ہے اور ضعف ہونے کے بعد بد اثرات بھی آ جاتے ہیں جس اللہ نے اتنی بڑی دولت ایمانی سے نوازا ہے تو اس کی حفاظت کا سامان بھی بتلایا ہے' فرمایا کہ چاہے عمر کے کسی بھی حصے میں حیاء سوز' انسانیت سوز اعمال انسان سے صادر ہوتے رہیں صرف ایک دفعہ رجوع الی اللہ کر کے کہے کہ یا اللہ! میں نے یہ کیا کیا؟ میں نے اپنے آپ کو برباد کر دیا'' مجھے معاف کر دیجئے۔

یہ دعا تو واقعی آج کے ماحول کے مطابق ہے' یہ گناہوں کو دور کرنے کے لیے تریاق اعظم ہے' اس طرح توبہ کرنے سے فسق و فجور کے سارے اثرات ختم ہو جاتے ہیں' آپ بار بار توبہ کرتے رہیں اور اس کی تکرار کرتے رہیں تو اس طرح سے ایمان میں قوت اور تازگی آتی رہے گی' پھر ایک وقت ایسا آئے گا کہ آپ کے ایمان میں اتنی قوت آ جائے گی کہ آپ میں گناہوں سے مدافعت کی قوت پیدا ہو جائے گی۔

آج اگر خواہشات سے بچنا مشکل ہے تو آہستہ آہستہ بچنے کا اہتمام ہو جائے گا' ہوتے ہوتے مدافعت سے مغائرت پیدا ہو جائے گی اس طرح ایمان کی قوتیں بڑھاتے رہئے' ایمان کو غذا دیتے رہئے' رجوع الی اللہ' توبہ استغفار' توبہ استغفار سے ایمان میں قوت پیدا کرتے رہئے جن گناہوں میں ہم اور آپ آج ملوث ہیں رجوع الی اللہ سے کل ان سے مغائرت پیدا ہو جائے گی اور آگے بڑھتے رہیں تو ایمان اور اچھے اعمال سے طبعی مناسبت پیدا ہو جائے گی یہ ایمان کی خاصیت ہے کیونکہ ایمان کبھی رائیگاں نہیں جاتا۔

ایمان صحیح ہو تو کوئی خطرہ نہیں تو بے سکون ہونے کی ضرورت نہیں

فرمایا: یہ دعا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یا اللہ! میرے آگے پیچھے نور دے میرے اوپر نیچے نور دے' میرے دائیں بائیں اندر باہر نور دے' میرے گوشت میں' میری ہڈیوں میں نور دے' کیا تم جانتے ہو کوئی دعا حضور صلی اللہ علیہ وسلم بغیر خدا کی رضا کے مانگتے تھے' پھر کیا وہ دعا صرف اپنے لیے تھی' ارے یہ اُمتی اُمتی کہنے والے صلی اللہ علیہ وسلم کیا کیا سامان دے کر گئے ہیں؟ اپنی غفلت زدہ اُمت کے لیے۔

گوشت پوست ختم ہو چکا تو ان ہڈیوں میں نور رہے اور جہاں نور رہے وہاں نار کہاں' یہ ہمارے ذوق کی بات ہے۔

بڑے بڑے بزرگان دین جو گھبراتے تھے وہ عاقبت سامنے محسوس کرتے تھے۔ تمام دنیا دھوکا ہی دھوکا ہے یہاں کی لذتیں فانی ہیں' آخرت کا سرمایہ تھے' تمام دنیا دھوکا ہی دھوکا ہے' یہاں کی لذتیں فانی ہیں' آخرت کا سرمایہ یہی ہے کہ ایمان صحیح ہو اور اعمال ٹھیک ہوں' پھر نہ

جاں کنی کا خوف ہے نہ قبر کا نہ حشر کا' کسی جگہ کا کھٹکا نہیں ہے' ایمان کو ٹھیک کرلو۔" **اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ و اشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم**"

مسلمان کی قبر میں نور ہوگا

فرمایا: تم آیت **سراجاً منیراً** پر غور کرو' اس آیت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان سامنے آگئی کہ اللہ تعالیٰ نے **سراجاً منیراً** فرمایا۔ میں لیٹا ہوا تھا ہم نے کہا کہ آج ہم لیٹے ہوئے ہیں' نرم نرم بستر ہے' پنکھا چل رہا ہے' ہمہ قسم کی سہولتیں ہیں' اگر ہارٹ فیل ہوگیا یا کچھ اور' ختم ہوگئے سفید کپڑے میں لپیٹ کر قبر میں ڈال آئیں گے' اب تنگ و تاریک قبر کے اندر لیٹے ہوئے ہیں' قبر میں' طبیعت بہت گھبرائی' اُٹھ کر بیٹھ گئے' سوچتے سوچتے ہم بستر سے اُٹھ بیٹھے' بہت وحشت طاری ہوئی' پسینہ آ گیا کہ اللہ میاں کیا ہوگا؟ اس وقت اللہ تعالیٰ نے خاص مدد فرمائی' میرے ذہن میں فوراً یہ آیا کہ اللہ میاں فرمائیں گے تم کس کی اُمت ہو؟ میں کہوں گا "سِرَاجًا مُّنِيْرًا" کی اللہ میاں فرمائیں گے کہ تمہاری قبر تاریک ہوسکتی ہے؟ کبھی نہیں کبھی نہیں! ارے میں نے کہا اس رحمۃ للعالمین پر ہزاروں' کروڑوں مرتبہ دُرود جس وقت اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ لقب دیا تو آپ نے فرمایا اے میری اُمت! یہ دعا مانگا کرو میں بھی مانگتا ہوں: "**اللّٰھم اجعل فی قلبی نوراً وفی بصری نوراً ...... واجعل فی عصبی نوراً ...... واجعل فی نفسی نوراً الخ** اور پھر یہ آیت...... رَبَّنَا اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا" تو میں نے سوچا جب یہ دعا تلقین کردی گئی ہے اور ہم اسے پڑھتے ہیں اس دعا میں تو کوئی طرف بھی نہیں چھوڑی گئی' اس لحاظ سے تو ہم قبر میں نور ہی نور ہوں گے خواہ مخواہ ہم کیوں پریشان ہوں' ہماری ہڈی پسلی' گوشت' پوست اور ہر چیز میں نور ہی نور ہوگا ہمیں تاریکی سے کیا واسطہ؟ قبر میں جا کر نور چمکے گا' کیسی خاک؟ اور کیسی تاریکی؟ اس طرح سے ہمیں بڑی ہی تسکین ہوئی۔ **والحمدللّٰہ علیٰ ذالک**

نماز ایمان کی صورت مثالی ہے

فرمایا: یہودیوں کا یہ دعویٰ ہے کہ ابتداء اسلام سے آج تک مسلمان مغلوب نہیں

ہوئے' ہم نے ہر طرح سے اسلام اور مسلمانوں کی مخالفت کی' مختلف عنوانات سے ان کو گمراہ کرنے کی بھرپور کوششیں اور تدبیریں کیں' زور آزمائی بھی کر کے دیکھ لی کہ ان کا اسلام ان کے ایمان کی طرح کمزور کر دیا جائے' آخر ایک حربہ سمجھ میں آیا' اس میں ہم کامیاب ہوئے کہ ان کے معاشرے کو خراب کر دیا جائے اور اس طرح سے ان کے مردوں اور عورتوں کو تہذیب حاضرہ میں ایسا رنگ دو کہ یہ آہستہ آہستہ اس رو میں اسلام سے برگشتہ ہو جائیں' اس میں وہ کامیاب ہو گئے۔ لیکن میں کہتا ہوں اس کے باوجود ایمان مسلمانوں کے دل میں اب بھی موجزن ہے' اس کی دلیل یہ ہے کہ پچھلے سالوں میں جب خانہ کعبہ پر قبضہ کیا گیا تو تمام مسلمان مشتعل ہو گئے' چاہے وہ کسی بھی ملک کے رہنے والے تھے' چاہے وہ نمازیں پڑھتے ہوں یا نہیں لیکن ان کے دلوں میں اپنے مرکز کی محبت ہے' معلوم ہوا ایمان بہت بڑی دولت ہے اس کی قدر کرنی چاہیے' ساتھ ساتھ ایمان کے بعد' نماز سب سے اہم چیز ہے۔ لہٰذا اس کی بھی قدر کرنی چاہیے کیونکہ نماز ایمان کی ایک صورت مثالی ہے۔

مثلاً اللہ تعالیٰ کی حضرت موسیٰ سے باتیں ہو رہی ہیں تو فرمایا: "وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِیْ" (نماز پڑھا کرو) عالم کائنات کا خالق' اپنے محبوب ترین شاہکار خالقیت کو شرف انسانیت سے مشرف فرما کر' اپنی محبوبیت کی خلعت عطا کر کے اور تاج ختم نبوت پہنا کر اپنے قرب میں بلاتے ہیں۔ "اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ. ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی. فَكَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی" پہلے زمانے میں لوگ بادشاہوں کے دربار میں نذرانہ پیش کرتے تھے ان کی خوشنودی حاصل کرتے تھے اور بادشاہ بھی لوگوں کو انعام دیا کرتے تھے' اب شہنشاہ کونین کے سامنے ایک عبد کامل' شاہکار دو عالم باریاب ہو رہا ہے' اس کو کیا خلعت ملتی ہے' کیا تحفہ ملتا ہے' کیا انعام دیا جا رہا ہے؟ شہنشاہ عالم نے فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس آئے ہیں' ہماری طرف سے یہ تحفہ نماز کا لیتے جائیے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نماز بہت بڑی چیز ہے ہمیں اس کی قدر کرنی چاہیے' سب غموں' سب دکھوں کا علاج نماز ہے۔

فرمایا: بڑے بڑے بزرگ کہتے ہیں دعا کرو کہ ایمان پر خاتمہ ہو اور ہر مسلمان کی یہی دلی آرزو ہے۔ میں کہتا ہوں کہ تمام فرائض و واجبات جن کا انسان مکلف بنایا گیا ہے ان کو

ادا کرتا رہے' اگر کوئی رہ جائے تو وصیت کر جائے' یہ آسان صورت ہے' تم نے وصیت کردی' اب تم ذمہ دار نہیں (بری الذمہ ہو) اب تمہارے ورثہ ذمہ دار ہیں' جائیداد ہے' ملکیت ہے یا دیگر چیزیں ہیں۔

نماز کی ہیئت تواضع اور تحمل کی شان پیدا کرتی ہے

فرمایا: تواضع اور تحمل بڑی چیز ہے اگر کسی کے دل کو مسخر کرنا ہو تو طبیعت میں نرمی اختیار کرلو' اس پر شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مثال دی ہے کہ ایک دھاگے کو اگر دونوں طرف کھینچنے والے عقل مند ہوں تو وہ نہیں ٹوٹے گا کیونکہ اگر ایک طرف سے کھینچا جائے گا تو دوسری طرف والا نرم پڑ جائے گا اور اگر دونوں طرف کھینچنے والے جاہل ہوں تو دھاگے کے بجائے اگر زنجیر ہو تو وہ بھی ٹوٹ جائے گی۔ ہماری زندگی بھی اسی طرح ہے' انسان پر مختلف حالات آتے ہیں' ہر وقت اپنی مت منواؤ' کبھی دوسرے کی بھی مان لو۔

اسی طرح ہم نے عبادات کو یونہی سمجھ رکھا ہے' یہ سب عبادات مخلوق کے فائدے کے لیے ہیں کیونکہ ان کا اثر مخلوق کے ساتھ وابستہ ہے' من جملہ اور خوبیوں کے نماز کی ہیئت بھی تواضع اور تحمل کی شان پیدا کرتی ہے اور نماز پر مداومت کی وجہ سے یہ حالت حاصل ہوتی ہے۔

تواضع عاجزی کی برکت

فرمایا: حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ رام پور تشریف لے گئے تو صاحب دعوت نے اعلان کرایا کہ حضرت تھانوی تشریف لائے ہوئے ہیں' آپ وعظ فرمائیں گے' مجمع میں سے ایک خان صاحب کھڑے ہوگئے کہنے لگے مولوی اشرف علی کا وعظ نہیں ہونے دیں گے اس لیے کہ ہمارے علماء کا متفقہ فتویٰ ہے کہ وہ کافر ہیں اور کافر کا وعظ کسی حال میں نہیں ہوگا۔ مولانا کو جب اس امر کی اطلاع ہوئی تو اپنے ساتھ بیٹھنے والوں میں سے ایک صاحب کو کہا کہ خان صاحب کو اندر بلا لائیں' خان صاحب تشریف لائے تو مولانا نے ان کو اپنے ساتھ بٹھاتے ہوئے فرمایا کہ اشرف علی کو دیکھا ہے یا اُسے پہچانتے ہیں؟ خان صاحب کہنے لگے نہیں' آپ نے فرمایا اشرف علی میں ہوں اور آپ اطمینان

رکھیں کہ کوئی وعظ نہیں ہوگا' صاحب دعوت سے کوتاہی ہوگئی کہ مجھ سے پوچھے بغیر انہوں نے اعلان کر دیا' میں پیشہ ور واعظ نہیں ہوں کہ ہر جگہ وعظ کرتا پھروں' ہاں دین کی باتیں ہوں گی' آپ اطمینان سے جائیے مسجد میں جا کر نماز پڑھیے' کوئی وعظ نہیں ہوگا۔ اس کے بعد خان صاحب بیٹھے رہے تھوڑی دیر بعد خان صاحب نے عرض کیا حضرت میں گستاخی کی معافی چاہتا ہوں' مجھ سے آپ کی شان میں نازیبا الفاظ نکل گئے ہیں۔ پھر عرض کیا آپ وعظ ضرور فرمائیں اور میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ وعظ ہوگا اور ضرور ہوگا' ہم آپ کے پاؤں پکڑیں گے۔ حضرت نے فرمایا اب وعظ نہیں ہوگا' خان صاحب نے کہا آپ کی شکل جیسی نورانی شخصیت کو کافر نہیں کہا جا سکتا اور ہم وعظ ضرور کرائیں گے۔ یہ سب اثرات آپ کے تحمل تواضع اور بردباری کی وجہ سے خان صاحب پر پڑے۔

سب کچھ نماز میں ہی ملا ہے

فرمایا: ایک دفعہ نماز میں امام کو سہو ہو گیا' سلام پھیر کر انہوں نے مؤذن سے پوچھا کیا بے وضو اذان دے دی تھی؟ اللہ اللہ یہ لوگ تھے طہارت کامل والے ان کی نظر کہاں تک پہنچتی تھی ان کے ادراکات کس درجہ لطیف تھے؟ میں نے جو کچھ سنا ہے اپنے حضرتؒ رحمۃ اللہ علیہ سے ہی سنا ہے ان ہی کے فیض کا اثر ہے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لے کر قیامت تک مسلمانوں کو جو کچھ ملا ہے وہ نماز میں ہی ملا ہے اور جو ملے گا نماز میں ملے گا۔ نماز کی حالت سجدہ میں بندہ کا سر خدا کے پاک قدموں میں ہوتا ہے۔ اس حالت سے بڑھ کر اور کیا حالت ہوگی یہی معراج مؤمن ہے۔ جب اللہ کا قرب حاصل ہو گیا تو جو کچھ بھی ملے وہ کم ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اللہ پاک کی باتیں ہوئیں' اللہ پاک نے فرمایا میری یاد کے لیے نماز پڑھا کرو۔

تم اپنی نماز کو سنت کے مطابق بنالو' ہیئت نبویؐ کے مطابق نماز ادا کرو جس طرح خشوع وخضوع کے ساتھ فرمایا ہے ایسی نماز ادا کرو اور اس میں ہیئت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیادہ اہمیت ہے۔ اللہ پاک ہر عمل میں اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع چاہتے ہیں۔ ظاہری صورت بھی ایک درجہ میں ہم سے ادا ہوگئی تو اللہ کا وعدہ ہے مقبول کرنے کا۔

روزہ اور عطاء الٰہی

فرمایا: رمضان شریف آیا' عمومیت کا درجہ سب کو حاصل تھا' سب نے روزے رکھے اور تراویح پڑھی اور نہ جانے کیا کیا نیک اعمال کیے لیکن اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا' روزہ میرا ہے' یہ ایسی رحمت و عطاء الٰہی کی بارش ہے جو بھرپور پورے مہینے جاری رہی اور عالم خلق پر ایسی مہربانی ہے جس کی کوئی انتہا ہی نہیں' نہ پہلے کبھی ہوئی نہ آئندہ ہوگی۔ آگے فرمایا ''میں ہی اس کا اجر دوں گا'' اس میں اللہ تعالیٰ نے تخصیص فرمادی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور میں (خداوند تعالیٰ) اس لینے دینے کے سلسلہ میں راز دار ہیں اور کوئی نہیں۔ ''میان عاشق معشوق رمزیست'' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا انداز تھا' انہوں نے کہا جب اللہ تعالیٰ کی اتنی رحمتیں اور بارشیں ہوں گی میری خاطر اور مجھے راضی کرنے کے لیے ہوں گی تو میں اپنے اُمتیوں کو ایک ترکیب بتادوں تاکہ وہ مقام قرب میں رہیں اللہ تعالیٰ کی نوازشوں سے نوازے جائیں تو فرمایا تراویح میری طرف سے سنت مؤکدہ سمجھو۔ مطلب یہ ہے کہ اس قدر بے حساب لامتناہی نوازشیں ہوں گی' تم اپنی عبادت میں مشغول رہو تاکہ مقام عبدیت میں ترقی ہوتی رہے اور تم مزید انعامات کے مستحق بن سکو' نماز اعلیٰ مقام عبدیت ہے' اس میں سجدہ مقام قرب ہے اور کسی عمل میں اتنا مقام قرب نہیں جتنا نماز میں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم زیادہ دیر تک نماز میں مشغول رہو اور شغل یہ ہے کہ قرآن مجید سنو اور سناؤ' اللہ کا کلام پڑھتے اور سنتے رہو' ان کی نوازشیں اور رحمتیں (جو ہوں گی) ان کو لیتے رہو' مقام قرب میں آجاؤ' نماز پڑھتے رہو اس میں چالیس سجدے (تراویح کے) قرب کے لیے زیادہ ہیں اس سے تمہیں انتہائی قرب نصیب ہوگا۔

رحمتوں کا سرچشمہ

فرمایا: ایک بات جو عمومیت کے متعلق ہے کہہ رہا تھا کہ رمضان شریف مع اپنی برکات کے آئے۔ اللہ تعالیٰ کے انعامات اور رحمتوں کی خاص الخاص بارشیں ہوئیں' ملائکہ آئے' سلامتی لے کر آئے' کلام اللہ کا نزول ہوا' شب قدر آئی' عالم امکان میں ان امور کا بدل ہو ہی

نہیں سکتا۔ خاص کر کلام اللہ کا نزول، وہ تو ایسا انعام خاص ہے جس کا کوئی بدل ہو ہی نہیں سکتا۔ اس کا مورد (الحمدللہ) اللہ تعالیٰ نے ہم کو بنایا، اب اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس کی تلاوت کرو اور سنو، اس کے پڑھنے اور سننے کا اجر لامتناہی ہے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی ابدی اور سرمدی رحمتوں کا سرچشمہ ہے، وہ کبھی بھی ختم نہیں ہو سکتا اور چیزوں کا صلہ تو ہو سکتا ہے لیکن کلام اللہ کا ایک ایک حرف، ایک ایک لفظ، زیر و زبر، شد، مد اس میں تجلیات و انوارات اللہ تعالیٰ نے رکھے ہیں ان کا کوئی بدل نہیں۔ رمضان میں ہم نے کلام اللہ سنا، پڑھا، نمازیں پڑھیں، روزے رکھے، اگرچہ یہ چیزیں عمومیت میں آ گئیں مگر ان کی قدر و قیمت اور حقیقت اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں۔ تو اب ایسا معلوم ہوتا ہے کہ رحمت کی موسلا دھار بارش ہوئی ہے، ایسی ہوئی ہے کہ عالم امکان میں نہ کبھی ایسی ہوئی ہے نہ ہوگی، اب رمضان المبارک چلے گئے لیکن ہمارا وہی حال ہے:

پھر اُسی بے وفا پہ مرتے ہیں پھر وہی زندگی ہماری

رمضان کے انوار جنت میں نظر آئیں گے

فرمایا: تم نے رمضان المبارک کے روزے رکھ لیے، تراویح پڑھ لیں، اس کی مثال ایک تشنہ اور خشک زمین کی ہے کہ اس پر گھنٹہ دو گھنٹہ موسلا دھار بارش ہوئی، جب بارش تھم گئی تو میدان میں بارش کے آثار کہیں نظر نہ آئے کیونکہ زمین نے سب پانی کو جذب کر لیا، اب زمین تو تر معلوم ہوتی ہے لیکن بارش کا ذخیرہ کہیں نظر نہیں آتا، ایسے ہی الحمدللہ ہم نے اور آپ نے بھی رمضان کے تمام انوار و برکات کو جذب کر لیا ہے چاہے محسوس ہوں یا نہ ہوں، بقدر ظرف ہر ایک نے جذب کر لیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اپنے بقدر ظرف جذب کیا، ہم نے بقدر ظرف جذب کیا لیکن جذب سب نے کیا، اب چاہے آثار و علامت معلوم ہوں یا نہ ہوں لیکن کوئی چیز رائیگاں تو نہیں تو وہ اپنی حقیقت کے ساتھ آئی اور قیامت تک کے لیے اپنی حقیقت چھوڑ گئی، اب اس کے اندر والی چیز (انعامات کو) ہماری روح اور ایمان نے جذب کر لیا تو اب اس کی نمود تو وہاں ہوگی جس کا نام "جنت" ہے وہ زمین جو خشک پڑی ہوئی تھی جس نے بارش کو جذب کر لیا تھا، تھوڑے دنوں کے بعد اپنے خزانے اُگل دیتی ہے پھلوں

میں، پھولوں میں، پھلواڑیوں اور سبزیوں میں کچھ وقت بعد دیکھیں سب سبزہ ہی سبزہ نظر آتا ہے اور رفتہ رفتہ اس میں آگے پھل بھی ہیں اور پھول بھی ہیں اور جانے کیا کیا انواع واقسام کی دلفریبیاں ہیں تو بھائی اس طرح ایمان والوں نے انعامات کو جذب کرلیا ہے اس کا ری ایکشن اور ردعمل تو جنت ہی میں محسوس ہوگا جہاں اس کا موقع ہوگا وہیں محسوس ہوگا تو اسی لیے روزہ رکھ کر نمازیں پڑھ کر اور دیگر نیک اعمال بجالانے کے باوجود اس کی ناقدری نہ کیجئے۔

میان عاشق ومعشوق رمزیست

فرمایا: اب وہ (اللہ تعالیٰ) فرماتے ہیں کہ یہ مہینہ میرا ہے اور روزہ میرے لیے ہے اس کا اجر میں دوں گا، اب کون سمجھے کہ کیا اجر دوں گا اور یہ کہ نہ دیں، یہ تو ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ "ان اللہ لایخلف المیعاد" اور اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے، میں ایک ذوقی چیز کہتا ہوں! یہ مہینہ "میان عاشق ومعشوق رمزیست" کا مصداق ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "ولسوف یعطیک ربک فترضٰی" آپ صلی اللہ علیہ وسلم مقام ناز میں فرماتے ہیں میں تو راضی نہیں ہوں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ہم نے جو فرمادیا ہے ہم تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو راضی کرلیں گے اور آپ کو راضی کرنے کے ساتھ آپ سے اقرار کرالیں گے کہ آپ راضی ہوگئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا روزہ کا صلہ میں دوں گا، اب کیا دیں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ پوچھتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں تک راضی ہوتے ہیں؟ رضا کی حد بتاؤ جہاں راضی ہوتے ہیں وہ دے دوں گا، یہ روزہ میرا ہے اور اس کا صلہ میں دوں گا، اب کیا صلہ دیں گے؟ صلہ اب یہ ہے: "میان عاشق ومعشوق رمزیست"

قیامت کے دن نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ کر اللہ تعالیٰ بتلائیں گے کہ یہ صلہ دوں گا۔ یہ مہینہ سراسر عطا ہی عطا ہے، یہ تمہارے کسی استحقاق کا صلہ نہیں ہے اس میں محض ہمارے خاص الخاص نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایک تخصیص ہے ایسی تخصیص کبھی کسی کے لیے نہیں ہوئی اور درمیان میں ہم لوگ اُمتی آ گئے۔

میان عاشق و معشوق رمزیست

چاہے جس حیثیت کا اُمتی ہو' چاہے بڑے سے بڑا صحابی ہو یا معمولی سے معمولی اُمتی سب انہی کی زد میں آ گئے۔

معمولی سے معمولی اُمتی سب اسی میں آ گئے' اللہ تعالیٰ نے ایسا احسان فرمادیا کہ بیان سے باہر ہے:

یا رب تو کریمی و رسول تو کریم صد شکر کہ ہستیم میان دو کریم

اور "میان دو کریم" وہ رمز در موز ہے اس میں ہم آ گئے اور مورد رحمت خاصہ بن گئے۔

لا الٰہ الا اللہ ہم بڑے ہی خوش نصیب ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پوری اُمت کی مغفرت پر راضی ہونگے

فرمایا: اللہ تعالیٰ ایک مقام پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرما رہے ہیں: "ولسوف یعطیک ربک فترضٰی" یعنی آپ کا پروردگار آپ کو آگے چل کر اتنا کچھ دے گا کہ آپ خوش ہو جائیں گے۔ مقام ناز پر اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں تو راضی نہ ہوں گا جب تک میں اپنے دل کی مرادیں پوری نہ کرالوں' اپنی اُمت کو نہ بخشوالوں' اللہ تعالیٰ نے فرمایا اچھا میں آپ کو اس طرح سے راضی کرتا ہوں کہ یہ ماہ مبارک آپ کو اور آپ کی اُمت کو دیتا ہوں اور اس کا صلہ میں خود دوں گا' اتنا دوں گا اور اس حد تک دوں گا کہ آپ بالکل راضی ہو جائیں گے۔ اس ماہ میں' میں نے شب قدر رکھ دی ہے جو "خیرٌ من الف شھر" ہے۔ وہ بھی میری طرف سے عطیہ ہے۔ لا الٰہ الا اللہ اور پھر اس رات میں فرشتوں کو مقرر کر دیا گیا ہے کہ وہ اُمتیان محمدؐ کے لیے جوق در جوق سلامتی لے کر چلے آ رہے ہیں۔ یہ ماہ مبارک اللہ تعالیٰ کی طرف سے اتنی بڑی عطا ہے کہ عالم خلق پر اتنا بڑا احسان کبھی ہوا ہی نہیں۔

ذکر تلاوت کی برکات چاہے تجلیات نظر نہ آئیں محمود ہیں

فرمایا: ایک ناقص طرح' بے دلی' بے رغبتی اور کسل کے ساتھ سبحان اللہ' الحمدللہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر پڑھتے جائیے' اس کے انوار و تجلیات آپ کو نظر آئیں یا نہ آئیں لیکن ترقی ضرور ہوگی' عنداللہ قرب ضرور حاصل ہوگا' یہ نہیں کہ تم نے ذکر اللہ کیا اور وہ بے کار چلا گیا' اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمہارا عمل مقبول اور محمود ہے کیونکہ یہ عمل اتباع سنت کے مطابق ہے۔

فلاح تو اس پر مرتب ہو کے رہے گی' اب اگر فلاح کی تجلیات نظر آ گئیں تو وہ موجب قرب نہیں بلکہ فلاح وقرب کا ثمرہ ہے جو مطلوب نہیں' ہمارا مطلوب اور ہماری منزل قرب خداوندی ہے اور وہ آپ کو ذکر اللہ سے حاصل ہے۔ چاہے وہ ذکر بے دلی اور بے کیفی سے ہو' چاہے عمر بھر ایک تجلی بھی نظر نہ آئے' عمر بھر تلاوت و تسبیح کے انوار نظر نہ آئیں' عنداللہ یہ تلاوت مقبول ہے' نمازیں مقبول ہیں' ذکر اللہ مقبول ہے اور اللہ تعالیٰ کو یہی پسند ہے کیونکہ یہ عمل منزل تک پہنچانے والا ہے۔

مثلاً ہم نے لاہور جانا ہے وہ ہماری منزل ہے راستے میں ایک جگہ ہم نے ایک باغ دیکھا اس میں طرح طرح کے پھول کھلے ہوئے ہیں' باغ و بہار کے جلوے نظر آ رہے ہیں' ہم نے سوچا اچھی جگہ پہنچ گئے' اب وہاں ہماری دعوتیں ہو رہی ہیں' خاطر مدارت ہو رہی ہیں' مگر دیکھنا تو یہ ہے کہ منزل تو کھوٹی ہو گئی' ہمیں اپنی دھن میں اپنے مقصود کی طرف رواں دواں رہنا چاہیے۔

مجھ کو منزل کی طلب ہے اور نہ منزل کا پتہ ایک دُھن ہے اور اسی دُھن میں چلا جا رہا ہوں

بنیادی امر تو راستہ چلنا اور طے کرنا ہے' کامیابی تو کام سے ہو گی' نہ کہ حسن کلام سے ہو گی' کوشش و اہتمام سے ہو گی۔

منزل کی طرف قدم اُٹھانے سے ترقی ہوتی ہے کہ نہ گل وگلزار کی سیر وسیاحت سے۔ آپ حضرات اس بات کو خوب سمجھ لیں' ہزار کیفیتیں طاری ہوں' ہزار انوارات موجود ہوں' سب اللہ کا احسان ہے' شکر کرنا چاہیے' سب کچھ صحیح ہے لیکن اگر کچھ دیر اس میں محو ہو گئے اس میں استغراق ہو گیا تو سمجھ لیجئے کہ اتنی دیر معطل ہو گئے اور اگر بے بسی کے ساتھ' بے رغبتی کے ساتھ' کسل مندی کے ساتھ قدم اُٹھ رہے ہیں تو سمجھئے کہ ترقی ہو رہی ہے' قرب خداوندی حاصل ہو رہا ہے' کبھی اپنی اس حالت کی ناقدری نہ کرو' صرف عمل کو دیکھو کہ اس کی توفیق ہے یا نہیں' اگر توفیق ہے چلو ناقص ہی سہی معتبر ہے۔

ہے قدم راہِ طلب پر گو وہ ناقص ہی سہی کچھ تو حاصل کر رہے ہیں سعی لاحاصل سہی

ہمیں تو مقصودِ منزل تک پہنچنا ہے ان کا قرب اور رضا حاصل کرنی ہے۔ ہم کیفیات و ذوقیات کی طرف کیوں متوجہ ہو جائیں۔

وظائف

فرمایا: کچھ وقت بلکہ سب سے بہتر وقت نماز فجر کے بعد ذکر اللہ کے لیے اور اور وظائف' تلاوت کلام پاک' ماثورہ دعاؤں کے لیے مقرر کرنا چاہیئے' یہ معمولات اس قدر مختصر ہونے چاہئیں کہ ان پر بلا تکلف دوام ہو سکے۔

بارگاہ الٰہی میں اخلاص مع الصدق کام آتا ہے

فرمایا: اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں صرف اخلاص مع الصدق کام آتا ہے' اس پر ایک بات یاد آئی' ایک محدث تھے' جب وہ انتقال کر گئے تو لوگوں نے خواب میں دیکھا' پوچھا کیا حال ہے؟ کہا کہ بڑی باز پرس میں پھنس گئے۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے پوچھا گیا کہ تم کیا کرتے رہے؟ ہم نے تمہیں اتنا علم دین دیا' اتنی عمر دی؟ جواباً انہوں نے کہا کہ یا اللہ! میں ساری عمر دین اور حدیث کی خدمت میں لگا رہا۔

جواب ملا' دنیا میں جو تم چاہتے تھے وہ تمہیں مل گیا' تم چاہتے تھے کہ لوگ تمہاری تحریریں اور کتابیں پسند کریں' انہوں نے پسند کر لیں' تمہیں اس کا صلہ مل گیا' اب تمہارے لیے یہاں کچھ نہیں ہے' کہنے لگے میں بہت گھبرایا کہ اب میرا کیا بنے گا' اتنے میں ارشاد ہوا کہ جاؤ ہم نے تمہیں بخش دیا' وہ اس وجہ سے کہ تم ایک مرتبہ ایک حدیث لکھ رہے تھے' تم نے قلم دوات میں ڈالی اور جب کاغذ پر لکھنا شروع کیا تو وہاں ایک قطرہ گرا اس قطرے پر ایک مکھی آ کر بیٹھ گئی تم نے سمجھا کہ خدا کی مخلوق پیاسی ہے تم نے قلم روک لیا اور اتنی دیر تک اسے روکے رہے جب تک وہ اُڑ نہ گئی یہ لمحات تمہارے خلوص کے تھے جو بہت پسند آئے۔

اخلاص اور صدق میں فرق ہے

فرمایا: اللہ تعالیٰ کے بے انتہا انعامات و احسانات کا ادراک اکیلے ہمارے بس کی بات نہیں' ان کا ادراک و احساس اللہ والوں کے ساتھ تعلق جوڑنے اور وابستہ ہونے سے ہوتا ہے۔ اسی امر کی طرف اللہ تعالیٰ نے خود اپنے بندوں کو (قرآن مجید میں) متوجہ فرماتے ہوئے کہا ہے: "یایھا الذین امنوا اتقوا اللہ و کونوا مع الصادقین" (یعنی بس تم

صادقین کے ساتھ ہو جاؤ' پھر مطمئن رہو تم پر سب نوازشیں ہوں گی۔ صادقین کون لوگ ہیں جو ہماری نظر میں (بظاہر) متبع شریعت و سنت ہوں' یہاں اللہ تعالیٰ نے صادقین فرمایا' عابدین مخلصین نہیں فرمایا' اخلاص اور صدق میں میری نظر میں فرق ہے کہ اخلاص عبادات کے لیے شرط ہے اور صدق وہ اخلاص کی حد بتاتا ہے کہ حدود شرع میں ہے کہ نہیں ورنہ اس طرح سے تو بدعتی کہہ سکتے ہیں کہ ہم مخلص ہیں اور بہت اچھے مخلص ہیں اگر اخلاص حدود شرع میں ہے تو صدق ہے ورنہ ایسا اخلاص جو حدود شرع میں نہیں ہے وہ بیکار ہے۔ اسی لیے صادقین نے فرمایا جن کی زندگی کا ہر عمل اخلاص کے ساتھ ساتھ حدود شرع کے اندر ہو یعنی ان کی رفتار' گفتار' سب انداز زندگی حدود شریعت کے اندر اور شریعت کے مطابق ہوں اگر حدود شریعت سے باہر قدم رکھا' چاہے ان میں کتنا ہی اخلاص ہو قابل قبول نہیں۔

ہر عمل میں مقصود رضا الٰہی ہو

فرمایا: ہم جو کچھ تصنیف کرتے ہیں یا تحریر لکھتے ہیں پھر دیکھتے ہیں کہ اس کا مخلوق پر کیا اثر پڑا ہے' یہ نہیں دیکھنا چاہیے بلکہ جو کام بھی کرنا ہو وہ کرو' مگر اپنی طرف منسوب نہ کرو' پس للہ رب العالمین کہہ کر چھٹی کرو' فارغ ہو جاؤ' محو غیر نہیں ہونا چاہیے جس کے لیے ہے اس کے سامنے پیش کر دو۔

میں ہوں بزم دوست میں اور دل ہے محو غیر دوست وائے نادانی کہاں بہکا چلا جاتا ہوں میں

ہمارے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ مثالوں کے بادشاہ تھے۔ انہوں نے فرمایا اس کی مثال ایسی ہے ایک غلام اپنے مالک کی بان کی چارپائی بُن رہے تھے اور بنائی میں پھول بوٹے بنا رہے تھے جو شخص وہاں سے گزرتا' واہ واہ کرتا' بہت تعریف کرتا اور کہتا تم کتنی اچھی چارپائی بُن رہے ہو' تم بڑے ہنرمند ہو' غلام ہنس دیتا اور کوئی جواب نہ دیتا۔ ایک شخص نے پوچھا میاں تم ہنستے کیوں ہو' غلام نے کہا جس کے لیے بنا رہا ہوں اگر مالک پسند کر لے تو سب کچھ ہے ورنہ ان لوگوں کی تعریفیں بیکار ہیں۔ دیکھو! ایک غلام کو بھی اتنی عقل ہے کہ وہ اپنے آقا کو خوش کرنے کے لیے بیل بوٹے بنا رہا ہے لیکن اہل اللہ اس سے بے نیاز ہیں کہ مخلوق اس کے کام کی تعریف کرتی پھرے' یہ چیز بڑی مشکل سے حاصل ہوتی ہے اگر حاصل

ہوتی ہے تو صرف اہل اللہ کی صحبت سے حاصل ہوتی ہے۔

عملی کوتاہی پر قلق پیدا ہونا بڑی چیز ہے

فرمایا: کسی عمل کے بارے میں قلق پیدا ہونا بڑی چیز ہے مثلاً دوشنبہ پیر کا دن ہے آپ سب یہاں عمومیت کے طور پر شریک ہوتے ہیں، اس میں فقدان نہیں ہونا چاہیے، کسی دن اگر آپ کسی وجہ سے شریک نہ ہوسکے اس پر دل میں قلق رہا تو یہ بڑی چیز ہے، اصل چیز نعمتوں کی قدر کرنے کی یہ ہے کہ قلق پیدا ہو جائے۔

فرمایا: بھائی پہلے سالک بنو سالک کا قلق اور لوگوں کے قلق کی بنسبت زیادہ افضل ہے، اس کا قلق تعلق مع اللہ کو قوی کرنے والا ہے۔

فرمایا:...... ایک تاثر آج کل دل میں آ رہا ہے، میں نے پہلے بھی بیان کیا تھا:

آئے بھی تھے چلے بھی گئے پا کے بے خبر ہم اپنی بے خودی میں نہ جانے کہاں رہے

رمضان شریف آیا اور چلا گیا۔ رمضان شریف کے مہینے کا ادراک کرنا ہمارے اور آپ کے امکان سے باہر ہے۔ یہ محض عطاء الٰہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عنایات میں سے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمتوں کی انتہائی بارش ہے، ایسی بارش ہے کہ عالم امکان میں کبھی کسی پر نہیں ہوئی اور کسی کو نصیب نہیں ہوئی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا: "اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ" پہلے تو "لَیْلَةُ الْقَدْرِ" اس اُمت کے علاوہ کسی کو نصیب نہیں ہوئی اور پھر احسان بالائے احسان اور انعام بالائے انعام یہ کہ اپنے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی اور ان کی محبوبیت کا حق ادا کرنے کے لیے فرمایا "تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِیْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ سَلٰمٌ هِیَ حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْرِ" کہ ملائکہ اُمتیان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے سلامتی لے کر آ رہے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا درجہ جو تھا وہ تھا لیکن قیامت تک کے لیے یہی دستور اور قانون رہے گا کہ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کی بارش قیامت تک برستی رہے گی، کیا وہی درجہ آخر میں آنے والوں کا بھی ہوگا جو صحابہ کرام کا تھا؟ نہیں بلکہ جو ان پر بارش ہوئی وہ انہوں نے اپنے ظرف کے مطابق لے لی اور ہم نے اپنے ظرف کے مطابق لے لی۔

تو ہی جو ناشناس ادا ہو تو کیا علاج ان کی نوازشوں میں تو کوئی کمی نہیں

روزانہ اپنا محاسبہ ضرور کرو

فرمایا: وقت بہت کم ہے خدا کے لیے جائزہ لو' خانگی امور کو دیکھو' کاروباری زندگی وغیرہ کو دیکھو کہ کس نیت سے کرتے ہو' جائزے کے لیے تھوڑا وقت نکالو' روزانہ جائزہ لینے بیٹھ جایا کرو اور کہا کرو یا اللہ! میں عزم مصمم کرتا ہوں کہ آج جو کچھ بھی کروں گا آپ کی رضا جوئی کے لیے کروں گا۔ روزانہ ایسا کرتے رہو' ان شاء اللہ خدائی اعانت اور تقویت ضرور حاصل ہوگی۔ تم نے اللہ میاں سے مانگا ہی نہیں' جب مانگا نہیں تو ملے کیسے؟ "ذالک فضل اللہ یوتیه من یشاء" کے معنی حضرت والا فرماتے ہیں یہ ہیں کہ جو چاہے گا ہم اس کو اپنا فضل دیں گے تو آپ اللہ تعالیٰ سے کہیں یا اللہ! ہم آپ کا فضل چاہتے ہیں' ہمیں دے دیجئے' مانگ لو اللہ تعالیٰ سے ان کا وعدہ ہے کہ دیں گے' ہماری حالت یہ ہے کہ جب دعا مانگتے ہیں تذبذب سے مانگتے ہیں' جانے قبول ہوگی یا نہیں؟ یوں کیوں نہیں کہتے کہ ضرور قبول ہوگی اور اسی نیت سے مانگیں جس دن آپ نے یہ طے کرلیا' قبول ہوجائے گی' دعا مانگ رہے ہیں' دل کہیں' دماغ کہیں بس زبان سے کہے چلے جارہے ہیں' ایسی دعا کیسے قبول ہوگی۔ نادان! کائنات میں سے کسی اور کے آگے اس طرح التجاء کے ساتھ ہاتھ اُٹھا کر مانگتے ہو؟ جب دعا کے لیے بارگاہ الٰہی میں ہاتھ اُٹھا لیے' رسمی سہی' بے دل سہی' مگر یقین کے ساتھ ہوں کس کے سامنے ہاتھ اُٹھے ہوئے ہیں' عالم امکان میں اُمت مسلمہ کے سوا کوئی اس مقام پر نہیں پہنچا۔ اس (مسلمان) کو اجازت ہے' جب چاہے آجائے بلا تامل آجائے' اب سجدے میں سر رکھ کر کہو کیا مانگتے ہو...... بندہ کہتا ہے یاحی یا قیوم برحمتک استغیث۔ پس ایک آستانے پر آجاؤ' ان شاء اللہ کامیابی ہوگی' یقین کے ساتھ مچل کر اپنے اللہ سے مانگو' جیسے بچہ اپنے والد یا والدہ سے مچل کر مانگتا ہے' دیکھو کیسے قبول نہیں ہوتی' اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے' ایمان میں کمال اور تقویت عطا فرمائے' اتباع سنت کی توفیق عطا فرمائے۔ یا اللہ! ہمارے ایمان کو قوی فرما دیجئے' تقاضائے عمل بیدار فرما دیجئے' حدود شرع اور سنت کے اندر کر دیجئے' آپ قادر مطلق ہیں' ہم محتاج ہیں۔ "ایاک نعبد و ایاک نستعین بحرمة سید المرسلین" آمین

اتباع سنت وشریعت

فطری تقاضوں میں بھی اتباع سنت مقصود ہو تو محبت میں زیادتی ہوگی

فرمایا: اللہ تعالیٰ کے لیے فطری محبتوں کو اُجاگر کرو تو تمہیں اللہ تعالیٰ سے محبت ہوجائے گی جیسے ہمیں ماں باپ سے اور رشتہ داروں سے محبت ہے یہ اس لیے ہونی چاہیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اپنے والدین، عزیز و اقرباء سے محبت تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دیکھو مجھے اپنی ازواج سے محبت ہے، مجھے حضرت خدیجۃ الکبریٰ سے بہت محبت ہے، عالم امکان میں میں نے ان سے زیادہ کسی سے عقلی محبت نہیں کی، اسی طرح مجھے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بہت محبت ہے، میں نے اللہ تعالیٰ سے کہہ رکھا ہے کہ میں اس میں معذور ہوں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دیکھو میں اپنی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کتنی محبت کرتا ہوں۔ جب وہ آتی ہیں، فرط محبت سے کھڑا ہوجاتا ہوں، اسی طرح نواسے حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے محبت کرتا ہوں، جب وہ آتے ہیں فوراً گود میں لے لیتا ہوں، خطبہ کے دوران بھی اگر آجائیں تو فرط محبت سے اس وقت بھی گود ہی میں لے لیتا ہوں۔ اسی طرح میں اپنے اعزہ و اقرباء سے بھی محبت کرتا ہوں، ان سب باتوں سے یہ بتانا مقصود ہے کہ تم بھی اپنے بچوں اور رشتہ داروں سے محبت کرو اور اس میں نیت میری پیروی کی کرو، اگر تم نے اپنے بچوں سے پیار کیا تو اس طرح سے اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے جذبہ کا تم نے صحیح استعمال کیا اور برمحل محبت کی تو اس سے بھی اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا ہوجائے گی اور وہ ہم سے راضی ہوجائیں گے۔ خلاصہ یہ ہے کہ جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے محبت کا اظہار کیا ہے ان اعمال میں محبت کا

اظہار کرتے جاؤ ان شاء اللہ یہ محبت ترقی کرتی رہے گی اور اللہ تعالیٰ کا مقرب بنا دے گی۔

اتباعِ سنت ہر شخص کر سکتا ہے

فرمایا: اہلِ ایمان کے لیے کامیابی حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے آستانے پر آنے میں ہے، یہ آستانہ ایسا ہے یہاں نہ نفس آسکتا ہے نہ شیطان، امتیانِ محمدؐ کے لیے محفوظ راستہ یہی ہے اس لیے فرمایا گیا اگر تم نفس وشیطان سے بچنا چاہتے ہو تو میری اتباع کرو، اتباعِ سنت کیا ہے؟ صبح سے شام تک کی زندگی کو دیکھو اس کا کوئی حصہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کے خلاف تو نہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کی پیروی اور اتباع عالم گیر جیسا بادشاہ بھی کر سکتا ہے اور فٹ پاتھ پر سونے والا فقیر بھی۔ ایک مرتبہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے تو آپ چٹائی پر آرام فرما رہے تھے، آپ اُٹھ کر بیٹھ گئے جب کہ چٹائی کے اثر کی وجہ سے نشان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن پر اُبھرے ہوئے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دیکھ کر رونے لگے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمر! تمہیں کس نے رُلایا؟ عرض کیا کہ قیصر وکسریٰ تو مخمل کے گدوں پر سوئیں اور شہنشاہِ دوعالم چٹائی پر لیٹیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمر! تم سمجھتے نہیں، کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ قیصر وکسریٰ کے لیے صرف دنیا کے عیش وآرام ہوں اور امتیانِ محمدؐ کے لیے جنت کی نعمتیں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ہوں، میری نظر اس پر گئی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم چٹائی پر لیٹے تھے اس طرح سے فٹ پاتھ پر لیٹنے والا بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے محروم نہ رہا۔ یہ آپ کا درجہ تھا، آپؐ چارپائی پر بھی لیٹے ہیں، گدے پر بھی لیٹے ہیں اور چٹائی پر بھی لیٹ کر دکھایا تاکہ کوئی شخص اتباع سے محروم نہ رہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھوک کی وجہ سے کروٹیں بدلتے تھے، آپؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ اللہ سے اتنا تو مانگ لیجئے کہ آرام سے سوسکیں، فرمایا اے عائشہ! میں یہ نہیں چاہتا، میں تو یہ چاہتا ہوں ایک دن بھوکا رہوں تو اللہ کو یاد کروں اور ان سے مانگوں اور دوسرے دن سیر رہوں تو اس کا شکر ادا کروں اور چاہتا ہوں کہ میں ایسی حالت میں اپنے بھائیوں (انبیاء کرام علیہم السلام) سے ملوں کہ جس حالت میں وہ یہاں دنیا سے تشریف لے گئے تھے تو یہاں ایسے اُمتی کو جس پر فاقہ ہو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع نصیب ہوگئی۔

حضرت حاجی صاحب کا اتباع سنت میں پتھر باندھنا

فرمایا: اس پر مجھے حضرت حاجی صاحب کا واقعہ یاد آیا وہ فرماتے ہیں کہ مجھ پر کئی فاقے گزرے' کوئی ذریعہ نہیں تھا' ایک دوست متمول تھے' انسے میں نے کہا مجھے پانچ روپے قرض دیدیجئے' انہوں نے انکار کر دیا۔

دیکھتا تھا میں کہ تمہی نے اشارہ کر دیا

اس پر میں نے اللہ کی رضا پر راضی ہوتے ہوئے صبر کیا' میں نے سوچا اللہ تعالیٰ کو یونہی منظور ہے' آخر کار جب بھوک نے بہت ستایا تو میں نے ۲ پتھر اُٹھائے پیٹ پر باندھ لیے۔ فرماتے ہیں کہ پتھر کا پیٹ پر باندھنا تھا کہ آنکھیں روشن ہوگئیں' دل روشن ہوگیا۔ ایسے معلوم ہوا کہ جیسے دل پر سکینہ نازل ہورہی ہے' یہ سب اتباع سنت کی وجہ سے تھا' اس حالت میں مجھے بشارت ہوئی' میں نے دیکھا کہ دونو جوان حسین وجمیل ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ میں لیے ہوئے میری طرف سامنے سے مسکراتے ہوئے چلے گئے۔ حضرت کے خادموں نے کسی وقت پوچھا حضرت آپ نے کیا دیکھا ہے؟ فرمایا دونوں حضرت جبریل اور حضرت میکائیل علیہ السلام تھے' ان کی زیارت سے مجھے یہ بتلایا گیا کہ اللہ تعالیٰ مجھے الہامی مضامین القاء کریں گے کیونکہ حضرت جبریل علیہ السلام تمام انبیاء پر وحی لاتے تھے۔ حضرت میکائیل کی زیارت سے معلوم ہوا کہ مجھ پر فاقہ نہیں آئے گا۔ حضرت حاجی صاحب فرماتے ہیں کہ اس بشارت کے بعد مجھ پر کبھی فاقہ نہیں آیا۔ نیز فرمایا کہ میں اللہ پر بھروسہ کرتے ہوئے کہتا ہوں کہ مجھ سے تعلق رکھنے والے اور میرے سلسلے میں داخل ہونے والوں کے رزق میں برکت ہوگی اور فاقہ کبھی نہیں آئے گا' نیز میرے سلسلے کے لوگوں کو اللہ تبارک و تعالیٰ علوم عطاء فرمائیں گے اور تیسری بات یہ ہے کہ ان شاء اللہ سب کا خاتمہ ایمان پر ہوگا۔ الحمدللہ اب تک تو یہی دیکھا ہے ایسا ہی ہورہا ہے خدا کرے ہمارے اور آپ سب کا معاملہ بھی ایسا ہی ہو' اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس سلسلے سے جوڑ کر یہ دولت بے بہا عطا فرمائی۔ اس لحاظ سے ہم بڑے خوش نصیب ہیں' اپنے مقدر پر ہمیں ناز کرنا چاہیے یہ سب کچھ مقبول بندوں سے وابستگی کی وجہ سے ہے باقی ہم میں صلاحیتیں وغیرہ کچھ نہیں۔

غذا کے عنوان سے زندگی کا رُخ بدل دیا

فرمایا: ہمارے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے غذا کے عنوان میں زندگی کا رُخ ہی بدل دیا' ایک دن فرمانے لگے میں گھر میں لوکی کھا رہا تھا جبکہ لوکی کا موسم نہیں تھا' میں نے گھر میں پوچھا کہ یہ بے موسم لوکی کہاں سے آ گئی تو انہوں نے کہا کہ میں نے سبزی لانے والے سے کہہ رکھا ہے اور تاکید کر دی ہے کہ اگر سبزیوں میں لوکی ملے تو اس کو ضرور لایا کرو اس لیے کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند ہے مجھے پسینہ آ گیا کہ ہم عالم کہلاتے ہیں قرآن پڑھا' حدیث پڑھی' فقہ پڑھی مگر یہ جذبہ کیوں نہیں پیدا ہوا؟ ہم دیکھیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب غذائیں کون کون سی ہیں' پھر تین چار دن میں نے اسی بات پر صرف کیے اور صبح شام اپنی غذا کا جائزہ لیا اور یہ دیکھا کہ کون کون سے کام مسلمان ہونے کی وجہ سے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت و تعلق کی بناء پر اپناتا ہوں اور کون کون سے کام صرف علم کی بناء پر شروع کر رکھے ہیں اور کتنے ہیں کہ جن سے اب تک محروم ہوں۔

فرمایا: ایک ساتھی ایک مرتبہ کھانا کھا رہے تھے' سالن میں لوکی کے ٹکڑے شامل تھے ان کے صاحبزادے نے یہ کہا کہ مجھے پسند نہیں' فوراً اُٹھا دیا' تنبیہ فرمائی اور ڈانٹ کر کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جو چیز پسند تھی تم نے اس کو غیر پسندیدہ کیسے کہہ دیا۔

جو شیخ سنت پر نہ ہو وہ شیخ ہی نہیں

فرمایا: ایک مجلس جس میں مخصوص لوگ تھے' حضرت قدس سرہ نے فرمایا کہ ہمیں ساری عمر میں تجربہ ہوا ہے کہ شیخ سے محبت ہی رہبر و رہنما ہے۔ یہ اس طریق کا محفوظ طریقہ ہے اسی سے سارے عقدے حل ہوتے ہیں۔ اس پر ایک عالم نے عرض کیا کہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس طریق میں صرف دو چیزیں ہیں محبت شیخ اور اتباع سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ہمارے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے بے ساختہ فرمایا: ''ہم اس کو اپنا شیخ ہی نہ بنائیں گے جو متبع سنت نہ ہو''۔ اب ایک ہی چیز صرف محبت ہی محبت رہ جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ سے محبت کا طریقہ

فرمایا: ایک صاحب کے سوال نے ہمارے دماغ کا تختہ کھول دیا' وہ کہنے لگے کہ اللہ

تعالیٰ کہتے ہیں ہم سے محبت کرو اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے کا طریقہ کیا ہے کیسے محبت کریں؟

چاہ کا جب نام آتا ہے بگڑ جاتے ہیں وہ طریقہ تو بتادو تمہیں چاہیں کیونکر!

تو جو آپ کے لیے عجیب عنوان اللہ تعالیٰ نے ذہن میں ڈالا اس کے دو جواب ہیں ایک جو بالکل سیدھا سادھا ہے یہ ہے کہ اہلِ محبت کے ساتھ بیٹھو اہلِ محبت کی سنو ان کی کتابیں پڑھو اہلِ محبت کے اشعار پڑھو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم کی جانثاری اور فدایت کے واقعات پڑھو اللہ تعالیٰ کے انعامات کا استحضار کرو اور اس کا شکر ادا کرو رفتہ رفتہ قلب کی تمام صلاحیتیں درست ہو جائیں گی۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت پیدا ہو جائے گی، محبت تین چیزوں سے ہوتی ہے جمال، کمال اور نوال سے اور یہ چیزیں بدرجہ اتم اللہ جل شانہ کی شان میں جمع ہیں۔ جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْکَ اَنْتَ کَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ"

دوسرا جواب یہ ہے کہ اس سوال کا جواب خود اللہ تعالیٰ سے پوچھو کہ ہم کیسے آپ سے محبت کریں؟ اللہ تعالیٰ سے جب پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے کہا کہ تم ناقص ہو اور ہم سے محبت کا دعویٰ کرتے ہو اتنا بڑا حوصلہ لے کر آئے ہو؟ اچھا ہم تم کو ایک ترکیب بتاتے ہیں کہ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم وہ پیکرِ محبوبین ہیں اور ان کی ہر ادا میں ہم نے محبوبیت رکھ دی ہے، وہ جو بات کہتے ہیں ہمیں محبوب ہے تو ان سے پوچھا جائے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ سے پوچھ کر تم کو بتاتا ہوں، اتنا بڑا مسئلہ مجھ سے حل نہیں ہوسکتا۔ جب پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے اس مسئلہ کو حل کر دیا۔ انہوں نے فرمایا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ میری طرف سے چونکہ رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں لہٰذا لوگوں میں اعلان کر دو (اس طرح سے میرے بندے زیادہ مطمئن ہو جائیں گے) "قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ" محبت کا طریقہ یہ بتلایا گیا کہ اگر تم اللہ سے محبت کرنا چاہتے ہو تو میری اتباع کرو یعنی تم ناقص ہی رہو گے ہاں اگر میری محبت کامل اختیار کرو گے تو اللہ تعالیٰ تم سے اپنی محبوبیت کا اعلان کر دیں گے۔

اللہ کے لیے محبت اور اس کے تقاضے

فرمایا: ایک بڑے میاں ہمارے ہاں آیا کرتے تھے ہم نے ان سے ایک دن کہا کہ ہمارا بڑا جی چاہتا ہے کہ آج سے آپ اور ہم میں دوستی، تعلق اور محبت صرف اللہ کے لیے ہو کیونکہ ایک جگہ دیکھا تھا کہ جو بندے صرف اللہ کے لیے محبت کرتے ہیں وہ ستر ہزار برس پہلے بغیر حساب کتاب جنت میں داخل ہوں گے، رات کو جب ہم لیٹے تو سوچ میں پڑ گئے کہ ہم نے ان کے ہاتھ میں ہاتھ ڈال تو دیا اور اپنے آپ کو کہا کہ تم نے بہت بڑا معاہدہ کرلیا، اگر بڑے میاں بیمار ہوئے تو تم تیمارداری کرو گے، فلاں فلاں چیز کی ان کو ضرورت ہوئی تو تم پوری کرو گے، صرف محبت کا دعویٰ ہی دعویٰ ہے، محبت کا حق جس طرح ادا کرو گے؟ صرف اس لالچ میں کہ ستر ہزار برس پہلے بغیر حساب کتاب جنت میں داخل ہوں گے۔ ایک جذبہ اُٹھا اس کے تحت تم نے معاہدہ کرلیا، اب میں سوچ میں پڑ گیا، کیا کیا جائے؟ بڑی تشویش دل میں پیدا ہوئی، بڑے میاں جب صبح ملیں گے تو ہم ان سے کہہ دیں گے کہ ہم سے محبت کا حق ادا نہیں ہوگا اور نہ آپ ادا کرسکیں گے، ہم نے آپ سے اپنی حیثیت سے بالاتر معاہدہ کرلیا ہے اس لیے ہم معاہدہ ختم کرتے ہیں، پھر بعد میں میں نے اس سلسلے میں حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے رجوع کیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تم کاہے کو گھبراتے ہو جس کو تم نے سامنے رکھ کر معاہدہ کیا ہے جس کے لیے تم نے محبت کی ہے وہ خود تمہاری مدد کرے گا لہٰذا اپنے معاہدے پر قائم رہو۔

سرمد غم عشق بوالہوس راند ہند سوزِ دل پروانہ، مگس راند ہند
عمرے باید کہ یار آید بکنار ایں دولت سرمد ہمہ کس راند ہند

محبت کا عنوان بہت وسیع ہے کسی نے کیا خوب کہا ہے:

نہ چھوڑا شائبہ تک دل میں احساس دو عالم کا معاذ اللہ محبت کا یہ انداز حریفانہ!

شیخ، مرید کیلئے محبت الٰہی کا واسطہ ہوتا ہے

فرمایا: ایک دفعہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں اسی محبت کے سلسلے میں ذکر چل رہا تھا، آپؒ نے فرمایا کہ جو طالب ہمارے پاس آتا ہے اور ہم کو اللہ سے تعلق اور محبت کا

واسطہ بناتا ہے وہ یہ تشنگی لے کر آتا ہے کہ ان کے ذریعے سے میرا یہ مقصود حل ہو جائے' اس بزرگ کے پاس تو صرف عقیدت مندی اس کو لے گئی لیکن ان کے پاس اُٹھے' بیٹھے' آنا جانا رہا' مکالمت ہوئی' مخاطبت رہی' شیخ کو اندازہ ہو گیا کہ یہ شخص طلب صادق رکھتا ہے' اللہ کی محبت کے لیے آیا ہے۔ اس طرح عقیدت کے بعد مناسبت پیدا ہو گئی' اب ہمارا مقصود حاصل ہے' ہمارے شیخ کی بات ہمارے دل کی بات ہے اور ہمارے ذوق کے بالکل مناسب ہے۔

پھر یہ مناسبت محبت میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ اس وقت شیخ کو القاء ہوتا ہے کہ اظہار کر دو کہ میں تم سے محبت کرتا ہوں تو اس طرح گویا اللہ تعالیٰ نے اس کی محبت کو قبول کر لیا تو دراصل شیخ کو واسطہ بنایا تھا اللہ تعالیٰ کی محبت کا۔ وہ مقصود حاصل ہو گیا' اب طرفین میں جو محبت ہے وہ محض اللہ کے لیے ہے' اللہ تعالیٰ کی محبت کے ہم بھی محتاج ہیں' آپ بھی محتاج ہیں' شیخ کے ساتھ تعلق سے یہ مقصود حاصل ہو گیا' اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے اور کہے:

"اَللّٰھُمَّ لک الحمد ولک الشکر"

تعلق مع اللہ کی حقیقت

فرمایا: تعلق مع اللہ کیا چیز ہے اور کیسے حاصل ہو گا؟ تعلق مع اللہ کا ذریعہ تعلق مع الخلق ہے' پہلے مخلوق کے ہو جاؤ پھر خالق کے' اللہ تعالیٰ نے اپنے تعلق کے تمام آداب مخلوق کے ساتھ رکھے ہیں' اللہ تعالیٰ مخلوق کے لیے خالق ہیں' رب ہیں' ارحم الراحمین ہیں' کارساز ہیں' تمام صفتیں مخلوق سے وابستہ ہیں' مخلوق کا حق ادا کرو' تعلق مع اللہ خود بخود حاصل ہو گا۔

ایک مرتبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ آپ کس دن اپنا جلوہ دکھائیں گے؟ میں آپ کا منتظر ہوں:

کبھی اے حقیقت منتظر نظر آ لباس مجاز میں
کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں مری جبین نیاز میں

اللہ تعالیٰ نے فرمایا آئیں گے' وعدہ کر لیا' اب حضرت عیسیٰ علیہ السلام منتظر ہیں کہ اللہ تعالیٰ کب جلوہ نمائی فرماتے ہیں' کچھ عرصہ گزر گیا' عرض کیا یا اللہ! میں تو بہت منتظر ہوں' اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہاں' میں تو آیا تھا مگر تم نے التفات ہی نہیں کیا' تم سے ایک سائل نے سوال

کیا تھا مگر تم نے اس کو رد کر دیا' وہ ہم ہی تو تھے اور تمہارے پڑوس میں ایک شخص بیمار تھا' تم عیادت کو نہیں گئے' تم ہماری عیادت کو نہیں آئے کیونکہ وہ ہم ہی تھے' تو معلوم ہوا کہ ان کے جلوے مخلوق میں نظر آتے ہیں۔

عالم خلق میں صفات الٰہیہ کا ظہور ہے' جب تک صفات سے آشنا نہ ہوں گے' ذات سے آشنا نہیں ہو سکتے اور ان تک نہیں پہنچ سکتے۔ عالم خلق میں صفات کا ظہور اس طرح سے ہے کہ کہیں وہ تواب الرحیم ہے۔ کہیں صفت خالقیت' کہیں ربوبیت ہے' کہیں گنہگاروں کے لیے ستاریت اور غفاریت کا پرتو ہے تو جو شخص صفات سے آشنا ہو جاتا ہے وہ حقیقت میں ذات سے آشنا ہو جاتا ہے۔

صفات میں بڑی کشش ہے' حسن اگر ذات میں ہے تو صفات میں بھی ہے' حسن ایک چیز ہے جو اگر ذات سے تعلق رکھتا ہے تو صفات میں اس کے جلوے ہیں' سورج میں اگر روشنی ہے تو اس کے مظاہر بھی ہیں۔ ان میں بھی روشنی آئے گی' اللہ تعالیٰ حسین وجمیل ہیں تو ان کے جمال کے بھی مظاہر ہیں۔ اب اللہ تعالیٰ کی صفات کیسے معلوم ہوں گی؟ وہ اس طرح سے کہ اپنی ذات پر انعام الٰہیہ کو دیکھو کہ کس طرح حیرت انگیز طور پر ہم پر انعامات کی بارش ہو رہی ہے۔

مراقبہ رحمت الٰہی

فرمایا: مراقبہ سحری کے متعلق فرمایا طلوع فجر کے وقت یعنی طلوع آفتاب سے قبل پانچ منٹ خاموش بیٹھ کر یوں سوچے اور اللہ تعالیٰ سے یوں مناجات کرے یا اللہ اس وقت آپ عالم کائنات کو حیات تازہ ونو عطا فرما رہے ہیں۔ میں بھی اس میں شامل ہوں' جتنی چیزیں ظہور میں آچکیں وہ سب آپ کی نعمتیں ہیں' سب آپ کی مظاہر صفات ہیں' ہر ایک کا میری ذات سے تعلق ہے' ہر چیز مجھ سے مطالبہ کرے گی کہ میں نعمت الٰہی ہوں' میری قدر کر اور میرا حق ادا کر' ہر لحہ زندگی' ہر شعبہ زندگی' ہر تقاضا زندگی' ہر احساس وجذبہ زندگی' ہر کیفیت باطنی' ہر معاملہ ظاہری' ہر اوقات عبادت' اوقات معاملات' اوقات معاشرت ہر چیز اپنا حق طلب کرے گی۔ یا اللہ! میں عاجز وناتواں ہوں' میرے بس کی بات نہیں کہ میں ہر چیز کا حق ادا کر سکوں' میرے اوپر رحم فرمائیے' میری نصرت وحمایت فرمائیے۔

یا اللہ! مجھے توفیق استحضار عطا فرمایئے اور صحیح استعمال کی بھی توفیق عطا فرمائیے' اپنا فرمانبردار اور شکر گزار بندہ بنا لیجئے' میری کوتاہی وغفلت پر مجھ سے مواخذہ نہ فرمایئے۔

اللہ کی عطا ظرف کے مطابق ہوتی ہے

فرمایا: اللہ تعالیٰ کی عطا' ظرف کے مطابق ہوتی ہے مگر ظرف مختلف ہوتے ہیں' ظرف کا مختلف ہونا لازمی اور فطری امر ہے' اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام علوم عطا فرمادیئے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان علوم کی تشریح کردی۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے سب جذب کرلیا' ایسا جذب کرلیا کہ ایک لفظ کی زیروزبر میں کہیں فرق نہیں آنے دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اعجاز ہے' عالم امکان میں آپ کو کہیں ایسی شخصیت نہیں ملے گی جس کے ماننے والوں نے اس کی ایک ایک ادا ضبط کرلی ہو۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ہم پر احسان عظیم ہے کہ ہم تک بعینہ وہی امانت پہنچائی جوان کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملی' آپ صلی اللہ علیہ وسلم والا ظرف سب سے پہلے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں منتقل ہوا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جب وحی نازل ہوتی تھی تو اتنی گرانی ہوتی تھی کہ آپ کو پسینہ آجاتا تھا' جب کبھی اونٹ پر تشریف فرما ہوتے تھے تو اونٹ بیٹھ جاتا تھا (لیکن جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو منتقل کردیتے تھے تو صحابہ کرام آسانی سے ضبط کرلیتے تھے) اللہ تعالیٰ نے خود اس بات کو بیان فرمایا ہے کہ "لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰی جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ"۔ یہ اللہ تعالیٰ کے کلام کا اعجاز ہے کہ ہم لوگوں کے لیے آسان کردیا گیا' آج بھی یہ قرآن ہزاروں لاکھوں انسانوں کے سینہ میں محفوظ ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بعد تابعینؒ کا ظرف ہے پھر تبع تابعینؒ آج تک اسی طرح سے ظرف بدلتے رہے مگر چیز وہی ہے جو پہلے تھی اس کے خالص ہونے میں کوئی شک نہیں۔

دینی اداروں کے وجود سے دنیا کی بقاء ہے

فرمایا: ایک طرف زندقہ والحاد و بے دینی کا بازار گرم ہے' بے حیائی' بے شرمی اور بے غیرتی کا سیلاب آرہا ہے' دوسری طرف دار العلوم قائم ہیں' اللہ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم کا کلام پڑھایا جارہا ہے۔ صوفیاء کرام کی مجالس قائم ہیں جہاں متوجہ الی اللہ ہونے کی ترکیبیں بتائی جارہی ہیں، چاہے وہ سو میں سے ایک دو ہی سہی، مگر دیکھنا یہ ہے کہ کام تو ہورہا ہے اس گندے ماحول میں اس طور پر کام کا ہوجانا بڑی بات ہے۔ اگرچہ حلقہ ان کا محدود ہے لیکن اس کام کا وجود تو ہے، اللہ تعالیٰ کا نام تو لیا جاتا ہے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر تو کیا جاتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ دینی امور کا ان اداروں کی برکات سے وجود تو ہے، یہ ادارے اگرچہ سو میں ایک کی حیثیت رکھتے ہیں مگر میں کہتا ہوں کہ انہی سے اس دنیا کی بقاء ہے، اللہ تعالیٰ کا احسان عظیم ہے کہ مسلمان چاہے جتنی بھی ان کی حالت ابتر ہوجائے مگر وہ صاحب ایمان ہیں ایمان اللہ تعالیٰ کی عطا ہے، ہمارے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دفعہ فرمایا کہ میں پورے وثوق سے کہتا ہوں کہ کوئی مؤمن دوزخ میں نہیں جائے گا کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ جس کے قلب میں ذرہ برابر بھی ایمان ہوگا وہ دوزخ سے نجات پاجائے گا۔

ایمان بڑھتا بھی ہے، گھٹتا بھی ہے۔ لہٰذا اس کی حفاظت ضروری ہے اور ضعیف ہونے کے بعد بداثرات بھی آجاتے ہیں جس اللہ نے اتنی بڑی دولت ایمان سے نوازا ہے تو اس کی حفاظت کا سامان بھی بتلایا ہے۔ فرمایا کہ چاہے عمر بھر بھی حیا سوز اور انسانیت سوز اعمال انسان سے صادر ہوتے رہیں صرف ایک دفعہ رجوع الی اللہ کرکے کہے کہ یا اللہ! میں نے یہ کیا کیا؟ میں نے تو اپنے آپ کو برباد کردیا اور یوں کہے: "رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ" یہ دعا تو واقعی آج کل کے ماحول کے مطابق اور گناہوں کو دور کرنے کے لیے تریاق اعظم ہے۔ اس طرح توبہ کرنے سے فسق و فجور کے سارے اثرات ختم ہوتے جاتے ہیں۔ آپ بار بار توبہ کرتے رہیں اور اس کا تکرار کرتے رہیں تو اس طرح سے ایمان میں قوت اور تازگی آتی رہے گی، پھر ایک وقت ایسا آئے گا کہ آپ کے ایمان میں ایسی قوت آجائے گی کہ آپ میں گناہوں سے مدافعت کی قوت پیدا ہوجائے گی۔ آج اگر خواہشات سے بچنا مشکل ہے تو آہستہ آہستہ بچنے کا اہتمام ہوجائے گا، ہوتے ہوتے مدافعت سے مغایرت پیدا ہوجائے گی، آپ ایمان کی قوتیں بڑھاتے رہیے، ایمان کو غذا دیتے رہیے، رجوع الی اللہ، توبہ واستغفار سے ایمان میں قوت

پیدا کرتے رہئے، جن گناہوں میں ہم اور آپ آج ملوث ہیں، رجوع الی اللہ کے ذریعہ کل ان سے مغایرت پیدا ہو جائے گی اور آگے بڑھتے رہیں تو ایمان اور اچھے اعمال سے طبعی مناسبت پیدا ہو جائے گی یہ ایمان کی خاصیت ہے کیونکہ ایمان کبھی رائیگاں نہیں جاتا۔

علماء کی نظریں بلند اور ارفع ہوتی ہیں

فرمایا: لوگ کہتے ہیں کہ ہم نے کیا حاصل کیا سوائے آنے جانے کے؟ تو محترم دوستو! حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں ہمیں ان کی سوانح اور ان کے اعمال کے متعلق کتاب ملی تھی اشرف السوانح، وہ بہت اعلیٰ کتاب تھی اور اس میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے تمام حالات آ گئے لیکن وہ کتاب بہت طویل اور بڑی تھی کہ اس کے مطالعہ کرنے کے لیے وقت چاہیے، اس کے بعد حضرت کے متعلقین میں سے کسی نے بھی حضرت کی سوانح نہیں لکھی۔ الحمدللہ! اللہ تعالیٰ نے مجھ سے یہ خدمت لی کہ حضرت والا کی زندگی کے تمام پہلو چھوٹے چھوٹے عنوانات سے اچھی طرح واضح کر دیئے، بہت سی سوانح حیات آپ دیکھیں گے لیکن ان تمام میں ان کی خصوصیات اور دیگر تصانیف اور گرانقدر خدمات کا ذکر تو ہوتا ہے لیکن اس شخصیت کے عملی پہلو اور مجالس اور گھریلو حالات و کیفیات اور انداز تربیت اور چھوٹے چھوٹے دینی کام جو کہ عوام الناس سے متعلق ہوتے ہیں ان کو چھوڑ دیا جاتا ہے جس کی بناء پر ہر قاری پڑھنے کے بعد یہ سوچتا ہے کہ اس سے ہم کو کیا حاصل ہوا اور ہم کیا عمل کریں؟ ان کو اس سوانح سے سوائے تاریخی واقعات کے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ لیکن الحمدللہ مآثر حکیم الامت کے اندر میں نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے وہ اعمال اور مسائل لکھے ہیں اور ان کی کیفیات لکھیں جو کہ عوام الناس سے متعلق ہوتی ہیں اس کے پڑھنے کے بعد آدمی سمجھ جاتا ہے کہ ان مسائل کو ہم کو اس طرح کرنے کا طریقہ بتلایا، اب ان شاء اللہ ارادہ ہے کہ اس میں چند اور خصوصیات اور مسائل شامل کر کے دوسرا ایڈیشن شائع کیا جائے۔ ان شاء اللہ الحمدللہ، اللہ تعالیٰ نے مجھ ناکارہ سے ایک اور ایسا کام لیا جو کہ بڑے بڑے علماء سے بھی نہ لیا اور اس کی وجہ میرا علم اور تفکر نہیں صرف اللہ کا احسان ہے کیونکہ علماء کرام کی نظریں بلند اور ارفع ہوتی ہیں۔ تحقیقات فقہیہ میں تدبر کرتے ہیں، اس لیے عوام الناس کے مسائل کا

ان سے ذہول ہو جاتا ہے۔ الحمدللہ میری نظر میں عوام الناس کے تمام مسائل تھے؛ بس لیے ذوق یہ کہتا تھا کہ ایسی سیرت کی کتاب لکھی جائے جس کو پڑھنے کے بعد ہر عام آدمی اس کو سمجھے اور اس کو پڑھنے کے بعد اس کے اندر اتباع اعمال رسول کا عزم ہو جائے۔ الحمدللہ اس کتاب کے اندر عوام الناس کے مسائل تمام کے تمام آ گئے اور تقریباً نو سو عنوانات کے تحت دو ہزار صحاح احادیث کا ذخیرہ جمع ہو گیا۔ واللہ الموفق ایسی دوسری کوئی کتاب نہیں ملے گی جس کے اندر تمام مسائل ایک جگہ موجود ہوں' صرف بہشتی زیور ہے لیکن اس کے اندر بھی مسائل فقہیہ زیادہ ہیں اس لیے ضرورت کے وقت کے علاوہ اس کو نہیں دیکھا جاتا لیکن اس کتاب کے اندر عام آدمی کے عمل کے لیے تمام ذخیرہ موجود ہے۔

علوم ظاہری درسیات سے اور علوم باطنی تربیت سے حاصل ہوتے ہیں

فرمایا: جتنے ظاہری اعمال جن کا ظہور انسان سے ممکن ہے اس کا ایک پکا ضابطہ حیات' اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے اس کا نام شریعت ہے یا یوں کہہ لیجئے اعضاء ظاہری سے جتنے اعمال کا صدور ہوتا ہے اس کے لیے جو ضابطہ حیات ہے اس کا نام شریعت ہے اور اعضاء باطنی سے جن اعمال کا صدور ہوتا ہے اس کا نام طریقت ہے اعضاء ظاہری و باطنی دونوں کے لیے جو ضابطہ اللہ تعالیٰ نے مقرر کیا ہے اور جو ہدایت فرمائی ہے اور دونوں کے متعلق جو احکامات ہیں ان کا مجموعہ دین کہلاتا ہے۔ اشرف المخلوقات بننے کے لیے انسان کے لیے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تمام احکامات پر عمل کیا جائے اور اپنے ظاہر و باطن کو سنوارا جائے۔ اگر آپ نے ایسا نہیں کیا تو نہ آپ عالم کہلا سکتے ہیں نہ صوفی' مسئلہ بالکل ادھورا رہ جائے گا۔

فرمایا: اشرف المخلوقات کے صحیح معنی ہیں کہ انسان عبد کامل بن جائے اور عبد کامل وہی ہے جو احکام خداوندی ظاہر میں بھی بجا لائے اور باطن میں بھی۔

علوم' درسیات سے اور طریقت تربیت سے حاصل ہوتی ہے

فرمایا: شریعت کیلئے نفس مانع اور حارج ہوتا ہے اس نفس کو روکنے کے لیے وہ حارج

نہ ہو طریقت کو اپنایا جاتا ہے۔ علوم تو درسیات اور استادوں کی تشریحات سے حاصل ہوتے ہیں مگر پانچواں شعبہ اخلاقیات یعنی اصلاحِ نفس کا طریقہ درسیات سے حاصل نہیں ہوتا کیونکہ وہ عملی ہوتا ہے اپنے علم اور ذہانت سے جتنی چاہے خوب تشریحات کر دیجئے کہ تواضع کے یہ معنی ہیں اور احسان اس کو کہتے ہیں اور شکر یہ چیز ہے کیا آپ صوفی ہو جائیں گے؟ کبھی نہیں عالم (جاننے والے) سب ہیں مگر منطبق کرنا تربیت سے آتا ہے شریعت سے نہیں۔ فرمایا کتنے لوگ شریعت کے پابند ہیں حلال وحرام سب جانتے ہیں سیدھے جنت میں جائیں گے مگر ایسے جائیں گے جیسے نادان اللہ تعالیٰ کی معرفت سے خالی کون عالم نہیں جانتا کہ جھوٹ بولنا بری بات ہے غیبت کرنا بری بات ہے دریں چہ شک کہتے جایئے ہر بری بات پر استغفر اللہ پڑھتے جایئے پاک صاف ہوتے جایئے سیدھے جنت میں چلے جایئے مگر شریعت کی شان اور دل تزکیہ نفوس ہے۔ جیسا کہ قرآن میں فرمایا گیا "ویزکیھم" بغیر تزکیہ نفس کے معرفت کا علم حاصل نہیں ہوسکتا۔

فرمایا: فقہ حدود بیان تو کر دیتی ہے لیکن صرف حدود کے بتانے سے کام نہیں چلتا۔ جب تک حفظ حدود نہ ہو اور حفظ حدود کا نام طریقت ہے۔

شریعت احکامات خداوندی اور ادائیگی حقوق کا نام ہے حدود شرعیہ سنت ہے اور حفظ حدود طریقت ہے یعنی حدود میں انسان رہے۔ اِدھر اُدھر تجاوز نہ ہو۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے:

کفراست دریں طریقت خود بینی و خود نمائی

اور کسی قسم کی تاویل نہ کرے کیونکہ شریعت میں تو آپ اجتہاد کر سکتے ہیں مگر طریقت میں غلط ہو جائے گا اور گمراہی کا سبب بن جائے گا۔ فرمایا آپ سب حضرات کو شریعت تو سمجھ میں آ گئی ہے لیکن آپ نے طریقت میں اپنے آپ کو کہاں تک ڈھالا ہے آپ نے اپنے اطوارِ زندگی میں کیا تبدیلی پیدا کی۔ ذرا حضرت کی باتوں کو سامنے رکھ کر اس کا جائزہ لیجئے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ جو اپنے دور میں تصوف کے امام تھے علوم کے دریا بہا دیئے تمام حقائق کی گتھیوں کو سلجھایا رذائل کو ختم کرنے کے طریقے بتلائے لیکن مجدد وقت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ان معلومات طریقت کو محسوسات میں تبدیل کر دیا کیونکہ ایک تاجر کا

حب جاہ اور ہے، ایک عالم کا حب جاہ اور ہے، کسی اور صاحب کا حب جاہ اور ہے۔ لہٰذا حب جاہ کی تعریف اور اطلاق کیسے کریں؟ مگر یہاں بھی حضرت کا ایک خاص انداز ہے، فرماتے ہیں اگر اپنی اصلاح کرانا چاہتے ہو تو یہ ضروری نہیں کہ معائب ہی بیان کرو بلکہ اللہ تعالیٰ نے جو محاسن دیئے ہیں ان کا بھی ذکر کرو، ترمیم، تصدیق یا تغییر ہو جائے گی۔ شیخ اگر دے گا تو مستند ہو جائیں گے، آپ کا اپنی ذات کے متعلق ذاتی فتویٰ غلط ہے　کیونکہ جیسے ایک طبیب جسمانی جب آپ کو کہہ دیتا ہے کہ صحت ہوگئی، تب آپ کو اطمینان ہوتا ہے کہ جو خطرہ تھا نکل گیا۔ اسی طرح جب معالج روحانی کے سامنے اپنا حال بیان کرو، رذائل کی صورت میں ہو یا حسنات کی صورت میں، تب اطمینان ہوگا، اس کے بغیر کام نہیں چلتا ورنہ عمر بھر بھٹکیں گے اور غلط صحیح کا اعتبار نہ ہوگا۔ آخر ایک دن شیطان آ کر ایسا حاوی ہو جائے گا کہ آپ اس کی تاویلات سے بھی عاجز ہو جائیں گے، آپ کچھ بھی نہ کر سکیں گے۔

علماء کی قدر کرو

فرمایا: آج کے دور سیاست میں ہم کو کیا کرنا ہے اس کے متعلق تو ہمارے مقتداء اور علماء صاحبان کا فیصلہ ہی موجب ہدایت ہے لیکن ایک بات یہ ہے کہ آج علماء پر عام لوگ بے باکانہ زبان کھول دیتے ہیں جو منہ میں آیا کہہ دیا۔ یاد رکھو! اس پر وعید آئی ہے، ہر شخص کا کام نہیں ان پر اعتراض کرنے کا، یہ کسی کو حق نہیں کہ ان پر اعتراض کرے ہاں کچھ شکوک و شبہات ہوں تو ان سے ہی جا کر پوچھ لیا کرو۔

ارے علماء کی قدر کرو، یہ بھی خدا کی بڑی نعمت ہے، اب کون سے علماء قابل تقلید ہیں تو اس میں بھی تھوڑی سی کاوش سے پتہ چل جاتا ہے۔ علمائے حق الگ معلوم ہو جاتے ہیں اور جب تک معلوم نہ ہو کسی کے متعلق کچھ نہ کہو یہ اعتراض کی عادت چھوڑ دو۔

انبیاء علیہم السلام کو نہ ماننے سے کفر لازم آتا ہے اور علماء کو نہ ماننے سے کفر تو لازم نہیں آتا لیکن اس سے گناہ ضرور لازم آتا ہے۔ آپ کسی عالم پر اعتقاد نہیں رکھتے نہ رکھئے لیکن ان کو برا نہ کہئے، اس میں عظمت دین کی بے وقعتی ہے اور جب خدا نے آپ کو علم دیا ہے تو علماء حق کی پہچان ضرور کر سکتے ہیں۔ ایک صاحب نے سوال کیا کہ بہت سے علماء نے ایسی

روش اختیار کر رکھی ہے کہ سارے معاشرے پر اس کا برا اثر پڑتا ہے۔ فرمایا کہ ہاں اگر وہ ایسا کرتے ہیں تو ان کا یہ فعل حجت نہیں ہے آپ کے لیے۔ آپ کو علم ہے کہ شریعت کی رو سے یہ فعل برا ہے تو آپ نہ کیجئے اس فعل کو۔

بعض اخبار والے کہیں سے کوئی پرانا فوٹو کسی عالم کا حاصل کر لیتے ہیں اور ان کی تقریر اور مضمون کے ساتھ اس کو شائع کر دیتے ہیں۔ بعض علماء کے منع کرنے کے باوجود فوٹو گرافر نہیں مانتے۔ یہ چیزیں ہیں تو واقعی بچنے کی اور شریعت میں مصلحت کوشی کوئی چیز نہیں' تاویل کچھ نہیں چلتی لیکن اگر آپ کے پیشواؤں سے غلطی ہو جائے تو ان پر تعریض نہ کیجئے' انہوں نے جو کچھ کیا وہ ان کا فعل ہے کم از کم ان پر تعریض کا گناہ تو آپ اپنے سر نہ لیں اس سے دین کا وقار کم ہوتا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ ہم جوش میں آ کر ایک جماعت والے دوسری جماعت والوں پر خاص کر جن کو دین سے نسبت بھی ہو ان کو برا بھلا کہتے ہیں' کیچڑ اُچھالتے ہیں جو لوگ ایسا کرتے ہیں ان کو توبہ کرنا چاہیے' لوگ ان کے متعلق کہا کریں جو کچھ کہتے ہیں' تم اپنی زبان سے کچھ نہ کہو' بس تم اتباع حق کرتے رہو' تم تحریر و تقریر نہیں کر سکتے' خاموش تو رہ سکتے ہو' کیا تمہارے خاموش ہونے پر بھی کوئی حد لگاتا ہے۔

ہمارے حضرت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ میرے دل میں علماء کی عظمت ہمیشہ سے بہت زیادہ ہے۔ میں ان کو حامل دین اور محافظ دین سمجھتا ہوں اور میرا تو یہ ذوق ہے کہ اگر تمام علماء اس مسلک کے ہو جائیں کہ وہ مجھ کو کافر کہیں پھر بھی میں اللہ تعالیٰ سے ان کی بقاء کے لیے دعا کرتا رہوں گا۔ یہ بات میں اپنی وسعت نظری سے نہیں کہہ رہا ہوں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں میں جو بے دینی پیدا ہوگئی ہے ان کے مقابلے میں' میں علماء کی بقاء کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سمجھتا ہوں۔

امام رازی کے فلسفہ اور شیطانی مکر کا قصہ

فرمایا: تاویلات پر بات یاد آئی کہ ایک بزرگ کے پاس امام رازی رحمۃ اللہ علیہ پہنچے' آپ بڑے فلسفی اور منطقی تو تھے مگر راز دار نہیں تھے۔

گر باستد لال کار دیں بودے فخر رازی راز دار دیں بودے

اس بزرگ نے فرمایا: میرا یہ کمبل اوڑھ کر بیٹھ جاؤ، میں ابھی آتا ہوں، کمبل اوڑھنے کے بعد اِدھر اُدھر دیکھنے لگے، حضرت نے پوچھا کیا ہوا؟ فرمانے لگے جب سے کمبل اوڑھا ہے سُر سُر سُر سُر ہو رہی ہے، گویا کان سے کچھ نکل رہا ہے۔ بزرگ نے فرمایا نکلنے دیجئے یہ فلسفہ نکل رہا ہے۔ رازی نے کہا حضرت میں باز آیا، اس کمبل اوڑھنے سے اس طرح تو ساری عمر کی کمائی ختم ہو جائے گی، کچھ دن رہے پھر چلے گئے۔ ایک دن وہ بزرگ کام کر رہے تھے کہ وضو کرتے کرتے رُک گئے، غور کر رہے ہیں، چہرے پر رنگ آ رہا ہے، تعجب ہو رہا ہے، خادم بڑے پریشان کہ کیا ہو رہا ہے؟ آخر میں انہوں نے زور سے کہا کہ "کیوں نہیں کہہ دیتے کہ میں بلا دلیل مانتا ہوں" آپ سے پوچھا گیا کہ کیا مسئلہ تھا؟ فرمایا: امام رازی کا آخری وقت تھا، شیطان نے کہا تم کیا لے کر چلے، آپ نے کہا توحید، شیطان نے پوچھا کہ توحید کے کیا معنی ہیں؟ امام رازی نے کہا یہ ہیں، شیطان نے کہا کہ اس کی کیا دلیل ہے کہ توحید کے یہ معنی ہیں؟ آپ نے فرمایا: یہ دلیل ہے۔ شیطان نے دلیل توڑ دی۔ اس طرح سے انہوں نے ۹۹ دلیلیں پیش کیں۔ شیطان نے سب کاٹ دیں، اب امام رازی رحمۃ اللہ علیہ بڑے گھبرائے، جب بزرگ نے فرمایا کہ یوں کہئے، میں بلا دلیل ایک مانتا ہوں تو امام رازیؒ نے فوراً کہا کہ میں خدا کو بلا دلیل وحدہٗ لاشریک مانتا ہوں، شیطان بہت بڑا عالم ہے، اگر بڑا عالم نہ ہوتا تو بڑے بڑے عالموں کو کیسے چکر میں ڈالتا۔

تو شیطانی وسوسے سے آزادی اس وقت تک نہیں ہو سکتی جب تک کسی معتبر شیخ سے تصدیق نہ ہو جائے تو پھر اس کے بعد ہزار شیطان بہکائے، آپ دھوکا نہ کھائیں گے اور یہی کہیں گے کہ جا کسی اور کو بہکا، ہم تو ایک کے ہو گئے، ایک کے غلام ہو گئے، اگر ان سے بیعت نہ ہوتے تو تیری بات سنتے۔

"اسوۂ رسول اکرمؐ" مستند کتاب ہے

فرمایا: دنیا کے اندر اللہ تعالیٰ سے ایک تمنا اور آرزو کی تھی کہ اللہ تعالیٰ میری اس کتاب کو اعلیٰ طریقہ سے اور خوبصورت کاغذ پر اچھی طرح سے شائع کرا دے میرے اللہ نے میری اس تمنا کو اس دنیا کے اندر پورا کر دیا۔ اب اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو اپنی

بارگاہ کے اندر بھی شرف قبولیت بخشے۔ آج طبیعت ست تھی بخار سے شدید ضعف ہے آپ لوگوں کا شوق دیکھ کر کچھ ہمت بندھی ہے' ادائے شکر میں چند باتیں کرتا ہوں' اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اسوۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم طبع ثانی ہو کر اس ماہ مبارک میں دستیاب ہوگئی ہے۔ طبع اول نقش اول تھا۔ اگرچہ اس کے اندر بھی تمام باتیں مستند اور معتبر کتابوں سے لی گئی تھیں۔ ایک بات بھی اپنی طرف سے نہیں لی گئی تھی۔

حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مشورہ سے زاد المعاد سے تمام روایات کو جمع کیا گیا' احباب جانتے ہیں کہ ارادہ تھا کہ تین سو کے قریب صفحات پر مشتمل کتاب لکھوں گا لیکن کاتب لکھتا رہا اور میں لکھواتا رہا اور پہلی کتاب کو تو میں خود بھی نہ دیکھ سکا نہ ہی میں مصنف ہوں اور نہ ہی بڑا عالم اور نہ ہی کسی بڑے ادارے میں تصنیف کی تعلیم حاصل کی ہے۔ صرف اپنا ذوق تھا کہ سیرت طیبہ لکھنے والوں میں شامل ہو جاؤں اللہ تعالیٰ کی مہربانی اور احسان اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کی برکت سے اور اپنے شیخ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے تصرف باطنی سے الحمدللہ یہ کتاب وجود میں آگئی ورنہ یہ کام تو علماء کرام کا تھا تو نقش اول اور طبع اول میں چند چیزیں رہ گئی تھیں باتیں اور روایات تو سب ٹھیک تھیں اور صحیح اور معتبر بھی لیکن چونکہ زاد المعاد سے لی گئی تھیں اور زاد المعاد والے چونکہ حنفی نہ تھے اس لیے بعض چیزیں فقہ حنفی کے خلاف ہوگئی تھیں اس لیے فقہائے حنفیہ نے اس پر اعتراض کیا اور پھر کچھ اس میں تکرار اور کچھ زائد چیزیں اور کچھ عنوانات میں کاتب کی غلطی سے ردوبدل ہو گیا تھا اس لیے ان مسائل کو علماء کرام اور فقہاء کرام کی تنبیہ سے صحیح اور فقہ حنفی کے مطابق کیا اور عنوانات کی ترتیب کی صحت اور تکرار اور زائد کو دور کرنے اور ربط پیدا کرنے کے لیے دوبارہ بہت کاوش اور محنت کرنی پڑی۔ الحمدللہ اب یہ کتاب طبع ثانی میں میری پسند اور استعداد کے مطابق آگئی کمی تو اس میں ہو ہی نہیں سکتی البتہ اضافہ ممکن ہے کیونکہ پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں ہیں لیکن میری طاقت اور استعداد میں اب اس میں اضافہ ممکن نہیں میرا کام ختم ہو گیا۔

شریعت و طریقت کی حقیقت

فرمایا: شریعت و طریقت کیا چیز ہے' ان دونوں کی حقیقت کیا ہے؟ آج کل یوں سمجھا

جاتا ہے کہ شریعت کی چند کتابیں پڑھ لیں بس عالم ہو گئے' طریقت کی کچھ باتیں سیکھ لیں بس صوفی بن گئے حالانکہ ایسا نہیں ہے کیا آپ نے شریعت و طریقت کا سبق پڑھا ہے یا نہیں' اگر نہیں پڑھا تو پڑھنا چاہیے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے:

کتاب محبت کا اے حضرت دل بتاؤ تو تم نے لیا کتنا سبق

کہ جب آن کر تم کو دیکھا تو وہی لئے دست افسوس کے دو ورق

فرمایا: ایک مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ" اور دوسری جگہ ہے: "عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ" دوسرے مقام پر فرمایا: "اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا" ان آیات میں انسان کو ایک طرف ظلوم جہول کہا گیا ہے۔ دوسری طرف "اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ" کا تمغہ عطا فرمایا ہے اب سوال یہ ہے کہ ظلوم و جہول اشرف المخلوقات کیسے بن گیا' اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم اس کو اشرف المخلوقات بننے کا طریقہ سکھائیں گے تو اشرف بن جائے گا۔

اس کا طریقہ یہ ہے کہ انسان کا ایک ظاہر ہے اور ایک باطن' کچھ اعمال کا صدور جو ہر اعضاء ظاہری سے ہوتا ہے اور کچھ کا جو ہر اعضائے باطنی سے اور انسان ان دونوں کا مکلف ہے۔ انسان کو اللہ تعالیٰ نے یہ جو دو جوہر عطا فرمائے ہیں وہ کسی اور مخلوق کو عطا نہیں فرمائے' انسان کو ان دونوں نسبتوں (ظاہری و باطنی) کے لحاظ سے اشرف بنانے کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے خود لیا اور یہ انہیں کا حق تھا کیونکہ وہ ہمارے خالق ہیں۔

طریقت' شریعت کے احکام میں عملی اعتدال پیدا کرنے کا نام ہے

فرمایا: وقت مختصر ہے' خدا معلوم میں آپ کے سامنے حضرتؒ کے ذوق اور تعلیم و تربیت شریعت اور تصوف کے متعلق جو باتیں کہنا چاہتا تھا وہ کہہ سکا یا نہیں' یعنی حق ادا کر سکا یا نہیں' میں اپنے ذوق میں باتیں کرتا رہتا ہوں' حکایتیں اور روایتیں بھی ذکر کرتا رہتا ہوں۔ مگر سچی بات یہ ہے کہ اب میں اطمینان چاہتا ہوں کہ میں نے حضرت حکیم الامت کا ذوق

آپ لوگوں کے سامنے کیوں پیش کیا؟ صرف اس جذبے سے پیش کیا کہ آپ ذوق آشنا ہو جائیں کہ تصوف اور طریقت اصل میں کیا ہے اور اس کی حقیقت کیا ہے اور سننے کے بعد اس کو اپنا شعارِ زندگی بنالیں' میرے احباب جو مدتوں سے حضرت کے حلقے میں داخل ہیں' کم سے کم وہ ذوق آشنا ہو جائیں' پھر دوسروں کو اسی ذوق کے مطابق بتائیں۔ میں کہاں تک اس سلسلے میں کامیاب ہوا' اس کا فیصلہ تو آپ حضرات ہی کر سکتے ہیں۔ طریقت' شریعت کے احکامات کی حد بندی کا نام ہے' یعنی امور شرعیہ حد اعتدال میں آجائیں نہ ان میں زیادتی ہو نہ کمی ہو یہ حد بندی طریقت کرتی ہے۔

تصوف رذائل کو فضائل میں بدل دیتا ہے

فرمایا: ساری شریعت کے پانچ شعبے ہیں (۱) عقائد (۲) عبادات (۳) معاملات (۴) معاشرت (۵) اخلاقیات۔ مگر ان شعبوں کے لیے بنیاد اخلاقیات ہیں' نفس وشیطان کا اکھاڑہ' میدان کارزار' وہ عالم تعلقات اور اخلاق ہے جہاں تصوف کی خاص ضرورت پڑتی ہے' اگر نماز میں اخلاص نہیں ہے پھر بھی نماز ہو رہی ہے مگر جس وقت تک اخلاقیات درست نہیں نہ عبادات میں روح آتی ہے اور نہ کسی اور چیز میں' ذرہ سی بات پر فریق ثانی پر غصہ آتا ہے کہیں آنکھ بہک جاتی ہے' کہیں زبان بہک جاتی ہے' سارے عام تعلقات میں ایک کشمکش ہے اور نفس میں تو حسنات وتقویٰ اور فسق وفجور کے داعیے ہیں تو کوئی فکر کی بات نہیں کیونکہ سنکھیا زہر قاتل ہے مگر ایک طبیب یونانی اس کو مدبر کر دیتا ہے وہ جوہر حیات بن جاتی ہے تو ان تمام سمیات (زہر) مثلاً غصہ ہے' شہوت ہے' غیبت ہے' شدید اور سنگین ترین رذائل ہیں۔ جب ان کو مدبر اور معتدل کر لیا جاتا ہے تو یہی اکسیر بن جاتے ہیں مگر تب جب اکسیر گر کے پاس جائیں جب تک اکسیر گر سے تعلق نہ ہو' یہ اپنے آپ تو اکسیر نہیں بنتیں' تو میں عرض کر رہا تھا کہ میرے پاس حضرت والا کے اکسیری نسخے ہیں۔ ان سے فائدہ اُٹھاؤ' صبح سے شام تک کی زندگی کا جائزہ لو' عقائد کا جائزہ لو' زیادہ سے زیادہ دس منٹ اللہ میاں کے سامنے تنہائی میں بیٹھو۔ عقائد میں تقدیر کا معاملہ ہے' ہمارا روزمرہ کا اس سے سابقہ ہے'

عالم اسباب کو برا بھلا کہنا شروع کردیتے ہیں۔ مؤثر حقیقی کو دیکھتے نہیں وغیرہ، بس جائزہ لیتے رہتے ہیں، پہلی نظر جب ڈالتے ہیں تو کسی دوسرے پر پڑتی ہے کہ فلاں شخص نے ایسا کردیا، فلاں بات ایسے ناحق ہوگئی، دنیا بھر کے عالم ہونے کے باوجود ان چیزوں سے ہمارا بچنا نہیں ہوتا ہے، بے ساختہ کہہ دیتے ہیں۔ بس جائزہ لو اور لیتے رہو۔ اسی طرح عادت پڑے گی، ویسے تو ہر چیز آسان معلوم ہوتی ہے مگر جس وقت جائزہ لے کے کھوگے تب معلوم ہوگا کہ کہاں کہاں کھوٹ اور کہاں لغزش ہے جہاں جہاں کھوٹ ہے درست کرلو۔

انقباض سے مایوس نہ ہوں

فرمایا: اب دوسرا رُخ انقباض لیجئے یہ حالت بظاہر مردود معلوم ہوتی ہے، ایسی کیفیت طاری ہوتی ہے، معلوم ہوتا ہے جیسے ہم مردود ہوگئے ہیں نہ عبادات میں دل لگتا ہے نہ طاعت میں، نہ دعا مانگنے میں، ایک عجیب بے بسی اور بے کسی کی کیفیت طاری ہے سب کچھ ہیچ معلوم ہوتا ہے۔ ستم بالائے ستم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے بھی نا اُمید ہیں، دل میں انکاری خیالات آنے لگتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہیں بھی کہ نہیں، کبھی دل میں خیال آتا ہے کہ ہم کتنے دنوں سے سر مار رہے ہیں کچھ کیفیتیں معلوم ہوتیں، کچھ اثرات تو قبولیت کے معلوم ہوتے، کچھ بھی حاصل معلوم نہیں ہوتا۔

یاران تیزگام نے منزل کو جالیا ہم خفتہ ساماں منتظر کارواں رہے

بڑی بے کیفی ہے نفس و شیطان ایسے ایسے وساوس لا رہے ہیں ایسے ایسے گندے خیالات لا رہے ہیں، جی چاہتا ہے کہ سب چھوڑ چھاڑ دوں، بھائی کیا حاصل اس عبادت سے جس کا کوئی ثمرہ ہی نہیں ملتا۔ ایک دو دن کیا برس ہا برس گزر گئے کبھی تو کچھ معلوم ہوتا، صرف نماز پڑھ لیتے ہیں دیگر اعمال کرلیتے ہیں، رمضان کے دن آتے ہیں تو روزے رکھ لیتے ہیں، تہجد پڑھ لیتے ہیں۔ غرضیکہ ایک عادت سی ہوگئی ہے نہ تہجد کے ثمرات معلوم ہوتے ہیں نہ نوافل کے، نہ کلام اللہ میں جی لگتا ہے نہ اس کے معانی سمجھ میں آتے ہیں۔ بس ہماری یہ حالت ہے کہ ایک مسلمان گھر میں پیدا ہوئے، ایک ضابطے کی زندگی گزار رہے ہیں، کبھی یہ

خیال آتا ہے فلاں بزرگ سے تعلق ہو گیا ہے، کتنے دنوں سے ان کی خدمت بھی کر رہے ہیں، ہمیں تو کچھ حاصل ہوا نہیں، فلاں صاحب تو ولی اللہ ہو گئے، فلاں کو خلافت مل گئی، ہم تو جیسے تھے ویسے کے ویسے ہی رہ گئے یا تو ہم مردود ہیں یا یہ چیزیں بے حقیقت ہیں۔

نفس و شیطان نے یہاں تک یاس کا درجہ پیدا کر دیا کہ اللہ کی رحمت سے مایوس ہو گئے۔

ایک شخص نے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں اسی قسم کا خط لکھا کہ "مجھے بظاہر توحید میں انکار ہے، آخرت میں بھی انکار ہے مگر عادۃً کرتا رہتا ہوں، حضرت کو خط لکھتا ہوں تو عادتاً لکھتا ہوں مگر تسکین نہیں ہوتی، بہت لمبا خط ہے، آخر میں لکھا سب کچھ عادتاً کرتا ہوں مگر مجھے یہ عادت پسند ہے۔" یہ طویل خط بصائر حکیم الامت میں درج ہے۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اس آخری فقرے میں سارے خط کا جواب ہے، یہ جملہ ایمان نہیں کہہ رہا تھا تو اور کون کہہ رہا ہے۔

حالت انقباض باعث ترقی ہوتی ہے

فرمایا: انقباض کی حالت اور ایسے خیالات سے اللہ تعالیٰ سے تعلق میں کوئی فرق نہیں آتا، نہ ترقی باطن میں کوئی کمزوری پڑتی ہے، ایسا شخص مردود نہیں ہوتا، بیدلی، بے رغبتی، انقباض کی حالت میں جو شخص اللہ تعالیٰ کے احکامات بجالائے چاہے ثمرات عمر بھر نہ دیکھے یہ مقبول ترین بندہ خدا ہے۔

جبہ سائی سے اگر کچھ نہیں حاصل نہ سہی — کس طرح چھوڑ دے سنگ در جاناں کوئی

انقباض کی حالت، خیر اور ترقی کی طرف لے جانے والی ہے کیونکہ اس حالت میں صبر کا مقام حاصل ہوتا ہے اور صبر بہت بڑا مقام ہے۔ اگر شکر ہی شکر کے حالات رہیں انقباض نہ ہو، قلب پر گرانی نہ ہو تو ترقی کیسے ہو۔

فطرت وحی بھی انقباض کی ایک شکل تھی

فرمایا: کئی مرتبہ ایسا ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی بند رہی، اس فطرت وحی کے زمانہ میں اگرچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معمولات اور تبلیغ کے امور میں کوئی فرق نہ آیا پھر بھی اس سے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت انقباض ہوا مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا کہ یہ انقباضی حالت بھی آپ کے لیے ضروری تھی تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو صبر کا اعلیٰ ترین مقام حاصل ہو جائے وحی کے بند ہونے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت صبر کرنا پڑا' مشرکین کے طعنے سہنے پڑے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے یہ ایسا وقت تھا کہ کلیجہ پھٹ پھٹ جائے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبر کیا' اس سے بڑھ کر اور کوئی صبر کا مقام نہیں' اس کو دوسری طرح سمجھئے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اونچے اونچے مراتب و مدارج عطا فرمائے اور فرمایا کہ آپ سب سے بڑے نبی اور رسول ہیں' خاتم النبیین ہیں' رحمۃ للعالمین اور شفیع المذنبین ہیں لیکن یہ سب مقامات مقامات تشکر ہیں۔ میں آپ کو سب سے اونچا مقام دینا چاہتا ہوں اور وہ مقام' مقام صبر ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ انقباضی کیفیت انبیاء کرام علیہم السلام پر بھی طاری ہوتی ہے۔ یہ حالت اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندہ کے لیے ایک انعام ہے۔

انقباض سے معیت الٰہی حاصل ہوگی

فرمایا: ایک اور طرح سے سمجھئے۔ انقباض سے معیت الٰہی حاصل ہوگی۔ قرآن مجید میں فرمایا "وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ" دوسری جگہ فرمایا "اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ" اس معیت کے درجات مختلف ہیں جتنے بڑے درجات ہوں گے اسی اعتبار سے معیت ہوگی۔ مخصوص ترین معیت جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک تھی وہ آپ کو عطا کی گئی اور اس کی صورت فطرت وحی کی شکل میں ظہور پذیر ہوئی' اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت انقباض ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو انتہائی اونچا مقام صبر حاصل ہوا۔

بسط وقبض کی کیفیت غیر اختیاری ہوتی ہے نہ قبض پر ہم کو اختیار اور نہ بسط پر اور جو امور غیر اختیاری ہوں ہم ان کے مکلف بھی نہیں' ثمرہ دینے والا جانتا ہے کہ شکر کا کیا مقام ہے اور اس کا کتنا بدلہ ملنا چاہیے' قبض کی حالت طاری کرنے والا جانتا ہے کہ اس کے لیے یہ ضروری ہے اس کے لیے کیا اجر ہونا چاہیے' تو بھائی دونوں چیزیں ضروری ہیں' قبض سے مردودیت نہیں ہوتی بلکہ تعلق مع اللہ قوی ہوتا ہے۔ اگر اس حالت میں سارے اعمال جاری

رہیں (چاہے وہ ناقص ہی کیوں نہ ہوں) وہ برابر ترقی کا سبب ہوتے ہیں ان سے قربِ الٰہی ضرور حاصل ہوتا رہتا ہے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ نماز میں دل نہیں لگتا' ذکر میں دل نہیں لگتا' ان کو کہا جائے نماز چھوڑ دو' وہ کہتے ہیں نماز چھوڑ بھی نہیں سکتے' فرمایا یہی چھوڑ نہ سکنا مقبولیت کی علامت ہے۔

ایک صاحب کہنے لگے میں ایسی نمازیں پڑھتا ہوں جس میں تمام شیطانی وساوس ہوتے ہیں ہم نے کہا کہ اچھا پھر چھوڑ دیجئے' وہ کہنے لگا یہ چھوڑنے والا مسئلہ نہیں ہوسکتا' میں نے کہا یہی مقبولیت کی علامت ہے۔ غالب کہتا ہے؟

موجِ خوں سر سے گزر ہی کیوں نہ جائے آستانِ یار سے اُٹھ جائیں کیا؟

یہ آستانہ ایسا ہے کہ عالم امکان میں جس سے بڑھ کر کوئی نہیں' اس کو چھوڑ کر کہاں جائیں' اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں نہ تم چھوڑ سکتے ہو نہ ہم چھڑواتے ہیں نہ ہی چھڑوانا چاہتے ہیں۔ یہ مسئلہ یوں ہی رہے گا' بس اپنے اعمال کے نقص پر استغفار کرتے رہیے۔ خبردار! کبھی مایوس نہ ہونا چاہیے' ان شاء اللہ یہ اعمال ضرور مقبول ہیں۔

دل فدائے شد جاں

الحمدللہ آج دونوں باتوں (بسط و قبض) کی وضاحت ہوگئی' ذوقیات' کیفیات اور ثمرات کبھی مرتب ہوتے ہیں' کبھی نہیں' یہ ہوں یا نہ ہوں ان کو مت دیکھو' صرف عمل کو دیکھو چاہے وہ ناقص ہی کیوں نہ ہو کیونکہ کامل عمل کرنا کسی کی مجال نہیں۔ جیسا کہ سب سے کامل نے فرمادیا "ما عبدناک حق عبادتک" جب ایک دفعہ اس کی نفی ہوگئی تو عالم امکان میں اب کوئی درجہ کمال تک عمل میں نہیں پہنچ سکتا۔ اسی طرح "ماعرفناک حق معرفتک" میں بھی نفی ہوگئی۔

بس عبادت کرتے رہو' نمازیں پڑھتے رہو' ناقص سمجھ کر توبہ کرتے رہو' اللہ جل شانہ نے تمام توہمات' تمام خدشات' تمام وساوس اور تمام شیطانی تصرفات کو ختم کرنے کے لیے استغفار بتایا ہے' اب جب استغفر اللہ کہا تو پاک ہوگئے' میں ایک دن پہلے بھی کہہ رہا تھا کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کو لازم پکڑلیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز سے فارغ ہوکر تین دفعہ استغفار پڑھتے تھے۔ آپ بھی اس عمل کو لازم پکڑلیں۔ یہ اس لیے پڑھئے تا کہ

عبادت کی کما حقہ تکمیل ہو جائے جبکہ آپ نے استغفار کرلیا' اب چاہے جتنے وساوس خطرات آ چکے ہوں' جتنی بے دلی ہو چکی ہو' جہاں کہیں دماغ بھٹک چکا ہو' پروانہ کریں ہر اُمتی کے لیے یہ بات بتلادی گئی اس طرح سے ہر نمازی کو اپنی نماز کامل کرنے کی توفیق ہوسکتی ہے۔

روحانی انوار وتجلیات لطیف ہیں

فرمایا: محسوسات کا امر بھی ناقص ہے' محسوسات کا یہ حال ہے کہ آپ اچھی سے اچھی اور لطیف سے لطیف غذائیں کھائیں جو مفرح وممد حیات بھی ہوں' مقویات بھی ہوں اور آپ کے مطلوبہ تمام تر لذائذ بھی اس میں شامل ہوں لیکن ان کے کھانے کے بعد آپ کیا محسوس کرتے ہیں؟ لطیف غذائیں کہاں جارہی ہیں' کس طرح تحلیل ہورہی ہیں؟ کہاں کہاں اس کا فضلہ خارج کیا جارہا ہے؟ کہاں اس کے جوہر جذب ہورہے ہیں؟ کچھ محسوس نہیں اس طرح سے ہمارے دل ودماغ نے اور اس میں جتنی رگیں تھیں سب نے اپنی اپنی غذا حاصل کرلی' سب میں نشوونما کی قوت پیدا ہوگئی اور طبیعت میں انشراح بھی پیدا ہوگیا' خون کے بننے کے بعد تمام اعضاء نے اپنی اپنی غذا حاصل کرلی' اس سے ہماری قوت سماعت بھی بڑھ گئی' ہماری قوت ذہانت بھی بڑھ گئی' ہمارے ادراکات واحساسات میں بھی قوت آ گئی لیکن محسوس کچھ بھی نہیں ہوا۔ جب مادی چیزیں ہمارے جسم کے اندر اور خود ہمارے اندر ہم کو محسوس نہیں ہوتیں تو روحانی انوار وتجلیات اور لطیف چیزیں یہ جسم کیسے محسوس کرسکتا ہے؟ جو ادراکات اور روحانی غذائیں ہیں وہ تو روح ہی محسوس کرے گی اور ایمان ہی محسوس کرے گا۔ ہمارے اور آپ کے محسوسات میں جب مادی چیزیں نہیں آتیں تو روحانی چیزیں اور اس کے انوارات کیسے آجائیں گے؟

دورِ حاضر کے مخرب اخلاق اُمور

فرمایا: دورِ حاضر میں جس چیز نے ہمارے اخلاق کو تباہ کیا ہے' اس میں زیادہ تر ہاتھ ریڈیو اور ٹیلی ویژن کا ہے' مختلف قسم کے ڈائجسٹ جو زہریلا مواد لیے ہوئے ہیں' نکل آئے ہیں سب میں عریانی' بے شرمی اور آزادی کی لہریں بھری ہوئی ہیں' اس کے علاوہ اخبار میں فحش مضامین بھرپور ہیں'

صفحے کے صفحے سینما کی نیم عریاں تصاویر پر مشتمل ہیں، ماڈرن نسل جن کو دین کا پتہ نہیں، برباد ہورہی ہے ان کے ذہن میں کبھی ان چیزوں کی خرابی نہیں آئی، زہر اپنا کام کر چکا ہے۔

اب ان نوجوانوں کو کون سمجھائے کہ یہ سب گناہ کبیرہ ہیں، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے اعمال کے کرنے والوں پر لعنت بھیجی ہے۔

شیخ کی تکمیل مریدین کے ذریعہ

فرمایا: بعض مرتبہ شیخ کی تکمیل طالبین کے ذریعہ ہو جاتی ہے۔ شیخ کے اندر جو خامیاں ہوتی ہیں اللہ تعالیٰ طالبین صادقین کے ذریعے دور کر دیتے ہیں، اس کی مثال حضرت قطب الارشاد حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک جگہ ایک واقعہ کی صورت میں دی ہے اور اس واقعہ کو حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی بیان فرمایا کہ ایک چور کسی بزرگ کے ہاں چوری کرنے چلا گیا، اس بزرگ نے کہا کہاں میرے پاس زحمت کر کے چلے آئے ہو، میرے پاس ایک بدنہ اور ایک فلاں چیز ہے جو طاق میں رکھی ہوئی ہے اور بس۔ اگر تیری ضرورت اس سے پوری ہوتی ہے تو لے جاؤ اس چور پر اس بات کا بڑا اثر ہوا۔ دوسرے دن اس نے چوری چھوڑ دی، ایک لمبا کرتہ پہنا اور تسبیح لے کر بیٹھ گئے اور اللہ اللہ کرنے لگے، لوگ رجوع کرنے لگے کہ صاحب آپ اللہ والے ہیں، ہمارے لیے دعا کیجئے، یہ کیجئے، وہ کیجئے، ساتھ ہی ساتھ لوگ تحفے تحائف بھی لانے لگے، کھانے پینے کی چیزیں بھی لانے لگے، مٹھائیاں آنے لگیں، یہ سوچنے لگے میں ویسے پڑا ہوا تھا، بڑے میاں کا اللہ بھلا کرے ان کی وجہ سے ہم یہاں بیٹھ گئے اور کمائی ہونے لگی، رفتہ رفتہ کچھ لوگ اللہ اللہ سیکھنے کے لیے آئے اور کہا کہ حضرت! ہم بھی اللہ اللہ کرنا چاہتے ہیں اور آپ سے سیکھنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے کہا نہیں کسی اور جگہ جاؤ لیکن جو لوگ طالب ہو کر آئے تھے وہ اصرار پر اصرار کر رہے تھے، انہوں نے بہت کہا کہ کسی اور بزرگ کے پاس جاؤ لیکن وہ آجاتے تھے اور ذکر کرنے بیٹھ جاتے تھے، رفتہ رفتہ باطنی ترقی کرنے لگے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو بڑا درجہ عطا فرمایا چونکہ یہ طالب صادق تھے (اگرچہ واسطہ ناقص تھا سراسر دھوکہ اور فریب تھا) اور خلوص اور تشنگی لے کر آئے تھے۔

ایک دن ان لوگوں نے کہا کہ اب تو ہمیں بیعت فرما لیجئے اور روحانیت سے مستفید فرما دیجئے۔ انہوں نے کہا کل آنا' جواب دوں گا' رات کو اللہ میاں کی بارگاہ میں سجدے میں گر گئے اور کہا یا اللہ! آپ خوب جانتے ہیں کہ میں ایک چور ہوں' میں نے روزی کا ذریعہ بنا رکھا ہے' مخلوق خدا کو دھوکہ دے رہا ہوں' یہ جانے کہاں' میری جان کے پیچھے پڑ گئے ہیں۔ کل بڑی رسوائی ہوگی' یا الٰہی! میں کیا کروں' ان کو کیا جواب دوں' مجھے تو کچھ آتا جاتا نہیں' صبح ہوئی تو ان لوگوں نے آ کر گھیر لیا' انہوں نے صاف کہا کہ میں چور ہوں' میں نے اپنی آمدنی کے لیے یہ دھندا کر رکھا ہے' میں تو کچھ نہیں جانتا نہ تسبیح جانتا ہوں' نہ اللہ اللہ کرنا جانتا ہوں' خدا کے لیے مجھے رسوا نہ کرو' تم لوگ کہیں اور جگہ جاؤ' وہاں جا کر اپنی زندگی بنالو' ان شاء اللہ ہر صورت سے تمہیں کامیابی ہوگی لیکن یہ لوگ نہ مانے' اللہ تعالیٰ نے ان کے خلوص اور اس شخص کی زاری کی وجہ سے اس کی کایا بھی پلٹ دی۔

ابدال کا درد دل

فرمایا: حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک مرتبہ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ چالیس دن تک رہے جو کپڑے پہن کر آئے تھے وہی پہنے رہے' بدلنے کی فرصت بھی نہ تھی۔ ایک دن حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے آپ نے ذکر کیا کہ حضرت یہ لوگ کہتے ہیں سالک کو کبھی اضطرابی کیفیت' خشیت' رقت اور سوز و گداز حاصل ہوتا ہے۔ یہ چیز تو ہمیں حاصل ہی نہیں۔ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میاں تم ان کو لے کر کیا کرو گے؟ بس رہنے دو' جب رات ہوئی' حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ تہجد کے لیے اُٹھے' نوافل پڑھنے لگے۔ پس اسی وقت نوافل پڑھتے ہوئے خشیت کی کیفیت طاری ہوگئی اور اتنی ہوئی کہ پسلیاں ٹوٹنے لگیں اور ایسی اضطرابی کیفیت پیدا ہوئی کہ پسینے آنے لگے' طبیعت بگڑنے لگی' جب صبح ہوئی حضرت حاجی صاحب نے فرمایا اور چاہتے ہو یا کافی ہوگیا' تم نے دیکھ لیا؟ اس سے پناہ مانگو' جب چالیس دن پورے ہوگئے تو حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کو پہنچانے گئے۔ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے بہت عذر کیا لیکن حضرت حاجی صاحبؒ نہ مانے' راستے میں فرمایا:

''میاں رشید احمد جو کچھ ہم نے تمہیں دینا تھا دیدیا' بس ہمارا ایک شعر لیتے جاؤ۔''

زہدِ زاہد را و دینِ دیندار را ذرّہ دردِ دلِ ابدال را

مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کہنے لگے کہ ہم راستہ بھر سوچتے آئے کہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کیا دیدیا اور شعر کیا پڑھ دیا؟ اس کے معنی کیا ہیں؟ فرمایا کہ ہم سوچتے رہے اور مسلسل بارہ برس تک سوچتے رہے' فرمایا بارہ برس کے بعد اب معلوم ہوا کہ الحمدللہ اس شعر کے کیا معنی ہیں اور حضرت صاحبؒ نے کیا دیدیا تھا۔ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے کے مطابق آپ کو اس صلاحیت کے پیدا ہونے میں بارہ برس لگ گئے' فرمایا اگر پہلے معلوم ہوجاتا تو کاہے کو اتنے مجاہدے' ذکر' اذکار اور ریاضتیں کرتے' یہ معمولی بات نہ تھی' اس لیے بارہ برس لگ گئے۔

اگر یقین سے مانگا جائے تو ضرور ملتا ہے

فرمایا: ہمارا ایک بچہ تھا محسن نامی پانچ چھ برس اس کی عمر تھی۔ اس نے ایک دن ہم سے روپیہ پیسہ مانگا' ہم نے کہا ہم خود اللہ میاں سے مانگتے ہیں' تم بھی اللہ میاں سے مانگو جو ہمارے پاس پیسے آتے ہیں وہ اللہ میاں دیتے ہیں تم ہم سے کیوں مانگتے ہو اللہ میاں سے مانگو۔

ایک دن آیا کہنے لگا ایک روپیہ دے دو' ہم نے کہا ہم نہیں دیتے' صرف چار آنے لے لو وہ کہنے لگا ہم تو روپیہ لیں گے' تھوڑی دیر بیٹھا رہا پھر چلا گیا' مجھے بہت افسوس ہوا کہ مانگ رہا تھا ضد کر رہا تھا' اچھا ہوتا کہ دے دیتا' میں افسوس ہی کر رہا تھا کہ وہ مسکراتا ہوا آیا' میں نے کہا تم کہاں گئے تھے؟ بچہ کہنے لگا میں اللہ میاں سے مانگنا بھول گیا تھا اور میں دعا مانگنے گیا تھا کہ یا اللہ! ایک روپیہ مجھے دے دے' آپ کیا دیں گے آپ تو خود اللہ میاں سے مانگتے ہیں۔ میں نے آپ سے مانگا تھا مجھ سے غلطی ہوگئی تھی مجھے پہلے ہی اللہ میاں سے مانگنا چاہیے تھا۔ اب اس کی کرامت تھی جو میں بیان کر رہا ہوں۔ ایک مریض روزانہ آتا تھا میں اس سے صرف ایک آنہ لیتا تھا' آخر میں وہی رہ گیا تھا وہ آیا اس نے دوا مانگی' میں نے اس کو دوا دے دی' اس نے ایک آنہ رکھا اور چلا گیا اور لڑکا بیٹھا ہوا تھا' بچے نے کہا اب کے جو روپیہ آئے گا وہ میرا ہوگا میں نے اللہ میاں سے مانگا ہے' میں نے کہا اچھا خیر مختصر وہ مریض دوائی لے کے چلا گیا اور

دروازے پر جا کر کھڑا ہو گیا' پھر واپس آیا اور کہنے لگا ڈاکٹر صاحب بڑی شرم محسوس ہوتی ہے کہ ہر دفعہ میں صرف ایک آنہ آپ کو دیتا ہوں' مجھے ایک روپیہ مل گیا ہے اس کو تو آپ قبول ہی فرمالیں' مریض روپیہ رکھ کر چلا گیا' بچہ نے روپیہ اُٹھالیا اور کہا یہ اللہ میاں نے میرے لیے بھیجا ہے اور السلام علیکم کہہ کر نکل گیا' سبحان اللہ! بچے کو کتنا یقین تھا اگر یقین کے ساتھ مانگا جائے تو ضرور ملتا ہے اس بدیہی کرامت سے میرے ایمان میں بھی تقویت ہوئی۔

بزرگوں کا شجرہ پڑھنے کی حکمت

فرمایا: یہ بزرگوں کا شجرہ جو پڑھا جاتا ہے ایک گُر کی بات معلوم ہوتی ہے اس میں تمام بزرگوں کا واسطہ ہوتا ہے' یہ شجرہ بڑے بڑے اولیاء کرام نے پڑھا یہی سلسلہ وسائط حدیث میں بھی ہے جو ایک مستقل فن کی حیثیت رکھتا ہے جس کو اسماء الرجال کہتے ہیں۔ ایک راوی نے دوسرے سے بیان کیا دوسرے نے تیسرے سے اور تیسرے نے چوتھے سے جس طرح اسنادِ حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتی ہیں اس طرح سلسلہ شجرہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے۔ اس دور میں اس امر کو سمجھنا زیادہ آسان ہے' مثلاً آج کے ذرائع وسائل کسی واسطے سے ہوتے ہیں' امریکہ سے انگلینڈ یا جاپان سعودیہ عربیہ و دیگر ممالک سے براڈ کاسٹنگ ہو رہی ہے۔ یہاں نہ تار ہے نہ اور کچھ' بس خبریں آ رہی ہیں' یہ خبریں کون لا رہا ہے' بظاہر تو کچھ نظر نہیں آ رہا۔ یہاں ہوا کی موجیں جو غیر محسوس ہیں ہمیں نظر نہیں آ رہیں' خبریں لانے کا ذریعہ بن رہی ہیں' یعنی یہاں بھی واسطہ ضرور ہے' چاہے وہ ہوا ہو۔ اب حقیقت کھل کر سامنے آ گئی اور پھر یہ واسطہ در واسطہ گنبد خضرا تک پہنچتا ہے اور گنبد خضرا المخزن عالم' عالم کائنات ہے۔ اس طرح سے مسجد الحرام بھی' یہ بھی اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے ۲ مرکز قائم کر دیئے ہیں' ایک اپنا حرم پاک اور ایک حرم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم' دونوں سے تمام عالم کائنات کا وجود قائم ہے' یہ دونوں روحانی مرکز نشریات ہیں۔

اب شجرہ کو ایک مثال سے سمجھئے: بجلی کا ایک پاور ہاؤس ہے بجلی کو پہنچانے کے لیے کھمبے لگے ہوئے ہیں' ایک کھمبا دو کھمبا تین کھمبا چار کھمبا پھر کھمبوں کی قطار' آخر میں ہمارے ہاں ایک کھمبا پہنچا' اب بورڈ لگ گیا' پھر مین سوئچ لگا دیا گیا' جب مین سوئچ کو آن کیا تو تمام

گھر بقعۂ نور بن گیا' یہ مین سوئچ کیا ہے؟ وہ ہمارا شیخ ہے اور جتنے کھمبے ہیں یوں سمجھ لیجئے کہ یہ سب بزرگان سلسلہ ہیں' گنبد خضرا تک۔

اب روحانی باطنی کیفیات ہزاروں قسم کی ہیں تو گھر میں مین سوئچ لگا ہوا ہے کنکشن ہے' آپ کو روشنی کی ضرورت ہے' تو کھٹ سے اس کا بٹن دبا دیجئے' اگر کسی چیز کو ٹھنڈا کرنا ہے تو ریفریجریٹر کا بٹن دبا دیجئے وغیرہ لیکن یہ سب کچھ مین سوئچ کے بغیر نہیں ہوسکتا اس کا ہونا ضروری ہے۔ اگر آپ کنکشن براہ راست لیں گے تو آگ لگ جائے گی' گھر کا گھر اُڑ جائے گا' سلسلہ بسلسلہ ہونا ضروری ہے۔ اس پر مجھے ایک واقعہ واعتراف یاد آیا کہ حضرت مولانا عبدالغفور مدنی رحمۃ اللہ علیہ یہاں ایک جگہ کراچی میں ٹھہرے ہوئے تھے میں ان سے ملنے آیا' میرے ساتھ پٹیل صاحب بھی تھے' مسند لگی ہوئی تھی' لوگ بیٹھے ہیں' جب ہم پہنچے تو مولانا کھڑے ہوگئے' معانقہ کیا' مسند پر بٹھایا' آپ کنارے بیٹھ گئے' باتیں ہوتی رہیں' فرمانے لگے میں سب کے سامنے اعتراف کرتا ہوں کہ مجھ کو اب تک جتنے فیضان روحانی ہوتے ہیں۔ مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اور حاجی امداد اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے ہوتے ہیں لیکن یہ بھی اعتراف کرتا ہوں کہ سب فیضان میرے شیخ کے ذریعہ اور واسطہ سے مجھ کو ہوتا ہے حالانکہ ان کے شیخ بھی عالم ارواح میں ہیں اور ہمارے شیخ بھی' تو واسطہ ایسی چیز ہے جو کبھی منقطع نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے جس کو واسطہ بنا دیا' آپ کے فیوض درس ظاہری کے ہوں یا باطنی کے' جسم عنصری سے ان کا تعلق نہیں ہوتا بلکہ ان کا تعلق روحانی مرکزیت سے ہوتا ہے وہ ہستی جو روحانیت اور ایمانیت کا مرکز تھی ان کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے ہم کو روحانیت بھی عطا فرمائی اور ایمان بھی عطا فرمایا لیکن کیونکہ ہم بھولنے والے ہیں' شجرہ یاد دہانی کے لیے ہے وہ بتاتا ہے کہ تم نے جس طریق میں قدم رکھا ہے تم کو جو برکات ملیں گی وہ انہی کے واسطے سے ملیں گی تو خلاصہ یہ نکلا کہ فیوض ظاہری ہوں یا باطنی سب اسی واسطے کے ذریعے ملتے ہیں اس لیے شجرہ کے بارے میں بزرگان دین نے کہا ہے کہ پڑھ لیا کرو اس سے اتصال روحانی ہوجاتا ہے لیکن شرط اور تقاضہ احسان مندی یہ ہے کہ ان کے لیے کچھ ایصال ثواب کرو' ایصال ثواب کرنے سے روحانی تعلق بڑھ جاتا ہے۔

اب میں دعا کرتا ہوں یا اللہ! میرے شیخ کو آپ نے تعلق صحیح کا واسطہ بنایا تا کہ آپ کے ساتھ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ میرا صحیح تعلق و رابطہ ہو جائے۔ اب اس کی تکمیل فرما دیجئے' اس واسطے کو جب آپ نے عالم ارواح میں بنایا تھا اس تعلق کی تکمیل کا محتاج ہوں' نیز اس واسطے کے تمام حضرات کو مقامات رفیعہ عطا فرما کر ترقی درجات عطا فرما اور ان سب کو اپنی جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرما۔

اکابر کے حالات و ملفوظات پڑھنے کا عارضہ خدا کرے سب کو لگ جائے

فرمایا: میری کتاب ''مآثر حکیم الامت'' بڑی جامع کتاب ہے۔ الحمد للہ اس کتاب کی ایک ایک دو دو سطر میں تمام مضامین ہیں' اب اس کا چوتھا ایڈیشن شائع ہونے والا ہے۔ خیال ہوا کہ چوتھے ایڈیشن میں کچھ اضافہ کر دوں۔ سوچا کہ ''اشرف السوانح'' ایک مرتبہ پھر شروع سے آخر تک دیکھ ڈالوں' شاید کوئی نیا مضمون مل جائے۔ چوتھی جلد ''خاتمۃ السوانح'' وہ اوپر رکھی ہوئی ہے' میں نے اس کو اُٹھایا اور مطالعہ شروع کر دیا' میں نشان لگاتا چلا گیا' آج ناشتہ سے فارغ ہو کر پھر مطالعہ کرتا رہا' ساتھ ساتھ ترتیت دینا بھی شروع کر دی' میرے بستر اور چوکی میں صرف تین چار فٹ کا فاصلہ ہے مگر میں نے اس کتاب کو سرہانے رکھا ہوا ہے۔ دیکھ لیتا ہوں' تھک جاتا ہوں' پھر دیکھنا شروع کر دیتا ہوں۔ بس مطالعہ کا ایک عارضہ لگ گیا اور یہ روگ لاعلاج ہے' کسی نے کیا خوب کہا ہے:

میں نے کہا کہ مرضِ محبت کا کیا علاج　　　آہ' ہائے کسی کا ناز سے کہنا کہ لاعلاج

واقعی یہ عارضہ لاعلاج ہے۔ ضعف دیکھے' نہ قوت دیکھے' نہ وقت دیکھے' رات کے گیارہ بج رہے ہیں تو' صبح کا وقت تو' مطب میں بیٹھے مریضوں کا نسخہ لکھ رہے ہیں تو' ہر وقت مطالعہ کا سلسلہ جاری ہے' ہم تو اس مرض میں مبتلا ہو گئے کہ کسی طرح سے چھوٹتا ہی نہیں۔ میں دعا کرتا ہوں خدا کرے یہ عارضہ آپ لوگوں کو بھی لگ جائے' یہ عارضہ بڑا مبارک ہے' اس وقت جتنے عارضے ہیں سب کوفت کا سبب ہیں۔

یہ ذوق ہے یہ شوق ہے سو مرتبہ دیکھوں' پھر بھی کہوں کہ جلوۂ جاناں نہیں دیکھا' یہ تشنگی آپ پیدا کرلیں' عشق مجازی کی تسکین اس سے ہو جاتی ہے۔

وہ تشنگی شوق' جو حد سے سوا نہ ہو ہوتی نہیں ہے باعث تسکین عارفی

نفسانی اور روحانی لذت میں فرق

فرمایا: نفسانی لذات اور روحانی لذات میں کیا فرق ہے؟ نفس کی عادت لذت گیری ہے اور نفس کا تعلق جسمانیت سے ہے' ہمارے اجسام کے جو احساسات' ادراکات اور جذبات ہیں یہ سب نفسانی ہیں لیکن یہی روحانی صلاحیتوں' روحانی ترقیوں اور روحانی استحکام کا واسطہ بنتے ہیں۔ اس سے ایک مؤمن ایمانی ترقی پاتا رہتا ہے اور تقاضائے ایمان بیدار ہوتے رہتے ہیں۔

بہت سے لوگ' بڑے بڑے عابد زاہد لذات نفسانی کو روحانی لذات سمجھنے لگے ہیں۔ مثلاً ایک آدمی نماز پڑھتا ہے' اس نماز میں قرآن شریف کی کوئی آیت پڑھی اور اس کے معنی کا استحضار ہوا جس کی وجہ سے ایک کیفیت پیدا ہوئی جو قلب کی طرف جاری معلوم ہوئی۔ اس سے رقت قلب طاری ہوئی اور ایک سرور پیدا ہوا' وہ نمازی کہنے لگا کہ آج نماز میں بڑا کیف آیا' عجیب حالت ہوئی' بڑا سرور حاصل ہوا۔ یہ صاحب سمجھتے ہیں کہ یہ ایک روحانی کیفیت ہے حالانکہ یہ آج کا کیف' سرور اور محویت' اس وجہ سے حاصل تھی کہ آپ کو تندرستی حاصل تھی' پیٹ میں خلل نہیں تھا' ہاضمہ ٹھیک تھا' ہوا ٹھنڈی تھی اور گھر والے مطمئن تھے' یہ ماحول تھا جس کی وجہ سے آپ کو نماز میں یہ سرور اور سکون حاصل ہوا۔ اگر ان میں ایک بھی ختم کر دیا جائے تو یہ سارا سرور ختم ہو جائے' پیٹ میں سکون نہ ہو' ریاحوں کی خلش ہو' پھر لائیے سکون' گھر والے کسی بات میں تردد میں ہوں' ہوا ٹھنڈی نہ ہو' مچھر کاٹ رہے ہوں' گرمی ہو' لائیے سکون؟ اس خاص ماحول کیوجہ سے آپ کو جو سرور حاصل ہوا' آپ سمجھے کہ شاید یہ روحانی لذت تھی۔ نہیں بھائی! یہ تو نفس کی لذتیں تھیں' باقی جو کام آپ کر رہے ہیں وہ اپنی جگہ عبادت تھی اس کی وجہ سے روح پر بھی اثر پڑا' اس کے بارے میں بزرگ فرماتے ہیں کہ یہ کیفیت محمود ہے مقصود نہیں کیونکہ نفسانی لذت ہے۔

روحانی لذت کی مثال

آپ کہیں گئے ہوئے تھے' تاخیر سے گھر پہنچے' عصر کا وقت تنگ ہو رہا تھا۔ جلدی سے استنجے سے فراغت کے بعد نماز پڑھنا شروع کر دی' پیٹ بھی خالی ہے' تھکان بھی ہے لیکن آپ ہیں کہ سب سے پہلے نماز پڑھ رہے ہیں' نماز سے فراغت کے بعد گھر والوں نے پوچھا کہ آپ نے عصر کی نماز پڑھ لی' آپ نے کہا "الحمدللہ" پڑھ لی جس چیز پر آپ نے الحمدللہ کہا' یہ کیفیت روحانی ہے۔ الحمدللہ کیوں کہا؟ کوئی چیز تو حاصل ہوئی تھی؟ آپ محسوس کر سکیں یا نہ کر سکیں مگر روح نے تو محسوس کیا تھا کہ امتثال امر ربی ہو گیا اور وقت کے اندر ہو گیا' اس لیے خود بخود الحمدللہ اندر سے نکلا' یہ روحانی کیف ہے وہ نفسانی تھا۔

ایک صاحب نے جو کہیں امام تھے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو لکھا کہ جب میں صبح کی نماز پڑھتا ہوں سہانا وقت ہوتا ہے لمبی لمبی آیتیں پڑھتا ہوں' ایک وجد کی سی کیفیت ہوتی ہے مقتدیوں پر بھی اثر ہوتا ہے جس دن چھوٹی سورتیں پڑھ لیتا ہوں' مقتدی حضرات کہتے ہیں آپ بڑی سورتیں پڑھا کریں کیونکہ یہ بڑا سہانا اور سرور کا وقت ہوتا ہے۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: آپ امامت ترک کر دیجئے' کیا تم سرور و کیف کے لیے نماز پڑھتے ہو؟ اور مقتدیوں کے سرور کے لیے نماز پڑھاتے ہو؟ کیا تمہاری توجہ کیف و سرور اور محویت کی طرف ہے' اس طرف نہیں کہ ہم بارگاہ الٰہی میں ہاتھ باندھے کھڑے ہیں؟ ہزاروں کیف اس پر قربان کہ تمہیں بارگاہ الٰہی میں حاضری کی توفیق ہو گئی۔ کیف و سرور کیسا؟ جو چیز اپنے اختیار کی نہ ہو وہ مقصود نہیں ہو سکتی' مقصود تو روحانی کیف و سرور ہے جو اختیاری ہے اور وہ امتثال امر ربی ہے۔ روح کی خاص الخاص غذا یہی (امتثال امر ربی) ہے۔ اس امتثال میں اس کو کیف معلوم ہوتا ہے چاہے آپ بادل نخواستہ پڑھ لیں' چاہے وساوس و خطرات کے ساتھ پڑھ لیں۔ امتثال امر ربی ہونا چاہیے اور یہ کیفیات و سرور تو ماحول کے محتاج ہیں بغیر ماحول کے کیف و سرور حاصل نہیں ہوتا۔

تریاق زندگی

فرمایا: تریاق زندگی یہ ہیں:

الف:...... خلوص دل سے عمیق ندامت اور قلب سے اپنی کوتاہیوں کا استحضار۔

ب:......اپنی بے بسی ومجبوری کے احساس کے ساتھ رضائے الٰہیہ کی طلب صادق۔

ج:......دل کی گہرائیوں سے انعامات واحسانات الٰہیہ کا استحضار وادائے شکر۔

د:......تمام دین ودنیا کے فتنوں، حوادثات وسانحات سے، ہر طرح کی عبرت ناک زندگی وموت سے، ہر طرح کے شدائد وامراض سے، ہر طرح کی تلخیوں وناگواریوں سے، ہر طرح کی لوگوں کی دل آزاری دشمنی سے پناہ مانگنا اور اپنے تمام معاملات اللہ تعالیٰ کے سپرد کردینا۔

فرمایا:......دنیا اور آخرت کا کوئی کام ہو اس کو اس اُمید پر منحصر کرنا کہ کسی فرصت کے وقت اطمینان سے کرلیا جائے گا۔ ایک ایسا فریب ہے جو اکثر بڑے نقصان وخسران کا باعث ہوتا ہے:

جو وقت بھی سکون سے گزرے زہے نصیب کیا اعتبار گردش لیل و نہار کا

(عارفی)

فرمایا: آج ۳۰ جون سنہ ۱۹۵۴ء شام کو ٹھیک ٦ بجے سورج گرہن پڑا۔ کہا جاتا ہے کہ اس قدر پورا گرہن برسوں کے بعد پڑتا ہے۔ ماہر فلکیات کا تخمینہ ہے کہ ایسا سورج گرہن پھر اب دوسو برس کے بعد پڑے گا۔ واللہ اعلم بالصواب

خیال ہوا کہ یہ جو کچھ ہو رہا ہے اللہ تعالیٰ کی قدرت، حکمت ومصلحت سے ہو رہا ہے اس میں یقیناً موجودات عالم کے لیے ضرور ہزاروں مصالح ہوں گے۔ خصوصاً بنی نوع انسان کے لیے بلاواسطہ یا بلواسطہ بے حد بے شمار منافع ہوں گے، خواہ انسانی عقل اس کا ادراک کرسکے یا نہ کرسکے، جی چاہا کہ یوں دعا مانگی جائے کہ یا اللہ! آپ علیم وحکیم ہیں اگر اس سورج گرہن سے ہمارے لیے کچھ مضرات ہی مرتب ہوتے ہوں تو اپنی مخلوق کو اس سے محفوظ رکھیں اور ہر حال میں ہم سے راضی رہیں۔ حدیث شریف میں ایسے مواقع پر کثرت سے توبہ واستغفار (اور صدقہ وخیرات) کی ہدایت ہے، نوافل بھی پڑھنا چاہیے اور اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگنا چاہیے۔

نفس وشیطان کے مکائد کو سمجھنے کے لیے ایک ماہر نفسیات کی ضرورت ہے اور وہ ہمارا مرشد ہے

فرمایا: چاہے تاویلیں کرو یا مصلحت سے کام لو لیکن حد اعتدال میں رہو، نفس وشیطان

ہٹانے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں' یہ نفس وشیطان کا ہمارے لیے حد اعتدال سے ہٹانے کی کوشش میں لگے رہنا' ہمارے لیے توجہ الی اللہ کی طرف معاون ہے وہ ہٹانے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں' ہم پھر صراط مستقیم پر آجاتے ہیں اس لیے کہ صراط مستقیم کا معنی اعتدال ہے افراط اور تفریط یہ نفس وشیطان کی وجہ سے ہوتا ہے' کسی سے جب لغزش ہوتی ہے یعنی افراط وتفریط تو فوراً تنبیہ ہوجاتی ہے اور مسلمان فوراً پڑھتا ہے استغفر اللہ العظیم

خلاصہ کلام یہ نکلا کہ نفس وشیطان کے بہکانے سے خلش ہوتی ہے اور ہمیں اس طرح سے رجوع الی اللہ کی توفیق ہوتی ہے پھر ہم نادم ہوتے ہیں۔ استغفار کرتے ہیں اور اگر یہ نہ ہوں اور ان کا اغواو بہکانا نہ ہو تو ندامت قلب پیدا نہ ہو' ندامت قلب لغزش سے پیدا ہوتی ہے' احساس اگر صحیح ہے ایمان اگر قوی ہے تو ضرور خلش پیدا ہوگی کہ تم نے یہ کیا کیا؟ تمہیں ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا' اس خلش کا نام تقویٰ ہے تو تقویٰ حاصل ہوتا ہے نفس وشیطان کے اغوا سے۔

شہوت دنیا مثال گلِ خن است — کہ از و حمام تقویٰ روشن است

اب صراط مستقیم پر قائم رہنے کے لیے نفس وشیطان کے مکائد کو سمجھنے کے لیے ایک ماہر نفسیات کی ضرورت ہے اور ماہر نفسیات ہمارا مرشد ہے۔ وہ ہمیں بتاتا ہے کہ نفس وشیطان سے تحفظ کس طرح سے ہوسکتا ہے؟ وہ رجوع الی اللہ کا طریقہ بتاتا ہے' یہ دونوں نفس وشیطان بظاہر بڑے پریشان کرنے والے ہیں لیکن جب رہبر ورہنما ساتھ ہے پھر کوئی خطرے کی بات نہیں اور اگر ہمارا رہنما کوئی نہیں ہے تو پھر ظاہر ہے ہمارا رہنما نفس وشیطان بن جائے گا۔

نفس امّارہ کو قابو کرنے کا گُر

فرمایا: نفس کے اندر دونوں قسم (اوامر کے کرنے اور نواہی کے کرنے) کے تقاضے موجود ہیں' اگر آپ امتثال امر ربی کرتے رہیں گے تو نفس کے تقاضے آہستہ آہستہ مضمحل ہوتے جائیں گے' معروف کی قوت بڑھتی جائے گی اور نیکی کے کاموں پر آپ عمل پیرا ہوتے جائیں گے۔ تدریجاً نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ نفس جو امارہ ہے ہمیشہ شر کے تقاضے کرتا اور اوامر کے خلاف اُبھارتا تھا۔ رفتہ رفتہ لوامہ ہوجاتا ہے اور پھر مطمئنہ بن جاتا ہے۔ شروع شروع میں مختلف حیثیت سے نفس روح پر اثر انداز رہتا ہے اور یہ کشمکش جاری رہتی ہے۔

یہاں تک کہ ایک وقت ایسا آتا ہے کہ روح نفس پر غالب آجاتی ہے' اس میں مجاہدہ کی ضرورت ہے۔ اگر آپ مجاہدہ نہ بھی کریں صرف امتثال امر ربی کرتے رہیں تو بھی نفس ایک نہ ایک دن ضرور قابو میں آ ہی جائے گا۔ نفس کو پانچ وقت روحانی غذا کی ضرورت ہے' نفس کی اصلاح کے لیے روح کی خاص الخاص غذا نماز ہے۔ نیز نماز سے قرب خداوندی حاصل ہوتا ہے جو لوگ نماز پڑھتے رہتے ہیں اور اوراد و وظائف میں بھی مشغول رہتے ہیں ان کو روح کی غذا ملتی رہتی ہے۔ اس طرح سے نفس کے اندر معصیت کے تقاضے خود بخود ضعیف ہوتے چلے جاتے ہیں جو لوگ اہتماماً کرتے ہیں وہ جلدی کامیابی حاصل کر لیتے ہیں اور جو کمزور ہوتے ہیں جن کے دونوں تقاضے ساتھ ساتھ چلتے ہیں کبھی یہ کرلیا' کبھی وہ کرلیا ان کو بھی فائدہ ضرور ہوتا ہے جو امور کبائر اور نفرت کے قابل ہوتے ہیں ان سے نفرت ہوتی جاتی ہے۔ کوئی مؤمن (جو دونوں طرف چل رہا ہے) ایسا نہیں جس کو کبائر سے نفرت نہ ہو' گناہوں کو کرے گا بھی تو نفرت سے کرے گا اور بعد میں نادم بھی ہو جائے گا۔

کشف و کرامت مدارِ بزرگی نہیں

فرمایا: ایک شرف ہمیں اور بھی حاصل ہوا ہے میں تھانہ بھون سے رخصت ہونے لگا تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ بیٹھے ہوئے تھے گاڑی شام پانچ بجے آتی تھی اس زمانے میں ہجوم نہیں تھا۔ حضرت اکیلے ہی تھے میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا' عرض کیا کہ میں جا رہا ہوں اور باہر چلا آیا' دیکھا کہ حضرت باہر تشریف لے آئے' میرے ساتھ ہو لئے' میں نے حضرت سے عرض کیا آپ تشریف رکھیں' فرمایا: نہیں' بیکار بیٹھا ہوا تھا' جی چاہا کہ تمہارے ساتھ چلوں' مجھے بہت ہی شرم آ رہی تھی لیکن حضرت میرے ساتھ چل پڑے' چلتے چلتے فرمایا کہ وہ وکیل صاحب کہاں گئے؟ میں نے عرض کیا کہ وہ چلے گئے (ایک وکیل صاحب میرے رخصت ہونے سے ایک دن قبل آئے تھے۔ جب وہ آئے تو حضرت نے پوچھا: ''کیا بات ہے کیسے آئے؟'' کہنے لگے ''حضرت کا اشتیاق بہت عرصے سے تھا کہ حضرت سے ملاقات کروں گا مگر کچھ موانعامات ایسے تھے کہ نہیں آ سکا۔'' حضرت! بس بیٹھے بیٹھے اس قدر تقاضا ہوا کہ چلا

آیا یہ حضرت کی کشش نہیں تو اور کیا ہے حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جو کچھ مجھ سے پوچھنے والی بات ہو وہ پوچھئے اس کا میں جواب دوں۔ پھر:

فرمایا: آج کل لوگ سارا دارومدار بزرگی کا کشف و کرامت کو سمجھتے ہیں' صرف کرامت دیکھنے آتے ہیں' ساری دنیا اسی پھیر میں پڑ گئی ہے' پھر حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کرامات' کشف اور تصرف سب مادی ہیں۔ (تصرف بھی مادی چیزوں میں ہوتا ہے) یہ چیزیں بزرگوں سے وابستہ کر دی گئی ہیں۔ الحمد للہ ہم اس سے انکار نہیں کرتے یہ چیز تو حاصل ہوئی ہے مگر ان کی کوئی حقیقت نہیں' اللہ تعالیٰ نے ہمیں وہ علوم دیئے ہیں' وہ کرامت' تصرف اور کشف دیا ہے جو سراسر روحانی ہے جو اس سے کہیں زیادہ لطیف' اکمل اور عند اللہ مقبول ہے۔ مادی تصرفات و کرامات بزرگوں سے منسوب ضرور ہیں اس سے انکار نہیں' وہ بھی ایک اصطلاح ہے' تبلیغ کے لیے اللہ تعالیٰ کسی کو مادی طور پر بھی تصرف' کشف اور کرامت دے دیتے ہیں۔ یہ چیزیں بے اختیارانہ طور پر بزرگوں سے ظاہر ہو جاتی ہیں تا کہ لوگ دین کی طرف متوجہ ہوں اور ان کی اصلاح ہو۔ مگر حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: الحمد للہ! ہمیں اللہ تعالیٰ نے اس سے بہتر چیز دی ہے وہ روحانی تصرف و کشف ہے۔ اب حضرت میرے ساتھ (اسٹیشن کی طرف) چل رہے ہیں اور باتیں بھی کرتے جا رہے ہیں۔ پھر فرمایا میں تمہیں ایک مادی کرامت سناتا ہوں۔ ہمارے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں ایک مرتبہ کافی مہمان آئے' حضرت جلدی سے اُٹھ کر گھر میں گئے' بھاوج صاحبہ کھانا پکا رہی تھیں' کہا دیکھو مہمان آ گئے ہیں شاید انتظام پورا نہ ہو سکے' یہ میرا رومال آٹے کی گونی پر ڈال دو اس رومال کو ہٹانا نہیں' نیچے سے آٹا نکالتی رہو اور ہانڈی کے ڈھکن کو اُٹھا کر ہانڈی میں دم کر دیا' کھانا پک گیا' روٹیاں تیار ہو گئیں' کھانا لایا گیا' سب مہمانوں نے سیر ہو کر کھایا۔ حضرت حافظ ضامن شہیدؒ حضرت کے ساتھی تھے' سامنے ہی رہتے تھے (تین حجرے قریب قریب تھے مولانا شیخ محمد صاحبؒ حافظ صاحبؒ اور حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہم کا) تشریف لائے اور کہا حاجی صاحب! مبارک ہو اب تو آپ صاحب کرامت ہو گئے' آپ کا رومال سلامت رہے' کاہے کو قحط سالی آئے' حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے میں توبہ

کرتا ہوں، اب نہیں کروں گا، میں توبہ کرتا ہوں، آئندہ کبھی نہیں کروں گا۔ یعنی ہمارے حضرت لرز گئے، ترساں ہو گئے کہ یہ کیا ہم سے صدور ہو گیا۔ حضرت آگے چلے، اب ہم پلیٹ فارم پر پہنچ گئے، گاڑی آنے میں دیر تھی تو میں نے بستر رکھ دیا اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ اس پر تشریف رکھیں، آپؒ نے فرمایا کہ یہ بھی میری کرامات میں سے ہے کہ چھ چھ گھنٹے کھڑے ہو کر وعظ کرتا ہوں اور الحمدللہ تھکان نہیں ہوتی۔

اصل کرامت اتباعِ سنت ہے

فرمایا: مادی کشف وکرامت سے بہتر روحانی کشف وکرامات ہیں۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ روحانی کشف وکرامات حاصل ہوتے ہیں اتباعِ سنت سے۔ صرف اتباعِ سنت ہی ایسی چیز ہے کہ انسان روحانی طور پر صاحبِ کرامت ہو جاتا ہے کیونکہ ان اعمال میں اتنی کشش وجاذبیت ہے جو عنداللہ مقبول ہے۔ دیکھئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں آپ فرما دیجئے "اگر تم اللہ سے محبت کرنا چاہتے ہو اور دعویٰ کرتے ہو تو "فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰهُ" (میری پیروی کرو)" فرمایا جو میری اتباع کرے گا وہ صحیح راستے پر ہے۔ آگے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں پھر آپ کی اتباع کا صلہ اور اجر کیا ہے وہ یہ ہے کہ ہم ایسے لوگوں سے محبت کریں گے، بہت سے اعمال ہیں جن پر بڑے بڑے ثواب حسنات اور درجات ملتے ہیں یعنی تمام اعمال کا بدلہ اللہ تعالیٰ ثواب سے دیتے ہیں لیکن اتباعِ سنت ایسی چیز ہے اس کا صلہ، بدلہ اور جزا صرف اپنی محبت ہی محبت دیتے ہیں ہیں۔ یہ محبت کتنی بڑی چیز ہے اس سے بڑھ کر کوئی چیز ہے؟ اس سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں۔ آپ کوئی کام کریں اس کو مسنون طریقے سے کرلیں تو یُحْبِبْکُمُ اللّٰهُ کا صلہ حاصل کرلیں۔ مثلاً آپ استنجا خانے میں مسنون طریقے سے جا رہے ہیں تو یہ قدم عنداللہ محبوب ہیں۔ کسی صاحب نے تشریح کی ہے کہ یہ قدم جو دعاء ماثورہ پڑھنے کے بعد گئے ہیں اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دیتے ہیں کہ اس کا تمام وقت عبادت میں لکھو کیونکہ اس نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس عمل میں کامل اتباع کی ہے۔

کشف والہام موجبِ قرب نہیں

فرمایا: تصوف کی خاص خاص باتیں جو روحِ رواں ہیں جی چاہتا ہے کہ آپ حضرات

سے عرض کروں، آٹھویں دن آپ حضرات سے ملاقات ہوتی ہے، میری طبیعت کبھی حاضر ہوتی ہے کبھی نہیں، آج کل ہر طرف یورش افکار سے پریشانی ہے جس کے اثرات سب پر ہیں مگر مجھے آپ کو کچھ باتیں سنانی ہیں جو بڑی پیاری ہیں ان کے سنانے کو دل چاہتا ہے۔

کب تک آخر یورش افکار کی باتیں کریں ۔۔۔ آؤ کچھ شب دیر بزم یار کی باتیں کریں

اپنے دل کو اپنی خلوت کا بنا کر ہم نشین ۔۔۔ چپکے چپکے حسن عشق یار کی باتیں کریں

''ایک صاحب کا آج خط آیا جس میں انہوں نے ہمارے اور آپ کے لیے ایک مضمون پیش کر دیا۔ انہوں نے لکھا کہ جب میں ذکر کرنے بیٹھتا ہوں تو خانہ کعبہ کی شبیہ اور انوارات سامنے آجاتے ہیں، دوسری طرف نظر کرتا ہوں تو روضۂ اقدس ایک نور کی شکل میں سامنے پاتا ہوں، بس پھر میں ان انوار میں محو ہو جاتا ہوں، جب ذکر چھیڑتا ہوں سامنے یہی کیفیت آجاتی ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عرش معظم پر میرا سر سجدے میں ہے۔'' اس خط کو دیکھ (اور اس کے مضمون کو پڑھ) کر ذہن اس طرف منتقل ہوا کہ آپ حضرات کی خدمت میں اس سلسلہ میں چند امور بیان کر دوں جو حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ذریعہ معلوم ہوئے۔ لیکن

کر بھی سکوں گا، تذکرہ میں بزم یار کا ۔۔۔ اندازہ کر رہا ہوں میں، دل بے قرار کا

اس خط میں انوار و کیفیات کا ذکر ہے، یہ کیفیات، ذوقیات مکاشفات ایک بڑا مسئلہ ہے، اپنی جگہ سب برحق ہیں لیکن ان کا کیا درجہ ہے کیا حقیقت و اصلیت ہے؟ ہمارے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ تمام چیزیں گو محمود ہیں مگر مقصود نہیں۔

اس کی تشریح یہ ہے کہ ہر چیز کے ثمرات ہوا کرتے ہیں، اچھے کلمات کے بھی ثمرات ہیں، لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ صرف الفاظ ہیں حالانکہ وہ تجلیات سے معمور ہیں، اللہ کا ذکر، اللہ کا کلام تجلیات سے معمور ہے، اللہ تعالیٰ کی عبادت تجلیات سے معمور ہے، ہر طرف تجلیات ہی تجلیات ہیں۔ اسی طرح اوامر و نواہی بھی تجلیات سے معمور ہیں جو شخص خلوص دل سے ذکر کر رہا ہو تو اس کو اس ذکر پر ثمرات ضرور مرتب ہوں گے کیونکہ ذکر تجلیات سے معمور ہے۔ لا الٰہ الا اللہ معمولی الفاظ نہیں ہیں ان میں نور ہی نور ہے، کثرت ذکر اور تکرار ذکر سے انسان اس کی حقیقت کا ادراک کرتا ہے اور انوارات مشاہد ہونے لگتے ہیں۔ اسی طرح کلام اللہ کی

تلاوت میں انوارات ہیں۔ اسی وجہ سے تلاوت کرتے وقت اہل علم کا ذہن ایسے ایسے معنی کی طرف منتقل ہو جاتا ہے کہ خود ان کو حیرت ہوتی ہے۔ اسی طرح تسبیحات میں انوارات ہیں اور بعض اوقات وہ مشاہد ہونے لگتے ہیں۔

یہ انوارات ذکر، تلاوت اور تسبیح کے ثمرات ہیں لیکن یاد رکھنا چاہیے کہ یہ ثمرات بدرجہ بشارت اور نیک فال ہیں، ترقی باطن کا سبب نہیں، ان ثمرات کے جو مشاہدات ہو رہے ہیں یہ ذکر وتلاوت کے اندر جو تجلیات وانوارات ہیں ان کا ظہور ہو رہا ہے، ذکر خود ایک عمل ہے وہ عمل ترقی کا باعث ہے نہ اس سے پیدا ہونے والے ثمرات وانوارات۔

اسی طرح سے اچھے اچھے خواب نظر آتے ہیں، بڑی بڑی بشارتیں ہوتی ہیں، خانہ کعبہ و روضہ نبویؐ اور ان دونوں کی تجلیات نظر آتی ہیں مگر یہ صرف قرب کے ثمرات ہیں خود موجب قرب وترقی نہیں ہیں، ذکر وتلاوت خود موجب ترقی وقرب ہے تو معلوم ہوا کہ جو چیز غیر اختیاری طور پر مشاہد ہو جائے وہ بدرجہ بشارت اور ذریعہ مسرت تو ہے مگر وجہ ترقی نہیں، وجہ ترقی عمل ہے (عمل سے ترقی ہوتی ہے نہ کہ مشاہدات ومبشرات سے) خواہ وہ ظاہری ہوں یا باطنی۔

شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا قصہ

فرمایا: حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے چالیس دن حجرے میں بیٹھ کر چلہ کھینچا، یہ اس وقت نفس کی درستی کے لیے مجاہدے تھے، جب چالیس دن مکمل ہو گئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے نماز شکرانہ ادا کی اور کہا الحمد للہ میں نے آج اپنا عمل پورا کر لیا، اسی وقت تمام حجرہ انوار سے روشن ہو گیا اور آواز آئی اے عبدالقادر! تم نے ہمیں خوش کر دیا ہم تم کو انعام عطا کرتے ہیں جو کسی کو نہیں ملا اور ہم نے اپنی رحمت سے تمہارے لیے مناسب سمجھا کہ (تمہیں) اپنے مقبول ترین بندوں میں شامل کیا جائے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ اب ہم تم کو امور شریعت کا مکلف نہیں کرتے، تمہارے لیے واجبات اور فرائض مستحبات میں داخل کر دیے گئے، واجبات وفرائض چاہے ادا کریں یا نہ کریں برابر ہے۔ آپ نے کہا لا الٰہ الا اللہ جس امر سے انبیاء علیہم السلام غیر مکلف نہیں ہو سکتے میں کیسے

غیر مکلف ہو گیا' فرائض و واجبات' درجہ مستحبات میں کسی پیغمبر کے لیے نہیں ہوئے' میرے لیے یہ کیسے ہو گیا' فوراً زور سے لاحول اور استغفر اللہ پڑھا وہ نور غائب ہو گیا' آواز آئی اے عبدالقادر! اس منزل پر ہم نے نہ جانے کتنوں کو گمراہ کر دیا لیکن آج تم کو تمہارے علم نے بچا لیا' آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اے شیطان! تو پھر دھوکہ دے رہا ہے میرے علم نے نہیں بلکہ میرے اللہ نے مجھ کو بچا لیا' تو بھائی ان تجلیات سے دھوکہ نہیں کھانا چاہیے' شیطان کو اللہ تعالیٰ نے بڑا تصرف دیا ہے اگر اتنا تصرف نہ ہوتا تو بڑے بڑے عارفین کو کیسے دھوکہ دیتا۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شیطان بہت بڑا عالم ہے عالموں کو عالم بن کر دھوکہ دیتا ہے' بہت بڑا عارف ہے' عارفوں کو عارف بن کر دھوکہ دیتا ہے اور بڑا بھاری عابد ہے کہ سو برس تک سجدے میں سر رکھے رہا:

اگر لاکھوں برس سجدے میں سر مارا تو کیا مارا
گیا شیطان مارا ایک سجدے کے نہ کرنے میں

کشف و کرامت مادی چیز ہے

فرمایا: ہم بے سند بات نہیں کہتے۔ ایک دن ایسا اتفاق ہوا کہ میں تھانہ بھون گیا ہوا تھا کہ ایک وکیل صاحب عصر کے وقت تشریف لائے' ان کی حضرت سے یہ پہلی ملاقات تھی۔ وکیل صاحب نے کہا حضرتؒ! بس یہ آپ کی کرامت تھی کہ ایسا ہو گیا۔ حضرت نے فرمایا: آپ نئے آئے ہیں کوئی بات مجھ سے دریافت کرنی ہو تو کر لیجئے' کہنے لگا جی کرنی ہے کہ میں گندے ماحول میں تھا' میں اس طرح سے منتفع ہوا مجھے تقاضا ہوا' میں یہاں اچھے ماحول میں آ گیا' یہ سب آپ کی کرامت ہے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہ باتیں کرنے کی نہیں ہیں' اگر کچھ پوچھنا ہے تو پوچھئے' وہ ہر دفعہ یہی کہہ دیتے کہ ابھی اور پوچھنا ہے۔ حضرت نے پوچھا کب تک قیام رہے گا' انہوں نے کہا تین دن تک' حضرتؒ نے فرمایا: بہت اچھا دوسرے دن جب حضرت خانقاہ سے باہر تشریف لائے تو حضرت نے پوچھا' وہ وکیل صاحب کہاں ہیں؟ بتایا گیا کہ وہ تو چلے گئے۔ آپ نے فرمایا لوگ کشف و کرامت کے طالب بن کر آتے ہیں' انہوں نے دیکھا کہ یہ تو نہ کشف سے خوش ہوتا ہے نہ کرامت سے اور مختلف قسم کے طالب علمانہ سوال کرتا ہے' لہٰذا یہاں سے چلنا چاہیے۔ پھر فرمایا میں تحدیث نعمت کے طور پر

کہتا ہوں، میں رجسٹر تو نہیں رکھتا لیکن سینکڑوں آدمیوں کو نفع ہو رہا ہے، باقی یہ کشف وکرامت سب مادی چیزیں ہیں، اللہ تعالیٰ نے ہم کو ان سے بہتر چیزیں عطا فرمائی ہیں یعنی روحانی تصرف، روحانی کرامت، روحانی کشف۔ یہ مادی چیزیں ان کے آگے کوئی حیثیت نہیں رکھتیں، نفسانی کیف وسرور کے حاصل کرنے میں غیر مسلم بھی شریک ہیں، یہ صرف مسلمانوں کے ساتھ خاص نہیں۔ ایمان جو ہے وہ روح ہے اور روحانی کشف وکرامت سوائے صاحب ایمان کے کسی کے پاس نہیں۔ باقی نفسانی ومادی امور تو بڑے بڑے جوگی جو نفس کشی کرتے ہیں، وہ بڑے بڑے تصرفات کے مالک ہوتے ہیں ان کو کشف بھی ہوتا ہے اور تصرفات کا بھی ظہور ہوتا ہے لیکن روحانیت اور چیز ہے، پھر فرمانے لگے کہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمہ اللہ کے ہاں مغرب کے بعد کچھ مہمان آ گئے، آپ اندر تشریف لے گئے، ہانڈی کا ڈھکنا اُٹھا کر دم کر دیا اور روٹیوں پر اپنا رومال ڈال دیا، پھر فرمایا اس میں سے نکالتے جانا اور کھلاتے جانا، تمام مہمانوں نے پیٹ بھر کر کھانا کھالیا، پھر بھی کھانا اسی طرح باقی رہا۔ حافظ ضامن شہید رحمۃ اللہ علیہ حضرتؒ کے پیر بھائی تھے، سامنے رہتے تھے۔ صبح جب حاجی صاحبؒ کے پاس آئے تو کہا حاجی صاحب آپ کو مبارک ہو آپ تو صاحب کرامت ہو گئے، آپ کا رومال سلامت رہے پھر کیوں قحط سالی آئے۔ حاجی صاحب یہ سن کر تھرا گئے، رونے لگے اور کہا کہ میں توبہ کرتا ہوں، پھر میں ایسا نہیں کروں گا، تو نفس کے اندر بڑی قوتیں ہیں، اس کا جب تزکیہ ہو جاتا ہے تو جانے کیا سے کیا کچھ کر دیتا ہے۔ صاحب تصرفات ہو جاتا ہے بس نظر بھر کر دیکھنے کی بات ہوتی ہے کہ مسئلہ حل ہو جاتا ہے۔ مسمریزم کی اس کے آگے کوئی حیثیت نہیں مگر روحانی تصرف وہ اس سے علیحدہ چیز ہے۔

مادی تصرف کا واقعہ

فرمایا: حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ بیمار ہوئے۔ بار بار غشی طاری ہوتی تھی، حضرت کے خادموں نے عرض کیا کہ یہاں ایک جوگی ہے جو تصرف کر کے مرض کو سلب کر لیتا ہے تو حضرت کیا حرج ہے؟ وہاں لے چلتے ہیں افاقہ ہو جائے گا۔ حضرت نے فرمایا: نہیں! اس جوگی کی عادت یہ تھی کہ وہ اپنی جگہ بیٹھا رہتا تھا کسی کے ہاں

جاتا نہیں تھا۔ ایک مرتبہ حضرت کو غشی طاری ہوئی' خادموں نے حضرت کا پلنگ اُٹھایا اور جوگی کے ہاں غشی کی حالت میں لے گئے اس نے توجہ دی اور مرض کو سلب کرلیا' آپ کی آنکھ کھل گئی اور اُٹھ کر بیٹھ گئے۔ آپ نے فرمایا میں کہاں ہوں؟ کہاں آ گیا؟ کیا ہوا؟ مریدین نے عرض کیا کہ حضرت معاف کردیجئے ہم سے بیماری برداشت نہیں ہوئی اور ہم جوگی کے ہاں آپ کو لے آئے ہیں۔ آپ نے جوگی کو دیکھا اس سے پوچھا کہ یہ چیز تجھے کیسے حاصل ہوگئی؟ اس نے کہا جب سے میں نے ہوش سنبھالا ایک گرو کا چیلا بن گیا' اس نے مجھے کہا ''بیٹا! جو نفس کہے وہ کبھی نہ کرنا' جو تقاضا تیرا نفس کرے تو ہمیشہ اس کے خلاف کرنا۔'' تو آج میری عمر ساٹھ برس ہوگئی میں نے آج تک نفس کا کہنا نہیں مانا' نتیجہ یہ نکلا کہ نفس کے اندر بڑی قوت پیدا ہوگئی' اب میں نفس کے ذریعے جو چاہوں تصرف کرسکتا ہوں' میرا نفس مصفّٰی اور قوی ہوگیا ہے۔ میں نے آپ کا مرض اسی قوت کی بناء پر سلب کیا ہے جو مجھے اس طرح حاصل ہے۔ آپ حضرات نے دیکھا کہ نفس کا تصرف کتنی قوی چیز ہے؟ لوگ نفسانی تصرفات کی وجہ سے ہوا میں اُڑنے لگتے ہیں' کسی چیز پر نظر بھر کر دیکھا ایسا تصرف کیا کہ اس کی صورت اور ہیئت ہی بدل دی۔ حضرت نے فرمایا: ''هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ'' (تو نے میرے ساتھ احسان کیا میں بھی تمہیں اس کا بدلہ دے دوں) پھر اس سے پوچھا کبھی تمہیں اس کا بھی خیال آیا کہ میں مسلمان ہوجاؤں اور کلمہ پڑھ لوں' جوگی نے کہا نہیں' حضرت نے فرمایا اب میں تجھ پر اسلام پیش کرتا ہوں' جوگی نے کہا یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ آپ نے کہا: تمہیں اپنے نفس کی مخالفت کرتے ہوئے مسلمان ہونا چاہیے' اب وہ بڑا سٹپٹایا' آپ نے پھر فرمایا کہ تو اپنے نفس پر اسلام کو پیش کر۔ جوگی نے کہا آپ اچھے آئے کہ میری ساری عمر کی کمائی کو ختم کرنے لگے۔ اگر میں انکار کرتا ہوں تو یہ ساری قوت ختم ہوتی ہے۔ وہ سناٹے میں آ گیا یہاں تک کہ بول اُٹھا ''اشھدان لا الٰہ الا اللّٰہ و اشھدان محمداً عبدہٗ ورسولہ'' اور کہا میں نے نفس کی مخالفت کرلی۔ اس جوگی کے مرض سلب کرنے کا تصرف نفسانی تھا اور حضرتؒ کا روحانی کہ جس نے عمر بھر کے شرک وکفر کی ظلمتوں اور اندھیروں کو ایک دم مٹادیا۔

حقوق وفرائض کی ادائیگی کمال ہے

فرمایا: معاملات اور معاشرت کے بارے میں جگہ جگہ "تِلْکَ حُدُوْدُ اللّٰہِ" "تِلْکَ حُدُوْدُ اللّٰہِ" کلام پاک میں وارد ہوا ہے۔ جب تک صحیح تعلیمات نہ ہوں حدود کی حفاظت نہیں ہوسکتی اور تقویٰ کی حقیقت ہی ان حدود کی حفاظت ہے اور یہ حدود زندگی کے ہر شعبہ میں ہیں جو بڑی دلیل ہے اسلام کے کامل ہونے کی۔ نادان لوگ اول تو آتے نہیں دین کی طرف اور اگر آتے ہیں تو فرائض وواجبات ترک ہوتے رہتے ہیں اور ساری بزرگی اور تقویٰ نوافل میں رہ جاتا ہے' حقوق پامال ہوتے رہتے ہیں' اپنے تقویٰ سے ان لوگوں نے خود کو بھی ہلاک کرلیا اور دوسروں کو بھی پریشان کر کے رکھ دیا۔

اگر غفلت سے باز آیا جفا کی تلافی کی بھی ظالم نے تو کیا کی

اس کی مثال ایسی ہے کہ مطالبات سرکاری تو ادا نہ ہوں اور ایک شخص سخاوت کرتا پھرے یا اپنا منصبی کام تو انجام نہ دے اور خدمت خلق میں مشغول رہے' کیا قیمت ان اعمال کی؟ اگر حدود کی حفاظت نہ ہوا اور فرائض وواجبات ادا نہ ہوں۔

فرمایا: دونوں قسم کے احکامات ظاہر وباطن کے اللہ تعالیٰ کے ہیں' پھر ظاہر کے احکام کو نظر انداز کرنے کی یا کم اہم سمجھنے کی کوئی وجہ نہیں۔ مثلاً آج آپ نے خشوع وخضوع کے ساتھ نماز پڑھی اور احسان کا درجہ نماز میں حاصل ہوا۔ نماز سے فراغت کے بعد معلوم ہوا کہ کپڑے ناپاک تھے اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ یہ ہے کہ نماز نہیں ہوئی' اس کو دھرایا' اب جو دہرائی تو نہ خشوع ہے نہ خضوع ہے اور نہ درجہ احسان کا کہیں پتہ' اب فیصلہ یہ ہے کہ نماز ہوگئی۔

فرمایا: کہ ذلت وخواری تو اپنے اعمال واختیار کی ہے۔ دوسرے کے اعمال سے اپنی کیا رسوائی؟

سنگ بدگوہر اگر کاسہ زریں بشکند قیمت سنگ نیفزاید و زر کم نشود

تاثر ہوجانا اور چیز ہے عمل اور چیز ہے۔ وہ اسی کا عمل ہے ہمارا عمل نہیں۔ دوسرے کے برے لب ولہجہ سے اذیت تو پہنچ سکتی ہے مگر عزت میں کوئی فرق نہیں آتا بلکہ اگر صبر

کر گئے تو عنداللہ مزید عزت افزائی کی اُمید ہے کہ عالم تعلقات میں غصہ کا رذیلہ جو پیدا ہو گیا تھا بے جگہ اس کو مشتعل نہ ہونے دیا' دبا دیا۔

غیر ضروری تعلقات سے اجتناب

فرمایا: تعلقات زندگی کے ساتھ وابستہ ہیں لیکن ان کو بھی بہت ہی ضروری تعلقات پر بقدر ضرورت محدود رکھا جائے۔ غیر ضروری تعلقات خواہ اعزہ اور اقرباء سے ہوں یا کاروباری زندگی میں ہوں کسی نہ کسی درجے میں ضرور پریشان کن ثابت ہوتے ہیں کیونکہ ایسے غیر ضروری تعلقات میں اکثر اپنے کسی عذر کی وجہ سے دوسرے کی توقعات کو پورا نہ کر سکنے کی وجہ سے ایک تو اس کو رنج وشکایت ہوتی ہے اور پھر خود اپنے کو بھی ندامت وخفت ہوتی ہے محض رسمی تعلق اور دوستی رکھنے والے اکثر بیجا مروت سے فائدہ اُٹھاتے ہیں جن سے بعض وقت مالی نقصان اُٹھانا پڑتا ہے یا عافیت سوز معاملہ درپیش ہو جاتا ہے' ہر شخص پر اعتماد نہ کرنا چاہیے۔

فرمایا: جہاں تک ممکن ہو احکامات شریعت اور اتباعِ سنت کا ہر معاملہ زندگی میں اہتمام رکھنا چاہیے۔

فرمایا: ہمیشہ نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرنی چاہیے' دوستوں کے انتخاب میں بڑی احتیاط کی ضرورت ہے۔ ظاہری اخلاق سے متاثر نہ ہونا چاہیے بلکہ اصل معیار صداقت و خلوص اور دینداری اور صفائی معاملات ہے۔

فرمایا: جن لوگوں سے زندگی میں برابر سابقہ پڑتا ہے ان کو بھی خوب سمجھ کر منتخب کر لینا چاہیے مثلاً ڈاکٹر' حکیم' وکیل' تاجر وغیرہ۔

فرمایا: اپنے خانگی حالات اور راز کی بات ہرگز کبھی کسی سے نہ کہنا چاہیے خصوصاً عورتوں سے۔

فرمایا:...... غیر ضروری مشاغل بھی جمعیت خاطر کو برباد کرنے والے ہوا کرتے ہیں۔ مثلاً خواہ مخواہ دوسروں کے معاملات میں دخل دینا یا کسی کی خاطر مروت سے کسی کام کی ذمہ داری لے لینا یا مروتاً امانت رکھنا یا کسی کی ضمانت کرنا کیونکہ فی زمانہ یہ چیزیں بھی اکثر مفسدہ سے خالی نہیں ہوتیں۔ توقعات کے خلاف ہونے سے باہمی شکایات کے دفتر کھل جاتے ہیں لہٰذا اپنی جمعیت خاطر برباد ہو جاتی ہے۔

پریشانیوں سے بچنے کی مؤثر ترکیبیں

فرمایا: مشغلہ اخبار بینی یا غیر ضروری کتابوں کا مطالعہ کرنا یا رسمی تقریبات میں شرکت کرنا یا فضول ولایعنی تفریحات میں وقت صرف کرنا' ان امور میں جو وقت ضائع ہوتا ہے اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ضروری باتیں سرانجام دینے سے رہ جاتی ہیں اور طبیعت میں فکر وتشویش پیدا ہو جاتی ہے۔

فرمایا: اپنے کسی اہم کام کے پورا کرنے کے لیے کسی ناتجربہ کار آدمی کے مشورے پر بلا سمجھے عمل کرنا یا کسی اجنبی آدمی پر محض حسن ظن کی وجہ سے اعتبار کر لینا اکثر دل کی پراگندگی کا باعث ہوتا ہے اور نقصان بھی اُٹھانا پڑتا ہے۔

فرمایا: بغیر شدید ضرورت کے قرض لینا اور خصوصاً جب کہ وقت پر ادائیگی کا کوئی یقینی ذریعہ نہ ہو تو بجائے قرض لینے کے کچھ دنوں کی تنگی وکلفت برداشت کر لینا زیادہ بہتر ہے یا مروتاً قرض دینا جب کہ خود اس کی استطاعت نہ ہو' اکثر شدید خفت اور کلفت کا باعث ہوتا ہے اس لیے شروع ہی میں کچھ بے مروتی سے کام لیا جائے' اسی میں مصلحت ہے۔

فرمایا: دین و دنیا کا اگر کوئی اہم معاملہ پیش ہو تو کسی ہمدرد و مخلص اہل علم و تجربہ سے ضرور مشورہ کر لینا چاہیے یعنی بعد نماز عشاء دو رکعت نماز پڑھ کر دعائے استخارہ پڑھی جائے۔

فرمایا: اس زمانے میں جب کہ دلوں میں خلوص نہیں ہے اور معاملات میں صفائی نہیں ہے کسی کی مالی امانت رکھنا بھی بعض وقت پریشانی خاطر کا باعث ہو جاتا ہے اس لیے رسمی تعلقات والوں کی امانت کبھی نہ رکھنا چاہیے اور جو امانت رکھی بھی جائے تو امانت رکھوانے والے کی تحریری یادداشت مع تاریخ کے ضرور لے لینا چاہیے۔

فرمایا: اسی طرح اس زمانے میں ہر شخص کی ضمانت بھی نہ کرنا چاہیے' کسی کی بیجا مروت سے بعض وقت ضمانت کر لینے سے بہت سے خطرات و پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

دینی و دنیاوی پریشانیوں کا علاج

فرمایا: روزمرہ زندگی میں کچھ ایسے حالات و واقعات بھی وابستہ رہتے ہیں جو بالکل غیر اختیاری ہوتے ہیں اس لیے ان میں ابتلاء کے وقت ضرور قلب مشوش اور متفکر ہو جاتا

ہے مثلاً بیماری کا لاحق ہونا' بیوی یا اپنے متعلقین کی بیماریاں یا غیر اختیاری طور پر تنگی معاش یا کسی عزیز و اقارب یا کسی اور شخص کا بر بناء حسد یا خبث باطن کے باعث آزار ہو جانا یا غیر متوقع طور پر کاروبار میں یا اپنے مال میں نقصان واقع ہو جانا یہ سب باتیں بھی انسان کے خیالات اور جذبات کو پراگندہ کرنے والی ہوتی ہیں۔ لہٰذا ایسے حالات کے صدور کے وقت رفع ترددات اور حصول سکون قلب کے لیے جو تدابیر بتائی گئی ہیں ان پر عمل کرنا چاہیے اور وہ تدابیر اللہ اور اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بتلائی ہوئی ہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ پریشانی اور رنج وفکر خواہ اختیاری ہو یا غیر اختیاری ہماری زندگی کا سکون و اطمینان ضرور زائل کر دیتی ہے لیکن قلب مؤمن میں اللہ تعالیٰ نے ایسی صلاحیت واستعداد رکھی ہے کہ ایسے پریشانیوں کے وقت میں جب وہ اپنے کارساز حقیقی کی طرف کسی نہ کسی صورت سے متوجہ ہو جاتا ہے خواہ یہ رجوع الی اللہ کسی درجے کا بھی ہو عقلاً اس کو ضرور سکون حاصل ہو جاتا ہے۔ گو طبعاً تکلیف کا اثر باقی رہے لیکن یہ طبعی تکلیف بھی قابل تحمل و برداشت ہو جاتی ہے ایسے مواقع پر جو لوگ اللہ والوں کی طرف رجوع کرتے ہیں ان کو ضرور نفع ہوتا ہے۔ ان کی دعاؤں اور ہمدردی سے قلوب کو تقویت ہوتی ہے' ویسے بھی جو لوگ پاک وصاف زندگی بسر کرتے ہیں جن کے دل میں دین کی عظمت ومحبت ہوتی ہے اور جن کے معمولات میں نماز کی پابندی اور دیگر اوراد و وظائف شامل رہتے ہیں اور اگر ان کا تعلق کسی بزرگ سے بھی ہوتا ہے تو ایسے لوگوں کے دل دنیوی پریشانیوں سے بہت کم متاثر ہوتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ بندے کو اپنی دنیاوی اُلجھنوں اور پریشانیوں کے تدارک کے لیے اپنے مالک اور کارساز حقیقی کی طرف رجوع ہونے سے ہی سہارا ملتا ہے اور اللہ جل شانہ نے اپنے ارشادات میں ہمارے مصائب دور کرنے کے لیے بہت مؤثر تدابیر اور دعائیں تعلیم فرمائی ہیں اس پر عمل کرنا چاہیے اور اپنی تقصیرات و معاصی اور شامت اعمال سے پناہ مانگنا چاہیے اور صدقہ وخیرات کرنا چاہیے' ایسا کرنے سے مصائب و آلام گو صورتاً قائم رہیں لیکن رضائے الٰہی پر دل ضرور مطمئن ہو جاتا ہے اور یہ بڑی نعمت ہے۔

فرمایا: دینی معلومات کا حاصل کرنا بھی نہایت اشد ضروری ہے کیونکہ بغیر اس علم کے زندگی

کے مقصد کا تعین نہیں ہوتا۔ چند کتابوں کا مطالعہ بہت اہم اور ضروری ہے۔ مثلاً سیرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حالات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین وحالات بزرگان دین، تاریخ اسلام، حضرت حکیم الامت شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہ العزیز کی تصانیف خصوصاً مواعظ وملفوظات اور بہشتی زیور وغیرہ ان کے مطالعہ سے دین و دنیا کی بہت گراں قدر کافی وشافی معلومات حاصل ہوتی ہیں، فضول اور بے مصرف کتابیں مثلاً اخبار، ناول، رسالے وغیرہ پڑھنے میں وقت ضائع نہ کرنا چاہیے ان سے قلب میں ظلمت اور عقل وفہم میں پستی پیدا ہوتی ہے اور دوسرے مذاہب کی کتابیں تو ہرگز نہ پڑھنا چاہئیں کیونکہ بغیر اپنے مذہب کے علم کے راسخ ہونے کے دوسرے مذاہب کے عقائد اور فلسفہ سے ذہن ضرور منتشر ہوتا ہے اور گمراہی کا اندیشہ ہے، اپنے مذہب میں اگر کوئی اشکال وشک پیدا ہو تو ضرور کسی اہل علم سے حل کر لینا چاہیے۔

تکمیل دین کے پانچ شعبے

فرمایا: دین مکمل ہوتا ہے پانچ شعبوں سے، چار شعبے تعلق رکھتے ہیں اعمال ظاہری یعنی شریعت سے، وہ چار شعبے عقائد، عبادات، معاملات اور معاشرت ہیں اور پانچواں شعبہ طریقت ہے جس کا تعلق باطن سے ہے ان دونوں کا حاصل صراط مستقیم ہے، ان میں باہمی تعلق یہ ہے کہ تمام شریعت کا دارومدار طریقت پر ہے۔ طریقت شریعت کے لیے بنیادی چیز ہے، اگر بنیاد (طریقت) کو الگ کر دو تو وہ بے معنی، بے نور ہے، صرف اعمال ہی اعمال رہ جائیں گے، روح نہیں ہوگی تو بنیادی چیز طریقت ہے۔ اب طریقت کا اثر چاروں شعبوں پر پڑتا ہے۔ مثلاً عقائد کو لیجئے، توحید کے اقرار میں، اخلاص نیت شرط ہے، یہ عمل باطنی ہے، توحید کا اقرار ہو یا رسالت کا اقرار، جتنے بھی عقائد ہیں یہ سب بے غبار طریقت سے ہوتے ہیں تو جب تک طریقت نہیں ہے توحید خالص نہیں ہے۔ اسی طرح سے عبادات کو لیجئے ان میں اگر اخلاص نیت نہیں ہے تو یہ خالص نہیں ہیں تو جتنے ارکان ہیں اوامر ونواہی ہیں، سب میں طریقت ہے، اوامر ونواہی میں امتیاز کرنے والی چیز باطن ہے۔ باطن ہی کی وجہ سے امتیاز ہوتا ہے کہ یہ حق ہے یا باطل؟ اب جو بدعات ورسومات لوگوں نے خواہ مخواہ عبادت میں

شامل کرلی ہیں وہ اسی لیے کرلی گئی ہیں کہ نفس میں ایک مادہ خلش (تقویٰ) کا تھا وہ باطن سے تعلق رکھتا ہے وہ نہیں رہا۔ اسی طرح معاملات لیجئے یہ ہماری زندگی کا خاص الخاص مسئلہ ہے اسی پر ساری عبادات کا دارومدار ہے یہاں نفس وشیطان بہت زیادہ دخیل ہوتے ہیں ان کا مقابلہ باطنی قوت سے ہوسکتا ہے۔

گھر والوں کی حوصلہ افزائی ان کا حق ہے

فرمایا: ایک گھریلو کام کی بات یاد آ گئی ہے۔ ایک انجینئر صاحب نے ہماری دعوت کی اچھے لذیذ کھانے پکائے ہم نے کھانا کھانے کے بعد کہا کہ کھانا پکانے والے کی قدر ہی نہیں۔ صاحب خانہ نے اپنی اہلیہ کو آواز دی وہ پردے میں آ کھڑی ہوئیں ہم نے کہا کھانا بڑا لذیذ تھا فلاں اور فلاں چیز بہت ہی لذیذ تھی اس پر پردے سے رونے کی آواز آئی میں خاموش ہو گیا اور چلا آیا پانچ چھ دن کے بعد وہ دوا لینے مطب آئیں پردہ میں تھیں میں نے کہا کہ اس دن آپ کیوں روئی تھیں؟ وہ پھر رو پڑیں کہنے لگی بیس پچیس برس شادی کو ہو گئے آج تک کبھی اس شخص نے میری حوصلہ افزائی نہیں کی جب آپ سے میں نے حوصلہ افزائی کے کلمات سنے تو میں نے کہا میری خدمت کو کسی نے قبول تو کیا اس بات پر مجھے بے اختیار رونا آ گیا تھا اور آج پھر آ رہا ہے۔ حضرت مدظلہ نے فرمایا: دیکھو! اس بات سے کتنے دوست نا آشنا ہیں اس کے بعد حضرت مدظلہ نے دعا فرمائی یا اللہ! آپ کی دی ہوئی توفیق ہے ہم کو دین کے حاصل کرنے اور طلب کرنے کی توفیق اور دین کی فہم عطا فرما ہماری بگڑی ہوئی استعداد کو درست فرما اعمال صالحہ کی توفیق عطا فرما ہماری اعانت ونصرت فرما اگر لغزشیں ہو جائیں معاف ودرگذر فرما علم کے تقاضے کے مطابق عمل کی توفیق اور ہر اچھی بات پر عمل کی توفیق عطا فرما پھر شرف قبولیت کے ساتھ ساتھ دوام عمل نصیب فرما۔

یا اللہ! ہماری زندگی کو پاکیزہ زندگی بنا دیجئے فسق وفجور سے دل میں نفرت بھر دیجئے ہمارے ظاہر وباطن کو سنوار دیجئے ہم سے راضی ہو جائیں لغزشوں کا مواخذہ نہ فرمائیے...... نہ دنیا میں نہ آخرت میں ہم دل وجان سے اگلے پچھلے گناہوں سے توبہ اور مغفرت کے طلبگار ہیں پرسکون اور پر عافیت زندگی عطا فرمائیے ہر قسم کی تشویشات سانحات پریشانیوں

بیماریوں سے محفوظ فرمادیجئے۔......آمین

اخلاق درست نہ ہوں تو معاشرہ صحیح نہیں ہوسکتا

فرمایا: اسلام کے چار جزئیات ہیں' عقائد' اعمال' معاشرت اور اخلاق۔ اگر اخلاق درست نہ ہوں تو معاشرہ صحیح نہیں ہوسکتا' اب دیکھئے کپڑا انسان کی حاجت اور ضرورت کی چیز ہے' اس کو اگر دوسرے کے دکھانے کے لیے پہنے تو اپنی حاجت کی چیز کو خود پسندی اور ریا کاری کی بناء پر برباد کردیا' اگر ہر چیز کے اندر ریاکاری' خود پسندی' حب جاہ اور فریب دہی کریں تو معاشرہ کیسے جمع ہوگا؟ جس سے معاملہ کریں گے بدگمانی کریں گے اپنا نفع زیادہ دیکھیں گے' چاہے دوسرے کا نقصان ہو' دفاتر میں دیکھیں تو تکبر اور مستی ہی نظر آئے گی' ہر ایک فرعون بنا بیٹھا ہے' دوسروں کو نقصان پہنچانے کی نیت کرکے بیٹھے ہیں اور رشوت خوری کریں گے تو کیسے دفاتر کا ماحول اور تجارت ٹھیک ہوگی؟ مخلوط تعلیم عام ہے' جذبات کا میل جول ہے' کون سا اخلاقی دباؤ ہے کہ ان کے جذبات خراب نہ ہوں؟ تو کیسے معاشرے جمع ہوگا؟ چنانچہ دباؤ اور خوف نہ ہو تو ہر چیز بگڑتی ہے' یہ نفس کے رذائل ہر جگہ خرابی کے محرکات ہیں اسی طرح عبادات بھی انہی رذائل سے' نفسانیت اور ریاکاری سے خراب ہورہی ہیں اور بدعات اور فرقہ بندی اسی وجہ سے ہورہی ہے تو جب تمام چیزیں خراب ہوگئیں تو ایمان ضعیف ہوگیا' ایمان کی قوت منحصر ہے اخلاص پر' تو اخلاص کہاں سے آئے گا؟ ایک بزرگ فرمارہے ہیں کہ اگر تم کو عبادات میں لطف آئے تو ٹھیک ہے لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس عبادت کا کیا مصرف ہے؟ ثواب جو حاصل کیا اس کا مصرف کیا ہے؟ جس طرح تجارت سے نفع کمایا تو بتاؤ اس کمائی کا مصرف کیا ہے؟ کیا اس لیے روپیہ ملا کہ شادی کے اسراف اور فضول رسم ورواج پر ختم کردیں؟ ایک مسئلہ بھی سن لو کہ اگر کسی شخص کو یہ پتہ چلے کہ قرض لینے والا شادی کے اسراف اور رسم ورواج کے لیے قرض مانگ رہا ہو تو قرض دینا جائز نہیں ہے کیونکہ اس صورت میں گناہ میں معاون اور مددگار بن جائے گا۔ تو یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس روپیہ کو اللہ کی اطاعت میں کتنا خرچ کیا اور نفسانیت پر کتنا خرچ کیا؟ اصل چیز یہ دیکھنی ہے کہ مصرف کیا ہے اگر مصرف صحیح نہیں ہے تو آمدنی خراب اور بیکار' اگرچہ آمدنی حلال ہی

ہو اور اگر اللہ کی اطاعت کے مطابق مصرف ہو تو برکت والی آمدنی اور اگر نفسانیت اور حب جاہ اور تکبر کے لیے ہو تو یہ حلال آمدنی محض دوزخ کا سامان ہے۔

اخلاقیات پر توجہ کی ضرورت ہے

فرمایا: ایک آدمی میرے پاس آئے کہ چند باتیں کرنی ہیں آپ سے لیکن صحت کے متعلق نہیں ہیں' میں نے کہا کیا کہنا ہے؟ تو کہنے لگا کہ مجھے اللہ کے وجود میں شبہ ہے اور اس کے وجود سے انکار ہے (نعوذ باللہ) میں نے کہا کہ بھائی عالم تو نہیں ہوں کہ دلائل دوں' آپ مفتی محمد شفیع صاحب مدظلہ کے پاس جائیں اور پھر یہ مطب ہے آپ گھر پر کبھی تشریف لائیں وہ جانے لگا تو میں نے کہا بھائی تمہارا اعتراض کیا ہے؟ تو کہنے لگا کہ میں اللہ کے وجود سے منکر ہوں۔

میں نے کہا کہ بھائی کیسے منکر ہو؟ خود ہی اثبات کر رہے ہو پھر انکار کب کیا اللہ کے وجود سے' جب وجود کہہ دیا تو خود ہی ثابت کر دیا' اللہ تعالیٰ اس بلا سے محفوظ رکھے۔

فرمایا: دوسرے شعبہ کا جائزہ لیں تو وہ ہیں عبادات' وہ بھی الحمدللہ کسی حد تک محفوظ ہیں' الحمدللہ نماز بھی پڑھتے ہیں' روزہ بھی رکھتے ہیں' حج اور زکوٰۃ کی ادائیگی بھی کرتے ہیں اور کلام اللہ کی تلاوت بھی کرتے ہیں اور یہ تمام چیزیں صحیح بھی ہیں کیونکہ بزرگوں سے سیکھی ہیں' ہاں اس بات کا اعتراف ہے کہ اس میں کمی اور نقص ہے اپنی کمزوری کی بناء پر لیکن اس پر نادم ہیں اور توبہ کرتے ہیں اور دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ اب تو اس میں بدعات اور رسومات اور ریاکاری پیدا ہو گئی ہے' اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے' گو کسی حد تک یہ شعبہ بھی محفوظ نکلا۔

فرمایا: اب اگلے شعبوں کا جائزہ لیجئے تو معاشرت اور معاملات کو دیکھتے ہیں تو یہ دین کے بڑے اہم شعبے ہیں اور اس کے اندر اللہ تعالیٰ کے احکام ہیں' اوامر ہیں' فرائض ہیں اور واجبات اور نواہی ہیں' مکروہات اور محرمات ہیں' ان پر عمل کرنے والا جنتی اور عمل نہ کرنے والا جہنمی کیونکہ اللہ تعالیٰ احکام کی خلاف ورزی کی بناء پر مجرم ہو گئے تو ان کے اندر بھی اللہ کے احکام موجود ہیں۔

فرمایا: پانچواں شعبہ اخلاقیات' حسن اخلاق' نرم مزاجی' ہمدردی' ایثار' محبت' امانت یہ اعمال حسنہ ہیں اور غصہ' بدخلقی' تکبر' حسد' کینہ اور شہوانی خواہشات' یہ اخلاق کے رذائل میں

سے ہیں تو ان دونوں شعبوں کا نام اخلاق ہے تو اعمال حسنہ کو اپنانا اور رذائل سے بچنے کا نام حسن اخلاق ہے۔ غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ تمام شعبوں میں سے مؤثر اور اس کی بنیاد یہ اخلاقیات کا شعبہ ہے اس لیے سب سے زیادہ توجہ کی اس پر ضرورت ہے۔ اب آپ کی شکایت ہے کہ آج کل معاشرہ ایسا ہے اور معاملات ایسے ہیں' معاملات میں کھلی ہوئی اللہ کی نافرمانی ہورہی ہے' علی الاعلان خلاف ورزی ہورہی ہے کیونکہ معاملات عالمگیر ہوگئے ہیں' مشرکین اور اسلام دشمنوں سے معاملات کرنے پڑتے ہیں' ہمارے حاکم اور سیاستدان معاملات میں کھلی ہوئی بغاوت کرتے ہیں تو ہمارے معاملات کیسے ہوں؟ ہم مجبور ہیں ہمارے بس کی بات نہیں ہے کہ ہم سود اور رشوت نہ لیں اور نامحرم کے اختلاط سے بچیں۔ تمام تجارت بینک کے ذریعہ ہوتی ہے' تہذیب حاضرہ ہمیں مجبور کرتی ہے کہ والدین اور رشتہ داروں کے صحیح حقوق ادا نہ کریں کیونکہ ہماری تعلیم گاہوں میں اخلاق سوز چیزیں سکھائی جاتی ہیں' معاملات میں برادری والے نہیں چھوڑتے' بدعات اور غلط رسومات میں حصہ لینا پڑتا ہے تو تمام جگہ ہم مظلوم ہیں یا مجبور ہیں یا مغلوب ہیں یا مجروح ہیں اور کہیں مرعوب ہیں' تہذیب حاضرہ کا تقاضا اور ماڈرن معاشرہ اور غلط معاملات ہمیں غلط کاری پر مجبور کرتے ہیں۔ ٹیلی ویژن گھر گھر لگ گیا ہے' تصاویر عام ہیں' فحش رسائل اور ناول کی روک تھام نہیں ہے تو اس کی روک تھام ہمارے بس میں نہیں' اگرچہ ہم حقیقتاً مجبور نہیں ہیں بس ہمارے ایمان اور کریکٹر کی کمزوری ہے ذرا سا ایمان اور کریکٹر پختہ کرلیں تو ہر چیز کی روک تھام کرسکتے ہیں۔

قلب میں تقویٰ ہو تو کسی کا تسلط نہیں چلتا

فرمایا: ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جس کے دل میں تقویٰ ہے اس کے اوپر کسی کا تسلط نہیں چلتا نہ نفس کا' نہ شیطان کا' نہ باغیوں کا۔ یہ مؤمن کے قلب کے لیے بہتر ہے اور اگر ایسا تقویٰ حاصل نہیں تو عقلاً حاصل کرو' پھر قلب کا تقویٰ بھی حاصل ہوجائے گا' اللہ پاک ہم کو تقویٰ عطا فرمائیں۔ آمین

آج زندگی کے عنوانات تو ختم ہوتے جارہے ہیں اور موت کے عنوانات ان گنت پیدا ہوتے جارہے ہیں' غفلت ان میں سب سے بڑا عنوان ہے ہم جو کچھ کررہے ہیں بے

سمجھی سے کر رہے ہیں رسم کے طور پر کر رہے ہیں خدا کے لیے اس کو سمجھ لو تھوڑا سا خوف پیدا کرلو بیدار ہو کر کرلو اس کی ترکیب یہی ہے کہ تھوڑا سا وقت نکال کر اپنے حالات کا جائزہ لو میں تو پہلے کہا کرتا تھا کہ اوراد و وظائف کم کر دیجئے۔ اب میں کہتا ہوں کہ کچھ دنوں کے لیے حذف کر دیجئے۔ درحقیقت ذکر و شغل بے معنی نہیں ایک دفعہ بھی اللہ کا نام لے لے اس کے بہت برکات ہیں لیکن کوئی وقت نکال کر اپنی زندگی کا جائزہ لیں اس سے بہت فائدہ ہو گا۔

کسی خاص وقت میں بیٹھ کر اپنے کو مخاطب کریں اور خدا سے عجز و نیاز کے ساتھ گفتگو کریں توبہ کریں اور دعائیں کریں۔ یا اللہ! آج کی بدتہذیب اور بداخلاق معاشرہ کی گندگیوں میں گھر گیا ہوں میں آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا متمنی ہوں آپ ان کی اتباع کی توفیق نصیب کیجئے کچھ دنوں کے لیے اوراد و وظائف چھوڑ دیجئے اور اس مراقبہ کے لیے وقت نکالئے جس کو بھی جو ملا ہے اسی غور و فکر سے ملا ہے۔

میں سوچتا ہوں یہ بزرگان دین عاقبت سے اتنا کیوں ڈرتے تھے؟ دراصل ساری زندگی کے افسانے گزر جاتے ہیں اب آنکھ بند ہوتے ہی ابدالآباد کی زندگی آنے والی ہے۔ اس سے لرزہ براندام ہوتے ہیں چونکہ وہاں پھر کوئی عمل تو ہو نہیں سکتا عمل کے لیے تو یہ عرصہ ہے اور یہ عرصہ زندگی نہایت مختصر اور وہاں کی زندگی بڑی قوی اور ہمیشہ رہنے والی ہے اور جو کچھ بھی ہو عذاب ہو یا عیش ہو مگر دائمی ہو گا۔

ایک دفعہ ہم قبرستان گئے خیال آیا یہیں کہیں ہماری بھی قبر ہو گی۔ ایک قبر پر کتبہ لگا تھا ''اے جانے والے آن کر دیکھ میں کس طرح خاک میں پڑا سو رہا ہوں'' معلوم نہیں کیا حال ہو گا ان کا؟ معلوم نہیں کفن بھی باقی ہے یا نہیں؟ معلوم نہیں بدن بھی باقی ہے یا صرف ہڈیاں پڑی ہیں؟ سب رگیں جو تنی تھیں پانی ہو کر بہہ گئیں اب کھوپڑی پڑی ہوئی ہے کوئی رگ و ریشہ نہیں دماغ میں جو کچھ بھرا تھا سب کیڑے مکوڑے کھا گئے مجھے ایسی عبرت ہوئی کہ اگر اس خاک کے اندر کسی کو آرام ہے تو صرف ایمان والوں کو وہ دماغ وہ غلغلہ سب ختم ہو گیا عیش کا پروردہ بدن تو خاک میں مل گیا مگر مؤمن پر اللہ کا کرم بے حساب ہوتا ہے۔ صاحب ایمان اگر مرنے سے قبل توبہ کر لے اور کتنا ہی گنہگار ہو اللہ پاک رحم فرما دیتے ہیں۔

ختم نبوت سے محبت

فرمایا: الحمدللہ کیپ ٹاؤن کے مقدمہ میں کامیابی ہوئی۔ حضرت مولانا محمد رفیع عثمانی مدظلہ، حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی دامت برکاتہم نے کہا الحمدللہ کامیابی ہوئی۔ مولانا محمد رفیع عثمانی نے فرمایا کہ پاکستانی وفد کے پہنچنے سے کایا پلٹی ہے۔ کیپ ٹاؤن کے میزبان نے ہمیں ٹیلی فون پر بتایا کہ جب یہ وفد وہاں پہنچا تو ہمارے وکیلوں (جو پہلے سے پیروی کررہے تھے) کے پاس مواد نا کافی تھا' انہوں نے اس مقدمہ کی تیاری کچھ اور انداز میں کی تھی' وہ انداز کمزور تھا' جب یہ حضرات پہنچے تو ایک ہی رات میں انہوں نے وکلاء کو نئے نکات دیئے' انہی نکات کی بنیاد پر وکلاء نے مقدمے کو از سر نو ترتیب دیا اور الحمدللہ اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ وہاں وکلاء بھی کہتے تھے کہ اس وفد کے آنے سے ہمیں عظیم مدد بروقت ملی ہے ورنہ ہمارے لیے مسئلہ مشکل ہو جاتا۔ اس پر آپ یعنی ڈاکٹر صاحب مدظلہ نے فرمایا: یہ اللہ تعالیٰ کا احسان عظیم ہے۔ مولانا محمد تقی عثمانی اس عنوان پر اچھی طرح کام کر چکے تھے۔ اس پر مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب نے فرمایا کہ غلام احمد قادیانی کی کتابوں کا (مجلس کی طرف سے) پورا بکس بھیجا گیا تھا اس پر حضرت مدظلہ نے فرمایا" جانے کیسے حواس باختہ لوگ ہیں جو اس کو مانتے ہیں قادیانی نے جو اپنی روئیداد لکھی ہے وہ ایسی شرمناک ہے میں نے ۵۰ برس پہلے پڑھی تھی یہ کوئی انسان تھا؟ یہ تو شیطان مجسم تھا' اس پر مولانا لدھیانوی صاحب نے فرمایا کہ یہ عنوان (پاگل کی کہانی) بھی اسی لیے لگایا گیا ہے۔ پھر مولانا لدھیانوی صاحب نے یہ پورا پڑھ کر سنایا اس پر حضرت نے فرمایا: یہ واقعی پاگل تھا۔ پھر حضرت نے فرمایا مقدمہ کی کامیابی پر میں آپ سب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

گناہوں کے اثرات

عافیت بڑی نعمت ہے

فرمایا: عافیت بہت بڑی چیز ہے اس کے مقابلے میں ساری دولتیں ہیچ ہیں' عافیت دل دماغ کے سکون کو کہتے ہیں اور یہ سکون اللہ تعالیٰ کی طرف سے حاصل ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ دولت بلا کسی سبب اور استحقاق کے عطا فرماتے ہیں' عافیت کو کوئی نہیں خرید سکتا' نہ روپیہ خرید سکتا ہے' نہ

سرمایہ نہ منصب' عافیت کا خزانہ صرف خدا کے پاس ہے خدا کے سوا کوئی نہیں دے سکتا۔

بندے کو چاہیے کہ وہ خدا کے سامنے اپنے عجز و نیاز کو پیش کرے اور کبھی کبھی یہ دُعا پڑھ لیا کرے۔ "اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُک رضاک والعفو والعافیة فی الدنیا والآخرة فی اھلی ومالی" یہ دعائیہ کلمات بہت بڑی چیز ہیں اس کے مقابلے میں ساری دولتیں ہیچ ہیں۔

فرمایا:...... میرے مطب میں ایک صاحب حیثیت دوا کے لیے آئے' یہ صاحب بار بار مڑ کر پیچھے دیکھتے تھے' میں نے پوچھا کیا بات ہے؟ تو کہنے لگے کہ میں پیچھے بیٹھے ہوئے اس نوجوان پر رشک کر رہا ہوں کہ دن کے وقت میں بھی سو رہا ہے جبکہ میری حالت یہ ہے کہ رات بھر مجھے نیند نہیں آتی' ہم نیند کے لیے ترستے ہیں لیکن وہ نہیں آتی' گولیاں کھاتے ہیں' اس کے علاوہ دیگر سارے جتن کرتے ہیں مگر نیند قریب آنے کا نام بھی نہیں لیتی۔

فرمایا: آج ساری دنیا حواس باختہ زندگی گزار رہی ہے' کوٹھیاں سجی ہوئی اور پُر تکلف ہیں' آسائش و زیبائش کے سارے سامان ہیں لیکن عافیت کی دولت سے محروم ہیں' جانوروں کی سی زندگی بسر ہو رہی ہے' اپنے آپ کو تسلی دینے کے لیے سیر و تفریح کا مشغلہ اختیار کرتے ہیں' گھر والوں کو بھی کراتے ہیں' لیکن کیا اس سے عافیت مل سکتی ہے؟ کبھی نہیں۔

گناہ عافیت سوز ہیں

فرمایا: عافیت سوز گناہ ہیں جن کو ہم نے اپنے اختیار سے اختیار کر رکھا ہے جو ناپاک زہریلے اور ہم کو برباد کرنے والے ہیں' اس کا علاج اقرار جرم' گناہوں کو چھوڑنا' رجوع الی اللہ اور بد پرہیزی سے بچنا ہے' باقی بیماریاں' دشواریاں اور تکالیف کا ہونا یہ تمام فطری لوازمات ہیں' عافیت سوز نہیں' ان سے کوئی مبرا نہیں' یہ اللہ والوں کو بھی ہوتی ہیں۔ لوگ کہتے ہیں کہ ہم توبہ کرتے ہیں وظیفے بھی پڑھتے ہیں لیکن بیماریاں' دشواریاں کبھی رفع نہیں ہوتیں' حالت پہلے والی ہے' فرمایا اس کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص کو ایک دمبل (پھوڑا) ہے اس کو سخت درد اور تکلیف ہے وہ ایک ماہر سرجن کے پاس گیا اس نے اس دمبل کا آپریشن کیا جتنا اس میں زہریلا مادہ تھا سب کا سب نکال دیا' مرہم لگایا' پٹی کر دی' اس نے کہا کہ اب خطرے سے خالی ہے حالانکہ زخم تو ابھی باقی ہے اندمال نہیں ہوا' اسی طرح ہمارا حال ہے ہم نے استغفار کیا' زہریلا مادہ نکل گیا'

(زخم) دشواریاں ابھی باقی ہیں، اللہ تعالیٰ کی رحمت سے آہستہ آہستہ زخم بھر جائے گا جب اندمال ہو جائے گا تو سکون قلب کی دولت نصیب ہوگی اور معاصی سے نفرت ہو جائے گی۔

گناہ چھوڑنے کا مجرب نسخہ

فرمایا: فجر کی یا عشاء کی نماز کے بعد خدا کے سامنے تھوڑی دیر بیٹھ کر اپنے اعمال کا محاسبہ کرو اور کہو اے خدا! میرے تمام اعمال سب آپ کے سامنے ہیں، میں نفس وشیطان سے مغلوب ہوں یہ میری روزمرہ کی زندگی ہے یعنی اپنی بے بسی اور مجبوری کو خدا کے سامنے پیش کرو اور کہو یا اللہ! میں چاروں طرف سے گرداب میں پھنس چکا ہوں، یا اللہ! میں کہنے کو تو مسلمان ہوں لیکن تقاضائے دین سے بالکل خالی، حوادثات میں گھرا ہوا ہوں، بالکل بے بس ہوں، اے اللہ! میری مدد فرما، میری حالت کو تبدیل فرما، محروم نہ فرما، میں عاجز بندہ ہوں، آپ ارحم الراحمین ہیں، میرے صغائر وکبائر سب معاف کر دیجئے یا اللہ! آپ کا وعدہ سچا ہے، میں اقراری مجرم ہوں، گناہوں کے ترک کا پکا ارادہ کرتا ہوں، آئندہ آپ مجھے اپنی حفاظت میں رکھ لیں۔ اسی طرح سے یہ نسخہ کچھ دنوں تک آزمائیں، ان شاء اللہ بہت فائدہ ہوگا۔

لغزشوں سے انکسار پیدا ہوتا ہے

فرمایا: حسنات سے تو معرفت خداوندی بڑھتی ہے اور لغزشوں سے عبدیت وانکسار پیدا ہوتا ہے اور اس کی کوئی حد نہیں، اگر لغزشیں نہ ہوں تو عبدیت وتقویٰ ہی پیدا نہ ہو اس لیے کہ لغزشیں ندامت کا سبب بنتی ہیں اور تقویٰ کی روح رواں ندامت ہے کیونکہ جب اپنی حالت بد پر ندامت ہوگی تو آئندہ اصلاح کی فکر کرے گا اور احتیاط کی کوشش کرے گا یہی تقویٰ کی روح ہے۔

گناہ انسانیت سوز ہیں

فرمایا: جتنے اعمال وحرکات انسانیت سوز ہیں وہ گناہِ کبیرہ ہیں، گناہ کبیرہ کے کرنے سے انسان اسفل السافلین تک جا پہنچتا ہے اور حیوانات سے بھی بدترین ہو جاتا ہے۔ تمام انسانوں کو انسانیت سوز امور سے عموماً اور مسلمانوں کو خصوصی طور پر بچنا چاہیے۔ اس پر حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر کوئی گندی چیز سڑ جائے تو اس سے اتنا نقصان نہیں کیونکہ

وہ پہلے سے سڑی ہوئی ہے لیکن اگر ایک لطیف چیز مثلاً حلوا (انڈے وغیرہ کا) سڑ جائے تو اس میں جلد اور زیادہ تعفن پیدا ہوتا ہے۔ تو اسی طرح سے مسلمانوں کی بداعمالیاں زیادہ تعفن پیدا کرتی ہیں بنسبت کفار و مشرکین کی بداعمالیوں کے۔ وجہ یہ ہے کہ مسلمان صاحب ایمان تھے' ان کے پاس صلاحیت واستعداد تھی' انہوں نے اپنی استعداد سے کام نہ لیا مگر ساتھ ساتھ یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رحم و کرم سے مسلمانوں کو جب ایمان کی دولت عطا فرمائی کہ اس کی بدولت کبھی کبھی رجوع الی اللہ کی توفیق ہو جاتی ہے اسی طرح رجوع الی اللہ اور استغفار سے اس سے گناہ محو ہو جائیں گے تو ایمان بہت بڑی طاقت ہے لیکن اس کے تحفظ کے لیے سامان ضرور کیا جائے اور اس کو جو ضعف پہنچانے والی چیزیں ہیں ان سے پرہیز واحتیاط لازمی ہے۔

ہماری پریشانی ہمارے گناہوں کا ردعمل ہے

فرمایا: آج ہر طرف پریشانی ہے کوئی دل ایسا نہیں جو پریشان نہ ہو' یا کسی میں فکر و تردد نہ ہو' تشویش و خطرات و وساوس کے ساتھ جی رہے ہیں' تدبیر سمجھ میں نہیں آ رہی اب کیا کریں' دین کی تبلیغ اپنے اپنے دائرہ میں ہو رہی ہے لیکن وہ محدود ہے جب کہ دشمنان اسلام کے ذرائع و وسائل مکمل ہیں اور وہ کھلے بندوں بے دینی کی اشاعت کر رہے ہیں' ان کے مقابلے میں علماء حق جن کے وسائل و ذرائع اگرچہ محدود ہیں مگر وہ اپنی جگہ کام کر رہے ہیں جو خلاف شرع کام ہیں ان کی حتی المقدور تردید کر رہے ہیں۔

فرمایا: آج ہر شخص حواس باختہ زندگی گزار رہا ہے' پریشانیوں کے دفتر کھلے ہوئے ہیں' ہر ایک یہ کہتا ہے کہ فلاں نے کچھ کر دیا ہے' ہم پر سفلی عمل ہو گیا ہے وغیرہ۔ لیکن یہ نہیں سوچتے کہ ہر عمل کا ایک ردعمل ہوتا ہے' ہر ایکشن کا ایک ری ایکشن ہوتا ہے' گناہ کبیرہ کا ہم ارتکاب کر رہے ہیں اور کہتے ہیں اس میں حرج کیا ہے؟ یوں سمجھ لیا ہے کہ نماز پڑھ لیتے ہیں' زکوٰۃ دے دیتے ہیں' عمرہ اور حج ادا کر لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم صاحب ایمان اور متقی ہیں۔ بتلایئے! جہاں خدا نے نماز روزہ فرض کیا ہے وہاں اس نے گناہ کبیرہ سے بچنے کے لیے بھی کہا ہے یا نہیں؟ ہر صاحب ایمان سے سوال یہ ہے کہ جب تم گناہ کبیرہ کرو گے تو

اس وقت مغضوبین اور ضالین میں تمہارا شمار ہو جائے گا یا نہیں؟ تمہاری وضع قطع، رہنا سہنا تجارت، لین دین غرضیکہ سب امور مشرکین کے سے ہیں، پھر کیا شکایت کرتے ہو کہ ہماری دعائیں قبول نہیں ہوتیں، شکرو بایں ہمہ جرائم کے ارتکاب کے باوجود ہمیں کھانے کو دے رہے ہیں، پینے کو دے رہے ہیں، ہمیں عزت حاصل ہے۔ ہمیں احساس کرنا چاہیے، فکر کرنی چاہیے اپنے جرم کا اقرار کرنا چاہیے اور اپنے تمام گناہوں سے معافی مانگنی چاہیے۔

اپنی کوتاہیوں پر نظر کی حد

فرمایا: اپنی کوتاہیوں پر ضرور نظر کرنی چاہیے مگر اس میں اتنا انہاک بھی نہیں ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے جن امور صالحہ کی توفیق اور صلاحیت عطا فرمائی ان کا کفران نعمت ہونے لگے۔

عارفی پیر مغاں نے ایسی کچھ ڈالی نظر　　میری ہستی سر بسر اعجاز ہوکر رہ گئی

روح کی غذا

فرمایا: روح کی خاص الخاص غذا توحید، اتباع سنت، ذکر اللہ اور امتثال امر ربی ہے۔ روح انہی سے پرورش پاتی اور ترقی حاصل کرتی ہے۔ ایمان کا وجود بالیدگی، ترقی اور قوت اسی کی بنیاد پر حاصل کرتا ہے اور جنہوں نے ایمان قبول نہیں کیا ان کی صلاحیتیں ختم ہو جاتی ہیں، پھر روح بھی مردہ ہو جاتی ہے۔ اسی لیے فرمایا: "خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ ۚ وَعَلٰى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ" نیز اسی طرح سے اگر روح کو غذا (ذکر اللہ، امتثال امرِ ربی وغیرہ) نہ ملے تو بھی وہ مردہ ہو جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمان کے گھر میں جو بچہ پیدا ہوتا ہے تو عالم وجود میں آتے ہی اسے سب سے پہلے روحانی غذا دی جاتی ہے اور روحانی ناشتہ کرایا جاتا ہے، پہلے اذان اور تکبیر کہی جاتی ہے پھر ماں کا دودھ دیا جاتا ہے۔

"اَللّٰهُمَّ اجرنا من النّار توفّنا مسلما والحقنا بالصالحین وصلی اللہ علٰی خیر خلقہ محمّد وعلٰی آلہ واصحابہ وبارک وسلّم. آمین ثم آمین"

مسلمانوں کیلئے ایک اہم انتباہ

مجلس بروز جمعہ بعد نماز عصر مورخہ ۲۰/ذی الحجہ ۱۴۰۲ھ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حامدًا ومصلیاً!.............................حاضرین!السلام علیکم

کچھ عرصہ سے میری طبیعت ناساز چل رہی ہے۔ضعف بھی زیادہ ہے مگر آپ لوگ زحمت اٹھا کر دور دور سے آتے ہیں۔عذر کرتے ہوئے بھی شرم معلوم ہوتی ہے۔آج آپ لوگوں سے ایک بہت ضروری بات کہنی ہے جو بلا تکلف اور بلا خوف تردید عرض کرتا ہوں۔

دیکھئے! اس وقت زندگی کے کسی شعبہ پر بھی نظر ڈالئے، ہر فرد پر کچھ ایسی بے حسی طاری ہے کہ کسی کو اپنے مآل کار کا ہوش نہیں، ہر شخص کے ذمہ اپنے اپنے مشاغل ہیں۔وہ دیندار ہوں یا دنیا دار۔مگر سب کے ساتھ ایک بے حسی کا عالم ہے۔میں سب کو تو نہیں کہتا مگر اکثر وبیشتر کی یہی حالت ہے۔تجارت گاہوں میں، دفاتر میں، مختلف اداروں میں لوگ اپنی اپنی دھن میں سرگرداں ہی رہتے ہیں۔قرب قیامت کی علامت میں یہ بھی ہے کہ ایسا وقت آجائے گا کہ لوگ اپنی زندگی کے انداز میں ایسے مدہوش ہوجائیں گے کہ ان کو یہ ہوش ہی نہ ہوگا کہ صبح کب ہوئی اور شام کب ہوئی اور کس طرح ہوئی۔جائز طریقہ سے ہوئی کہ ناجائز طریقہ سے۔حلال کی کمائی ہوئی کہ حرام کی ہوئی۔انسانوں کی طرح ہوئی کہ حیوانوں کی طرح ہوئی۔یہ احساس ہی مٹ جائے گا۔اس وقت اب ایسے ہی آثار دیکھ رہا ہوں۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جتنی علامات قیامت احادیث میں ارشاد فرمائی ہیں وہ کچھ تو برملا اب پائی جارہی ہیں اور جن کا ابھی وقت نہیں آیا وہ بھی آئندہ ظاہر ہوتی رہیں گی۔

قربان جایئے اُس نبی برحق علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کہ جس نے دین کی یا دنیا کی کوئی بھی بڑی سے بڑی اور چھوٹی سے چھوٹی ضرورت اور بات ایسی باقی نہیں چھوڑی جس کے متعلق صاف اور کھلے الفاظ میں احکام نہ بیان فرما دیئے ہوں اور اُن کے منافع اور نقصان نہ بتا دیئے ہوں۔ اگر مسلمان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا رسول سمجھتے ہیں تو یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جس قسم کے اعمال پر جس قسم کے عذاب اور پریشانیوں کا مرتب ہونا ارشاد فرمایا ہے وہ تو یقیناً ہو کر رہیں گے، مگر ہم کو اپنی مدہوشی کی وجہ سے ان ارشاداتِ نبویہ کی طرف دھیان دینے کی فرصت اور ہوش کہاں؟

علامات قیامت کے سلسلہ میں ایک حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ''اس امت میں ایک جماعت رات کو کھانے پینے اور لہو ولعب میں مشغول ہوگی اور صبح کو بندر اور سؤر کی صورتوں میں تبدیل ہو جائے گی، اور بعض لوگوں کو زمین میں دھنس جانے عذاب ہوگا، لوگ کہیں گے کہ آج رات فلاں خاندان دھنس گیا، اور فلاں گھر دھنس گیا۔ اور بعض لوگوں پر آسمان سے پتھر برسائے جائیں گے جیسے کہ قوم لوط پر برسائے گئے تھے۔ اور بعض لوگ آندھی سے تباہ ہوں گے۔ اور یہ سب کیوں ہوگا۔ ان حرکتوں کی وجہ سے۔ شراب پینے کی وجہ سے۔ ریشمی لباس پہننے کی وجہ سے۔ گانے والیاں رکھنے کی وجہ سے۔ سود کھانے کی وجہ سے اور قطع رحمی کی وجہ سے۔ (مشکوٰۃ)

علاماتِ قیامت میں یہ بھی وارد ہوا ہے کہ عام کساد بازاری ہوگی، زنا کی کثرت ہوگی، غیبت پھیل جائے گی، مالداروں کی عظمت کی جائیگی، منکرات کرنے والوں کا غلبہ ہوگا اور تعمیرات کی کثرت ہوگی۔ نیز فحش گوئی، بدخلقی، پڑوسیوں کے ساتھ بُرا برتاؤ۔ نیز یہ بھی علامات قیامت میں ہے کہ مرگ ناگہانی کثرت سے ہونے لگے گی جو آج کل عام طور سے ہونے لگی ہے جس کو دل کی حرکت بند ہو جانا (Heart Faulure) کہتے ہیں۔

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ نیک اعمال میں جلدی کرو مبادا ایسے فتنے واقع ہوں جو اندھیری رات کی طرح ہوں کہ حق ناحق کا پہچاننا مشکل ہو جائے۔ ان میں آدمی صبح کو مسلمان ہوگا، شام کو کافر۔ شام کو مسلمان ہوگا تو صبح کو کافر ہوگا۔ معمولی سے دنیوی نفع کے

عوض دین کو فروخت کردے گا۔ (مشکوٰۃ)

ایک حدیث میں ارشاد ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ اسلام میں فوجیں کی فوجیں داخل ہو رہی ہیں لیکن ایک زمانہ ایسا آنے والا ہے کہ اسی طرح فوجیں کی فوجیں اسلام سے خارج ہونے لگیں گی۔

ایک حدیث میں ارشاد ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس امت کے زمانہ میں خسف ہوگا یعنی آدمیوں اور مکانوں کا زمین میں دھنس جانا اور مسخ ہوگا کہ آدمی کتے اور بندر وغیرہ کی صورتوں میں ہو جائیں گے اور قذف ہوگا کہ آسمان سے پتھر برسنے لگیں گے۔ کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! ہم اس حالت میں بھی ہلاک ہو سکتے ہیں کہ ہم میں صلحاء موجود ہوں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہاں، جب خباثت کی کثرت ہو جائے۔

اور یہ ارشاد تو متعدد احادیث میں مختلف عنوانات سے وارد ہوا ہے کہ نیک کاموں کا آپس میں ایک دوسرے کو حکم کرتے رہو اور بُری باتوں سے روکتے رہو ورنہ حق تعالیٰ شانہٗ تم پر اپنا عذاب مسلط کر دیں گے۔ پھر تم دعائیں کرو گے تو تمہاری دعائیں بھی قبول نہ ہوں گی۔ (مشکوٰۃ)

ایک حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو قوم بدعہدی کرتی ہے اس میں آپس میں خون ریزی ہوتی ہے۔ اور جس قوم میں فحش کی کثرت ہوتی ہے اس میں اموات کی کثرت ہوتی ہے۔ اور جو جماعت زکوٰۃ کو روک لیتی ہے اس سے بارش رُک جاتی ہے۔

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ جن لوگوں میں رشوت کی کثرت ہوتی ہے ان کے دلوں پر رعب کا غلبہ ہوتا ہے اور وہ ہر شخص سے مرعوب رہتے ہیں۔ (مشکوٰۃ)

ایک حدیث میں ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ چند آدمیوں کے کسی ناجائز کام کے کرنے سے عام عذاب نازل نہیں فرماتے جب تک کہ ان لوگوں کے سامنے وہ کام کیا جائے اور وہ اس کے روکنے پر قادر ہوں اور نہ روکیں، اور جب یہ نوبت آجائے تو پھر عام وخاص سب ہی کو عذاب ہوتا ہے۔ (مشکوٰۃ)

اور یہی اسباب ہیں جن کی وجہ سے آج کل نئی نئی آفات اور حوادث روزمرہ کے واقعات ہیں، نئے نئے امراض، نئے نئے مصائب ایسے روز افزوں ہیں جو پہلے کبھی برسوں میں بھی سننے میں نہ آتے تھے۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ جب میری امت اپنے علماء سے بغض رکھنے لگے اور بازاروں کی تعمیر کو نمایاں کرنے لگے اور دراہم (روپیہ) جمع کرنے پر نکاح کرنے لگے (یعنی نکاح کرنے کے لئے بجائے دیانت، تقویٰ، دینداری کے مال دار ہونے کی رعایت ملحوظ ہو) تو حق تعالیٰ شانہٗ ان پر چار چیزیں مسلط فرمادیں گے۔

۱-زمانہ پہ قحط ۲-اور بادشاہ کا ظلم ۳-اور حکام کی خیانت ۴-اور دشمنوں کا حملہ۔ (مشکوٰۃ)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے علامات قیامت میں یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ ہر ذی رائے اپنی رائے کو سب سے اچھا سمجھے گا۔ جس کا آجکل ظہور پوری طرح ہو رہا ہے۔ ہر شخص یہی سمجھتا ہے بزعم خود "ہمچو من دیگرے نیست" کہ جو میری سمجھ میں آیا ہے وہی درست اور ٹھیک ہے چاہے کوئی بڑا کچھ کہے یا چھوٹا۔

الغرض سینکڑوں روایات ہیں جن میں صاف طور سے نیک اعمال پر دارین کی فلاح اور بدعملی پر دارین کے نقصان تفصیل سے بتادئے گئے ہیں۔

مقصود ان چند احادیث کے ذکر کرنے سے یہی ہے کہ اگر ہمارے نزدیک حضور مخبرِ صادق صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات سچے ہیں تو پھر ہم لوگوں کا اپنے اُوپر کتنا صریح ظلم ہے کہ دیدہ و دانستہ ہم خود اپنے افعال سے ہلاکت میں پڑتے ہیں۔ نقصان اور خسارہ والے امور اختیار کرتے ہیں اور کام کے انجام پر نظر نہیں کرتے۔

الغرض میں یہ کہہ رہا تھا کہ ہم پر غفلت کی مدہوشی طاری ہے، اس کا تدارک کیا جائے۔ اس کے لئے اپنے بزرگوں سے سُنی ہوئی باتیں آپ کی ہدایت کے لئے عرض کر رہا ہوں۔ اس کے بعد واللہ اعلم یہ باتیں سننے میں بھی آئیں یا نہ آئیں۔

سب سے پہلے آپ اسی بات پر توجہ کرلیں کہ اس وقت دنیا جن آلام و آزار میں مبتلا ہے، اور جن کا ہم کو کسی نہ کسی درجہ میں علم ہوتا رہتا ہے، اس کے متعلق ہمارے کیا تاثرات ہیں؟! دیکھئے! ہم میں سے اکثر و بیشتر روزانہ اخبار پڑھتے ہیں۔ پہلے صفحہ سے لیکر آخری صفحہ تک کیا ہوتا ہے؟ فلسطین میں یہ قتل عام ہو رہا ہے، عراق اور ایران میں کیسی خونریزیاں ہو رہی ہیں، افغانستان میں مسلمانوں کی کیسی تباہی و بربادی جان و مال کی ہو رہی ہے،

ہندوستان میں کیسے مسلم کش فسادات ہو رہے ہیں جہاں بغیر کسی داد فریاد کے مسلمانوں کا خون بہایا جا رہا ہے۔ روزمرہ یہ خبریں اخباروں میں آپ پڑھتے ہیں یا نہیں؟

اس کے علاوہ اور سانحات وحادثات کی خبریں برابر شائع ہوتی رہتی ہیں۔ آج یہاں بس گرگئی، اتنے افراد ہلاک ہو گئے۔ فلاں جگہ ریل کا حادثہ ہو گیا، اتنے آدمی مر گئے۔ کہیں ہوائی جہاز گر گیا، یا جہاز کا اغوا ہو گیا۔ آج فلاں جگہ آگ لگ گئی، اتنا نقصان ہو گیا۔ آج فلاں جگہ زلزلہ آ گیا، اتنے آدمی مر گئے۔ آج فلاں محلّہ میں قتل ہو گیا۔ کل فلاں جگہ دوہرا قتل ہو گیا۔ فلاں جگہ آج ڈاکہ پڑ گیا۔ فلاں گھر لوٹ لیا گیا۔ فلاں بنک لوٹ لیا گیا۔ یہ خبریں بلاناغہ روز اخباروں میں آپ پڑھتے ہیں یا نہیں؟

قتل، غارتگری، چوری، ڈاکہ، لوٹ مار، اغوا...... کراچی میں، پاکستان میں اور بیرونی مقامات میں فلسطین ولبنان تک پہنچ جایئے...... یہ سب ہو رہا ہے یا نہیں؟

بس آپ نے اخبار پڑھا اور ڈال دیا۔ آپ سچ سچ اپنے تاثرات بتایئے کہ کسی کے دل میں ایک لمحہ کے لئے جنبش پیدا ہوئی؟ دن دہاڑے لوٹ مار، غارت گری، تباہ کاری، جانی اور مالی حادثات اور نقصانات کے واقعات وحالات پڑھے اور اخبار رکھ دیا۔ کسی نے کوئی تأثر لیا؟

میں کہتا ہوں کہ کسی نے کوئی تأثر نہیں لیا، تو یہ کتنی بڑی بے حسی ہے۔ گویا یہ واقعات صرف اخبار میں پڑھ لینے کے لئے ہیں یا سن لینے کے لئے ہیں۔ آپ سے اور آپ کے امور زندگی سے ان کا کوئی واسطہ نہیں۔ آپ کی جان ومال کو گویا کوئی خدشہ نہیں۔ یہ کس قدر بے حسی ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی پکارنے والا پکار اُٹھے ؎

اے موجِ حوادث اِن کو بھی دو چار تھپیڑے ہلکے سے
کچھ لوگ ابھی تک ساحل پر طوفاں کا نظارہ کرتے ہیں

پھر انسانی ہمدردی کا بھی کوئی تقاضا ہونا چاہئے کہ یہ کیا ہو رہا ہے؟ بھائی اخبار پڑھنے کے بعد کم ازکم دو کلمہ تو کہہ لیتے کہ یا اللہ اپنا رحم فرمایئے۔ آپ کی مخلوق تباہ ہو رہی ہے۔ ہم بھی محفوظ و مامون نہیں۔ یا اللہ! ہماری اور ہمارے اہل وعیال کی حفاظت فرمایئے۔ کیا اخبار پڑھنے کے بعد یہ دو کلمے بھی آپ کی زبان سے نکلتے ہیں؟ یہ بے حسی ہے یا نہیں؟ یہ آپ

نے اخباروں میں کس کا ذکر پڑھا، یہ سب اپنے مسلمان بھائیوں ہی کا ذکر تو تھا۔ کیا دین اور انسانیت کا تقاضا یہی ہے کہ اتنی دل سوزی اور ہمدردی بھی نہ ہو۔ ایمان واسلام تو ہمیں انسانیت کی تعلیم دیتا ہے، جذباتِ انسانیت کو بیدار کرنے کے لئے آیا ہے، اشرف المخلوقات بنانے کے لئے آیا ہے۔ مگر ہم نے ساری انسانیت اور ساری اسلامیت بے حسی کی نذر کردی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ کبھی غور بھی کیا کہ یہ نتیجہ کس بات کا ہے؟

اس کا سبب یہی ہے کہ عام طور پر مسلمان فی زمانہ غیر اسلامی تعلیم وتہذیب اور معاشرہ کے ماحول میں اسلامی شعائر وشعور سے بیگانہ ہوتے چلے جارہے ہیں۔ اور جو عبرت ناک حالات ابھی مذکور ہوئے ہیں وہ سب ہماری شامتِ اعمال اور بے محابا گناہوں کا خمیازہ ہیں، کاش ہم اس کا احساس کریں۔

اب دوسری بے حسی سنئے، جو اس سے بھی زیادہ سنگین ہے،.............. میں ہمہ گیر بات نہیں کہہ رہا ہوں بلکہ اکثر وبیشتر کا حال ہے کہ کسی شعبے میں بھی بتایئے کہ شرافت، دیانت اور امانت کا کام ہورہا ہے؟ دفاتر میں جایئے، تجارت گاہوں میں جایئے، تعلیم گاہوں میں جایئے، انجمنوں میں جایئے، بازاروں میں جایئے، کہاں خدا کا قانون نہیں توڑا جارہا ہے؟ کھلے بندوں جُوا کھیلا جارہا ہے۔ شرابیں پی جارہی ہیں۔ بدکاریاں ہورہی ہیں بے شرمی اور بے غیرتی کے اڈے قائم ہیں' سینما جاری ہیں' ٹیلیویژن چل رہے ہیں۔ عورتوں کے ناچ رنگ ہورہے ہیں۔ ریڈیو چل رہا ہے، فلمی گانے بجانے ہورہے ہیں۔ اب ایک اور نامراد چیز چل رہی ہے جس کا نام وی سی آر کہا جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے دنیا اور آخرت دونوں جہنم بن رہی ہیں۔ بڑے ذوق شوق سے دیکھا جاتا ہے۔ جو لوگ اُسے ذوق شوق سے دیکھ رہے ہیں ان کو احساس تک نہیں کہ یہ باتیں سب ایمان واسلام کے خلاف ہیں اور کبیرہ گناہ ہیں۔ یہ بے حسی نہیں تو اور کیا ہے؟ کتنی حیا سوز کتنی مخرب اخلاق اور کتنی برباد کرنے والی حرکات سینما اور ٹیلیویژن پر ہورہی ہیں کہ الامان والحفیظ!

ہم لوگ انہیں دیکھتے ہیں اور سنتے ہیں اور یہ نہیں سوچتے کہ اگر خدا کا قہر نازل ہوجائے تو پھر کیا ہوگا؟ یہ سب کبیرہ گناہوں میں شامل ہیں کہ نہیں ہیں؟ اللہ اور اس کے رسول نے انہیں

کبائر میں شمار کیا ہے کہ نہیں؟ ان کا خمیازہ اور وبال دنیا اور آخرت میں بتلایا ہے کہ نہیں؟ ہماری اور آپ کی دوسری بے حسی یہ نہیں ہے کہ ہم چاروں طرف کھلم کھلا علانیہ طور پر کبیرہ گناہوں کا ارتکاب ہوتے دیکھ رہے ہیں۔ نہ اپنے لئے حفاظت کی دعاء مانگتے ہیں اور نہ اُن کے لئے ہدایت کی دعاء مانگتے ہیں۔ بھائی آخر کب تک بے حس رہو گے؟ ذرا اپنے اسلام اور ایمان کی خبر لو۔

میں پھر عرض کروں گا کہ اس وقت میرے مخاطب وہی لوگ ہیں جن کے دلوں میں ایمان و اسلام کی قدر نہیں ہے، صرف اسلام کے نام سے موسوم ہیں۔ تو کیا نام رکھ لینے سے، صورت شکل بنا لینے سے، مردم شماری میں مسلمان لکھے جانے سے آپ صحیح معنی میں مسلمان ہو گئے؟ کس نے آپ سے ایسا کہہ دیا...... شیطان نے آپ کو دھوکہ دیا ہے...... یاد رکھئے! جب تک اللہ تعالیٰ کے تمام اوامر و نواہی پر نظر نہ جائے گی اور اُس کے احکام کی عظمت دل میں نہ ہوگی اور اس کے مطابق عمل نہ ہوگا ہرگز آپ کا ایمان کامل نہیں۔ اب یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے کہ جس کو چاہیں بخش دیں۔ وہ اپنے نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو بغیر حساب کتاب کے جنت میں داخل کر دیں تو کوئی کہنے والا نہیں۔ اُن کی قدرت اور اُن کی رحمت ایسی ہی ہے، لیکن یہ بتاؤ کہ تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض معروض کرنے کی کیا صورت ہے؟

غرضکہ بے حسی کا یہ عالم ہے کہ دن رات کے سانحات سے نہ عبرت لیتے ہو۔ اور نہ رائج الوقت کبیرہ گناہوں کو دیکھ کر اپنے لئے اللہ سے پناہ مانگتے ہو۔ نہ ان کے لئے اللہ تعالیٰ سے ہدایت کے لئے دعائیں مانگتے ہو، حالانکہ نبی الرحمہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی بہت سی دعائیں ہم کو تعلیم فرمائی ہیں جن میں تمام مسلمانوں کے لئے مغفرت اور عذابِ الٰہی سے نجات مضمر ہے۔ اَسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰه۔

ذرا غور تو کرو کہ اس زمانہ میں کون سے وہ گناہ ہیں اور کون سے وہ کبائر ہیں جن میں قوم کی اکثریت مبتلا نہیں ہے۔ ذرا کلام الٰہی کو پڑھو اور تاریخ کو دیکھو، گذشتہ زمانوں میں کتنی قومیں تباہ و برباد ہوئی ہیں انہی حرکتوں اور بدعملیوں سے جو آج کل رائج الوقت ہیں۔ ایک ایک حرکت اور کارنامہ اپنی قوم کا دیکھ لو کہ علانیہ کتنے گناہ کبیرہ کا رواج ہو رہا ہے بازاروں میں، دفتروں میں، تجارت گاہوں میں، تعلیم گاہوں میں، تفریح گاہوں میں حتیٰ کہ

گھر گھر میں، لغویات رائج ہوگئی ہیں جن کا نتیجہ یہ ہے کہ خاندانوں میں بدمزگی، آپس میں نااتفاقی، زن وشوہر میں نہیں بنتی، نہ ماں باپ کا احترام، نہ بڑوں کا ادب۔ معلوم ہوتا ہے کہ چین وسکون سلب ہوگیا ہے، بڑی عبرت کا مقام ہے۔ بڑے مطمئن ہیں کہ ہم سفید پوش ہیں، دفاتر میں ہمارا یہ منصب اور رتبہ ہے۔ تجارت گاہوں میں ہمارا اتنا سرمایہ ہے۔ بینک بیلنس بھرپور ہے۔ کوٹھیاں ہیں۔ بنگلے ہیں، کاریں ہیں۔ یہ ہے۔ وہ ہے۔ یہ سب کچھ سہی پر یہ تو بتاؤ کہ تم انسان بھی ہو کہ نہیں؟ تمہارے اندر انسانیت کے جوہر بھی ہیں کہ نہیں۔ خاک بھی نہیں۔ بڑے افسوس کی بات ہے۔ انسانوں کی سی بس صورت ہے لیکن اعمال حیوانوں سے بدتر ہیں۔ بھائی معاف کرنا میرا لہجہ تلخ ہوگیا۔ مگر غور کرو اور اپنے گریبان میں سر ڈال کر دیکھو کہ اللہ تعالیٰ کے کھلے ہوئے احکامات کی کس بے باکی اور جرأت سے نافرمانی ہورہی ہے۔ اور معاشرہ میں کیسے اشد گناہ کبیرہ ہورہے ہیں۔ نہ عورتوں میں شرم وحیا ہے نہ مردوں میں غیرت۔ عورتیں برہنہ سر، عریاں لباس پہنے بازاروں میں گھوم رہی ہیں نوجواں لڑکیاں آزاد۔ نوجوان لڑکے آزاد۔ کیا یہ سب علامات قیامت نہیں ہیں؟ اور کیا ان پر قہر خداوندی اور عذاب الٰہی کو دعوت دینا احادیث میں اللہ کے سچے رسول نے نہیں بتلایا ہے؟ عبرت حاصل کرو اور توبہ واستغفار کرو۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت طلب کرو۔

ابتداء میں جو چند احادیث علامات قیامت کے سلسلہ میں بیان کی گئی ہیں ان پر ایک بار پھر نظر ڈالئے اور اُن پر جو قہر خداوندی اور عذاب الٰہی ہونا ارشاد فرمایا گیا ہے اُن کو سوچئے کہ جن گناہوں میں ہم ہر وقت مبتلا رہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی جتنی کھلی ہوئی نافرمانیاں ہوتے دیکھتے ہیں اور اُن سے مانوس ہوئے جاتے ہیں۔ اور جس شامت اعمال میں مبتلا ہورہے ہیں اس کا بھی احساس نہیں ہے۔

ایسی حالت میں تو کیا ہماری دعائیں قبول ہوں اور کیا ہماری پریشانیاں دور ہوں۔ یہ تو اللہ کی رحمت خاصہ اور نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں کی برکت ہے کہ پھر بھی ہم سب محفوظ اور مامون ہیں۔

غور کیجئے کہ میری باتوں میں کچھ حقیقت ہے یا محض باتیں ہی باتیں ہیں۔ اب میں

ایک اعلان کرتا ہوں جس کو عبرت اور غور و خوض کے ساتھ سنئے اور وہی اس وقت کی تقریر سے میرا مقصود ہے۔ خدا کرے کہ آپ لوگوں کے قلب میں کچھ جنبش ہو کچھ خلش اور فکر پیدا ہو پہلے آپ اپنے ذہن میں اُن باتوں کا استحضار کر لیجئے جو میں نے موجودہ معاشرہ کی بے حسی کے متعلق کہی ہیں کہ کسی درجہ ہم نافرمانیوں اور گناہوں سے مانوس ہو گئے ہیں اور شب و روز کے حادثات و سانحات سے کیسے بے حس اور بے فکر ہو گئے ہیں۔

آج چوتھا روز ہے۔ منگل کا قصہ ہے کہ شام کو پانچ بجے مجھ سے کہا گیا کہ کچھ لوگ مجھ سے ملنے آئے ہیں۔ میں باہر آ کر اُن میں بیٹھ گیا۔ وہ اجنبی لوگ تھے۔ معلوم یہ ہوا کہ پشاور کی طرف کے ہیں اور اس وقت لانڈھی سے آئے ہیں۔ ایک صاحب جو مجھ سے بات کر رہے تھے وہ بھی شاید صوبہ سرحد ہی کے تھے مگر وہ اردو جانتے تھے اور باقی لوگ پشتو جانتے تھے۔ کچھ اردو بھی سمجھ لیتے تھے۔ میں نے اُس وقت اُن سے اِس نیت سے باتیں نہیں سنیں کہ ان کو بعینہ یاد رکھوں گا۔ وقت کم تھا نماز مغرب قریب تھی۔ میں نے دریافت کیا کہ کیسے تشریف لائے؟ تو متکلم نے اشارہ کر کے کہا کہ یہ جو بڑے میاں بیٹھے ہیں۔ انہوں نے کچھ خواب دیکھے ہیں اُن کی تعبیر لینے آئے ہیں۔

کہنے لگے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں کہیں جا رہا ہوں کسی بزرگ کے پاس تفسیر پڑھنے کے لئے تو میں نے ان بزرگ سے کہا کہ مجھے تفسیر پڑھا دیجئے انہوں نے کہا کہ بھائی ہم پشتو میں تو پڑھائینگے نہیں۔ تفسیر پڑھا دیں گے اور تمہاری سمجھ میں آ جائے گی۔ اتنے میں پیچھے سے ایک آواز آئی کہ

دیکھو! مسلمانوں سے کہہ دو کہ بیدار ہو جاؤ۔ خدا کا قہر نازل ہونے والا ہے اور اس سے کوئی نہیں بچے گا۔ خدا کا قہر نازل ہونے والا ہے۔ مسلمانوں سے کہہ دو سنبھل جائیں۔ کہہ دو مسلمانوں سے۔ اعلان کر دو کہ گناہوں کو ترک کریں اور توبہ و استغفار کریں۔

جنہوں نے یہ خواب دیکھا وہ سیدھے سادھے آدمی تھے۔ دو ایک لوگوں سے اس خواب کا ذکر کر دیا۔ دوسری رات حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت ہوئی اور آپ نے فرمایا تم نے ہمارا اعلان کیوں نہیں لوگوں سے کہا؟

حضور اقدس رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے لہجہ بدل کر فرمایا تم نے ہمارا پیغام کیوں نہیں لوگوں تک پہنچایا کہ لوگوں میں طغیان اور عصیان بڑھ گیا ہے۔ خدا کا قہر متوجہ ہونے والا ہے۔ بیدار ہو جاؤ۔ جلد توبہ کرو۔ استغفار کرو۔ گناہوں کو ترک کرو سب مسلمان توبہ واستغفار کریں، گناہوں کو ترک کریں۔

اب یہ بیدار ہوئے اور کچھ لوگوں سے ذکر کیا اپنے اس خواب کا۔ ظہر کی نماز جب مسجد میں پڑھنے گئے اور جماعت کھڑی ہونے لگی تو زلزلہ آیا۔ اور اتنے زور کا زلزلہ آیا کہ لوگ لڑکھڑا گئے اور گر گئے۔ اس کے بعد متعدد جھٹکے آتے رہے۔ یہ ابھی حال ہی کا واقعہ ہے اور اخبار میں لانڈھی میں زلزلہ محسوس ہونے کی خبر بھی شائع ہوئی ہے۔

اس کے بعد تیسری رات میں پھر حضور سرور کائنات رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ (آپؐ رحمۃ للعالمین ہمیشہ تھے اور ہمیشہ رہیں گے۔ آپ کی امت چاہے جو کچھ ہو جائے لیکن آپ کو اپنی امت کے ساتھ بڑی محبت اور تعلق ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم) تو جن صاحب کو پھر خواب میں زیارت ہوئی انہوں نے بتایا کہ

مجھ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے لوگوں سے کیوں نہیں کہا؟ لوگوں سے علی الاعلان کہو کہ خدا کا قہر متوجہ ہونے والا ہے، (اور فرمایا کہ) لوگ تائب ہو جائیں۔ اپنے اپنے گناہوں کو چھوڑ دیں۔ توبہ واستغفار کریں۔ ورنہ خدا کا قہر متوجہ ہو جائے گا۔

صاحبِ خواب نے تین دن مسلسل یہ خواب دیکھے تھے۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ اس کی تعبیر بتایئے۔ میں نے ان سے کہا کہ میں کیا تعبیر بتاؤں تعبیر تو صاف ظاہر ہی ہے۔

یہ اللہ تعالیٰ کا رحم اور شان کرم ہے کہ اپنے نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے یہ اعلان کروا دیا۔ اسی طرح کے خواب اور چند حضرات نے بھی دیکھے جن سے ان کے خواب کی تائید ہوتی ہے۔ میں سوچتا رہا کہ یہ خواب کسی بزرگ سے کہوں۔ کس سے مشورہ کروں۔ کیا کرنا چاہئے۔ کس طرح اعلان عام کرنا چاہئے۔ تا کہ مسلمانوں کو اطلاع ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہر زمانہ میں، ہر ملک اور ہر جگہ اللہ تعالیٰ کے نیک مقبول بندے، گو تعداد میں کم ہی سہی، موجود ہوتے ہیں جو تبلیغِ دین اور اشاعت اسلام اور مسلمانوں کی

مغفرت وفلاحِ دارین کے لئے دعائیں کرتے رہتے ہیں۔

میں نے اپنے بزرگانِ دین سے یہی سنا ہے کہ ایسے حوادثات کے وقت مساجد کے امام ہر پنجگانہ نماز کے بعد مسنونہ دعائیں استعاذہ کی پڑھیں اور مقتدی آمین کہیں۔اس کے علاوہ ہر شخص نماز کے بعد چند دعائیں پڑھا کرے۔عورتیں بھی پڑھیں۔تو ان شاء اللہ تعالیٰ بہت کچھ رحمت الٰہی کو متوجہ کرنے کی صورت ہو جائے گی اور ہم پر اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ہوگا۔میں نے اسی دن سے ارادہ کیا کہ تمام مساجد کے ائمہ جن سے میری ملاقات ہوتی ہے اُن سے کہتا ہوں کہ آپ اپنی اپنی مساجد میں ایسی اجتماعی دعاء بعد نماز جاری کر دیجئے۔

آج مجھے آپ لوگوں سے بھی یہی کہنا تھا کہ ہوشیاری کے ساتھ سن لیجئے،مرد بھی اور عورتیں بھی اپنے مصائب اور پریشانیوں کا اندازہ کریں اور عبرت حاصل کریں۔للہ معاصی اور گناہوں کو چھوڑو۔ٹیلیویژن، ریڈیو، سینما کی لغویات اور فضولیات اور فسق وفجور کی باتیں جو رائج الوقت ہو رہی ہیں ان سے بچو۔اخباروں میں حادثات وسانحات کی خبریں پڑھو تو بارگاہِ الٰہی میں رقتِ قلب کے ساتھ فریاد کرو کہ یا اللہ! یا ارحم الراحمین!! اُمت مسلمہ پر رحم فرمایئے، یہ آپ کے نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمتی ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ میں ہم سب پر رحم فرمایئے۔

جہاں لوگوں کو طرح طرح کی پریشانیوں میں، بیماریوں میں گرفتار دیکھو تو اللہ تعالیٰ سے اپنے لئے پناہ چاہو اور بیماروں کی شفا کے لئے دعاء کرو۔لوگوں کو اللہ کی نافرمانی کرتے ہوئے دیکھو تو اللہ تعالیٰ سے ان کی ہدایت کے لئے دعاء کرو اور اپنے لئے ہر گناہ سے بچنے کی توفیق کی دعاء کرو۔اور توبہ واستغفار کو اپنا شعار بنالو۔

یہ اعلان معمولی بات نہیں ہے...بڑا ضروری اور اہم اعلان ہے

صرف خواب ہی کی اہمیت نہیں ہے، بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیداری کی مستند احادیث میں صاف صاف اعلان کیا گیا ہے کہ گناہوں کی کثرت پر قہر خداوندی متوجہ ہوتا ہے،اس سے پناہ مانگو۔

میں نے آپ سب لوگوں کے کان میں ڈال دیا ہے۔اپنی اپنی مسجدوں میں، اپنے اپنے گھروں میں اور اپنے اہل وعیال و متعلقین سے کہو کہ ہر نماز کے بعد خدا کے قہر سے پناہ

مانگیں۔اور خوب گڑگڑا کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنے گناہوں کی مغفرت طلب کریں اور گناہوں کو بالکل ترک کردیں۔

خدانخواستہ اگر ایسی ہی بے حسی، غفلت اور مدہوشی چھائی رہی اور علانیہ طور پر یونہی اللہ جل شانہٗ کی نافرمانیاں ہوتی رہیں، تو اندیشہ ہے کہ خدا کا قہر متوجہ نہ ہوجائے۔تو قبل اس کے کہ خدانخواستہ ایسا وقت آجائے توبہ واستغفار کرلو۔اپنے لئے بھی کرو۔اور تمام مسلمانوں کے لئے کرو، اور ایسی چند جامع دعاؤں کو اپنا ورد بنایئے۔

قرآن کریم کی یہ دعائیں بھی اپنی نمازوں کے بعد اور ویسے بھی مطلب ومعنیٰ سمجھ کر مانگا کرو:۔

۱-رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ

اے ہمارے رب ہم نے اپنی جان پر ظلم کیا۔اور اگر تو ہم کو نہ بخشے اور ہم پر رحم نہ کرے تو ہم ضرور تباہ ہوجائینگے۔

۲-رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَ لَاتُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْلَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ

اے ہمارے رب! نہ پکڑ ہم کو اگر ہم بھولیں یا چوکیں۔اے ہمارے رب! ہم پر ایسا بھاری بوجھ نہ رکھ جیسا رکھا تھا ہم سے اگلے لوگوں پر۔اے ہمارے رب! اور نہ اٹھوا ہم سے وہ بوجھ کہ جس کی ہم کو طاقت نہیں۔اور در گذر کر ہم سے۔اور بخش ہم کو۔اور رحم کر ہم پر۔تو ہی ہمارا رب ہے۔مدد کر ہماری کافروں پر۔

۳- رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ

اے میرے رب! بخش (مجھ کو) اور رحم کر اور تو ہی سب سے بڑھ کر رحم کرنیوالا ہے۔

۴- اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَاَصْلِحْهُمْ وَاَصْلِحْ ذَاتَ بَيْنِهِمْ وَاجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَالْحِكْمَةَ وَثَبِّتْهُمْ عَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِكَ وَاَوْزِعْهُمْ اَنْ يَّشْكُرُوْا نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ وَاَنْ يُّوْفُوْا بِعَهْدِكَ الَّذِيْ عَاهَدْتَّهُمْ عَلَيْهِ

یا اللہ بخشش فرما دیجئے تمام مومن مردوں اور عورتوں کی اور تمام مسلمان مردوں اور عورتوں کی۔ اور ان کی بہتری فرما دیجئے۔ اور ان میں آپس میں محبت و اخوت پیدا فرما دیجئے اور ان کے دلوں میں ایمان و حکمت ڈال دیجئے اور ان کو اپنے رسول (پاک صلی اللہ علیہ وسلم) کے دین پر ثابت قدم رکھ اور ان کو اس کی توفیق عطا فرما کہ وہ تیری عنایت کی ہوئی نعمتوں کا شکر بجالائیں اور اس کی بھی کہ وہ اس عہد کو نبھا سکیں جو آپ نے ان سے (ازل میں) لیا تھا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک صحابی نے عرض کیا تھا یا رسول اللہ! آپ ہم کو ایک ایسی دعاء بتلا دیجئے کہ جس میں تمام خیر اور سب دعائیں آجائیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ دیکھو! میں تم کو ایک ایسی ہی جامع دعاء بتاتا ہوں۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو یہ دعا تعلیم فرمائی، اور کمال شفقت سے اپنا اسم گرامی ہر جزو کے ساتھ شامل فرما دیا تاکہ مقبولیت یقینی ہو جائے۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ مِنْ خَيْرِ مَا سَأَلَکَ مِنْهُ نَبِيُّکَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ

یا اللہ! ہم آپ سے وہ سب بھلائیاں اور خیر مانگتے ہیں جو آپ کے محبوب نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے مانگی ہیں۔

تو یہ بڑی قوی اور جامع دعاء ہے۔ وہ کون سی خیر اور بھلائی ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے نہیں طلب فرمائی۔

پھر دنیا میں خیر کے ساتھ شر کا بھی سلسلہ چل رہا ہے تو جہاں اللہ تعالیٰ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کردہ دعاء کے ذریعہ خیر طلب کی جائے وہیں ہر شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگنے کی بھی ضرورت ہے۔ اور اس کے لئے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جامع دعاء تعلیم فرمائی کہ اس طرح اللہ تعالیٰ سے تمام شرور سے پناہ مانگا کرو:۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَ مِنْهُ نَبِيُّکَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

یا اللہ! ہم آپ سے پناہ مانگتے ہیں ان تمام برائیوں اور شرور سے جن سے آپ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے پناہ مانگی ہے۔

بس اب وقت بھی تھوڑا ہے۔ مگر دعاء سے پہلے میں ایک بات اور یہ کہنا چاہتا ہوں کہ معاشرہ کے حالات کیسے ہی ابتر ہوں اور ہم کیسے ہی شامتِ اعمال میں مبتلا ہوں مگر مایوسی اور

ناامیدی کسی حال میں مسلمان کا شیوہ نہیں۔ ایمان اور اسلام اللہ تعالیٰ کی ایسی عظیم نعمت ہے کہ مسلمان کے لئے ہمیشہ توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے اور حق تعالیٰ کا وعدہ ہے اور کیسے پیار اور شفقت کے الفاظ میں خطاب فرمایا گیا ہے۔

يٰعِبَادِیَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ.
اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا. اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ

اے میرے وہ بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتیاں کی ہیں تم اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید مت ہو۔ بالیقین اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کو معاف فرمادے گا۔ واقعی وہ بڑا بخشنے والا بڑی رحمت کرنے والا ہے۔

ایک حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مجھے ساری دنیا اور اس کی ہر چیز کے ملنے سے اتنی خوشی نہ ہوتی جتنی اس آیت کے نازل ہونے سے ہوئی ہے۔

تو یہ آیت ارحم الراحمین کی رحمت بے پایاں اور عفو و درگذر کی شان عظیم کا اعلان کرتی ہے اور سخت سے سخت گنہگار اور مایوس العلاج مریض کے حق میں اکسیر شفا کا حکم رکھتی ہے۔ تو اس آیت میں تمام نافرمانوں کو گو وہ مشرک اور کافر بھی ہوں توبہ کی دعوت دی گئی ہے کہ اگر کوئی گذشتہ غلطیوں پر نادم ہو کر اور اللہ تعالیٰ کے بے پایاں جود و کرم سے شرما کر عصیان و نافرمانی کی راہ چھوڑ دے اور عجز و اخلاص کے ساتھ رب کریم کے احکام کے سامنے گردن ڈال دے تو ایسی سچی توبہ سے گذشتہ سب گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔ اس لئے کسی کو اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا چاہئے۔ اور پھر اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ کے لئے یہ بھی اعلان فرمادیا ہے کہ جب تک بندے توبہ و استغفار کرتے رہیں گے ہم ان پر عذاب نازل نہیں فرمائیں گے۔ مگر توبہ کی شرط ترکِ گناہ ہے۔

اور پھر یہی نہیں کہ سچی توبہ سے گذشتہ سب گناہ معاف ہوجاتے ہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں سے محبت کرتے ہیں۔ اور ان کے ساتھ رحمت کا معاملہ فرماتے ہیں۔ ایک حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس نے گناہ کے بعد توبہ کرلی وہ گویا بے گناہ ہوگیا۔ یعنی گناہ کے وبال سے بچ گیا۔

تو بھائی اللہ کی کریمی و رحیمی کا دریا ابھی بہہ رہا ہے لگا لو اس میں غوطہ اور پاک

صاف ہو جاؤ۔ اور اگر کوئی اپنی بدنصیبی سے اس کے لئے تیار نہیں ہے تو پھر اللہ کے عذاب کی گرداب میں پڑ کر تباہ ہونے اور خسر الدنیا والآخرۃ کا مصداق ہونے کے لئے تیار رہے، کیونکہ عصیان و نافرمانی کا نتیجہ ہمیشہ ہلاکت ہی کی صورت میں نکلتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی سنت بدلا نہیں کرتی۔ عمل اور ردِ عمل قانونِ فطرت ہے۔

بس اب دعاء کر لو:

یا اللہ! ہمارے قلوب میں بیداری پیدا فرما دیجئے۔ ہماری غفلتوں کو اور شامت اعمال کو دور فرما دیجئے۔

یا اللہ! ہر طرح کے مصائب اور آلام سے۔ ہر طرح کے حادثات و سانحات سے، ہر طرح کے شر و فساد سے ہر طرح کے آلام و آزار سے ہماری، ہمارے اہل و عیال کی ہمارے دوست واحباب کی، ہمارے اعزہ و اقارب کی اور تمام مسلمانوں کی حفاظت فرمائیے۔

یا اللہ! ہمارے وجود کو دنیا و آخرت کے دردناک عذاب سے بچا لیجئے، اور عبرتناک آزمائشوں سے بچا لیجئے۔

یا اللہ! ہم ضعیف الایمان ہیں۔ کسی آزمائش کی سہار نہیں رکھتے ہیں، ہمارے ساتھ اپنی مغفرت و رحمت کا معاملہ فرمائیے۔

یا اللہ! آپ خالقِ خیر و شر ہیں۔ ہم تمام شرور اور فتن سے آپ کی پناہ چاہتے ہیں اور ہر طرح کی دین و دنیا کی خیر آپ سے طلب کرتے ہیں۔

یا اللہ! ہمارے ایمانی تقاضے بیدار فرما دیجئے۔ ہمارے ایمان کو قوی فرما دیجئے۔ ہم کو سچا مومن و مسلمان بنا دیجئے۔

یا اللہ! ہم کو، ہمارے اہل و عیال کو، ہمارے دوست احباب کو، ہمارے عزیز و اقرباء کو سب کو عافیت دارین نصیب فرمائیے۔

یا اللہ! جو حاضر ہیں اُن کے حق میں بھی اور جو حاضر نہیں ان کے حق میں بھی ہماری دعائیں قبول فرمائیے۔

یا اللہ! لبنان، فلسطین، ہندوستان اور افغانستان کے مسلمانوں کی امداد ونصرت فرمایئے وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَدُنْکَ وَلِیًّا وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْکَ نَصِیْرًا، وَکَفٰی بِاللّٰہِ وَلِیًّا وَّکَفٰی بِاللّٰہِ نَصِیْرًا. اور جہاں جہاں مغلوب ہیں، دشمنان اسلام پر انہیں غلبہ عطا فرمایئے۔

یا اللہ! پاکستان کو فواحشات ومنکرات سے پاک وصاف فرما دیجئے، ایمان اور اسلامی شعور بیدار فرما دیجئے۔

یا اللہ! رشد وہدایت کے دروازے ہمارے لئے کھول دیجئے۔

یا اللہ! ہمارے جو صاحبِ اقتدار ہیں ان کے قلوب کو قوی فرما دیجئے۔ اسلام اور ایمان کی سچی محبت سے ان کے دلوں کو بھر دیجئے، اور اشاعت دین وحفاظت دین کی ان کو توفیق عطا فرمایئے اور ان کی نصرت فرمایئے۔

یا اللہ! رشد وہدایت کا فیصلہ اس قوم اور ملک کے حق میں صادر فرما دیجئے، اور اس کے لئے ذرائع ووسائل پیدا فرما دیجئے۔

یا اللہ! جو آپ کی نافرمانیوں اور گناہوں میں ملوث ہیں ان کے قلوب کو بدل دیجئے۔ ان کو ہدایت نصیب فرمایئے۔ ان کو سچی توبہ کی توفیق عطا فرمایئے۔ ان کو اپنا فرمانبردار بندہ بنا لیجئے۔

یا اللہ! اس ملک میں دین اور قرآن وسنت کی ہوائیں چلا دے، اور فسق وفجور کے طوفان ٹھنڈے فرما دے۔ اور دنیا میں سربلند فرما دیجئے۔

یا اللہ! ہم کو اپنی اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی محبت عطا فرما دے، اسلام اور ایمان کی عظمت ہمارے دلوں میں بٹھا دے۔ اور ان کا حق ادا کرنے کی صلاحیت پیدا فرما دیجئے۔

یا اللہ! ہم میں جو صاحبِ اقتدار ہیں اور جو مصلح بہی خواہانِ قوم وملت ہیں، جو واعظین اور مبلغین ہیں ان کے مساعی میں اور ان کے ذرائع ووسائل میں اعانت ونصرت فرمایئے، اور کامرانی عطا فرمایئے۔

آمِیْنَ یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ

تازیانۂ عبرت

دسمبر ۷۱ء میں جب پاک بھارت کشیدگی ہوئی اور پوری قوم ایک کربناک حالات سے دوچار رہی تو ان حالات میں حضرت ڈاکٹر صاحب رحمہ اللہ نے ۳۱ دسمبر کو بروز جمعۃ المبارک کی مجلس جو ارشادات فرمائے وہ آج بھی ہمارے لئے تازیانۂ عبرت ہیں اور موجودہ دور کے حالات کی درستگی واصلاح نفس کیلئے قوی محرک ہے۔ حضرت کی یہ مجلس تلخیص کے بعد دی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق سے نوازیں۔ آمین۔

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اما بعد! ہم لوگ ایسے دور میں سانس لے رہے ہیں جبکہ تمام بحر و بر میں فساد ہی فساد برپا ہے۔ یا یوں کہئے کہ ہمارے برے اعمال نے ہم کو گھیر رکھا ہے اور ان کا وبال ہر طرح ہم پر مسلط ہے جو ہمارے دین ودنیا کو خراب کررہا ہے۔

بھارت کی دشمنی مسلمانوں کے ساتھ اس قدر شدید رہی ہے کہ وہ ہمیشہ پاکستان اور مسلمانوں کی ہر طرح تباہی کیلئے علانیہ اور خفیہ طور پر ہر ممکن تدبیریں کرتا رہا ہے۔ چنانچہ اپنے عزائم کو پورا کرنے کیلئے اس نے اپنی اندرونی طاقتوں کو مجتمع کر کے پاکستان کے خلاف اعلانیہ جنگ شروع کردی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مشرقی پاکستان میں ہمارے جانبازوں کو دفعتاً بغیر کسی توقع کے ہتھیار ڈالنے پڑے۔ یہ کیا ہوا اور کیوں کر ہوا ہم سب کو عبرت کی نگاہ سے دیکھنا چاہئے۔

ابھی ۶۵ء کے جہاد کی یاد ہمارے دلوں میں تازہ ہے اس وقت بھی بھارت نے اپنی پوری قوت کے ساتھ دفعتاً حملہ کردیا تھا جس کے مقابلہ کیلئے پاکستانی مسلمان اپنی افواج اور اپنی پوری قوت ایمانیہ کے ساتھ جہاد کیلئے آمادہ ہوگئے۔ تمام پاکستان میں غیرت اسلامی جوش میں آگئی۔

گو اس وقت بھی ہماری اجتماعی زندگی بحیثیت مجموعی نصرت ورحمت الٰہی کی مستحق نہ

تھی۔ لیکن جب سب لوگ اللہ تعالیٰ کی حمایت ونصرت کی طرف متوجہ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک موقعہ عطا فرمایا اور ہم پر اپنی رحمتیں نازل فرمائیں۔ محض اس کے فضل وکرم سے مسلمانوں کو بڑی نمایاں فتح ہوئی اور ساری دنیا نے مسلمانوں کے جذبہ ایمانی' اتحاد' اخوت اور افواج پاکستان کی جاں بازی کی داد دی۔ مگر افسوس ہے کہ ہم نے اس فتح ونصرت کی قدر نہ کی اور اس فتح کے بعد پھر دفعتاً خواب غفلت میں مبتلا ہو گئے اور اس کو مستقل سمجھ لیا۔

مگر اس عرصے میں ہم نے پاکستان میں کیا کیا۔ الامان والحفیظ۔

کہتے ہوئے بھی دل لرزتا ہے اور سنتے ہوئے بھی دل پاش پاش ہوتا ہے۔ ہم نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں' اس کے احکام سے بغاوت اور عصیان وطغیان میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی۔ آپ سب کو معلوم ہے کہ کیا ہوتا رہا۔ لیکن ہم سب خاموش رہے۔

آپ لوگ بیٹھ کر اس پر طویل تبصرہ تو کرتے ہیں اور اپنا وقت ضائع کرتے ہیں مگر نتیجہ کچھ نہیں نکلتا۔ آپ کہتے ہیں کہ یہ ہوا کہ چوبیس سال تک ہماری ناعاقبت اندیش حکومت خواب خرگوش میں مبتلا رہی اور عوام اپنے عیش وعشرت میں مدہوش رہے۔

اور ادھر بھارت نے مشرقی پاکستان میں اپنی اندرونی ریشہ دوانیاں خفیہ طریقے سے اس طرح جاری رکھیں کہ جو نوجوانوں کے دماغ میں باغیانہ خیالات اور مغربی پاکستان سے نفرت کے جذبات پیدا کرتے رہے۔

بنگالی اور غیر بنگالی کا تعصب رگ وریشے میں سرایت کراتے رہے اور اس پر آمادہ کرتے رہے کہ بیک وقت تیار ہو کر غیر بنگالیوں کے خلاف لوٹ مار' قتل وغارت گری اور درندگی شروع کر دی جائے۔

وہاں بازاروں میں تمام تجارت ہندوؤں کے ہاتھ میں آ گئی۔ بنگالی اور غیر بنگالی کا تعصب تمام دفاتر کے اندر زہریلے اثرات پیدا کرتا رہا۔ یہاں تک کہ بنگالی' پولیس اور فوج میں بھی غیر بنگالی کے خلاف نفرت' جوش اور انتقامی جذبات پیدا ہو گئے۔

میں پوچھتا ہوں کہ یہ سب کچھ جو ہوا اور ہو رہا ہے یہ سب کس کے حکم اور مشیت سے ہو رہا ہے یہ قیامت سے پہلے جو قیامت برپا ہے۔ یہ کس کے حکم اور منشاء سے ہے یہ صورتحال کیا قہر خداوندی نہیں ہے۔ کیا ہماری شامت اعمال نہیں ہے۔ کیا ہمارے عصیان وطغیان کا وبال نہیں ہے۔ ضرور ہے اور یقیناً ہے۔

اس پر بھی نظر کیجئے کہ اس ہنگامے سے قبل آپ نے سنا تھا کہ خلیج بنگال سے ایک بلاخیز

اور ہلاکت خیز بحری طوفان سیلاب اٹھا۔ جو چاٹگام' چالنا' کھلنا کے ساحلوں سے ٹکرایا اور اس سے لاکھوں جانیں ضائع ہوگئیں۔ سنا گیا ہے کہ بعض روایات کے مطابق دس لاکھ جانیں ضائع ہوگئیں اور طوفان کے بعد باقی ماندہ آدمیوں میں ہیضہ وغیرہ کی وبائیں پھوٹ نکلیں جس سے مزید عبرتناک اموات واقع ہوئیں۔

اب ذرا ایک نظر اپنے مغربی پاکستان پر بھی ڈالئے مشرقی پاکستان میں تو آپ نے اپنی شامت اعمال اور اس کے انجام پر نظر ڈال ہی لی اب ذرا مغربی پاکستان کی طرف دیکھئے یہاں کیا ہو رہا ہے؟

یہاں سب کچھ وہی ہو رہا ہے جس کو میں بھی جانتا ہوں آپ بھی جانتے ہیں اور جس کا تھوڑا سا ذکر اوپر کر بھی چکا ہوں۔

کیسی شدید المناک بات ہے؟ کیسا دل پاش پاش کرنے والا واقعہ ہے کہ جہاد ہو رہا ہے۔ دشمن سے جنگ جاری ہے اور ہم تمام کے تمام پاکستانی لہو و لعب میں مبتلا ہیں۔ سینما اور ٹیلی ویژن پر فلمی شہوانی اور نفسانی گانے ہو رہے ہیں اور ہر جگہ اللہ تعالیٰ نے نافرمانیاں' بے حیائی اور بے غیرتی کی مجنونانہ زندگی ہم سے چھوڑی نہیں جاتی۔ تمام ملک ظلمت کدہ اور جہنم کدہ بنا ہوا ہے۔ بڑا صدمہ تو یہ ہے کہ ان گناہوں کا احساس نہ تو ہمارے نیکوں میں رہا نہ گرفتاران معصیت میں۔

ایسا صدمہ ہوا اور دل ڈوب گیا جس وقت ریڈیو پر یہ خبر سنی کہ ڈھاکہ میں بھارتی فوجیں داخل ہوگئیں۔ دفعتاً مسلمانوں کے دل مایوسی سے ڈوب گئے اور آنکھیں نمناک ہوگئیں۔ مگر اس سے بھی زیادہ المیہ جو ناقابل برداشت تھا وہ یہ تھا کہ جس وقت ڈھاکہ کے زوال کی اطلاع دی جارہی تھی اس کے فوراً بعد ریڈیو میں منکر اور فحش گانوں کی آوازیں گونج رہی تھیں۔

"انا للہ وانا الیہ راجعون"

کیا کیا جائے' کیا آپ سے کہیں اور کیا آپ سے سنیں گے یہ بڑا دردناک واقعہ ہے' ہماری آئندہ نسلیں اس بے حسی اور غیرت ایمانی کے فقدان پر' بے حمیتی اور بے غیرتی پر صدیوں تک لعنت بھیجیں گی۔ "عیاذا باللہ عیاذا باللہ"۔

جب آپ یہ دیکھ رہے ہیں کہ مغربی پاکستان بھی انجام کار اسی قہر خداوندی میں مبتلا ہونے والا ہے جس کے متعلق اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی الاعلان متنبہ فرما دیا ہے کہ اگر تمہارے اعمال ایسے ہوں گے تو تم کو قہر خداوندی سے کوئی نہیں بچا سکتا' خدا کا قانون بدلا نہیں کرتا۔

آپ مشرقی پاکستان کے المیہ پر گھنٹوں افسوس اور قلق کا اظہار کرتے ہیں مگر مغربی پاکستان کے غفلت زدوں پر آپ کو کوئی رحم نہیں آتا۔ میرا کہنے کا منصب تو نہیں ہے میں تو صرف آپ لوگوں کو مخاطب کئے ہوں اور آپ کو حالات حاضرہ کی طرف متوجہ کر رہا ہوں کہ ہم کو اور آپ کو کیا کرنا ہے۔

ہم اور آپ کیا کر سکتے ہیں؟ بس اس قدر جو ہمارے اختیار میں ہے اور کیا؟

میرا منصب یہ نہیں اور نہ ایسی میری شخصیت ہے کہ میں کچھ زبان کھول سکوں، لیکن خیال ہوتا ہے کہ کیا اس وقت اسلامی جماعتوں، تبلیغی جماعتوں دیگر اداروں، مسجد کے خطیبوں، علماء مقررین، اخبارات، ریڈیو اور تمام نشر و اشاعت کے ذرائع کا یہ فرض نہیں ہے کہ پاکستان کے مسلمانوں کو مستقبل کی دردناک صورت حال سے متنبہ کریں۔ محلے محلے میں جا کر مسلمانوں کو وعظ و نصیحت کریں، خواب غفلت سے بیدار کریں۔ قہر خداوندی سے ڈرائیں اور صاحب اقتدار لوگوں کو متوجہ کریں تاکہ وہ حفاظت اور ملک کا انتظام کریں۔

بے شک ہر زمانے کے مناسب سامان جنگ جمع کرنا اور اس مقصد کے لئے تمام ممکنہ وسائل اکٹھے کرنا قرآن کریم کی تعلیم ہے مگر ہم نے عیش پرستیوں میں محو ہو کر اس فریضے میں بھی سخت کوتاہی کی کہ دشمن میزائل اکٹھے کرتا رہا اور ہم اپنا زر مبادلہ ٹی وی نصب کرنے پر لٹاتے رہے۔

موجودہ قہر الٰہی ہمارے اس سنگین جرم کی بھی سزا ہے۔ لہٰذا برسر اقتدار اصحاب کا یہ فرض ہے کہ وہ ملک کو مادی اعتبار سے بھی زیادہ سے زیادہ طاقت ور بنانے کی فکر کریں لیکن یہ بھی نہ بھولیں کہ مسلمانوں کی کامیابی و کامرانی محض ظاہری وسائل کے پیمانے پر نہیں ہوتی بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کی نصرت طلب کرنے اور اس کی طرف رجوع ہونے اور گناہوں کو ترک کرنے اور اطاعت الٰہی اختیار کرنے پر موقوف ہے۔

اس کے علاوہ ملکی قوت اور بقا چند اہم اصلاحات پر ضرور منحصر ہے مگر سب سے زیادہ اہم اور بنیادی اور جلد تر قابل توجہ تعلیم گاہیں ہیں۔ ابھی تک ہماری تعلیم گاہیں مغربی اور انگریزی تعلیم سے غلامانہ ذہنیت کے ساتھ متاثر ہیں۔ ان سے نجات حاصل کرنا چاہئے۔

تعلیم گاہوں سے لڑکے لڑکیوں کی مخلوط تعلیم بہت جلد ختم ہونی چاہئے۔ اسکے وبال سے آج مسلمانوں کی خانگی اور ازدواجی زندگی سراسر خراب اور تباہ ہو رہی ہے۔

تعلیم گاہوں کے نظم و نسق میں اسلامی طرز تعلیم اور صحیح نظم و نسق کی ضرورت ہے تاکہ ہماری

آئندہ نسلیں صحیح جذبات انسانی وشرافت کے ساتھ تربیت پا کر ملک کے عروج کا باعث بن سکیں۔

اس کے علاوہ قمار خانے، شراب خانے، نائٹ کلب، سینما گھر وغیرہ کا استیصال ہونا ضروری ہے۔

مذکورہ بالا منکرات فواحشات اسلامی فطرت کو کبھی راس نہیں آسکتے بلکہ اس کی حیات اور وقار و شرافت کیلئے عظیم خطرہ ہیں۔ آپ یہ نہ دیکھیں کہ غیر مسلم باوجود ان تمام باتوں کے دنیوی ترقی حاصل کررہے ہیں۔ آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے کفار و مشرکین کیلئے بالکل الگ معاملہ فرمایا ہے۔ جو مسلمان کیلئے دنیا اور آخرت کے خسران کا باعث ہوتا ہے اور ہورہا ہے۔ یہ تدابیر تو صرف صاحب اختیار لوگ ہی کرسکتے ہیں لیکن ہمارے اور آپ کے جو بھی اختیار میں ہے وہ ہم کریں۔

یاد رکھئے جو صاحب اختیار اپنے اختیار کو عمل میں نہ لائے گا اور مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی بے حسی اور گناہوں اور معصیتوں میں مبتلا ہونے سے نہ روکے گا اور اپنی تحریر و تقریر سے اصلاح کا کام شروع نہ کرے گا۔ تو ایسے لوگ بھی مواخذہ خداوندی سے نہیں بچ سکتے۔ ان کو بڑی سخت جواب دہی کا سامنا کرنا پڑے گا۔

اب ہم آپ کیا کریں نہ ہم صاحب اختیار ہیں نہ ہمارے پاس عوام کو مخاطب کرنے کیلئے زبان ہے، نہ اخبارات میں اپنے مضامین بھیجنے کیلئے ہمارے پاس قلم ہے یعنی ہم میں اس کی صلاحیت و قابلیت نہیں ہے مگر کچھ تو کرنا ہی پڑے گا۔

لڑکوں کو خلاف شرع وضع قطع اور لباس و پوشاک پہننے سے روکیں اور عورتوں اور لڑکیوں کو تاکید کریں کہ ننگے سر نہ رہیں، بے پردہ باہر نہ نکلیں ان کی اس بے حیائی اور بے پردگی سے تمام اسلامی معاشرہ مجروح ہورہا ہے اور طرح طرح کے اخلاق سوز اور شرافت سوز واقعات رونما ہورہے ہیں، نامحرم مردوں اور لڑکوں سے اختلاط نہ کریں۔ غیر شرعی رسوم و تقریبات میں شریک نہ ہوں، لباس و پوشاک ایسی نہ ہوں جس میں برہنگی یا عریانیت پائی جائے۔

حدیث شریف میں ہے کہ ایسی عورتوں پر اللہ اور اس کے فرشتوں کی ہمیشہ لعنتیں برستی ہیں اور آخرت میں ان کیلئے بڑا دردناک عذاب ہے۔

اپنے خاندان کی عورتوں کو سمجھایئے اور ایسی کتابیں ان کو پڑھنے کو دیجئے جس سے ان کو اسلام کی حقیقت معلوم ہو اور نیک اعمال کی توفیق ہو۔ ایسا ماحول پیدا کیجئے جس میں پاکیزگی اور سادگی ہو۔

اور جن چیزوں کو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا ہے اس سے فوراً بچ جایئے۔

یہ تدبیریں میں آپ کو اور ان سب کو بتا رہا ہوں جو فرداً فرداً اس پر عمل کر سکتے ہیں اور یہی کرنا چاہئے کیونکہ ہم کو اپنے اوپر اختیار ہے' کوئی اور کرے یا نہ کرے' کوئی اور مانے یا نہ مانے' ہاں جن لوگوں پر کچھ اثر ہونے کی امید ہو۔ اپنے عزیز وا قارب ہوں یا دوست واحباب ہوں تو ان سے بھی موقع محل کا اندازہ کر کے نصیحت کے طور پر اپنے خیالات کی اصلاح کی کچھ تدابیر بتا سکتے ہیں لیکن کسی سے بحث ومباحثہ یا مناظرے کی ضرورت نہیں ہے۔

جب یہ کچھ اہتمام ہو جائے تو اب اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیجئے اور ہر وقت اضطراب قلب کے ساتھ دل ہی دل میں مناجات کرتے رہیں۔

حوادثات وسانحات سے پناہ مانگتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ جب تک اس کے بندے توبہ واستغفار کرتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ کا عذاب عام واقع نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے بڑی خصوصیت کے ساتھ اپنی رحمت کا اس طرح اعلان فرمایا ہے کہ جب کبھی ہماری طرف سے حوادثات وسانحات تمہاری زندگی میں پیش آئیں تو تم ہماری عبادت میں مشغول ہو جاؤ اور ان حالات کو ہماری طرف سے سمجھ کر صبر کرو۔ ہم صبر کرنے والوں کے ساتھ ہیں۔

حادثات وسانحات گو بظاہر بہت صبر آشوب اور دل ودماغ کو متزلزل کرنے والے ہوں ان کو منجانب اللہ سمجھ کر صبر کرو اور راضی برضا رہو اور کثرت سے "انا للہ وانا الیہ راجعون" پڑھتے رہو۔ اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور اس کی توجہات کرم تمہارے شامل حال رہیں گی اور جب کبھی ایسے واقعات دیکھو یا سنو۔ اس وقت بھی اسی آیت کا ورد رکھو۔ ان شاء اللہ سکینۂ قلب حاصل ہوگا۔

مستقبل کیلئے وحشت ناک حالات ظاہر ہوتے ہوئے معلوم ہوں اور فتنہ وفساد کا اندیشہ ہو تو کثرت سے "حسبنا اللہ ونعم الوکیل نعم المولی ونعم النصیر" کا ورد رکھو۔

اور اپنی بے بسی اور بے کسی کا جب استحضار ہو تو کثرت سے پڑھو۔

"واجعل لنا من لدنک ولیا واجعل لنا من لدنک نصیرا" (النسآء)

اور اس دعاء: "ربنا لا تجعلنا فتنة للقوم الظالمین ونجنا برحمتک من القوم الکفرین" کا ورد رکھو۔

یہ دعائیں ایسی ہی مظلومیت اور مغلوبیت اور صبر آشوب فتنوں کے وقت کیلئے نازل ہوئی ہیں۔ ان میں بڑی تائید الٰہی اور تاثیر سکینۂ قلب مضمر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امتیوں کیلئے بڑی خصوصیت کے ساتھ یہ بھی اعلان فرمایا ہے کہ جب واقعات حوادثات وسانحات کا اس قدر ہجوم ہو کہ تمہاری قوت برداشت سے باہر ہو۔ کہ تم اس کو اپنی شامت اعمال سمجھ کر ہماری طرف توبہ و استغفار کے ساتھ ندامت قلب سے متوجہ ہو جاؤ' پھر دنیا وآخرت میں تم کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکے گا۔ خواہ وہ کوئی دشمن اسلام ہو یا نفس وشیطان ہو تم کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکے گا۔ یہ دعا خود بھی پڑھتے رہو اور اپنے اہل وعیال کو بھی اس کی تلقین کرتے رہو۔

"ربنا ولا تحملنا مالا طاقة لنا به: واعف عنا واغفرلنا وارحمنا انت مولانا فانصرنا علی القوم الکفرین" (البقرۃ)

آپ اس کے معنی پر غور کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کتنی بڑی شفقت کا اظہار اس آیت میں فرمایا ہے ہم سے مطالبہ ہے کہ مصائب کے وقت اگر ہم صرف زبان ہی سے ان الفاظ کو ادا کرتے رہیں۔ خواہ ہمارے قلوب کتنے ہی پریشان اور غم رسیدہ کیوں نہ ہوں۔ ان شاء اللہ ہم کو سکون اور اطمینان حاصل ہوگا۔ چونکہ اللہ تعالیٰ ہی ہم کو یہ نعمت عطا فرمانا چاہتے ہیں۔ اس لئے ہم کو یہ دعائیں تلقین فرمائی ہیں جس کے منظور ہونے میں کسی شک وشبہ کی گنجائش ہی نہیں۔

بس کثرت سے آپ اس دعا کو پڑھیں ان شاء اللہ اس کے اثرات مرتب ہوں گے۔ جس بندے کو اللہ پاک معاف فرمادیں جس کی مغفرت فرمادیں جس پر رحمت فرمادیں جس کے مولیٰ والی وناصر بن جائیں کیا عالم امکان میں کسی کی مجال ہے کہ پھر اس کی طرف نظر اٹھا کر بھی دیکھ سکے۔ چنانچہ جب بھی مسلمانوں نے ایقان کے ساتھ اس پر عمل کیا ہے تو اس کی برکات کا بھی مشاہدہ کیا۔

یہ خیال نہ آنے پائے کہ میں کیا ہوں' میں ایک گنہگار ہستی ہوں' میں کیا' میری دعائیں کیا' میری تمنائیں کیا۔ یہ بات ضعف ایمان کی بات ہے' سمجھ لو تم اس قادر مطلق کے بندے ہو' اس رحمٰن ورحیم کے بندے ہو اور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امتی ہو' تم کو اجازت دی گئی ہے کہ تم اپنے لئے بھی اللہ تعالیٰ سے رجوع کرو اور اپنے تمام تعلقات والوں کیلئے بھی رجوع کرو اور تمام مومنین ومومنات کیلئے بھی رجوع کرو۔ وہ ایسے ہی قادر مطلق ہیں کہ اپنے ایک عاجز بندہ کی دعا کی برکت سے سارے عالم کائنات میں تغیر فرمادیں اور ان کی کبریائی اور ان کی رحمت واسعہ میں شمہ برابر بھی فرق نہ آئے۔

ان کی طرف رجوع رہو اور پھر ان کی قدرت کا کرشمہ دیکھو اللہ پاک ہم سب کی حالت پر رحم فرمائیں اور ہماری بگڑی بنادیں۔ اگر بندہ یہ راز سمجھ جاتا کہ دعاؤں میں اللہ جل شانہ نے اپنی حکمت کاملہ سے کتنی قوتیں مضمر فرمادی ہیں تو اس کی نظر میں عالم کائنات کی ساری قوتیں ہیچ در ہیچ نظر آتی۔

یہ سن کر بڑا قلق ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جنہوں نے جہاد کے زمانہ میں وظیفے پڑھے۔ ختم کرائے۔ دعائیں پڑھیں اور جو کچھ بھی ان سے بن پڑا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہونے کی تدابیر کیں۔ لیکن جب نتائج ان کی مرضی کے خلاف برآمد ہوئے تو دفعتاً ان کے عقائد میں درہم برہم ہوگئے۔ وہ دعاؤں ہی سے برگشتہ ہوگئے کیونکہ ان کے عقیدے میں وظائف اور دعاؤں کو ضرور بارآور ہونا چاہئے تھا۔ گویا وہ اپنے زعم باطل میں یہ سمجھتے تھے کہ ان کے وظائف و عملیات مشیت الٰہی کا رخ بدل دیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کو متاثر کر کے اپنی حسب دل خواہ صورتحال پیدا کرلیں گے۔ یہ تو صریحاً زندقہ ہے۔ اپنے ایمان کی خیر مانگیں یہ خود ان کیلئے بھی ایک آزمائش تھی جس سے شیطان و نفس نے ان کو بہکا کر اللہ تعالیٰ سے بدگمان اور مایوس کردیا۔

ان کی دعائیں تو کارآمد ہوئیں۔ گو فی الحال وہ اس کا شعور یا احساس نہ کرسکیں۔ لیکن جلد یا دیر میں ان شاء اللہ تعالیٰ اس کا نتیجہ کسی نہ کسی بھلائی کی شکل میں برآمد ہوگا۔ مثلاً جو نقصانات بظاہر ہمیں اس وقت ہوئے ہیں ممکن تھا کہ ہم ان سے کئی گنا زیادہ نقصانات سے دوچار ہوتے لیکن ان ہی دعاؤں اور وظائف کا نتیجہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو ان سے محفوظ رکھا اور اگر ہم سب ان دعاؤں اور وظائف کو جاری رکھیں تو ان شاء اللہ تعالیٰ مستقبل میں بھی مزید آفات و مصائب سے محفوظ رہنے کی پوری امید ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ اپنے نیکوکاروں کا اجر ضائع نہیں فرماتے۔ لیکن یہ گستاخی جو انہوں نے بارگاہ الٰہی میں اپنے زعم باطل کی بنا پر کی ہے ہرگز وہ اس کے مواخذہ سے بچ نہیں سکتے ان کو پھر اپنے ایمان کی تجدید کرنی چاہئے عقیدے درست کرنے چاہئیں۔

دعا کیجئے کہ یا اللہ کوئی ایسا رجل غیب ظاہر فرمادیجئے کہ ہماری اس طوفان زدہ کشتی حیات کو پھر ساحل مراد پر پہنچادے آپ کی رحمتوں مغفرتوں سے ہماری یہ نکبت اور شامت اعمال دور ہوجائے ہم سلامتی اور صراط مستقیم پر آجائیں، ہمارے پاکستان کی سالمیت برقرار رہے تمام پاکستان میں اسلامی حکومت کا قیام ہو اور ہمارا شعور شعائر اسلامی کے ساتھ ترقی پذیر ہو۔ آمین۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی سید المرسلین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

تمت